مسائل الشریعہ
ترجمہ
وسائل الشیعہ
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.
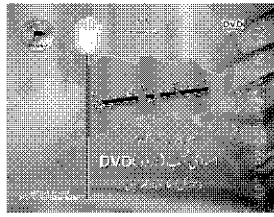
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(جلد اول)

مسائل الشریعہ
ترجمہ
وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب : مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد : اوّل
تالیف : محدث، متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ : فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ : غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:0346-5927378)
طباعت : میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر : مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول : ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ۔ مارچ ۲۰۱۱ء
طبع دوم : شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ۔ جولائی ۲۰۱۲ء
قیمت : ۲۵۰ روپے
تعداد : ۱۰۰۰

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔ فون:051-260155

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان

موبائل:0346-5927378

ای میل:maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین

۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرستِ مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر

کتاب الطھارۃ

﴿آب مطلق کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل چوبیس باب ہیں)

﴿آب مضاف اور آب مستعمل کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل چودہ باب ہیں)

﴿مختلف جوٹھوں کے ابواب کا تذکرہ﴾

(اس سلسلہ میں کل گیارہ باب ہیں)

﴿نواقض و مبطلات وضو کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل انیس (۱۹) ابواب ہیں)

بیت الخلاء جانے کے احکام کے ابواب

(اس سلسلہ میں پورے چالیس باب ہیں)

﴿وضو کے ابواب کا بیان﴾

(اس سلسلہ میں کل ستاون (۵۷) باب ہیں)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر

﴿مسواک کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) باب ہیں)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر

﴿آداب حمام اور نظافت و زینت کے ابواب اور یہ ابواب غسلوں کا مقدمہ ہیں﴾

(اس سلسلہ میں کل ایک سو پندرہ (۱۱۵) باب ہیں)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۴۸۔	کتم (وسمہ) سے خضاب کرنا مستحب ہے	۳۴۷
۴۹۔	وسمہ سے خضاب کرنا مستحب ہے	۳۴۷
۵۰۔	مہندی سے بالوں کا خضاب کرنا (رنگنا) مستحب ہے	۳۴۸
۵۱۔	کتم (وسمہ) اور مہندی ہر دو سے خضاب کرنا مستحب ہے	۳۴۹
۵۲۔	عورت کے لئے زیور اور ہاتھوں کے رنگ کو ترک کرنا مکروہ ہے اگرچہ سن رسیدہ ہو اور شوہر دار بھی نہ ہو	۳۵۰
۵۳۔	دشمن سے مڈ بھیڑ کے وقت اور اپنی عورتوں سے ملاقات کے وقت خضاب کرنا مستحب ہے	۳۵۰
۵۴۔	مرد اور عورت کے لئے سرمہ لگانا مستحب ہے	۳۵۱
۵۵۔	اثمد نامی پتھر کا سرمہ لگانا خصوصاً اس کا وہ سرمہ جس میں مشک نہ ہو مستحب ہے	۳۵۱
۵۶۔	سرمہ کی طاق سلائیاں لگانا مستحب ہیں واجب نہیں ہیں۔	۳۵۲
۵۷۔	رات کو سوتے وقت دائیں آنکھ میں چار اور بائیں میں تین سلائیاں لگانا مستحب ہے	۳۵۲
۵۸۔	سلائی لوہے کی اور سرمہ دانی ہڈی کی بنانا مستحب ہے	۳۵۳
۵۹۔	بالوں کا کاٹنا اور ان کا بالکل صاف کرنا مستحب ہے	۳۵۳
۶۰۔	مرد کے لئے سر منڈوانا مستحب ہے اور بال لمبے کرنا مکروہ ہے	۳۵۴
۶۱۔	سر کے باقی بال چھوڑ کر صرف گدی کے بال کٹوانا مکروہ ہے ویسے پس گردن کے بال کٹوانا مستحب ہے	۳۵۶
۶۲۔	سر کے بال لمبے ہوں تو مانگ نکالنا مستحب ہے	۳۵۶
۶۳۔	ڈاڑھی ہلکی کرانا اسے مدور (گول) کرانا رخساروں سے بال لینا اور ٹھوڑی کے نیچے سے بال کٹوانا مستحب ہے	۳۵۷
۶۴۔	ڈاڑھی پر بہت ہاتھ رکھنا یا اس پر بار بار ہاتھ پھیرنا مکروہ ہے	۳۵۸
۶۵۔	جب ڈاڑھی قبضہ سے بڑھ جائے تو اس زائد مقدار کا کٹوانا مستحب ہے	۳۵۸
۶۶۔	مونچھیں کاٹنا مستحب ہیں۔ اور اس کی حد؟ مونچھیں اور زیر ناف اور بغل کے بال بڑھانا مکروہ ہیں	۳۵۹
۶۷۔	ڈاڑھی منڈوانا جائز نہیں ہے یعنی (حرام ہے) اور اس کا قبضہ بھر رکھوانا مستحب اور سنت ہے	۳۶۰
۶۸۔	ناک کے بال کٹوانا مستحب ہے	۳۶۲
۶۹۔	سر کے بال اگر لمبے ہوں تو ان میں کنگھی پٹی کرنا مستحب ہے	۳۶۲
۷۰۔	کنگھی کرنا مستحب ہے	۳۶۲

﴿جنابت کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل سنتالیس باب ہیں)

☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ کتاب مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ

منجانب احقر مترجم کتاب عفی اللہ عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ الطاہرین

حدیث کا مفہوم

لغوی معنی کے اعتبار سے حدیث وکلام باہم مترادف ہیں اور اصطلاح محدثین میں بنابر مشہور حدیث اس چیز کا نام ہے جس میں معصوم کے قول یا فعل یا تقریر کی حکایت کی جائے۔ محدثین کے نزدیک خبر بھی مجازاً اسی معنی میں استعمال ہوتی ہے بلکہ سنت کو بھی جس کے اصطلاحی معنی قول یا فعل یا تقریر معصوم کے ہیں بعض اوقات حدیث کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (ھدیۃ المحدثین)

حدیث کا شرعی مقام

یہ بات محققین کے نزدیک ہر قسم کے شک وشبہ سے بلند وبالا ہے کہ دین اسلام کے حقائق ومعارف کے جاننے اور اس کے اوامر ونواہی معلوم کرنے کے سب سے بڑے (بلکہ بالفاظ مناسب) صرف دو ہی مدرک ومأخذ ہیں: (۱) قرآن۔ (۲) حدیث۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ مہابط وحی وتنزیل یعنی سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کی احادیث کی طرف رجوع کئے بغیر قرآنی حقائق اور اس کے اسرار ورموز سمجھ میں آ ہی نہیں سکتے۔ ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ﴾ بنابریں یہ کہنے میں ہرگز کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ دین اسلام پر قرآن کے بعد دوسرا درجہ اور مقام حدیث کو ہی حاصل ہے۔ اور اسلامی قانین کا دوسرا سرچشمہ یہی ہے کما لا یخفی علی اولی الافہام۔

فتنہ انکار حدیث

واضح رہے کہ بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والوں میں ایک فرقہ ایسا بھی موجود ہے جو حدیث کا منکر ہے اگرچہ وہ ظاہر تو یہ کرتا ہے کہ وہ صرف ان حدیثوں کا منکر ہے جو قرآن کے خلاف ہوں لیکن اگر اس کے ارباب بست وکشاد کے طرز عمل کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ تلخ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ پورے دفتر حدیث کو ع ایں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ سمجھ کر تمام حدیثوں کا منکر ہے اگرچہ اس فتنہ کا بیج تو اسلام کی سرزمین میں خود بانی اسلام کے آخری لمحات حیات ہی میں کچھ لوگوں نے ﴿حسبنا کتاب اللّٰہ﴾ کہہ کر بو دیا تھا۔ چنانچہ یہ پودا اگا اور مختلف اوقات میں برابر بڑھتا رہا۔ ہاں کبھی کبھی اس پر خزاں بھی آئی جس سے یہ مرجھایا ضرور لیکن

ختم نہیں ہوا۔حتیٰ کہ سر سید کے دور میں خوب بڑھا۔ ملا چکڑالوی کے عہد میں تناور ہوا اور مسٹر پرویز صاحب کے دور میں ثمر آور ہوا۔ اور پھر اس پھل نے اپنے زہریلے اثرات سے اسلامی فضا کو کافی حد تک متاثر و مسموم کیا اور بالخصوص وہ تعلیم یافتہ طبقہ جو چاہتا تھا کہ ''رند کے رند رہیں اور ہاتھ سے جنت بھی نہ جائے،، اس سے خاصا متاثر ہوا۔ الحمد للہ فریقین کے علماء کی شبانہ روز کی محنتوں کے نتیجہ میں اب یہ طلسم ٹوٹ رہا ہے اور فضا خوشگوار ہو رہی ہے سچ ہے کہ للحق دولة و للباطل جولة۔

ضرورت حدیث کے چند مختصر دلائل

یہاں اس مختصر مقدمہ میں اس موضوع پر تفصیلی دلائل و براہین پیش کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے بڑے اختصار کے ساتھ یہاں چند دلائل کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۱) صاحبان علم و عقل جانتے ہیں کہ کسی بھی فن کی کوئی کتاب اس فن کے ماہر معلم کی تعلیم کے بغیر خود بخود اپنے مطالب و معانی بیان نہیں کر سکتی۔ تو جو کتاب (قرآن) دنیا کے تمام علوم و فنون پر مشتمل ہو اور جس میں کائنات کی ہر خشک و تر چیز کا تذکرہ موجود ہو تو وہ بغیر کسی معلم ربانی کی تعلیم کے کس طرح عام لوگوں کی سمجھ میں آ سکتی ہے؟ ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾ تو جن الفاظ و عبارات کے ساتھ وہ قرآن پڑھائیں گے اور اس کی تفسیر بیان فرمائیں گے انہی کا نام حدیث ہے۔

(۲) خداوند عالم نے جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دینی فرائض و وظائف میں سے ایک اہم فریضہ و وظیفہ یہ بیان کیا ہے کہ ﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (الجمعہ) ''وہ لوگوں کو قرآن و حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔،، ایک اور جگہ فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل) ''اے رسول! یہ قرآن ہم نے تم پر نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو کھول کر بتاؤ کہ کیا نازل کیا گیا ہے۔،، اب یہ حقیقت تو کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ لوگوں کو پڑھائی اور سمجھائی وہی چیز جاتی ہے جس کو وہ خود بخود نہ سمجھتے ہوں اور یہ بات بھی نا قابل انکار ہے کہ اصل قرآن اور ہے اور بیان رسولؐ اور۔ مگر یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ قرآن کی تفسیر و تشریح الفاظ و عبارات کے ساتھ کرتے تھے یا ہاتھ پاؤں کے اشارات کے ساتھ؟ یقیناً ہر صحیح الدماغ یہی جواب دے گا کہ الفاظ و عبارات کے ساتھ! تو ہم فرض کریں گے کہ قرآنی تعلیمات کی انہی نبوی تشریحات کا نام ''حدیث،، ہے۔ جس کا کوئی صاحب عقل و ہوش انکار نہیں کر سکتا۔ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ اگر احادیث و اخبار کو شرعی حجت اور سند تسلیم نہ کیا جائے تو دین اسلام کا کوئی اصولی و فروعی، معاشرتی اور اجتماعی مسئلہ معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ درست ہے کہ قرآن مجید ایک بہت ہی عظیم اور جامع و مانع کتاب ہے اور اس میں کائنات علوی و سفلی کی ہر خشک و تر چیز کا تذکرہ موجود ہے مگر ظاہر ہے کہ اس بیان میں اس قدر ایجاز و اختصار اور رمز و کنایہ کو بروئے کار لایا گیا ہے کہ دوسرے مسائل تو در کنار خود اس سے تو نماز کا پنجگانہ ہونا اور اس کی رکعتوں کی تعداد اور زکوٰۃ کی مقدار بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔ لہذا قرآنی حقائق و معارف اور اس کے اوامر و نواہی کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لئے بانی اسلام اور ان کے حقیقی جانشینان کے ارشادات و فرمودات

اوران کے طرزِ عمل کی طرف رجوع کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے" وھذا اوضح من ان یخفی،،

فضیلت حدیث

ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ اسلامی علوم میں علم حدیث کو کیا مقام حاصل ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ علم حدیث بہت ہی عظیم الشان اور جلیل القدر علم ہے اور اس علم میں نجات دارین، اصلاح نشاتین اور فلاح کونین کے سب اسباب وعوامل موجود ہیں۔ چنانچہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

تذاکروا وتلاقوا وتحدثوا فان الحدیث جلاء للقلوب ان القلوب ترین کما یرین السیف۔

یعنی آپس میں ملاقات کرو، علمی مذاکرہ کرو اور حدیثیں بیان کرو کیونکہ حدیث کے بیان کرنے سے دلوں کو جلاء حاصل ہوتی ہے کیونکہ جس طرح تلوار زنگ آلود ہو جاتی ہے اسی طرح دل بھی زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔

(اصول کافی)

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

یا فضیل! ان حدیثنا یحیی القلوب۔

اے فضیل! ہماری حدیثیں دلوں کو زندہ کرتی ہیں۔ (ھدیۃ المحدثین)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث تأخذہ من صادق خیر من الدنیا وما فیھا من ذھب وفضۃ۔

اگر ایک ایسی حدیث جو کسی صادق العقول آدمی سے حاصل کردہ (اجر وثواب کے اعتبار سے) تمام دنیا اور اس کے سونے چاندی سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

مزید برآں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے یہ زیادہ مناسب ہے کہ غواص بحار اخبار آئمہ اطہار حضرت علامہ محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے مقدمہ بحار میں حدیث کے متعلق جن زرین اور پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمایا ہے اپنے قارئین کرام کے سامنے ان کا ترجمہ پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ سرکار موصوف فرماتے ہیں:

(ترجمہ) "مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ میں نے احادیث کو نجات کی ایسی کشتی پایا ہے جو سعادت کے ذخیروں سے لبریز ہے میں نے ان حدیثوں کو علم کے روشن مناروں سے اس طرح مزین پایا کہ جو جہالت کی تاریکیوں سے نجات دلاتے ہیں۔ میں نے ان کے اس طرح کشادہ، روشن اور ان میں رشد وہدایت کے پرچم یوں بلند وبالا دیکھے ہیں کہ جو چلنے والوں کو جادہ رشد وہدایت پر چلنے کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اور میں نے ان راستوں میں داعیان حق کی آوازیں بلند ہوتی سنی ہیں۔ جو ان راہ رووں کو

فوز وفلاح کی طرف بلاتے ہیں۔ میں ان کشادہ روشوں پر چلتے چلتے ایسے تروتازہ اور سرسبز وشاداب باغات تک پہنچ گیا جو رہ علم وفن کے پھولوں اور ہر حکمت ودانائی کے پھلوں سے لدے ہوئے تھے اور میں نے ان منزلوں کو طے کرتے اور ان راہ گزاروں سے گزرتے ہوئے ایسے آباد وشاداب اور ہر شرف ومجد سے معمور راستوں کو دیکھا ہے جو ہر شرف وعظمت تک پہنچاتے ہیں۔ میں نے دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی حکمت ودانائی کی بات دیکھی ہے اس کا خلاصہ اور جوہر احادیث میں موجود پایا ہے اور میں کائنات میں کسی ایسی حقیقت پر مطلع نہیں ہوا کہ جس کی اصل احادیث میں نہ پائی ہو۔،،

یہ اس بزرگ عالم ربانی کی فرمائش ہے۔ جس نے اپنی تمام عمر عزیز اسی دشت کی سیاحی یا اسی بحر بے کنار کی غواصی میں گزاری ہے۔ ''وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ،،۔

کتابت حدیث کی تاکید

ہمارے روحانی حکماء وپیشوا چونکہ جانتے تھے کہ حدیث کے پڑھنے، پڑھانے اور اس کے پھیلانے میں کتنے فوائد وعوائد ہیں اس لئے وہ ہمیشہ اپنے نام لیواؤں کو اس کے پڑھنے پڑھانے اور سب سے بڑھ کر اس کے قلمبند کرنے کی تاکید مزید کیا کرتے تھے۔ چنانچہ

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿القلب یتکل علی الکتابة﴾۔

یعنی دل کتابت وتحریر پر اعتماد کرتا ہے (مطمئن ہوتا ہے)۔ (اصول کافی)

(۲) ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے: ''اکتبوا فانکم لاتحفظون حتی تکتبوا﴾،، یعنی (ہماری حدیثیں لکھ لیا کرو کیونکہ تم جب تک انہیں نہیں لکھو گے زبانی یاد نہیں کر سکو گے۔ (ایضاً)

(۳) جناب زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ﴿احتفظوا بکتبکم فانکم سوف تحتاجون الیها﴾ یعنی اپنی کتابوں کی حفاظت کرو کہ تم عنقریب ان کے محتاج ہو گے۔ (ایضاً)

(۴) مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ﴿اکتب وبث علمك فی اخوانك فان مت فاورث کتبك فانه یاتی علی الناس زمان هرج لا یأنسون الا بکتبهم﴾ یعنی لکھو اور اپنے برادران ایمانی میں اپنا علم پھیلاؤ اور جب مرو تو اپنی اولاد کو کتابوں کا وارث بنا جاؤ۔ کیونکہ لوگوں پر ایک ایسا ہرج مرج کا دور آئے گا۔ (کہ جب علم وعلماء کم ہوں گے اور علماء نما جاہل زیادہ ہوں گے) اس دور میں لوگ انہی لوگوں کی کتابوں سے مانوس ہوں گے اور انہی سے علمی استفادہ کریں گے۔ (ایضاً)

اصحاب آئمہؑ اور ان کے تلامذہ کا حدیث لکھنے کے متعلق اہتمام

یہی وجہ تھی کہ مکتب آل محمدؐ کے لائق و فائق شاگرد اپنے پیشواؤں سے جو کچھ علمی فیض حاصل کرتے تھے اسے بڑی تندہی اور جانکاہی سے قلمبند کر لیتے تھے چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کے دور سے امام زمانہؑ کی غیبت کبریٰ تک آل محمدؐ کے دستر خوان علم کے یہ خوشہ چین دور دور تک احادیث اہل بیتؑ پہنچاتے بھی رہے اور ان کی جمع و تدوین کا فریضہ بھی پوری جانکاہی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ باوجود نامساعد حالات اور گوناں گوں سیاسی و اقتصادی مشکلات کے مکتب اہل بیتؑ برابر ترقی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زرین عہد میں تو اس مکتب کو اتنی وسعت حاصل ہوئی کہ اس کے طالب علموں کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔ جو دنیا کے مختلف اطراف و اکناف سے آکر اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے اس مرکز میں جمع ہو گئے تھے۔ انہی دانش مندوں کی کاوشوں اور مخلصانہ کوششوں سے چار سو رسالے یا مقالے لکھے گئے جو ہمارے علماء و فقہاء کے ہاں "اصول اربعمائۃ" (چار سو اصول) کہلائے۔ اور بعد میں لکھی جانے والی کتب حدیث کا ماخذ و مصدر قرار پائے۔

اولین مجامع حدیثیہ یا کتب اربعہ

انہی چار سو رسالوں کو پیش نظر رکھ کر اور انہی کی تبویب کر کے اور انہی کو ترتیب دے کر ہماری کتب اربعہ مرتب ہوئیں۔ اس اجمال کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ (۱) تیسری صدی ہجری کے آخری نیمہ میں ثقۃ الاسلام الشیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی قدس سرہ، (متوفی ۳۲۸ھ) نے بیس سال کی شبانہ روز کی مسلسل محنت و جانفشانی سے اصول کافی، فروع کافی اور روضہ کافی تالیف فرمائی جو سولہ ہزار ننانوے (16099) حدیثوں کا ذخیرہ ہے جو ہماری کتب احادیث میں سے بہترین کتاب ہے اور تمام اسلامی شعبوں پر حاوی ہے۔ (۲) ان کے بعد رئیس المحدثین الشیخ محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ، (متوفی ۳۸۱ھ) معروف بہ شیخ صدوق نے چوتھی صدی کے وسط میں مزید جستجو اور کاوش و کاہش سے کام لے کر اپنی گرانقدر کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ"، ترقیم فرمائی۔ یہ کتاب مستطاب ۹۵۴۴ (نو ہزار پانچ سو چوالیس) احادیث کا مجموعہ ہے۔ (۳،۴) ان کے بعد شیخ الطائفہ الشیخ محمد بن الحسن الطوسی قدس سرہ القدوسی (متوفی ۴۶۰ھ) نے پانچویں صدی کے نیمہ اولیٰ میں اس علمی ذخیرہ میں دو عظیم الشان کتابیں (۱) "تہذیب الاحکام"، (۲) "الاستبصار فیما اختلف من الاخبار"، لکھ کر گرانقدر اضافہ کیا۔ تہذیب ۱۳۰۹۵ (تیرہ ہزار پچانوے) حدیثوں پر جبکہ استبصار ۵۵۱۱ (پانچ ہزار پانچ سو گیارہ) حدیثوں پر مشتمل ہے انہی عظیم المرتبت کتابوں کو علمی حلقوں میں "کتب اربعہ"، کہا جاتا ہے۔ ان کتابوں کی ترتیب و تالیف سے لے کر صدیوں تک (گیارہویں صدی تک) یہی کتب اربعہ استنباط احکام اور مسائل حلال و حرام کے سلسلہ میں علماء و فقہاء کی توجہ کا مرکز بنی رہی ہیں اور آج بھی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی انشاء اللہ۔

جوامع حدیثیہ اخیرہ الوافی، بحار الانوار، وسائل الشیعہ اور مستدرک الوسائل

البتہ گیارہویں صدی سے لے کر موجودہ پندرہویں صدی تک ہمارے بعض علماء اعلام و محدثین عظام نے اپنی لگاتار مساعی

جمیلہ اور تحقیقات عالیہ سے اس علمی ذخیرہ میں بیش بہا اضافہ کیا۔(۱) چنانچہ محدث جلیل علامہ محمد محسن فیض کاشانی قدس سرہ (متوفی ۱۰۹۱ھ) نے کتب اربعہ کو یکجا کر کے اور ان کی تشریح و توضیح میں گرانقدر تحقیقات کا اضافہ کر کے الوافی تالیف فرمائی جو بڑی عظیم و ضخیم کتاب ہے۔(۲) ان کے بعد محدث متبحر علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی (متوفی ۱۱۰۴ھ) نے اپنی عظیم الشان ضخیم کتاب وسائل الشیعہ تالیف فرمائی جس میں کتب اربعہ کے علاوہ کم و بیش ۲۰۰ (دوسو) کے لگ بھگ کتب معتبرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔(۳) اسی دور میں سرکار علامہ محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے اپنی عظیم کتاب بحار الانوار مرتب فرمائی جو گویا دائرۃ المعارف الاسلامیہ (یا اسلامی انسائیکلو پیڈیا) ہے۔(۴) محدث خبیر جناب الحاج مرزا محمد حسین نوری (متوفی ۱۳۲۰ھ) نے اپنی ضخیم و مفید کتاب مستدرک الوسائل لکھی۔ کتب اربعہ قدیمہ کے بعد یہ کتب اربعہ جدیدہ مشہور اور مستند مانی گئی ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ پہلی کتب اربعہ کے مؤلفین بھی سب "محمد ہیں اور ان پچھلی کتب اربعہ کے مؤلف بھی سب محمد ہیں"، و لا یخفی لطفہ۔

(۱) ان کے علاوہ علامہ مجلسی کے دور میں ان کے معاصر فاضل محدث شیخ عبداللہ بحرینی نے عوالم العلوم لکھی ہے جو بحار الانوار سے بھی زیادہ ضخیم کتاب ہے۔(۲) محدث جلیل سید عبداللہ شبر نے کئی جلدوں میں جامع المعارف والاخبار سپرد قلم کی۔(۳) ان کے بعد جناب مرزا محمد عسکری نے مستدرک البحار لکھی۔(۴) اور ان سب کے آخر میں سرکار آقائے بروجردی (متوفی ۱۳۸۰ھ) نے چند علماء کی ایک کمیٹی بنادی جس نے ان تمام کتابوں کو سامنے رکھ کر ایک ضخیم و عظیم کتاب بنام جامع احادیث الشیعہ لکھنا شروع کی جس کی تاحال پندرہ بیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور ہنوز اس کی تالیف و طباعت کا مقدس سلسلہ شروع ہے۔ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔

انواع و اقسام حدیث

حدیث کی دو قسمیں ہیں: (۱) متواتر۔ (۲) واحد۔ اگر کسی حدیث کو ہر طبقہ میں اس قدر کثیر جماعت نقل کرے جس کا کذب و افتراء پر اتفاق کرنا عادۃً محال ہو تو اسے خبر متواتر کہا جاتا ہے اور جس میں یہ شرائط پورے نہ ہوں وہ خبر واحد کہلاتی ہے (ھدیۃ المحدثین و نہایۃ الدرایہ وغیرہ)

اب اس خبر واحد کی متقدمین کے نزدیک صرف دو قسمیں تھیں: (۱) صحیح اور (۲) غیر صحیح۔ ان کے نزدیک خبر صحیح وہ تھی جس میں کچھ ایسے داخلی و خارجی قرائن موجود ہوں۔ جن کی بنا پر اس حدیث پر اعتماد و اعتبار کیا جا سکے اور جو حدیث ایسے قرائن سے خالی و عاری ہوتی تھی۔ وہ اسے غیر صحیح قرار دیتے تھے۔ (بحوالہ کتب مذکورہ) متقدمین کے پاس بقرب عہد آئمہ کی وجہ سے بکثرت ایسے قرائن موجود تھے۔ مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا یہ قرائن مفقود ہوتے گئے۔ اس لئے متاخرین کو صرف راویان اخبار کے حالات و صفات اور اخلاق و اطوار پر انحصار کرنا پڑا اس لئے اخبار کی صحت و عدم صحت معلوم کرنے کے معیار تبدیل ہو گئے۔ لہذا سید جلیل احمد ابن طاؤس (متوفی ۶۷۳ھ) (جو کہ حضرت علامہ حلی کے استاد ہیں) نے یا بقول بعض علماء خود علامہ حلیؒ نے خبر واحد کے متعدد اقسام قرار دیئے

چنانچہ ان اقسام میں سے بعض اقسام کا تعلق راویان اخبار کے صفات و اطوار سے ہے اور بعض کا متن اخبار سے اور بعض کا ربط راویوں کے مذکور و محذوف ہونے سے ہے نیز ان کے نزدیک صحیح کا میزان و معیار اور ہے۔ ہم یہاں خبر واحد کے صرف ان بعض اہم انواع و اقسام کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق راویان اخبار کے عقائد و اعمال کے ساتھ ہے اور یہ بنابر مشہور پانچ قسمیں ہیں:

(۱) حدیث صحیح

اصطلاح متاخرین میں صحیح حدیث اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کا سلسلہ سند معصوم تک منتہی ہوتا ہو اور ہر طبقہ میں اس کے راوی شیعہ اثنا عشریہ اور عادل ہوں۔

(۲) حدیث حسن

حدیث حسن اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کی سند معصوم تک منتہی ہو۔ اور تمام طبقات میں اس کے راوی شیعہ اثنا عشری ہوں اور ممدوح بھی ہوں مگر ان کی عدالت کی تصریح نہ کی گئی ہو۔

(۳) حدیث قوی

حدیث قوی اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے سلسلہ سند کے تمام راوی شیعہ اثنا عشریہ ہوں مگر ان کی مدح وذم کے بارہ میں کوئی نص موجود نہ ہو۔

(۴) حدیث موثق

حدیث موثق اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کا سلسلہ سند معصوم تک ایسے راویوں کے ذریعہ سے منتہی ہوتا ہو اگرچہ صادق اللہجہ اور قابل وثوق تو ہوں مگر ہوں فاسد العقیدہ (سوائے شیعہ اثنا عشریہ کے باقی تمام فرق اسلام اس میں داخل ہیں)۔

(۵) حدیث ضعیف

اصطلاح متاخرین میں حدیث ضعیف اس حدیث کو کہا جاتا ہے جو ان تمام شرائط سے خالی ہو جو اوپر صحیح و حسن وقوی اور موثق کے بیان میں ذکر کئے گئے ہیں (وله اقسام عديدة وليس ههنا موضع ذكرها كالخبر المقطوع والمرسل والمجهول وغيرها)

ان حقائق کی روشنی میں یہ حقیقت واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ حضرت ثقۃ الاسلام کلینی کی فرمائش اور متاخرین کی تقسیم میں فی الحقیقت کوئی تعارض و اختلاف نہیں ہے بلکہ ارباب منطق کی علمی اصطلاح میں عام و خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر وہ خبر جو عند المتاخرین صحیح ہے وہ عند المتقدمین بھی صحیح ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو خبر عند القدماء صحیح ہو وہ عند المتاخرین بھی صحیح ہی ہو۔ بلکہ متاخرین کے نزدیک کچھ صحیح ہیں کچھ حسن، کچھ موثق اور کچھ ضعیف "ولا مشاحة في الاصطلاح"۔

(از هدية المحدثين ونهاية الدراية)

تعادل وتراجیح

جب کسی وقت احادیث و اخبار منقولہ میں بظاہر تعارض و تضاد پایا جائے تو مقام اعتقاد و عمل میں کیا کرنا چاہیئے؟ کس حدیث کو قبول اور کس کو رد کرنا چاہیئے؟ اس کا معیار و میزان کیا ہے؟ یہ ایک طویل الذیل بحث ہے جس کی تفصیل میں جانے کی یہاں گنجائش نہیں البتہ اس سلسلہ میں جو روایت سب سے زیادہ مفصل اور عند العلماء مقبول و معمول ہے وہ مقبولہ عمر بن حنظلہ ہے جو امام بحق ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ یہ حدیث چونکہ بہت طویل ہے اس لئے ہم اس کے ایک حصے کا خلاصہ یہاں پیش کرتے ہیں فرمایا:

(۱) ان دو روایتوں میں سے جو روایت مشہور عند العلماء ہو اس کو مقدم سمجھا جائے گا۔

(۲) اور اگر دونوں روایتیں شہرت میں مساوی ہوں تو پھر جس کے راوی ثقہ ہوں اسے ترجیح دی جائے گی۔

(۳) اور اگر اس سلسلہ میں بھی دونوں برابر ہوں تو جو روایت کتاب خدا و سنت مصطفیٰ کے مطابق اور مخالفین کے مذہب کے مخالف ہو اس پر عمل درآمد کیا جائے گا۔

(۴) اور اگر دونوں روایتیں مخالفین کے نظریات کے موافق ہوں تو پھر اس روایت پر عمل کیا جائے گا جس کی طرف مخالف حکام اور قضات کا رحجان اور میلان کم ہوگا۔

(۵) اور اگر دونوں روایتوں کی طرف لوگوں کا رحجان و میلان برابر ہو تو توقف کیا جائے گا کیونکہ شبہات کے وقت توقف کرنا ہلاکت میں چھلانگ لگانے سے یقیناً بہتر ہے (اصول کافی، تہذیب الاحکام)۔

اس آخری صورت میں کیا کرنا چاہیئے۔ توقف یا تخییر؟ چونکہ بعض روایات میں تخییر کا حکم وارد ہے یعنی آدمی کو اختیار ہے کہ من باب التسلیم جس روایت پر چاہے عمل کرے اور بعض میں توقف کرنے کا حکم وارد ہے لہٰذا ہمارے موجودہ زمانہ غیبت کبریٰ میں اس کا صحیح مطلب یہ ہوگا کہ فتویٰ دینے میں توقف کیا جائے اور عمل کرنے میں آدمی کو اختیار دیا جائے۔ واللہ العالم۔

وسائل الشیعہ اور اس کے مؤلف کا مقام درنظر علماء اعلام

محدث جلیل و فاضل نبیل حضرت علامہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی اس قدر جلیل القدر عالم ہیں کہ ان کے دور کے علماء سے لے کر موجودہ دور تک تمام علماء کرام ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

(۱) چنانچہ ان کے معاصر فاضل اردبیلی نے اپنی کتاب جامع الرواۃ میں ان القاب کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے۔

﴿الشیخ الامام العلامہ المحقق المدقق جلیل القدر، رفیع المنزلۃ عظیم الشان عالم، فاضل کامل متبحر فی العلوم لا یخفی فضائلہ و مناقبہ مدّ اللہ تعالیٰ عمرہٗ و زاد اللہ فی شرفہ﴾۔

(۲) جناب عالم ربانی شیخ یوسف بحرانی لؤلؤۃ البحرین میں ان کے متعلق لکھتے ہیں: ﴿کان عالماً فاضلاً محدثاً۔

الخ﴾۔

(۳) جناب شیخ اسداللہ شوستری مقابس الانوار میں لکھتے ہیں: ﴿العالم الفاضل الادیب الفقیہ المحدث الکامل الادیب الوجیہ الجامع لمشتات الاخبار و الآثار و المرتب لابوابہ تلک الانوار و الاسرار﴾۔

(۴) فاضل اصفہانی مقباس الہدایہ میں ان کے متعلق لکھتے ہیں: ﴿ھو من اجلۃ المحدثین و محققی الاخباریین الخ﴾۔

(۵) جناب شیخ عباس قمی فوائد رضویہ میں ان کے متعلق لکھتے ہیں: ﴿عالم، فاضل، محقق، مدقق، جامع، کامل، صالح، ورع ثقہ، فقیہ، نبیہ، محدث، حافظ، شاعر، ادیب، اریب، جلیل القدر، عظیم الشان...... الخ﴾

الغرض اگرچہ جناب موصوف کی زیادہ تر شہرت ایک محدث جلیل کی حیثیت سے ہے مگر جیسا کہ سابقہ بیانات سے ظاہر ہے وہ ایک جامع العلوم شخصیت کے حامل و مالک تھے۔ یہ جبل عامل (لبنان) کے حر نامی اس جلیل القدر خاندان کے چشم و چراغ ہیں جس سے بیسیوں علماء و فضلاء پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت ۸ رجب المرجب شب جمعہ ۱۰۳۳ھ میں بمقام مشغرہ ہوئی جو کہ جبل عامل کا ایک دیہات ہے اور اکیسویں ماہ رمضان المبارک ۱۱۰۴ھ میں بمقام مشہد مقدس ایران میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ اپنے دور کے جید علماء سے علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی سو وسائل الشیعہ کے علاوہ مختلف موضوعات پر بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان و حشرہ مع الائمۃ الطاہرین علیہم السلام اور جہاں تک ان کی تالیف منیف وسائل الشیعہ کا تعلق ہے جس کی تالیف و ترتیب میں انہوں نے قریباً بیس سال صرف فرمائے۔ وہ جس وقت لکھی گئی اس وقت سے لے کر آج تک برابر استنباط احکام کے سلسلہ میں علماء و فقہاء کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی ہے اور ان کی آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہے۔ اس میں مؤلف علام نے کتب اربعہ کے علاوہ تمام مستند مدارک و مصادر سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے اکثر و بیشتر فرامین کو جمع کر دیا ہے جو اسلامی فقہ کے تمام اصولوں کے متعلق ہیں۔ علاوہ بریں اس کی ترتیب و تبویب بڑی عمدہ اور دلکش ہے۔ علماء اعلام کا بیان ہے کہ استنباط احکام کے سلسلہ میں ایک مجتہد کے لئے جس قدر تتبع و تفحص ضروری ہے اگر کوئی فقیہ اب وسائل الشیعہ کے ساتھ ساتھ مستدرک الوسائل کو بھی پیش نظر رکھ لے تو اس کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

الغرض قطع نظر ان بعض علمی و فنی خامیوں کے جو لازمہ بشریت عامہ ہیں (الا من عصمہ اللہ) بحیثیت مجموعی یہ بہترین کتاب ہے۔

وسائل الشیعہ کے شروح و حواشی

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے یہ کتاب مستطاب اپنی تالیف سے لے کر آج تک برابر علماء و فضلاء کی توجہات کا مرکز بنی

ہوئی ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف علماء کرام نے اس کی شروح لکھیں اس پر حواشی لکھے یا کسی اور زاویہ نگاہ سے ان پر کام کیا چنانچہ (۱) سب سے پہلے تو خود مؤلف علام نے اس کی شرح بنام تحریر وسائل الشیعہ لکھنا شروع کی جس کی ایک جلد ملتی ہے۔ (۲) شیخ محمد بن شیخ علی معاصر محدث بحرانی نے اس کی شرح کی۔ (۳) شیخ محمد رضی قزوینی نے بھی شرح لکھی۔ (۴) شیخ محمد سلیمان مقابی نے بنام جامع الاحکام شرح لکھی۔ (۵) السید ابو محمد حسن بن علامہ ہادی نے شرح لکھی۔ (۶) صاحب جواہر کے نواسے شیخ عبدالصاحب نے وسائل الشیعہ کے باتقدم وباتاخر کی تشریح میں کتاب الاشارات لکھی۔ (۷) جناب محدث نوری نے مستدرک الوسائل لکھی یہ بھی وسائل پر بڑا کام ہے۔ (۸) حضرت آیۃ اللہ الخوئی نے وسائل پر تحقیقی کام کیا ہے۔ (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ)۔ (۹) پہلے وسائل کئی بار طویل وعریض تقطیع کلاں پر تین جلدوں میں چھپتی رہی ہے مگر ماضی قریب میں داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان اور مکتبہ اسلامیہ یا کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران کی جانب سے بڑی جاذب توجہ اور دیدہ زیب کتابت وطباعت کے ساتھ بیس جلدوں میں شائع ہوئی ہے (اور یہی اس وقت ہمارے پیش نظر ہے) اس پر آقائے شیخ عبدالرحیم الربانی الشیرازی نے تحقیقی حواشی لکھ کر خاصا کام کیا ہے۔ (۱۰) اور آج میں بھی حسب مقدرت واستطاعت اس کتاب جلیل پر کام کر رہا ہوں۔ اور نہ صرف اس کتاب جلیل کا مطلب خیز ترجمہ بلکہ اس کے ساتھ حسب ضرورت جابجا مفید حواشی اور محققانہ تشریحات وتوضیحات بھی قوم وملت کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ (والحمد للہ)

عربی وفارسی کتب علمیہ کے تراجم کی ضرورت

یہ مسئلہ کہ آیا علمی کتابوں کے ترجمے ہونے چاہئیں یا نہ؟ یہ مسئلہ مدت سے ارباب علم ودانش میں قدرے اختلافی رہا ہے۔ علامہ سید غلام حسنین کنتوری نے اپنی کتاب الحجۃ الاسلام، ج ۲ میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ بہرحال آج بڑی ردوقدح کے بعد جس امر پر محققین کی رائے مستقر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ہرچند کہ تراجم میں بعض ضرررساں پہلو بھی ہیں مگر مجموعی طور پر ان کی افادیت کا پلہ بھاری ہے یہی وجہ ہے کہ آج تمام متمدن قومیں اپنے بزرگوں کی علمی کتابوں کے دھڑا دھڑ ترجمے شائع کر کے ابناء وطن کو ان سے استفادہ کرنے کے مواقع فراہم کر رہی ہیں۔ خود ہمارے برادران اسلامی اپنی صحاح ستہ، اپنی تفسیروں، تاریخوں اور سیرت وغیرہ کی علمی کتابوں کے تراجم کر کے ملک وقوم کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ مگر ہماری قوم کی اکثریت صرف زبانی، کلامی ہاؤ ہو اور نعرہ بازی میں لگی ہوئی ہے اور کوئی خاص قابل ذکر علمی کام نہیں ہو رہا۔ لہٰذا ضرورت اور سخت ضرورت اس بات کی ہے کہ مرحوم اور زندہ علماء اعلام کے ان علمی کارناموں کو جو دوسری زبانوں میں ہیں ان کے تراجم اپنی قومی زبان (اردو) میں کر کے قوم کے سامنے رکھے جائیں اور ان کو براہ راست ان صاف وشفاف چشموں سے سیراب ہونے کا زریں موقع فراہم کیا جائے تا کہ ﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾۔

موجودہ ترجمہ کے محرکات

مدت سے آرزو تھی کہ اپنی کتب اربعہ وغیرہ کے تراجم کئے جائیں مگر ہمیشہ کچھ اپنی روایتی عدیم الفرصتی کچھ علمی و مالی بے مائیگی اور کچھ قوم کی بے ذوقی اس راہ میں سنگ گراں اور اس عظیم مقصد کے حصول میں مانع رہی ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر جزائے خیر عطا فرمائے ادیب اعظم جناب مولانا سید ظفر حسن صاحب امروہوی مرحوم کو جنہوں نے اپنی پیرانہ سالی میں اصول و فروع کافی کا ترجمہ کرکے قوم پر احسان عظیم فرمایا۔ شکر اللہ سعیہ۔ مگر ہنوز اس بات کی ضرورت باقی ہے کہ اور کتب حدیثیہ کے تراجم بھی شائع کئے جائیں۔ اسے حسن اتفاق کہیے کہ حسب سابق اس سال بھی جب میں کوئٹہ میں عشرہ ثانی پڑھنے گیا تو وہاں ایک بزرگ سیاسی و مذہبی شخصیت سے ملاقات ہوئی جو مذہبی عہدوں کے علاوہ سینیٹر مسلم لیگ ایم این اے اور مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے وسائل الشیعہ کے ترجمہ پر بہت زور دیا۔ اور علمی میدان میں اپنی قوم کی زبوں حالی کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جن دنوں وہ قومی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے اور وہاں کبھی کسی علمی اور اختلافی مسئلہ پر بحث چھڑ جاتی تھی تو جہاں دوسرے مکاتب فکر صحاح ستہ لے کر اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کے تراجم ہمراہ لاتے تھے تو ہمارے پاس سب سے بڑی کتاب توضیح المسائل مترجم اردو ہوتی تھی جس سے سر ندامت جھک جاتا تھا۔ بہرحال انہوں نے اس ترجمہ کی اردو زبان میں اشاعت و طباعت کے تمام اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔ میں نے ہر چند کہ اپنی عدیم الفرصتی کا عذر پیش کیا مگر وہاں کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ میں نے استخارہ کرنے کو کہا مگر ادھر سے "در کار خیر حاجت، ہیچ استخارہ نیست،، مقولہ پیش کرکے اسے بھی مسترد کر دیا گیا۔ اب میرے لئے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن والا معاملہ تھا ادھر اپنے دیرینہ خواب کی تعبیر بھی سامنے نظر آ رہی تھی (جس کی وجہ سے خوشی بھی تھی) ادھر تدریس و تالیف اور سب سے بڑھ کر مجالس کی وجہ سے واقعی عدیم الفرصت بھی تھا پھر کام بھی خاصا طویل (بیس جلدوں کا ترجمہ جبکہ کوئی جلد بھی پانچ سو صفحات سے کم کی نہیں بلکہ بعض جلدیں چھ سو سے بھی زائد صفحات پر مشتمل ہیں) قصہ کوتاہ ان کے مخلصانہ اصرار کے سامنے میرا انکار زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا اور اقرار کرنے ہی میں سلامتی نظر آئی۔ لہٰذا توکل بر خدا وعدہ کر لیا اور متحدہ عرب امارات کے تبلیغی دورہ سے واپسی کے بعد حسب الامر حکم ربیع الاول ۱۴۱۱ھ بمطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ متوکلاً علی اللہ کام شروع کر دیا ہے۔ "السعی منی والاتمام من اللہ"۔

درین دریائے بے پایاں درین طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریها و مرسٰها

نوٹ: اس کتاب کی تکمیل کے بعد کتاب "الشافی" کا ترجمہ کرنے اور اس کے بعد زمانہ حال کے تقاضوں کے مطابق ایک مفصل تفسیر قرآن لکھنے کا پروگرام بھی ہے۔ قارئین کرام سے اس عظیم پروگرام کی تکمیل کے لئے خصوصی دعاؤں کی استدعا کی جاتی ہے کہ مالک حقیقی حوادث روزگار سے محفوظ رکھے اور اس عظیم دینی منصوبہ کی تکمیل کی توفیق و رفیق ارزانی فرمائے بجاہ النبی وآلہ۔ بفضلہ تعالیٰ وسائل الشیعہ کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ تفسیر کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ وفقنا اللہ لاتمام۔

(مقدمہ وسائل الشیعہ منجانب مؤلف علام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی فطر العقول علی معرفتہ ووھبہا العلم بوجوب وجودہ و واحدانیتہ وتنزھہ عن النقص وکمالہ وحکمۃ، الذی عامل عبادہ بالفضل العمیم فلم یرض لھم المقام علی الجھل الوخیم، بل ارسل الیھم رسلاً یعلمونھم دینہ القویم ویھدونھم الی الحق والی طریق مستقیم، فاوضح بذالک القصد والمحجہ، لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ. واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الدال علی طریق الھدایۃ بھا ابان من براھین النبوۃ والولایۃ، وسھل من مسالک الروایۃ والدرایۃ.

واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ، ارسلہ رافۃ ورحمۃ، واتم علینا بہ النعمتہ وکشف عنا بہ کل غمۃ، واکمل لہ الدین وایدہ علی المعاندین، صلی اللہ علیہ وآلہ الھادین المھتدین، صلاۃ دائمۃ الی یوم الدین اما بعد.

خدائے غنی کی رحمت کا محتاج محمد بن الحسن الحر العاملی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی کہتا ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تمام انسانی صفات سے اشرف وافضل اور اعظم واکمل صفت علم ہے کیونکہ یہ علم ہی ہے جو جہالت و نادانی کی تاریکیوں میں رہبری و راہنمائی کرتا ہے اور ضلالت و گمراہی کی لہروں سے بندہ کو آزاد کراتا ہے۔ یہ علم ہی ہے جس کے طالبعلم کے پاؤں کے نیچے ملائکہ ابرار کے مقدس پر بچھائے جاتے ہیں۔ اور جس کے لئے پرندے ہواؤں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں استغفار کرتی ہیں۔ یہ علم ہی ہے کہ جس کے حامل (عالم) کی عبادت دیگر عبادت گزاروں کی عبادت سے اور جس کے قلم کی سیاہی شہداء کے خون سے بروز محشر افضل و برتر ہوگی پھر یہ حقیقت بھی لاریب ہے کہ عند التحقیق تمام علوم وفنون سے اشرف و اوثق اور اعلیٰ علم الحدیث ہے۔ بلکہ ایک دقیق نگاہ رکھنے والا اہل علم و محقق اکثر بلکہ تمام علوم کا اسی علم سے استفادہ کر سکتا ہے لہٰذا یہ علم اس قابل ہے کہ عمر عزیز و نفیس اس کی تحصیل و تکمیل میں صرف کی جائے بھلا یہ علم کیونکر ایسا نہ ہو؟ جبکہ یہ ان ہستیوں سے ماخوذ ہے جو وجوب اطاعت و اتباع کے ساتھ مخصوص ہیں جو بالنص والاجماع علم کے تمام انواع واقسام کے جامع اور ان پر حاوی ہیں جو ہر قسم کی خطا و خطل (غلطی) سے معصوم و محفوظ اور ہر قسم کے خلل و زلل سے منزہ و مبرا ہیں۔ مبارکبادی کے لائق ہے وہ شخص جو اپنے قیمتی اوقات اور اپنے ایام وساعات اس علم کی تحصیل و تکمیل میں صرف کرتا ہے۔ اور اس کی خاطر (بیداری کی) تکلیفیں اٹھاتا ہے اور اپنا آرام دہ بستر لپیٹ کے رکھ دیتا ہے۔

اور اپنی سعی و کوشش کا منہ اس کی طرف موڑ دیتا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اس سے منہ موڑ لیتا ہے اپنے تمام مطالب

ومقاصد میں اسی علم کو اپنا عماد بناتا ہے اور اسی پر کلی اعتماد کرتا ہے اور اسی کی طلب وتحقیق اور تلاش وجستجو میں اپنی تمام عمر عزیز صرف کر دیتا ہے پس وہ اپنے دل ودماغ کو اس علم کے عجیب وغریب باغات کی سیر وتفریح کراتا ہے۔ اور اس کے حوضوں کے خوشگوار اور شیریں پانی سے اپنی (علمی) پیاس بجھاتا ہے۔ اور اپنے دین وایمان کے سلسلہ میں مضبوط ترین اسباب سے تمسک کرتا ہے۔ اور معصومین کے اقوال کو مضبوطی سے پکڑ کر ہر قسم کی خطا ولغزش اور ہر قسم کے شک وشبہ سے اپنے تئیں محفوظ کرتا ہے۔

بسا اوقات میں اپنی فکر ونظر اور اپنے قلم سے مطالبہ کرتا تھا اور اپنے اسب عزم وہمت کو مہمیز کرتا تھا کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو اصل مقصد تک پہنچانے کی ضامن اور گوہر علم وعمل کی دستیابی کے لئے کافی ہو۔ جو مسائل شرعیہ کی ان احادیث اور احکام فرعیہ کے ان شرعی نصوص پر مشتمل ہو جو کتب معتبرہ میں مروی ہیں اور ان کی صحت ووثاقت پر ہمارے علماء کرام نے نصوص صریحہ کے ساتھ مہر تصدیق ثبت کی ہے تاکہ یہ کتاب بوقت ضرورت میرے اپنے لئے مسائل شرعیہ میں جائے پناہ ثابت ہو اور شیعوں میں سے جو راہ راست پر چلنا چاہے اس کے لئے مرجع قرار پائے تاکہ اس طرح میں ہر اس شخص کے ساتھ اس کے ثواب میں شریک ہو جاؤں جو اس کتاب کے انوار سے کسب نور کرے اس کے اعلام (جھنڈوں) سے راہ راست پائے اور اس کے آفتاب وماہتاب کی ضیا پاشیوں سے روشنی حاصل کرے بھلا اس دائمی ثواب سے بڑھ کر کونسا قیمتی خزانہ ہوگا جس کا موجب وباعث (یعنی یہ کتاب) صبح قیامت کے طلوع ہونے تک قائم ودائم رہے گا انشاء اللہ۔

جو شخص بھی حدیث کی (مروجہ) کتابوں کا مطالعہ کرے گا اور ان میں درج شدہ حدیثوں پر اور ان کے مؤلفین کے کلام پر آگاہی حاصل کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ وہ کس قدر تطویل، بعید ترین، تاویل، مشکلات تحصیل اور تشتت وپراگندگی اخبار، اختلاف اختیار اور کثرت تکرار کا شکار ہیں؟ اور ہر ناظر خبیر دیکھے گا کہ وہ کتابیں جو فقہ کے موضوع پر لکھی گئی ہیں وہ ان حدیثوں پر مشتمل ہیں جن میں سرے سے کوئی فقہی حکم ہے ہی نہیں۔ اور وہ مسائل شرعیہ کی بہت سی حدیثوں سے خالی ہیں۔ اگرچہ مجموعی طور پر یہ کتابیں صاحبان عقل وخرد کے لئے کافی ہیں شک وشبہ کی نافی ہیں۔ صاحبان فہم وفراست کے اہم مقاصد کو پورا کرنے کے لئے وافی اور اہم احکام کی تحقیق کے لئے شافی ہیں۔ ان حالات وکوائف میں میری حالت یہ تھی کہ جب بھی اپنے اس مقصد سے میرا بے پناہ عشق اور میری بے پایاں محبت اس کام کے کرنے پر آمادہ کرتی اور میں اس کام کے شروع کرنے کا ارادہ کرتا مگر ساتھ ہی پر خطر راہ کے عظیم مشکلات ومصائب کے بارے میں بھی سوچتا تو بڑھتے ہوئے قدم اس ارادہ کی راہ میں حائل خطرات کا تصور کر کے رک جاتے۔ مگر دل ودماغ کی گہرائیوں میں علم کی تہذیب (چھانٹی کانٹی کرنے) اور عمل کی تسہیل کا جو جذبہ جاگزین تھا اس کے دواعی ومحرکات برابر میرے اسپ عزم کو مہمیز کرتے رہتے اسی اندرونی کشمکش میں کچھ عرصہ گزر گیا یہاں تک کہ میں نے کئی بار خدائے بزرگ وبرتر سے استخارہ کیا جو ہر بار ٹھیک آیا۔ اس اثنا میں مجھے جناب امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد یاد آیا کہ ﴿اذا ھبت شیئا فقع فیہ فان شدۃ توقیہ اعظم من الوقوع فیہ﴾ کہ جب کسی چیز کا ڈر ہو تو اس میں چھلانگ لگا دو کیونکہ اس چیز سے ڈر کر اس سے بچنے کی تدبیریں کرنا اس میں کود پڑنے سے زیادہ سخت ہے۔

نیز آنجناب کا یہ فرمان بھی یاد آیا کہ (قرنت الهيبة بالخيبة والحياء بالحرمان) خوف و ڈر اور جھجک ناکامی و نامرادی، شرم و حیا اور محرومی و ناشادی لازم و ملزوم ہیں۔ اور مجھے یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ میرا یہ خیال جو مجھے اس اہم دینی کام سے باز رکھ رہا ہے کہیں وسوسہ شیطانی نہ ہو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس اہم کام میں میرے اور میرے ایمانی بھائیوں کے لئے کس قدر عظیم نفع و فائدہ ہے؟ چنانچہ میں نے (عزیمت بالجزم کر کے) اس کام کو شروع کر دیا یعنی کتاب لکھنی شروع کر دی۔ اپنی اولاد کے لئے اور ہر اس شخص کے لئے جو میرے بعد اس سے رہبری و رہنمائی حاصل کرنا چاہے گا۔ اور اس کام کی تکمیل میں پوری پوری جدوجہد کی۔ اس کی تصحیح و تہذیب اور اس سے استفادہ کو آسان بنانے، اس کی تبویب و ترتیب کو محکم و متقن کرنے میں اپنی فکر و نظر کی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں۔ چنانچہ میں نے ان احادیث و اخبار کے قیمتی جواہر کو ان کے معدن سے چنا۔ جہاں جہاں سے ان گرانمایہ نصوص کے دستیاب ہونے کی توقع تھی وہاں سے ان کو حاصل کیا۔ پھر ان گرانقدر اور آبدار موتیوں کو ایک لڑی میں پرویا۔ ان متفرق فوائد کو یکجا کیا۔ حتی الامکان ہر ہر مسئلہ کے لئے علیحدہ باب مقرر کیا۔ پھر اس موضوع کے متعلقہ احادیث کا تتبع و تفحص کیا۔ خواہ اس حکم کا تعلق ضروری و بدیہی مسائل سے تھا یا نظری و فکری احکام سے! ہاں البتہ میں نے ان مسائل ضروریہ اور آداب شرعیہ پر وارد شدہ تمام احادیث کا استقصا و احصا نہیں کیا۔ البتہ اس موضوع کی بعض متعلقہ مرویہ (معتبرہ) احادیث کے درج کرنے پر اکتفا کیا ہے کیونکہ ضروری و نظری چیزیں ناظرین کے اختلاف نظر سے بدلتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ایک چیز ایک گروہ کے نزدیک ضروری ہوتی ہے اور وہی دوسرے گروہ کے نزدیک نظری ہوتی ہے۔

محض اس نیک مقصد کے پیش نظر کہ ہر اس چیز میں جس میں کسی قسم کی غلطی اور لغزش کا خوف و خطر ہے اس میں صاحبان عصمت و طہارت کی طرف رجوع کیا جائے اور تمام مطالب مہمہ میں انہی کے کلام حق ترجمان پر عمل کیا جائے۔ میں نے ان احادیث کو نظر انداز کر دیا ہے جو شرعی احکام پر مشتمل نہیں ہیں۔ اسی طرح ان اخبار و آثار کو بھی ترک کر دیا ہے جو ان ذوات قدسیہ سے منقول شدہ طویل و عریض دعاؤں، زیارتوں اور خطبوں پر مشتمل ہیں۔ ہاں البتہ فروع فقہیہ، احکام مرویہ، سنن شرعیہ اور آداب دینیہ وغیرہ کا پورا پورا استقصاء و احصا کیا ہے۔ اگرچہ میں اس سلسلہ میں امامیہ کی فقہی کتابوں کے عام دائرے سے قدرے ہٹ بھی گیا ہوں۔ مگر چونکہ مقصد صرف یہ ہے کہ معصومین کی حدیثوں کی حفاظت و حراست کی جائے اور مختلفین نے متعلقہ اور متفرق فوائد کو یکجا کیا جائے اور تمام دینی اور دنیوی امور میں صرف انہی معصومین علیہم السلام کی طرف رجوع کیا جائے نہ کہ اور لوگوں کی طرف۔ یہ جب کچھ برداشت کیا ہے اور میں نے اپنی اس کتاب میں صرف ان مشہور اور قابل اعتماد کتابوں سے حدیثیں نقل کی ہیں جن پر شیعہ عمل کرتے ہیں اور عند الضرورت جن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کتاب میں میری روش اور طریقہ کار یہ ہے کہ سب سے پہلے تو میں اس بزرگ کا نام لکھتا ہوں جس کی کتاب سے میں نے حدیثیں نقل کی ہیں البتہ مختلف طرق اور کتب اسناد کے متعلقہ امور کا تذکرہ کتاب کے آخر میں (فوائد کے ضمن میں) کیا ہے تاکہ طوالت سے بچتے ہوئے صرف یہ اشارہ کیا جائے کہ یہ اخبار و آثار ان کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ یہ کاروائی میں نے شیخ صدوقؒ اور شیخ طوسیؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کی ہے۔ ان دونوں بزرگواروں کی کتابوں سے جو کچھ کسی باب میں نقل کیا ہے اس کی

اسانید کو بھی آخر کتاب میں ذکر کیا ہے اس سلسلے میں حدیثوں کی جمع آوری کرتے ہوئے میں نے صرف کتب اربعہ پر اکتفا نہیں کیا۔ اگرچہ دوسری کتابوں کی نسبت یہ چار کتابیں علماء میں زیادہ مشہور ہیں۔ کیونکہ ان کے علاوہ بھی بہت سی قابل اعتماد کتابیں موجود ہیں جو جلیل القدر اور ثقہ علماء کی لکھی ہوئی ہیں جو اپنے مؤلفین تک اس تواتر سے پہنچتی ہیں کہ علماء میں کوئی اختلاف ہے اور نہ ہی فضلاء کو کوئی شک وشبہ ہے۔ جہاں بھی میں کتب اربعہ سے ہٹ کر کسی کتاب سے کوئی حدیث نقل کرتا ہوں تو اس کتاب کا باقاعدہ نام لیتا ہوں اگرچہ حق یہ ہے کہ اس سلسلے میں کتب اربعہ اور دوسری کتب معتبرہ میں کوئی فرق نہیں ہے اور مذکورہ بالا صراحت کی ضرورت بھی نہیں مجھے [illegible]

[illegible] کے بعد مؤلف علام نے قواعد استدلال کو کام میں لاتے ہوئے اس احسن طریقہ پر اپنی کتاب وسائل الشیعہ کا تعارف کرایا ہے کہ اس میں احادیث کی ان بڑی بڑی کتابوں کا نام بڑے عمدہ پیرایہ اور اچھوتے طریقے سے آ گیا ہے جن سے اس کتاب میں حدیثیں لی گئی ہیں۔ ان عبارتوں کا اصلی حسن تو عربی عبارت میں ہی آ سکتا ہے مگر ہم "گندم اگر بہم نرسد بھس غنیمت است" کے طور پر ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ [illegible]

[illegible] تم اس کتاب کو لازم پکڑو کہ جو کافی ہے اس شخص کی تہذیب کے لئے جس کے پاس فقیہ نہ ہو۔ استبصار و معرفت کے محاسن اور خوبیوں کے ساتھ ہے اور جو شافی ہے اہل توحید کے شرائع کے علل واسقام سے احتجاج کی دوا کے ساتھ جبکہ اس کا اسناد قرب ہے آئمہ اطہار کی طرف اور جو چاہنے والا ہے بھائیوں کو بلاغت کے راستہ پر ثواب الاعمال کے عوض بیان غایات اور مدینۃ العلم کی مجالس ومحافل اور اخبار کے عیون اور چشموں کے منابع اور گناہوں کی طرف اور جو ہدایت و راہنمائی کرتی ہے اشرف و اعلیٰ خصائل کی طرف کمال دین اور اہل بصائر و ابصار کے سامنے سے کشف غمہ (تاریکی کو دور کرنے والے) مصباح و چراغ کے ساتھ۔ جو (صاحب بصر و بصیرت) اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اس پر اپنے اصحاب کے ایک گروہ کے اشتباہات و تسامحات واضح ہو جائیں گے جو اس سے اس سلسلہ میں ہوئے ہیں۔ جیسے یہ کہ اس نے بہت سی حدیثوں کے متعلق یہ حکم صادر کر دیا کہ وہ ضعیف ہیں حالانکہ وہی حدیثیں بعض دوسرے ایسے طرق واسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں جو خود اس کے نزدیک صحیح ہیں یا اس گروہ نے بہت سے مسائل کے متعلق یہ دعویٰ کیا کہ ان کے متعلق کوئی نص موجود نہیں ہے جبکہ ان کے متعلق نصوص صریحہ موجود ہیں۔ یا اس نے بعض مسائل کی دلیل صرف ایک حدیث یا معدودے چند حدیثوں کو قرار دیا جبکہ در اصل ان مسائل کے متعلق نصوص کثیرہ موجود ہیں۔ نیز میں نے جمع اخبار کے سلسلہ میں صرف انہی وجوہ کا تذکرہ کیا ہے جو قریب الی الذہن ہیں اور انہی تشریحات کو اختیار کیا ہے جو صحت و حق سے انکار و آثار کا ثمرہ و نتیجہ ہیں نادر باتوں میں طوالت و کثرت سے دامن بچاتے ہوئے تلخیص و اختصار کا دامن بھی نہیں چھوڑا ہے اور اس کتاب کا نام "تفصیل وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ" رکھا ہے اور میں اپنے خدائے بزرگ و برتر سے ثواب جزیل کی امید رکھتا ہوں اور اس بات کی بھی توقع کرتا ہوں کہ وہ اسے میرے لئے سب سے بڑا ذخیرہ یوم حساب قرار دے گا۔ [illegible]

اب میں ملک معبود سے اعانت طلب کرتے ہوئے اور واجب الوجود و مفیض کرم وجود سے توفیق خیر کی مدد مانگتے ہوئے اصل مطلوب و مقصود کو شروع کرتا ہوں۔

اور یہ ہے کتاب کے مطالب و مقاصد کی اجمالی فہرست۔

ابواب مقدمہ عبادات، کتاب الطھارہ، کتاب الصلاۃ، کتاب الزکوۃ، کتاب الخمس، کتاب الصیام، کتاب الاعتکاف، کتاب الحج، کتاب الجهاد، کتاب الامر بالمعروف و النهی عن المنکر، کتاب التجارۃ، کتاب الرهن، کتاب الحجر، کتاب الضمان، کتاب الصلح، کتاب الشرکۃ، کتاب المضاربۃ، کتاب المزارعہ و المساقات، کتاب الودیعۃ، کتاب العاریۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب الوکالۃ، کتاب الوقوف والصدقات، کتاب السکنی والحبس، کتاب الهبات، کتاب السبق والرمایۃ، کتاب الوصایا، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الخلع والمبارات، کتاب الظهار، کتاب الایلا والکفارات، کتاب اللعان، کتاب العتق، کتاب التدبیر والمکاتبۃ، والاستیلاد، کتاب الاقرار، کتاب الجعالۃ، کتاب الایمان، کتاب النذر و العهد، کتاب الصید والذبائح، کتاب الاطعمۃ والاشربۃ، کتاب الغصب، کتاب الشفعۃ، کتاب احیاء الموات، کتاب اللقطۃ، کتاب الفرائض و المواریث، کتاب القضاۃ، کتاب الشهادات، کتاب الحدود، کتاب القصاص، کتاب الدیات، خاتمۃ الکتاب، واللہ الموفق للصواب۔

لو اب ہم خدا سے ہدایت و تسہیل کی دعا و استدعا کرتے ہوئے تفصیل میں داخل ہوتے ہیں۔

ابواب مقدمۂ عبادات

(اس سلسلہ میں کل اکتیس (۳۱) باب ہیں)

باب ۱

عبادات پنجگانہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد کے وجوب کا بیان ہے

(اس باب میں کل انتالیس (۳۹) حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو قلمزد کرکے باقی اٹھائیس حدیثوں کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اسلام کا سنگ بنیاد پانچ چیزوں پر رکھا گیا ہے یعنی نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ولایت (اہل بیت) پر۔ کافی میں اس حدیث کا یہ تتمہ بھی موجود ہے کہ "جس قدر ولایت کی منادی کرائی گئی ہے اتنی اور کسی چیز کی نہیں کرائی گئی یعنی جس قدر ولایت کی تاکید کی گئی ہے اتنی کسی اور چیز کی نہیں کی گئی۔ (کافی)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ولایت۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ان میں سے کون سی چیز سب سے افضل ہے۔ فرمایا: ولایت! کیونکہ یہ سب کی کلید ہے۔ اور جو والی (امام) ہوتا ہے وہ ان سب کا رہبر و راہنما ہوتا ہے۔ عرض کیا اس کے بعد کون سی چیز ہے فرمایا: نماز۔ اس کے بعد کیا؟ فرمایا زکوٰۃ۔ کیونکہ خدائے حکیم نے نماز کا تذکرہ پہلے کیا ہے اور زکوٰۃ کو اس کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے پھر عرض کیا اس کے بعد کون سی چیز ہے؟ فرمایا حج۔ عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا روزہ۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: (اے سلیمان!) کیا میں تمہیں اسلام کی اصل و فرع اور اس کی بلند چوٹی کی خبر نہ دوں میں نے عرض کیا۔ ہاں ضرور۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! فرمایا اسلام کی اصل نماز ہے اور فرع زکوٰۃ اور اس کی بلند چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا۔ اگر چاہو تو تمہیں ہر قسم کی خیر و خوبی کا دروازہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں ارشاد فرمائیں! فرمایا روزہ جہنم کی ڈھال ہے[1]۔ (الفقیہ)

۴۔ عمرو بن حریث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں (بغرض اصلاح) اپنا

---

[1] اس حدیث کا تتمہ یہ ہے کہ امامؑ نے فرمایا: صدقہ دینا اور یاد خدا میں رات کو جاگنا خطا و عصیان کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ (الفقیہ) (احقر مترجم)

دین وایمان آپ کی خدمت میں بیان نہ کروں؟ فرمایا ہاں کرو! میں نے عرض کیا میرا دین وایمان یہ ہے کہ خدا واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے رسول برحق ہیں، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا، حج کرنا اور حضرت امیرالمومنین اور ان کی اولاد میں سے (گیارہ) آئمہ طاہرین سے محبت کرنا واجب ہے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اے عمرو! یہی میرا اور میرے آباء واجداد کا دین ہے۔ (الکافی)

۵۔ ابن عزرمی اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اسلام کی بنیادیں تین ہیں نماز، زکوٰۃ اور ولایت ان میں سے کوئی ایک بھی دوسرے کے بغیر نہ صحیح ہے اور نہ ہی قابل قبول۔ (ایضاً)

۶۔ ابان بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خداوند عالم نے جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرات نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام کی شریعتیں عطا فرمائیں (یعنی توحید واخلاص، شریکوں کی نفی، فطری دین، رہبانیت کی ممانعت، طیبات کی حلت اور خبائث کی حرمت وغیرہ) پھر ان پر نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور جہاد کرنا فرض کیا۔ مزید برآں وضو مقرر کیا۔ مال غنیمت اور فئے ان کے لئے حلال اور زمین کو ان کے لئے جائے سجدہ اور پاک وپاک کنندہ قرار دیا اور ان کو جزیہ لینے، مشرکوں کو قید کرنے اور پھر فدیہ لے کر آزاد کرنے کا حق دیا (اور ان کو تمام سفید وسیاہ انسانوں بلکہ تمام جن وانس اور تمام جہانوں کی طرف مبعوث فرمایا) (ایضاً)

۷۔ عجلان بن ابی صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایمان کے حدود وقیود سے آگاہ فرمائیں۔ فرمایا خدا کی وحدانیت، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے لائے ہیں اس کا اقرار کرنا، پنجگانہ نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، حج بیت اللہ کرنا اور ہمارے دوست سے دوستی اور ہمارے دشمن سے دشمنی کرنا اور صادقین کے ساتھ ہونا (یہ ہیں ایمان کے حدود وقیود)۔ (ایضاً)

۸۔ ابن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبصیر کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کرتے ہوئے سنا کہ اللہ کا وہ کون سا دین ہے جو اس نے اپنے بندوں پر اس طرح فرض کیا ہے کہ وہ اس کے نہ جاننے میں کسی طرح بھی معذور نہیں ہیں اور اس کے سوا وہ کسی اور دین کو قبول بھی نہیں کرتا؟ امامؑ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، استطاعت ہو تو حج بجا لانا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور ولایت (اہل بیتؑ) کا قائل ہونا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ سفیان بن سمط جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے اسلام وایمان کا فرق پوچھا۔ فرمایا: اسلام وہی ظاہر ہے جس پر عام لوگ ہیں یعنی توحید ورسالت کی

گواہی دینا اور قیامت پر عقیدہ رکھنا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا یہ ہے اسلام[1]۔

۱۰۔ محمد بن سالم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا دین اسلام کی عمارت کا سنگ بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے۔ خدا کی توحید، پیغمبر اسلام کی بندگی اور رسالت کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج ادا کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ (ایضاً)

۱۱۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (خدا ہمارے ان شیعوں کی برکت سے جو نماز پڑھتے ہیں ان (نام نہاد) شیعوں سے عذاب دور کرتا ہے جو نماز نہیں پڑھتے) اور اگر تمام شیعہ کہلانے والے ترک نماز پر اتفاق کر لیتے تو سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ (اور خدا ان شیعوں کی وجہ سے جو زکوٰۃ دیتے ہیں ان سے عذاب ٹال دیتا ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے) اور اگر وہ سب کے سب زکوٰۃ نہ دینے پر اتفاق کر لیتے تو سب تباہ ہو جاتے (اور خدا ان شیعوں کے باعث جو حج کرتے ہیں ان کو عذاب سے بچالیتا ہے جو حج ادا نہیں کرتے) اور اگر سب کے سب ترک حج پر مجتمع ہو جاتے تو سب ہلاک و برباد ہو جاتے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا مجھے ان فرائض سے آگاہ فرمائیں جو خداوند عالم نے بندوں پر فرض کئے ہیں؟ فرمایا خدا کی وحدانیت اور پیغمبر اسلام کی رسالت کی گواہی دینا، نماز پنجگانہ پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج بیت اللہ کرنا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور ولایت (اہل بیتؑ) کا اقرار کرنا، پس جو شخص ان فرائض کو بجالائے، راست روی سے کام لے (خوشنودی خدا کی خاطر) گناہ نہ کرے اور ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کرے وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ (الفقیہ والخصال، المحاسن للبرقی)

۱۳۔ نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے عید الفطر کے دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: الحمد اللہ الذی خلق السموات والارض پھر حاضرین سے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو ان باتوں میں جو اس نے تم پر فرض کی ہیں اور جن کی ادائیگی کا تمہیں حکم دیا ہے جیسے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔ (الفقیہ)

۱۴۔ شہزادہ عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنا دین و عقیدہ آپ کی خدمت میں پیش کروں! فرمایا ہاں اے ابوالقاسم ضرور پیش کرو۔ میں نے عرض کیا کہ

---

[1] اور اس کے ساتھ ساتھ معرفت آل محمد علیہم السلام حاصل کرنا اسے ایمان کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان مذکورہ بالا امور کا اقرار تو کرے مگر اس معرفت سے محروم ہو تو مسلمان تو ہوگا مگر گمراہ سمجھا جائے گا اہل ایمان متصور نہ ہوگا۔ (کافی) (احقر مترجم)

میں کہتا ہوں کہ خدا واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ (عقائد حقہ)[1]

۱۵۔ اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان کے نام مکتوب میں لکھا کہ خدا نے تم پر جو فرائض فرض کئے ہیں وہ اس کی کسی احتیاج وضرورت کی بنا پر نہیں بلکہ اس کی رحمت ورأفت کی بنا پر ہیں تا کہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔۔۔ پس اس نے تم پر حج وعمرہ ادا کرنا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا، اور ولایت (کا اقرار کرنا) فرض قرار دیا ہے۔ (علل الشرائع، الآمالی، رجال کشی)

۱۶۔ جناب زینب عالیہؑ بیان کرتی ہیں کہ جناب خاتون قیامت سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبہ (لمیہ) میں (فلسفہ ایمان واحکام بیان کرتے ہوئے) فرمایا خدا نے ایمان لانے کو شرک سے پاک کرنے، نماز کو تکبر سے نجات دلانے، زکوٰۃ کو رزق میں اضافہ کرنے، روزہ کو اخلاص کو ثابت و پختہ کرنے، حج کو دین کے محکم کرنے، جہاد کو اسلام کی عزت وشوکت بڑھانے اور امر بالمعروف کو عوام کو فائدہ پہنچانے کے لئے واجب ولازم قرار دیا ہے۔ (الفقیہ، والعلل)

۱۷۔ انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل امینؑ میرے پاس آئے اور کہا یا احمدؐ! اسلام کے دس حصے ہیں۔ نامراد ہے وہ شخص جس کا ان میں سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ (اور وہ یہ ہیں) پہلا اقرار توحید جو کہ کلمہ ہے دوسرا نماز جو کہ پاکیزگی ہے تیسرا زکوٰۃ جو کہ فطرت ہے چوتھا روزہ جو کہ ڈھال ہے پانچواں حج جو کہ شریعت ہے۔ چھٹا جہاد جو کہ عزت ہے۔ ساتواں اچھے کاموں کا حکم دینا جو کہ وفا ہے۔ آٹھوں برے کاموں سے روکنا جو کہ حجت ہے نواں جماعت جو کہ الفت ہے۔ دسواں اطاعت جو کہ عصمت اور گناہ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ (علل الشرائع)[2]

۱۸۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اسلام کا سنگ بنیاد پانچ چیزوں پر رکھا گیا ہے یعنی نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، حج کرنے، ماہ رمضان کا روزہ رکھنے، اور ہم اہل بیتؑ کی ولایت کا اقرار کرنے پر۔ خدائے حکیم نے پہلی چار چیزوں میں تو رخصت دی ہے مگر ولایت میں کوئی رخصت نہیں دی۔ چنانچہ جس کے پاس مال نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے نیز جس کے پاس مال نہ ہو تو اس پر حج بھی نہیں ہے۔ جو بیمار ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا اس پر کھڑا ہونا واجب نہیں ہے اسی طرح اس

---

[1] (یہ مکمل حدیث جو عقائد حقہ پر مشتمل ہے معہ ترجمہ وتشریح اصول الشریعہ میں مذکور ہے وہاں رجوع کیا جائے) (احقر مترجم عفی عنہ) (عقائد حقہ بیان کرنے کے بعد کہا) اور میں کہتا ہوں کہ ولایت (اہل بیتؑ) کے بعد یہ امور فرض ہیں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اے ابوالقاسم! بخدا یہی وہ دین ہے جو خدا نے اپنے بندوں کے لئے منتخب کیا ہے اس پر ثابت قدم رہو۔ خدا تمہیں دنیا وآخرت میں ثابت قدم رکھے۔ (الآمالی، صفات الشیعہ، کتاب التوحید، اکمال الدین)

[2] علل میں اس حدیث کا ایک مفید تتمہ بھی ہے جسے مؤلف علام نے نقل نہیں کیا۔ جو یوں ہے فرمایا اس دین کی مثال ایک درخت کی مانند ہے اس کا تنا تو ہے ایمان، اس کی جڑ ہے نماز، پانی ہے زکوٰۃ، شاخ ہے روزہ، پتے ہے حسن خلق، اور حرام سے بچنا ہے اس درخت کا پھل جس طرح درخت بغیر پھل کے مکمل نہیں ہوتا اسی طرح حرام سے اجتناب کئے بغیر ایمان بھی مکمل نہیں ہوتا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

پر ماہ رمضان کا روزہ رکھنا واجب نہیں مگر ولایت اہل بیتؑ ہر شخص پر ہر حال میں لازم ہے تندرست ہو یا بیمار، مالدار ہو یا غریب و نادار۔ (خصال شیخ صدوقؒ)

۱۹۔ ابوامامہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ایہا الناس! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے پس اپنے پروردگار کی عبادت کرو، نماز پنجگانہ ادا کرو، ماہ مبارک کے روزے رکھو، اپنے رب کے گھر کا حج کرو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو۔ اس سے تمہارے نفوس پاک و پاکیزہ ہو جائیں گے اور اپنے اولوالامر (آئمہ ہدیٰ) کی اطاعت کرو۔ اس طرح تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہونے کے حقدار بن جاؤ گے۔ (ایضاً)

۲۰۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: وہ شریعت محمدیہ جو سہل و آسان ہے یہ ہے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا، امام برحق کی اطاعت کرنا، اور برادر مومن کے حقوق ادا کرنا۔ (ایضاً)

۲۱۔ اسماعیل بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا: بخدا خدائے مہربان نے اپنے بندوں کو ان کی قوت و طاقت سے کم تکلیف دی ہے چنانچہ اس نے شب و روز میں صرف پانچ نمازیں، ہر ہزار درہم میں صرف پچیس درہم، پورے سال میں صرف تیس روزے اور پوری زندگی میں صرف ایک حج واجب قرار دیا ہے جبکہ بندے اس سے زیادہ کی طاقت و قدرت رکھتے تھے۔ (ایضاً)

۲۲۔ ابن ابی نجران روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ہمارے شیعوں سے دشمنی کرتا ہے وہ ہم سے دشمنی کرتا ہے پھر فرمایا ہمارے شیعہ وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، حج بیت اللہ کرتے ہیں، ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ اور ہم اہل بیتؑ سے محبت کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتے ہیں۔ یہ ہیں حقیقی ایماندار، پرہیزگار، امانتدار جو ان کی بات رد کرتا ہے گویا خدا کی بات رد کرتا ہے۔ اور جو ان پر طعن و تشنیع کرتا ہے گویا وہ خدا پر طعن و طنز کرتا ہے۔ (صفات الشیعہ)

۲۳۔ ابراہیم بن عمر یمانی مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں افضل ترین وسیلہ، خدا و رسول پر ایمان لانا ہے اس کی راہ میں جہاد کرنا اور کلمہ اخلاص کہنا ہے جو کہ فطرت ہے، نماز پڑھنا جو کہ ملت ہے زکوٰۃ دینا جو کہ اللہ کے فرائض میں سے ہے۔ ماہ رمضان کا روزہ رکھنا جو کہ اس کے عذاب سے بچنے کی ڈھال ہے حج بیت اللہ ادا کرنا جو کہ فقر کو دور کرنے اور بخشش گناہ کا ذریعہ[1] ہے۔ (الفقیہ والعلل)

---

[1] اس سے کوئی کوتاہ اندیش شخص یہ نتیجہ اخذ نہ کرے کہ وسیلہ بس یہی ہے بلکہ وسیلہ کا دوسرا اور حقیقی مفہوم یعنی حاجات کی بر آری اور دنیا و آخرت کے مقاصد کی آبیاری نیز گناہ و عصیان کی بخشش کے لئے خالق دو جہان کی بارگاہ میں اس کی برگزیدہ ہستیوں کا واسطہ دے کر دعا و پکار کرنا۔ قرآن و سنت کی نصوص محکمہ سے ثابت ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی چیز کا اثبات اس کے غیر کی نفی نہیں کرتا۔ جیسا کہ خود "افضل ترین وسیلہ"، کے الفاظ سے واضح ہے کہ وسیلے اور بھی ہیں اس مضمون کی مزید تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات میری کتاب اصول الشریعہ کا مطالعہ کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۴۔ مجالس حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباؤ واجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: عمارت اسلام کا سنگ بنیاد پانچ چیزوں پر رکھا گیا ہے دو شہادتوں پر اور دو ساتھیوں پر۔ عرض کیا گیا کہ ہم دو شہادتوں کو تو جانتے ہیں کہ وہ (توحید و رسالت کی شہادتیں ہیں) مگر یہ دو ساتھی کون ہیں؟ فرمایا نماز و زکوٰۃ کیونکہ یہ ایک دوسرے کے بغیر قبول نہیں ہوتے اور روزہ رکھنے پر، صاحب استطاعت کے لئے حج بیت اللہ بجالانے پر، اور ان سب کا خاتمہ ولایت (اہل بیتؑ) پر کیا ہے۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۲۵۔ زریق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ معرفت اہل بیتؑ یا معرفت اصول عقائد کے بعد سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا معرفت کے بعد کوئی چیز اس نماز (پنجگانہ) کے برابر نہیں ہے۔ اور معرفت و نماز کے بعد کوئی شے زکوٰۃ کے برابر نہیں ہے۔ اور اس کے بعد روزے کے برابر کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے بعد حج کے برابر کوئی شئ نہیں ہے اور ان سب امور کی ابتداء اور ان سب کا اختتام ہماری معرفت پر ہے۔ اس کے بعد برادران ایمانی کے ساتھ نیکی کرنے اور درہم و دینار خرچ کر کے ان سے ہمدردی ظاہر کرنے کی مانند کوئی چیز نہیں ہے پھر فرمایا میری نظر میں تو تونگری حاصل کرنے اور فقر و فاقہ کو دور کرنے کے لئے مسلسل حج ادا کرنے سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ایک نماز فریضہ خدا کے نزدیک ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ مقبولہ و مبرورہ کے برابر ہے اور ایک حج سونے کا ایک بھرا ہوا مکان راہ خدا میں خرچ کرنے سے بہتر ہے بلکہ اگر تمام دنیا سونے چاندی سے لبریز ہو جائے اور اسے راہ خدا میں لٹا دیا جائے تو اس سے ایک حج افضل ہے اور ایسے ایک ہزار حج سے ایک نماز افضل ہے (صرف برابر ہی نہیں ہے جل الخالق؟) پھر فرمایا اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے کہ کسی مسلمان آدمی کی مطلب براری کرنا اور اس کے رنج کو دور کر کے اسے خوش کرنا حج و طواف سے افضل ہے حتیٰ کہ دس انگلیوں پر گرہ لگائی (یعنی دس بار اس بات کی تکرار فرمائی یا یہ مطلب ہے کہ یہ کام دس بار حج و طواف کرنے سے بہتر و برتر ہے) (امالی شیخ صدوقؒ)

۲۶۔ جناب سید مرتضیٰ باسناد خود حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ واحد خدا نے اپنی کتاب (قرآن) میں جو فرائض مقرر کئے ہیں وہ اسلام کے ستون ہیں اور یہ کل پانچ ستون ہیں اور انہی فرائض پر اسلامی عمارت کی بنیاد رکھی گئی ہے اور ان فرائض پنجگانہ ہی سے ہر ایک فریضہ کے لئے ایسے چار چار حدود و قیود مقرر کئے ہیں کہ کسی بھی شخص کے لئے ان کے نہ جاننے کی گنجائش نہیں ہے اور وہ پانچ ستون یہ ہیں اول نماز، دوم زکوٰۃ، سوم روزہ، چہارم حج، اور پنجم ولایت اور یہ سب سے آخری فریضہ ہے اور تمام فرائض و سنن کی محافظ ہے ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾۔ (رسالہ المحکم و المتشابہ)

۲۷۔ جناب شیخ احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود معاذ بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے اس دین کے متعلق سوال کیا جس کے سوا خدا اپنے بندوں سے کوئی دین قبول نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی شخص اس کے نہ جاننے میں معذور ہے۔ فرمایا شہادتِ توحید و رسالت، نماز پنجگانہ کی ادائیگی، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، غسل جنابت کرنا، حج بیت اللہ بجالانا اور جو کچھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منجانب اللہ لائے ہیں اس سب کا اقرار کرنا اور آل محمدؐ میں سے آئمہ حق کی اقتداء و اتباع کرنا ہے۔ (محاسن برقیؒ)

۲۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا دس چیزیں ایسی ہیں جو شخص ان کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا: (۱) اقرار توحید۔ (۲) اقرار رسالت۔ (۳) آنحضرتؐ جو کچھ منجانب اللہ لائے ہیں اس کا اقرار۔ (۴) نماز قائم کرنا۔ (۵) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۶) ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ (۷) حج بیت اللہ بجالانا۔ (۸) اولیاء اللہ سے تولا۔ (۹) دشمنان خدا سے بیزاری اختیار کرنا۔ (۱۰) ہر نشہ آور چیز سے پرہیز کرنا۔ (امالی وثواب الاعمال صدوق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بکثرت احادیث وارد ہوئے ہیں جو حد تواتر سے بھی متجاوز ہیں۔ البتہ جس قدر یہاں درج کردی گئی ہیں وہ کافی ہیں انشاء اللہ۔ مزید برآں اس قسم کی کچھ احادیث تکبیر جنازہ باب ۵ حدیث نمبر ۵، اور کیفیت وضوء، (حدیث نمبر ۲۵ و ۲۶) وغیرہ مقامات پر درج کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲

اس بات کا اثبات کہ ضروریات دین کے انکار کرنے سے آدمی کافر و مرتد ہو جاتا ہے

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی اٹھارہ حدیثوں کا ترجمہ پیش خدمت ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

فائدہ: مخفی نہ رہے کہ ضروریات دین ان امور کو کہا جاتا ہے جن کے جزو دین ہونے پر تمام علمائے اسلام کا باوجود اپنے بیسیوں اختلافات کے اتفاق ہو جیسے نماز پنجگانہ کا واجب ہونا یا اس کی رکعتوں کا سترہ ہونا یا ماہ رمضان کے روزوں کا واجب ہونا وغیرہ وغیرہ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر وہ چیز (جیسے عقیدہ حسن، عمل صالح، یا خلق حسن وغیرہ) جس کا لازمی نتیجہ اقرار و تسلیم ہو وہ ایمان میں داخل ہے۔ اور ہر وہ چیز (جیسے عقیدہ بد، عمل بد یا خلق بد) جس کا انجام انکار ہو وہ کفر میں داخل ہے۔ (اصول کافی)

۲۔ داؤد بن کثیر رقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقرر کردہ سنتیں بھی خدائے تعالیٰ کے فرائض کی مانند ہیں؟ فرمایا: نہ۔ خداوند عالم نے کچھ فرائض اپنے بندوں پر اس طرح واجب و لازم قرار دیئے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی فریضہ کو ترک کردے اور بوجہ انکار اس پر عمل درآمد نہ کرے تو وہ کافر

ہو جاتا ہے۔ اور جن چیزوں کا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے اگرچہ وہ سب کی سب اچھی ہیں (مگر ان پر عمل نہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا) پس جو شخص مقام عمل میں اللہ تعالیٰ کے اوامر و احکام میں سے بعض کو ترک کر دے (مگر انکار نہ کرے) تو وہ کافر نہیں ہے اگرچہ وہ فضل و فضیلت کا تارک ہے اور اس کی خیر و خوبی میں نقص ہے (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کفر کی قدامت اور اس کی برائی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کفر شرک سے زیادہ قدیم ہے اور برائی میں بھی اس سے بڑا ہے پس جو شخص خدا کی رضا پر اپنی رضا کو اور خدا کے حکم پر شیطان کے حکم کو ترجیح دے اور خدا کی فرمانبرداری کا انکار کر کے گناہان کبیرہ پر ڈٹا رہے وہ کافر ہے اور جو شخص اہل ایمان کے دین کو چھوڑ کر اپنے (اختراعی) دین کو اختیار کرے وہ مشرک ہے۔ (ایضاً والمحاسن)

۴۔ نیز زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں شرک کی نسبت کفر کی قدامت اور ابلیس کے کفر کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا پس جو شخص خدا پر جرات و جسارت کرے، اس کی اطاعت گزاری کا انکار کرے اور گناہان کبیرہ پر اصرار کرے وہ کافر ہے۔ یعنی خدا اور اس کے احکام کو خفیف جاننے کی وجہ سے کافر ہے۔ (اصول کافی)

۵۔ حمران بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند عالم کے اس ارشاد کا مطلب کیا ہے؟ ﴿اِنَّا ھَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا﴾ (ہم نے انسان کو سیدھا راستہ دکھا دیا ہے اب اس کی مرضی کہ بندہ شاکر بنے یا بندہ کافر) فرمایا شاکر سے عمل کرنے والا اور کافر سے ترک عمل کرنے والا مراد ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں جو ترک عمل کو کفر کہا گیا ہے۔ تو یہ صرف اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ یہ ترک عمل بوجہ انکار کے ہو اور پھر یہاں کفر کے معنی اور ہیں وہ ارتداد کے معنی میں نہیں ہے (کیونکہ ہر ترک عمل اصطلاحی کفر نہیں ہے) ﴿وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُہٗ﴾ (کہ جو شخص ایمان کا انکار کرے گا اس کا عمل رائیگاں ہو جائے گا)۔

۶۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب دریافت کیا: ﴿وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُہٗ﴾ (کہ جو شخص ایمان کا انکار کرے گا اس کا عمل رائیگان جائے گا) فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل کو ترک کرے جس کے برحق ہونے کا اقرار کر چکا ہے (یعنی گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرے اور گناہ کو گناہ بھی نہ سمجھے) جیسے جان بوجھ کر بغیر کسی بے ہوشی یا بیماری یا کسی ضروری کام کے نماز نہ پڑھے (تو بوجہ استخفاف و انکار کافر سمجھا جائے گا)۔ (ایضاً والمحاسن)

۷۔ جناب زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اگر بندے جہالت اور لاعلمی کے

وقت توقف کرتے اور ٹھہر جاتے مگر انکار نہ کرتے تو کافر نہ بنتے۔[1] (ایضاً)

۸۔ ابو عمرو زبیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن مجید میں کفر پانچ معنوں میں استعمال ہوا ہے (۱) کفر انکاری (خدا کی ہستی کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ کوئی خالق و مالک نہیں ہے)۔ (۲) خدا کی معرفت کا انکار (یعنی کوئی منکر یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی ذات برحق ہے پھر بھی اس کا انکار کر دے اور اسے برحق نہ مانے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ﴾ (ان لوگوں نے زبانوں سے ان کا انکار کر دیا حالانکہ ان کے نفسوں کو ان کے برحق ہونے کا یقین تھا)۔ (۳) خدا کے اوامر و احکام کے ترک کرنے کا کفر۔ جیسے ارشاد قدرت ہے: ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ (کیا تم بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا کفر و انکار کرتے ہو) یہاں خدائے حکیم نے ان لوگوں کو اپنے حکم کے ترک کرنے پر کافر کہا ہے اور ان کو ایمان کی طرف بھی نسبت دی ہے مگر خدا اس ناقص ایمان کو نہ قبول کرے گا اور نہ ہی وہ ان لوگوں کو خدا کی بارگاہ میں کوئی فائدہ دے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ﴾ (جو ایسا کرے گا وہ دنیا میں رسوا ہوگا اور بروز قیامت سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (۴) کفر برائتی (کہ بروز محشر جھوٹے پیشوا اپنے پیروکاروں سے اور پیروکار اپنے غلط پیروں سے نہ صرف انکار کریں گے بلکہ ایک دوسرے پر لعنت بھی کریں گے۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ قیامت کے دن تم میں سے بعض بعض کا انکار کریں گے اور بعض بعض پر لعنت کریں گے) (۵) کفر نعمتی۔ یہ کفر شکر کے بالمقابل ہے چنانچہ ارشاد قدرت ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ (اگر شکر کرو گے تو میں نعمتوں میں اور اضافہ کروں گا اور اگر کفر و کفران کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے)۔[2] (اصول کافی)

۹۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے اور (بلا توبہ) مر جائے تو آیا وہ اس سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اس کا عذاب و عقاب مشرکوں کی طرح (دائمی) ہوگا یا کچھ خاص مدت تک کے لئے ہوگا جس کے بعد ختم ہو جائے گا؟ (جیسا کہ عام گنہگار مسلمان کا ہوتا ہے؟) فرمایا اگر تو اس گنہگار نے جس وہ گناہ کیا تو اسے جائز و حلال سمجھ کر کیا تھا تو یہ روش اسے اسلام سے خارج کر دے گی۔ اور اسے

۱۔ معلوم ہوا کہ لاعلمی کی وجہ سے کسی شرعی حکم کا انکار کرنا کفر ہے "اعاذنا اللہ منہ"۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ اس حدیث شریف سے یہ امر واضح و عیاں ہو جاتا ہے کہ ہر جگہ لفظ کفر اصطلاحی و حقیقی معنوں میں کفر نہیں ہوتا جو ارتداد کے مترادف ہے اور جس کفر حقیقی پر کفار والے احکام لاگو ہوتے ہیں بلکہ کفر کی کئی ایسی قسمیں بھی ہیں جو اسلام کے ساتھ جمع ہو سکتی ہیں اس سے ان روایات کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے جن میں بعض گناہوں کا ارتکاب کرنے پر لفظ کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔ فتدبر و تشکر (احقر مترجم عفی عنہ)

سخت ترین اور (دائمی) عذاب کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس نے گناہ کو گناہ اور فعل حرام سمجھ کر تا اور اپنے آپ کو گنہگار جان کر وہ گناہ کیا ہے اور پھر (بلا توبہ) اسی حال میں مر گیا تو پھر اس کی یہ روش اسے ایمان کے دائرہ سے تو خارج کر دے گی (مگر اسلام کے دائرہ سے خارج نہیں کرے گی) اور اس کا عذاب پہلے شخص سے کمتر (اور غیر دائمی) ہوگا۔ (ایضاً)

۱۰۔ عمر بن حنظلہ (اپنی طویل مقبولہ روایت میں) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ہمارے دو آدمیوں کے درمیان قرضہ یا میراث یا کسی اور لین دین کے متعلق باہمی تنازعہ ہو جائے تو وہ کیا کریں؟ فرمایا وہ دونوں تم میں ایسے شخص کو تلاش کریں جو ہماری احادیث کا راوی و ناقل ہو ہمارے حلال و حرام پر نظر رکھتا ہو اور ہمارے احکام (حلال و حرام) کی معرفت رکھتا ہو پس وہ اسے حکم تسلیم کر لیں کیونکہ میں ایسے شخص کو (عمومی طور پر) تم پر حاکم مقرر کرتا ہوں پس جب وہ حاکم ہمارے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کا وہ فیصلہ قبول نہ کیا جائے تو ایسا کرنے والے نے اللہ کے حکم کو خفیف سمجھا ہے اور ہمارے فرمان کو رد کیا ہے اور ہم پر رد کرنے والا کافر ہے۔ اور (در اصل) خدا کا حکم رد کرنے والا ہے۔ اور خدا پر رد کرنے والا بمنزلہ مشرک کے ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابو الصلاح کنانی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آیا جو شخص گواہی دے کہ خدا واحد لاشریک ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کے رسول برحق ہیں وہ مومن سمجھا جائے گا؟ آنجناب نے یہ سن کر فرمایا: پھر خدا کے فرائض کہاں جائیں گے؟ فرمایا (اگر اعمال صالحہ کی بجا آوری ایمان میں داخل نہیں ہے) تو پھر کیا وجہ ہے کہ جو شخص فرائض کا انکار کرتا ہے وہ کافر قرار پاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ محمد بن سالم امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت دی تو اس وقت آنحضرتؐ پر حدود و محرمات کے اجراء اور وراثت کی تقسیم کرنے کے احکام نازل فرمائے اور ان کو ان گناہوں سے (تفصیلاً) آگاہ فرمایا۔ جن کے ارتکاب کرنے والے پر اس نے آتش جہنم واجب قرار دی ہے چنانچہ قاتل کے بارے میں نازل فرمایا: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾۔ ظاہر ہے کہ خدا مومن پر لعنت نہیں کرتا چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا﴾۔ یتیموں کا مال کھانے والوں کے بارے میں نازل فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۗ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾۔ کم تولنے والوں کے متعلق نازل فرمایا: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾۔ اور کسی شخص کو اس وقت تک ویل (جہنم کی ایک وادی کا نام ہے) کا مستوجب نہیں قرار دیتا جب تک اسے کافر نہیں کہتا چنانچہ فرماتا ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾۔ وعدہ شکنی کرنے والوں کے

بارے میں نازل فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ﴾۔ خلاق کے معنی حصہ کے ہیں تو جس شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا وہ جنت میں کس طرح داخل ہوگا؟ اور مدینہ پہنچنے کے بعد زانی اور زانیہ کے متعلق نازل فرمایا: ﴿اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ﴾۔ پس خدا نے زانی مرد اور زانیہ عورت کو مومن نہیں کہا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس میں اہل علم کو کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے کہ "جب زانی زنا کرتا ہے تو اس وقت مومن نہیں ہوتا کیونکہ جب وہ ایسا کرتا ہے تو لباس ایمان اس سے اس طرح اتار لیا جاتا ہے جس طرح قمیص اتاری جاتی ہے۔ نیز مدینہ میں پاکدامن عورتوں پر تہمت زنا لگانے والوں کے بارے میں نازل فرمایا: ﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا ......﴾۔ بنابریں جو شخص اس تہمت پر قائم رہے (اور توبہ نہ کرے) اسے خدا نے مومن کے نام سے یاد نہیں کیا۔ فرماتا ہے: ﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ﴾۔ بلکہ اسے منافق کہا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾۔ اور اسے ملعون قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ﴾۔ (ایضاً)

۱۳۔ شیخ حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا پانچ چیزوں کی وجہ سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے جو باہم مشابہ اور مشہور ہیں (۱) کفر۔ (۲) شرک۔ (۳) ضلالت۔ (۴) فسق و فجور۔ (۵) اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب۔ کفر کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خواہ جس مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو جب وہ کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ کرے مگر اسے خفیف و حقیر سمجھتے ہوئے اور گناہ نہ جانتے ہوئے تو وہ بے شک اپنے حقیقی معنوں میں کافر ہے پس اگر وہ گناہ کو گناہ نہ سمجھ کر اور اسے بالکل معمولی چیز جان کر اپنی خواہش سے کوئی گناہ کرے تو یہ کفر ہے اور اگر کسی غلط تاویل یا اپنے اسلاف اور بزرگوں کی اندھی تقلید کی بناء پر کوئی ایسا گناہ کرے تو وہ مشرک ہے (مگر کافر نہیں ہے)۔

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا جب کوئی بندہ کسی فریضہ کو ترک کرتا ہے یا کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے تو خداوند عالم اس پر نظر (کرم) نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ راوی نے (ازراہ تعجب) عرض کیا: خدا اس پر نظر نہیں کرتا؟ فرمایا ہاں کیونکہ اس نے شرک کیا ہے! راوی نے پھر عرض کیا۔ کیا اس نے شرک کیا ہے؟ فرمایا ہاں کیونکہ خدا نے اسے اور حکم دیا تھا اور شیطان نے اور؟ اور اس نے خدا کا حکم چھوڑ کر شیطان کے حکم پر عمل کیا لہٰذا یہ جہنم کے ساتویں طبقہ میں شیطان کے ساتھ جائے گا۔ (عقاب الاعمال)

۱۵۔ عبدالرحیم القصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اسلام، ایمان سے پہلے ہوتا ہے۔ اور ایمان کے ساتھ بھی شریک ہوتا ہے پس جب کوئی شخص گناہ کبیرہ یا صغیرہ کرتا ہے تو وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ مگر اسلام کا نام اس پر باقی رہتا ہے۔ لہٰذا اگر توبہ و استغفار کرلے تو ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے اور کفر تک نہیں پہنچتا۔ لیکن جب حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہے اور اسی ذاتی اپج کو دین قرار دے تو پھر ایمان و اسلام ہر دو سے خارج ہو جاتا ہے اور کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اصول کافی و توحید صدوق ؒ)

۱۶۔ جناب شیخ محمد بن الحسن الصفار باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جو آدمی اس بات کا اقرار نہ کرے کہ آپ کی شان لیلۃ القدر میں اس طرح ہوتی ہے جو آپ نے فرمائی ہے اور انکار بھی نہ کرے (اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟) فرمایا جب قابل وثوق و اعتماد آدمی کے ذریعہ سے اس پر حجت تمام ہو جائے اور وہ اس پر اعتماد نہ کرے (اور اقرار نہ کرے) تو وہ کافر ہے اور جو شخص بالکل یہ بات سنے ہی نہ تو وہ (قابل وثوق طریقہ سے) سننے تک وسعت میں ہے (پھر اگر اقرار کیا تو مومن ورنہ کافر سمجھا جائے گا) پھر امامؑ نے یہ آیت پڑھی: ﴿يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (یعنی پیغمبر اسلامؐ) خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ (بصائر الدرجات)

۱۷۔ شیخ احمد بن ابو عبداللہ البرقی باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نافرمانی کرنے اور کبیرہ گناہ بجالانے میں خدا پر جرات و جسارت کرے وہ کافر ہے اور جو شخص دین خدا کے علاوہ کوئی دین بنائے وہ مشرک ہے (المحاسن للبرقی)

۱۸۔ جناب محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی باسناد خود احمد بن ابراہیم مراغی سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جناب قاسم بن العلاء کے نام (امام زمانہؑ) کی طرف سے توقیع مبارک صادر ہوئی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہمارے دوستوں میں سے کسی کیلئے اس چیز میں کسی قسم کا شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جو اس تک ہمارے قابل وثوق و اعتماد آدمی پہنچائیں۔ یہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم لوگوں کو اپنے اسرار و رموز بتاتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض اور احادیث کتب عبادات کے اوائل ہیں (جیسے اعداد و فرائض، ج ۳ باب ۱۱۔ وجوب زکوٰۃ، وجوب صوم باب ۱، وجوب حج باب ۷ وغیرہ میں) اور کتاب الحدود باب ۱۰ میں آئینگی انشاء اللہ۔ نیز اس سلسلہ میں بعض روایات مطلق ہیں (جیسے روایت ۱۷) ان کو سابقہ تفصیل کے مطابق مقید کرنا پڑے گا۔ (جو حدیث نمبر ۲، اور نمبر ۹ میں مذکور ہے) **فلا تغفل۔**

باب ۳

فضیلت عقل اور شرعی تکلیف کے مشروط بہ عقل ہونے کا بیان

(اس باب میں کل نو (۹) حدیثیں ہیں جن میں تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمۃ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب خلاق عالم نے عقل[1] کو پیدا کیا تو اسے (اپنی قدرت کاملہ سے) قوت گویائی عطا فرمائی اور پھر اسے حکم دیا کہ آگے بڑھ! تو عقل آگے بڑھی پھر فرمایا پیچھے ہٹ۔ تو وہ پیچھے ہٹی پھر اسے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ میں تجھے اس شخص میں ہی مکمل کروں گا جسے دوست رکھوں گا آگاہ باش! میں تجھ ہی کو حکم دوں گا اور تجھ ہی کو نہی کروں گا اور تجھ ہی کو سزا دوں گا اور تجھ ہی کو جزا دوں گا

(اصول کافی ومحاسن برقی وامالی صدوقؒ وغیرہ)

۲۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم بروز قیامت اپنے بندوں کے حساب وکتاب اور ان کے مواخذہ میں اس قدر دقت اور سختی کرے گا جس قدر اس نے دنیا میں ان کو عقل وخرد دی ہوگی۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن سلمان دیلمی اپنے باپ (سلیمان سے) اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (بندہ کو) اجر وثواب اس کی عقل کے مطابق ملے گا۔ (اصول کافی)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب تمہیں کسی آدمی کے متعلق اطلاع ملے کہ وہ اچھا ہے اور (نیکوکار ہے) تو تم اس کی عقل کی عمدگی پر نظر ڈالا کرو کیونکہ اسے جو جزا دی جائے گی وہ اس کی عقل کی مقدار کے مطابق ہوگی۔ (ایضاً والمحاسن)

---

[1] عقل کے لغوی معنی تو کسی چیز کو سمجھنے کے ہیں۔ اور جہاں تک اس کے اصطلاحی معنی کا تعلق ہے تو اس میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے ہاں البتہ اگر فلاسفہ ومتکلمین کی موشگافیوں سے قطع نظر کر کے آئمہ اطہار کے بحار اخبار میں غواصی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا زیادہ تر اطلاق دو معنوں پر کیا گیا ہے۔ (۱) یہ انسان کے اندر ایک ایسی قوت ہے جس سے وہ خیر وشر کو سمجھتا ہے اور ان میں تمیز کرتا ہے اور اسی سے چیزوں کے علل واسباب کو معلوم کرتا ہے اسی معنی پر شرعی تکلیف کا دارومدار اور ثواب وعقاب کا انحصار ہے اور اسی سے وہ پاگلوں سے جدا ہوتا ہے۔ (۲) نفس کے اندر ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو نیکیوں کو بجالانے اور برائیوں سے اجتناب کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے نفس کے اندر شہوانی محرکات اور شیطانی وساوس وتسویلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت کو تقویت ملتی ہے خداوند عالم نے ہر شخص میں کم وبیش اس قسم کی قوت واستعداد خلق فرمائی ہے اور اسی کی کمی بیشی سے شرعی تکلیف میں بھی شدت وضعف پیدا ہوتا ہے اور اسی کے مطابق وہ علم وعمل میں سعی وکوشش کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے اور جہاں تک اس عقل کی خلقت کا تعلق ہے تو اس سے مراد خلق تقدیری بھی ہو سکتی ہے کہ وہ تکوینی طور پر ہر قسم کی ترقیوں اور انسانی کمالات کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور تمام علوم وفنون کی تحصیل اور دین ودنیا کے حصول کا وسیلہ ہے۔ اور اسے حقیقی معنوں پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے کہ اس بلوانے سے مراد یوم میثاق والا عہد وپیمان ہو۔ واللہ العالم (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ شیخ احمد بن محمد بن خالد برقی باسناد خود ہشام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب خدائے تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اسے حکم دیا آگے بڑھ تو وہ آگے بڑھی پھر فرمایا پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹی۔ تب خدا نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں نے کوئی ایسی مخلوق خلق نہیں کی جو مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ میں تیرے ہی ذریعہ سے نیک عمل کو قبول کروں گا اور تیرے ہی ذریعہ سے (جزاء) دوں گا اور تیری ہی وجہ سے ثواب عطا کروں گا (محاسن برقی)

۶۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب خدا تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اس کو حکم دیا کہ آگے بڑھ الخ۔۔۔ (آخر میں ہے) پھر فرمایا تیرے لئے ہی اجر وثواب ہے اور تجھ پر ہی عقاب وعذاب ہے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض روایات آئندہ ابواب میں بھی آئیں گی مثلاً باب ۴ باب زکوۃ الفطرہ، باب الوصیہ، باب الطلاق، باب الاقرار اور مقدمات الحدود وغیرہ میں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

باب تکلیف شرعی یعنی وجوب وحرمت سن بلوغت کے ساتھ مشروط ہے اور اس بلوغت سے مراد احتلام کا آنا یا زیر ناف بالوں کا اگنا یا لڑکے کیلئے پندرہ سال اور لڑکی کیلئے نو (۹) سال کا کامل ہو جانا ہے اور اس سے پہلے بچوں کو عبادت کی مشق کرانا مستحب ہے

(اس باب میں کل بارہ (۱۲) حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ مسلمانوں کی اولاد خدا کے نزدیک نشان زدہ ہے اور شفاعت وسفارش کرنے والی ہے اور مقبول الشفاعہ ہے۔ جب اولاد بارہ برس کی ہو جائے تو اس کی نیکیاں (نامہ اعمال) میں لکھی جاتی ہیں۔ اور جب سن بلوغ کو پہنچ جائے تو پھر اس کی برائیاں بھی درج کی جاتی ہیں۔ (الفروع وکتاب التوحید صدوق)

۲۔ حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ لڑکے پر کب مکمل حدود شرعیہ جاری کئے جاتے ہیں؟ اور کب اس کا مواخذہ کیا جاتا ہے؟ فرمایا جب اس کی یتیمی ختم ہو جائے اور وہ بالغ ہو جائے! میں نے عرض کیا آیا اس کی کوئی حد بھی مقرر ہے؟ فرمایا ہاں جب اسے احتلام آئے یا پندرہ برس کا ہو جائے یا اس سے پہلے اس کے زیر ناف بال اُگ آئیں۔ تب اس پر حدود شرعیہ جاری کی جائیں گی اور (اگر کوئی جرم کرے گا تو) تو اس سے اس کا مواخذہ کیا جائے گا (اور اگر اس پر جنایت کی گئی تو) وہ دوسروں سے مواخذہ کر سکے گا۔ میں نے عرض کیا اور لڑکی پر کب حدود جاری کی جائیں گی اور کب اس سے مواخذہ کیا جائے گا اور وہ کب مواخذہ کر سکے گی؟ فرمایا لڑکی لڑکے کے مانند نہیں ہے لڑکی کی جب شادی ہو جائے اور وہ مدخولہ ہو جائے جبکہ اس کی عمر نو برس کی ہو تو اس کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے اس کا مال اس کے حوالے کیا جا سکتا ہے اور

خرید و فروخت میں اس کا معاملہ نافذ العمل ہوتا ہے۔ اور اس پر حدود نامہ جاری کئے جاسکتے ہیں اور اس کا مواخذہ کیا جائے گا اور وہ مواخذہ کر سکے گی مگر لڑکے کا معاملہ خرید و فروخت میں نافذ نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی یتیمی ختم ہوگی جب تک پندرہ سال کا نہ ہو جائے یا اسے احتلام نہ آئے یا اس سے پہلے اس کے زیر ناف بال نہ اگ آئیں۔ (ایضاً و کتاب السرائر)

۳۔ کناسی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لڑکی جب نو برس کی ہو جائے تو اس کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے اور اس کی شادی کی جاتی ہے اور اس پر مکمل حدود شرعیہ جاری کئے جاسکتے ہیں اور (اگر اس پر جنایت کی جائے تو) جانی کے خلاف حدود کے اجراء کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک چھوٹا بچہ جو ہنوز دس سال کا بھی نہ ہو کسی بڑی عورت سے زنا کرے تو آیا عورت کو محصنہ ہونے کی صورت میں سنگسار کیا جائے گا؟ فرمایا نہ۔ کیونکہ جس نے اس سے زنا کیا ہے۔ وہ نابالغ ہے ہاں البتہ وہ بالغ ہوتا تو عورت کو سنگسار کیا جاتا۔ (ایضاً)

۵۔ ابو ایوب خزاز بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لڑکے کی شہادت کب قبول ہوتی ہے فرمایا جب دس برس کا ہو جائے میں نے کہا اور کیا اس کا معاملہ بھی نافذ ہوگا؟ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ کے ساتھ جب زفاف فرمایا تھا تو وہ دس برس کی تھیں اور کسی لڑکی کے ساتھ زفاف روا نہیں ہوتا جب تک وہ مکمل عورت نہ ہو۔ (اس سے معلوم ہوا کہ دس سال کی عورت مکمل ہوتی ہے لہذا جب لڑکے کی عمر دس سال کی ہو جائے تو اس کا معاملہ نافذ ہے اور شہادت بھی قبول ہے۔ (الفروع)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ فرمایا: جب اسے احتلام آئے اور لین دین کو سمجھنے کے قابل ہو جائے۔ (قرب الاسناد)

۷۔ علی بن الفضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ بلوغت کی حد کیا ہے؟ آپؑ نے لکھا وہ سن و سال جو اہل ایمان پر حدود جاری کرنے کا موجب بن سکے۔ (ایضاً)

۸۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ (یہودیوں) کے (بالغ) لڑکوں کو ان کے زیر ناف بالوں کی بنا پر قتل کیا تھا۔ یعنی جس کے یہ بال اگے ہوئے تھے اسے (بالغ سمجھ کر) تہ تیغ کر دیا تھا۔ اور جس کے ہنوز یہ بال نہیں اگے تھے اسے عورتوں میں شامل کر دیا تھا۔ (قتل نہیں کیا تھا) (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین کے سلسلہ سند سے نقل

فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! احتلام کے بعد یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ ایک اور روایت میں ہے فرمایا: لڑکے کو جب احتلام ہوتا ہے اور لڑکی کو جب حیض آئے تب ان پر روزہ واجب ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابن ظبیان بیان کرتے ہیں کہ عمر کے دربار میں ایک ایسی پاگل عورت کو پیش کیا گیا جس نے زنا کیا تھا۔ موصوف نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ (جب) امیر علیہ السلام کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہوتے ہیں۔ (۱) بچہ جب تک بالغ نہ ہو۔ (۲) پاگل جب تک اسے افاقہ نہ ہو۔ (۳) سویا ہوا آدمی جب تک بیدار نہ ہو۔ (الخصال)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لڑکے پر کب نماز واجب ہوتی ہے؟ فرمایا جب تیرہ برس کا ہو جائے اور اگر اس سے پہلے اسے احتلام ہو جائے تو نماز بھی پہلے واجب ہو جائے گی اور لڑکی بھی اسی طرح ہے جب اس کی عمر تیرہ برس ہو جائے یا اس سے پہلے اسے حیض آ جائے تو اس پر نماز واجب ہو جائے گی اور اس پر قلم تکلیف جاری ہو جائے گا۔ (تہذیب الاحکام طوسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (تیرہ سال لڑکے میں) اس بات پر محمول ہیں کہ لڑکے کو اس عمر میں احتلام آئے یا اس کے زیر ناف بال اگ آئیں (ورنہ وہی پندرہ سال لازم ہوں گے) اور لڑکی میں تیرہ سال اس بات پر محمول ہیں کہ اسے اس سے قبل عقل و شعور نہ ہو جیسا کہ پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی اس قسم کی کئی روایات آئیں گی (کہ بلوغ سے قبل تمرینی عبادت ہوتی ہے جو مستحب ہے) اور یہ بھی ممکن ہے کہ (لڑکے میں تیرہ سال کی عمر میں نماز پڑھنے کو) استحباب پر محمول کیا جائے اور لڑکی میں مفہوم شرط (اذا اتی بھا ثلاثہ عشرۃ سنۃ میں) کو مراد نہ لیا جائے (بنابریں مطلب یہ ہوگا کہ لڑکی جب تیرہ سال کی ہو جائے تو اس پر نماز واجب ہے اس کا یہ مطلب نہیں لیا جائے گا کہ اگر تیرہ سال سے عمر کم ہو تو اس پر نماز واجب نہیں ہوگی بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے بھی واجب ہو[1]۔

---

1. حقیقۃ الامر یہ ہے کہ لڑکی کی بلوغت کا مسئلہ مشکل ترین مسائل میں سے ہے اگرچہ مشہور بین الفقہاء یہی ہے کہ نو (۹) سال کی لڑکی بالغ متصور ہوتی ہے اور اس پر تمام احکام اسلام لاگو ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ حجاز وغیرہ جیسے گرم ممالک میں ایسا ہی ہو مگر مشکل اس وقت پیش آتی ہے جب سرد ممالک میں دیکھا جاتا ہے کہ نو (۹) سال کی بچی کو بالعموم کوئی پختہ شعور نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے اپنے نفع ونقصان اور سود وزیاں کا کوئی خاص احساس ہوتا ہے بلکہ وہ ہنوز اپنی ہم جولیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلتی اور رو رو کر ماں سے روٹی پانی مانگتی ہے تو عالمی شریعت کس طرح اس کے کمزور کاندھوں پر تمام احکام کی بجا آوری اور تمام محرمات سے پرہیز کرنے کا بوجھ لاد سکتی ہے؟ اور اگر مثلاً وہ اس عمر میں زنا کرے تو اسے کس طرح سو کوڑے مارے جا سکتے ہیں۔ بالخصوص اس کے ساتھ ساتھ جب اس امر کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ صنف درشت کے لئے بلوغت میں پندرہ سال اور صنف نازک کے لئے صرف نو سال تو یہ اشکال اور بھی بڑھ جاتا ہے بنابریں اپنی ناچیز تحقیق کے مطابق احادیث میں یہ نو اور تیرہ سال کا جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

باب ۵

عبادات واجبہ میں نیت کا واجب ہونا اور علی الاطلاق ان کے مشروط بہ نیت ہونے کا بیان

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی عمل بغیر نیت کے عمل نہیں ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابوعثمان عبدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی قول نہیں مگر عمل کے ساتھ اور کوئی قول و عمل نہیں مگر نیت کے ساتھ اور کوئی قول، کوئی عمل اور کوئی نیت نہیں مگر اس وقت جبکہ وہ سنت کے مطابق ہو۔ (الاصول، والمحاسن والتہذیب والمقنعہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کسی قریشی اور کسی عربی کے لئے کوئی ذاتی فضیلت نہیں مگر تواضع و فروتنی کے ساتھ اور کوئی کرم و بزرگی نہیں مگر تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ اور کوئی عمل نہیں مگر نیت کے ساتھ اور کوئی عبادت نہیں مگر تفقہ اور معرفت کے ساتھ[1]

(الخصال کذا فی الآمالی عن النبیؐ)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود ابوعروہ سلمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم بروز قیامت لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق محشور فرمائے گا۔ (المحاسن)

(بقیہ حاشیہ): یہ گرم اور سرد ممالک کے اختلاف پر یا لڑکیوں کے گرم و سرد مزاج کے اختلاف پر محمول ہے لہٰذا اصل معیار بلوغت حیض کا آنا ہے اسی طرح لڑکے کے متعلق احادیث میں جو دس تیرہ اور پندرہ سال کا جو اختلاف پایا جاتا ہے یہ اختلاف بھی ملک کی فضا کے اختلاف اور لڑکے کے مزاج کے اختلاف پر محمول ہے اصلی معیار احتلام کا آنا یا زیر ناف بالوں کا اگ آنا ہے پس بنابریں اگر لڑکی کو نو (۹) سال کی عمر میں حیض آ جائے تو اور تیرہ (۱۳) سال کی عمر میں آئے تو اس کو بالغ متصور کیا جائے گا اور اس پر نماز، روزہ وغیرہ احکام کی تعمیل واجب ہو گی اور اگر بالفرض تیرہ (۱۳) برس میں بھی اسے حیض نہ آئے تو اس عمر کے بعد بہرحال اسے بالغ تصور کیا جائے گا۔ اس طرح سن و سال کے اعتبار سے لڑکی میں زیادہ سے زیادہ عمر تیرہ (۱۳) سال سمجھی جائے گی اور لڑکے میں بھی چونکہ اصل معیار احتلام کا آنا اور شعور کی پختگی ہے جو مختلف ممالک اور مختلف مزاجوں میں مختلف سن و سال کے اندر ظاہر ہوتی ہے کہیں دس (۱۰) کہیں تیرہ (۱۳) اور کہیں پندرہ (۱۵) سال۔ لہٰذا اگر پندرہ سال سے پہلے احتلام آ جائے یا زیر ناف بال اگ جائیں تو اس سے پہلے ہی بالغ تصور کیا جائے گا بصورت دیگر سن و سال کے اعتبار سے پندرہ (۱۵) سال کے بعد اسے بہرحال بالغ سمجھا جائے گا۔ اس موضوع کی مزید تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع کریں۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[1] اس روایت کا تتمہ یوں ہے کہ خدا کی نگاہ میں زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو کسی امام کی سنت پر چلنے کا زبانی دعویٰ تو کرے مگر اس کے اعمال و افعال میں اس کی اقتداء و اتباع نہ کرے۔ (احقر مترجم)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: ﴿انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی﴾ (اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہ کچھ ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا)۔ (التہذیب)

۶۔ جناب ابوذر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! ہر (مباح) کام میں تمہاری نیت (اچھی) ہونی چاہیئے حتیٰ کہ سونے اور کھانے میں بھی (کھائیں اور سوئیں تاکہ زندہ رہیں اور زندہ رہیں تاکہ خدا کی عبادت کریں)۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

۷۔ علی بن جعفرؒ اور علیؒ بن موسیٰؑ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباؤ اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ﴿انما الاعمال بالنیات﴾ کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہ کچھ ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔ پس جو شخص ثواب خداوندی کے حصول کے لئے جہاد کرے تو اس کا اجر وثواب خدا کے ذمہ لازم ہے۔ اور جو شخص کسی دنیوی مال ومتاع حاصل کرنے یا لونڈی کی تکیل پکڑنے کی خاطر جہاد کرے اسے وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (نیت کی بحث میں، مستحقین زکوٰۃ کے بیان اور وجوب روزہ کے ضمن میں) بیان کی جائینگی۔ انشاءاللہ۔

باب ۶

نیکی کی نیت کرنا اور اس کے بجالانے کا عزم بالجزم کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک غریب ونادار مؤمن کہتا ہے یااللہ! مجھے رزق عطا کرتا کہ میں فلاں فلاں نیکی کروں پس جب خدا کو اس کی نیت کی صداقت و سچائی معلوم ہو جائے تو وہ اس کے نامہ اعمال میں وہی اجر وثواب لکھ دیتا ہے جو اس نیکی کا کام کرنے کے بعد لکھتا تھا کیونکہ خدا بڑی وسعت والا اور کریم ہے۔ (الاصول والمحاسن)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عبادت کی وہ کون سی حد ہے کہ جب کوئی بندہ اسے بجالائے تو عبادت کا حق ادا کرنے والا قرار پائے؟ فرمایا وہ اطاعت گزاری کی اچھی نیت ہے۔ (الاصول)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر اور کافر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے۔ اور ہر عامل اپنی نیت کے

سے مطابق عمل کرتا ہے۔ (الاصول والمحاسن)

۴۔ ابوہاشم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابدی دوزخی لوگ (کافر و مشرک اور منافق وغیرہ باوجود مختصر زندگی میں مختصر بدعمل کرنے کے) اس لئے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے کہ ان کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ ہمیشہ دنیا میں رہے تو ہمیشہ اللہ کی نافرمانی کرتے رہیں گے اور جنتی لوگ (اہل ایمان باوجود مختصر زندگی میں مختصر نیکیاں کرنے کے) اس لئے ہمیشہ جنت میں رہیں گے کہ ان کی نیت یہ تھی کہ اگر ہمیشہ دنیا میں زندہ رہے تو ہمیشہ خدا کی اطاعت کرتے رہیں گے تو نیت کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں اور یہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے پھر امامؑ نے یہ ارشاد خداوندی پڑھا: ﴿قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ﴾ (کہہ دو کہ ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے)۔ (ایضاً وعلل الشرائع)

۵۔ سفیان بن عیینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا نیت عمل سے افضل ہے (بلکہ) نیت ہی حقیقی عمل ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿قُلْ كُلٌّ...... الآية﴾۔ (کہہ دو ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے)۔ (الاصول)

۶۔ زرارہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب آدمؑ سے فرمایا کہ میں تمہیں یہ خصوصی رعایت دیتا ہوں کہ تیری اولاد میں سے جو شخص نیکی کرنے کا صرف ارادہ کرے گا مگر ہنوز بجا نہیں لائے گا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر بجالائے گا تو اس کے لئے دس (۱۰) کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور جو شخص برائی کرنے کا ارادہ کرے گا مگر اس کا ارتکاب نہیں کرے گا تو وہ برائی نہیں لکھی جائے گی اور جب اسے کر گزرے گا تو صرف ایک برائی کی سزا لکھی جائے گی (ایضاً)۔

۷۔ جناب شیخ سعد بن عبداللہؒ باسناد خود علی بن ابی حمزہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا خدا فلاں پر رحم فرمائے۔ اے علی! کیا تو اس کے جنازہ میں شامل نہ تھا؟ میں نے عرض کیا۔ نہیں ہو سکا! البتہ چاہتا ضرور تھا کہ ایسے آدمی کے جنازہ میں شامل ہوں۔ فرمایا: اس نیت کی وجہ سے تمہارے لئے اس میں شرکت کرنے کا ثواب لکھ دیا گیا ہے۔ (بصائر الدرجات)

۸۔ جناب شیخ احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جس شخص کی نیت اچھی ہوتی ہے خداتعالیٰ اس کے رزق میں اضافہ کر دیتا ہے۔ (المحاسن للبرقی)

۹۔ اسحاق بن عمار اور یونس بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ﴾ (جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑو) کا مطلب کیا ہے؟ آیا اس سے قوت بدنی مراد ہے یا قوت قلبی جس سے نیت کی جاتی ہے؟ فرمایا: دونوں قسم کی قوت مراد ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ خثیمہ بن عبدالرحمٰن جعفی بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبداللہ قمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا'' جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا، کہ عبادت کیا ہے؟ فرمایا اس طریقہ پر اطاعت گزاری کی اچھی نیت کرنا جس طریقہ سے خدا کی اطاعت کی جاتی ہے اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا اطاعت گزاری کی اس طرح اچھی نیت کرنا کہ جس طرح اس کا حکم دیا گیا ہے۔

(المحاسن، الاصول و معانی الاخبار)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی کام کے کرنے کی نیت قوی ہو تو بدن کبھی کمزور نہیں ہوتا۔ (آدمی ضرور وہ کام کر گزرتا ہے)۔ (الفقیہ والآمالی)

۱۲۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ بھلا صرف نیت عمل سے کیونکر بہتر ہو سکتی ہے؟ فرمایا عمل بعض اوقات محض مخلوق کے دکھلاوے کے لئے بھی ہوتا ہے مگر نیت محض رب العالمین کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے خدائے کریم نیت پر وہ اجر و ثواب عطا کرتا ہے جو عمل پر بھی عطا نہیں کرتا۔ (علل الشرائع)

۱۳۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بندہ دن کو یہ نیت کرتا ہے کہ وہ رات کو نماز پڑھے گا مگر اس پر نیند غالب آ جاتی ہے (اس لئے وہ نماز پڑھ نہیں سکتا) تو خدائے کریم اس کے نامہ اعمال میں وہ نماز لکھ دیتا ہے۔ اور اس کے سانس کو تسبیح اور اس کی نیند کو صدقہ قرار دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ حسن بن حسین انصاری بعض رجال سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے اس لئے افضل ہے کہ مؤمن ان اچھے کاموں کے کرنے کی نیت کر سکتا ہے جن کو مقام عمل میں انجام نہیں دے سکتا اور کافر کی نیت اس کے عمل سے اس لئے بدتر ہے کہ وہ ایسے ایسے برے کاموں کی نیت کرتا ہے اور ان کے برے نتائج کی توقع رکھتا ہے کہ جن کو وہ کر نہیں سکتا اور نہ ان نتائج کو حاصل کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ایسی چیز کی تمنا کرے جس میں خدا کی خوشنودی ہو تو اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا جب تک وہ چیز اس کو عطا نہیں کر دی جاتی۔

(الخصال، ثواب الاعمال، الآمالی)

۱۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی زبان سچی ہوگی اس کا عمل پاکیزہ ہوگا اور جس کی نیت اچھی ہوگی اس کا رزق کشادہ ہوگا۔ اور جس کا گھر والوں سے سلوک اچھا ہوگا اس کی عمر دراز ہوگی۔

(الخصال والروضۃ)

۱۷۔ حمزہ بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص نیکی کا صرف ارادہ کرے مگر اسے بجا نہ لائے اس کے لئے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اگر اسے بجا بھی لائے تو دس نیکیاں تو بہر حال لکھ دی جاتی ہیں اور جس شخص کے لئے خدا چاہتا ہے سات سو نیکیوں تک اضافہ کر دیتا ہے۔ اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے تو جب تک اسے کر نہ گزرے اس وقت تک وہ برائی نہیں لکھی جاتی۔ پس اگر صرف اس برائی کا ارادہ کرے مگر عملاً نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر کر گزرے تو بھی اسے نو (۹) گھنٹے مہلت دی جاتی ہے۔ پس اگر اس اثنا میں اپنے کیے پر ندامت ظاہر کرتے ہوئے توبہ و استغفار کر لے تب بھی وہ برائی نہیں لکھی جاتی۔ ہاں البتہ اگر اس مدت میں نہ ندامت ظاہر کرے اور نہ ہی توبہ کرے تو پھر صرف ایک برائی لکھ دی جاتی ہے۔ (کتاب التوحید)

۱۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر فاسقوں، فاجروں کو صرف ان کی بری نیتوں کی بنا پر پکڑا جاتا تو پھر زنا کاری کا ارادہ کرنے والے کو زنا کاری پر، چوری کی نیت کرنے والے کو چوری پر، اور ارادہ قتل کرنے والے کو قتل کے جرم میں پکڑ لیا جاتا لیکن خدا عادل اور کریم ہے ظلم و جور اس کے شایان شان نہیں ہے (وہ اتنا رحیم و کریم ہے) کہ نیکوں کو صرف ان کی اچھی نیت پر اجر و ثواب عطا کر دیتا ہے اور بروں کا اس وقت تک مواخذہ نہیں کرتا جب تک وہ برائی کا ارتکاب نہیں کر لیتے۔ (قرب الاسناد)

۱۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اے ابوذر! ہمیشہ نیکی کرنے کا ارادہ کیے رہو اگرچہ اسے کر نہ سکو۔ تاکہ غافلوں میں سے نہ لکھے جاؤ۔ (امالی شیخ طوسی)

۲۰۔ جناب عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا خداوند عالم اپنے فضل و کرم سے بندے کو محض اس کی نیت کی صداقت اور اس کی باطنی پاکیزگی کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (باب ۷، باب ۱۱، باب ۱۲ وغیرہ میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اس بات کا بیان کہ برائی کرنے کی نیت کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن

میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو شخص جس قسم کی خصلت کو اپنے اندر چھپاتا ہے خدا اسے اسی قسم کی چادر اڑھا دیتا ہے اگر اچھی ہے تو اچھی اور اگر بری ہے تو بری۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ نیت اور عمل دونوں کو شامل ہے (یعنی نیت اور عمل دونوں میں مکافات عمل کا قانون قدرت کارفرما ہے)۔

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص نیکی کو (یا نیکی کی نیت کو) چھپاتا ہے کچھ زیادہ دن نہیں گزرتے کہ خدا اس کی اس نیکی کو ظاہر کر دیتا ہے اور جو شخص کسی برے کام (یا برے کام کی نیت) کو چھپاتا ہے تو زیادہ دن نہیں گزرتے کہ خدا اس کی برائی کو ظاہر کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کوئی شخص کسی برے کام یا اچھے کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آیا کراماً کاتبین کو اس کا علم ہو جاتا ہے؟ فرمایا کیا بول و براز والی جگہ کی بدبو اور خوشبودار جگہ کی خوشبو برابر ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: جب کوئی بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سانس خوشبودار برآمد ہوتی ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ (جو نیکیاں لکھتا ہے) بائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے (جو برائیاں لکھتا ہے کہ) تو چلا جا کیونکہ اس نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا ہے پس بندہ جب نیکی کر گزرتا ہے تو اس فرشتہ کی زبان قلم اور لعاب دہن سیاہی بن جاتی ہے اور وہ اس نیکی کو لکھ لیتا ہے اور جب آدمی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سانس بدبودار برآمد ہوتی ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے فرشتہ سے کہتا ہے۔ ٹھہر جا ابھی تو اس نے برائی کی صرف نیت کی ہے (ہنوز کی تو نہیں) پس جب وہ برائی کر گزرتا ہے تو اس کی زبان قلم اور لعاب دہن سیاہی بن جاتا ہے اور وہ ایک برائی لکھ لیتا ہے۔ (ایضاً وصفات الشیعہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن محمد ازدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے) کہ مومن گناہ کرنے کی صرف نیت کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اپنے حصہ کے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ (عقاب الاعمال ومحاسن برقی)

۵۔ جناب شیخ احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود جابر (جعفی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے جابر! بندہ مؤمن جو کار خیر اپنی صحت کے زمانہ میں کرتا تھا اور وہ لکھا جاتا تھا اس کی بیماری کے دنوں میں بھی وہی عمل لکھا جاتا ہے۔ اور کافر جو کار بد اپنی صحت کے ایام میں انجام دیتا تھا وہی بدعمل اس کی بیماری کے دوران بھی لکھا جاتا ہے پھر فرمایا اے جابر! یہ حدیث کس قدر سخت ہے؟ (محاسن برقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۶ میں) ایسی بعض روایات گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۱۱، باب ۱۲، اور

جہاد نفس میں) آئیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ برائی کی نیت کرنا حرام نہیں ہے بلکہ صرف مکروہ ہے فراجع۔

باب ۸

اس بات کا اثبات کہ نیت اور عبادت میں اخلاص واجب ہے

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس (۱۰) کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس ارشاد قدرت ﴿حَنِيفًا مُّسْلِمًا﴾ (کہ حضرت ابراہیم حنیف مسلمان تھے) کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسے خالص و مخلص تھے کہ ان میں بت پرستی کا کوئی شائبہ تک نہ تھا۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اخلاص سے ہی (بندہ کی) گلو خلاصی ہوگی۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن اسباط حضرت رضا علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے مبارکبادی کے لائق ہے وہ شخص جو اس طرح اخلاص کے ساتھ دعا و عبادت کرے کہ اپنے دل و دماغ کو ان چیزوں میں مشغول نہ کرے جو اس کی آنکھیں دیکھتی ہیں اور خدا کی یاد کو نہ بھلائے ان چیزوں کی وجہ سے جو اس کے کان سنتے ہیں اور اس کا سینہ تنگ نہ ہو ان چیزوں کی وجہ سے جو اس کے غیر کو دی گئی ہیں اور اسے ان سے محروم رکھا گیا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ سفیان بن عیینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اس وقت تک عمل پر باقی رہنا (اسے برابر بجا لاتے رہنا کہ) جب تک اس میں اخلاص پیدا ہو جائے یہ کام اصل کام کرنے سے زیادہ سخت ہے اور عمل خالص یہ ہے کہ اس کی بجا آوری میں یہ ارادہ ہو کہ خدا کے سوا کوئی اور شخص تمہاری تعریف نہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز اسی سلسلہ سند کے ساتھ انہی حضرت سے مروی ہے کہ راوی نے امام علیہ السلام سے اس قول خداوندی ﴿إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ (کہ قیامت والے دن کوئی مال اور اولاد فائدہ نہ دے گی سوائے اس کے کہ جو قلب سلیم لے کر آئے گا) کے بارے میں عرض کیا کہ یہ "قلب سلیم" کیا ہے؟ فرمایا: قلب سلیم وہ ہے کہ جب اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو تو اس کے اندر اس کے سوا اور کوئی نہ ہو (پھر) فرمایا ہر وہ دل جس میں شک یا شرک ہو وہ بالکل از کار رفتہ و بیکار ہے دنیا میں زہد اختیار کرانے کی غرض و غایت ہی یہی ہے کہ لوگوں کے دل آخرت کے لئے بالکل فارغ ہو جائیں۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی نے عرض کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میں منافق نہ ہوں؟ امام نے فرمایا: جب تو دن یا رات میں اپنے گھر کے اندر تنہا ہوتا ہے تو کیا تو نماز نہیں پڑھتا؟ اس نے عرض کیا پڑھتا ہوں۔ فرمایا کس کے لئے پڑھتا

ہے؟ عرض کیا خدا کے لئے! فرمایا: جب تو محض خدا کے لئے نماز پڑھتا ہے نہ کہ کسی اور کے لئے تو پھر تو منافق کس طرح ہو سکتا ہے؟ (معانی الاخبار)

۷۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقی باسناد خود اسماعیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارا پروردگار بڑا رحیم و کریم ہے جو قلیل عمل کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے۔ ایک آدمی اس کی خوشنودی کے لئے بخلوص نیت صرف دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور وہ اسے ان کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔

(محاسن برقی، الکافی، التہذیب)

۸۔ علی بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خداوند عالم فرماتا ہے میں بہترین شریک ہوں جو شخص اپنے کسی عمل میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کرے گا۔ میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ میں تو صرف اس عمل کو قبول کرتا ہوں جو صرف اور صرف میرے لئے ہوتا ہے۔ (المحاسن والاصول)

۹۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک (طویل) حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب کوئی بندہ مومن بہترین طریقہ پر کوئی عمل خیر بجالاتا ہے تو خدائے کریم اسے سات سو تک بڑھا دیتا ہے۔ پس تم جو کارہائے خیر خدا کے لئے بجالاتے ہو ان کو احسن طریقہ پر بجالاؤ۔ فرمایا جو عمل بھی خدا کے لئے بجالاؤ۔ اسے ہر قسم کی (ریا و سمعہ کی) میل کچیل سے پاک و صاف ہونا چاہیئے۔ (ایضاً)

۱۰۔ بعض اصحاب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حق اور باطل کے درمیان صرف عقل کی کمی کا فاصلہ ہے عرض کیا گیا فرزند رسول وہ کس طرح؟ فرمایا ایک بندہ وہ عمل بجالاتا ہے جس میں خدا کی رضا ہے مگر وہ (کمی عقل کی وجہ سے) غیر اللہ کا قصد کرتا ہے اور اگر وہ عقل سے کام لیتا اور وہ کام صرف خدا کے لئے انجام دیتا تو جو کچھ وہ (مخلوق سے) چاہتا تھا اس سے بھی پہلے وہ جلدی اسے مل جاتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض احادیث آئندہ (باب ۱۱، و باب ۱۲ اور جہاد نفس کے ضمن میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

اس بات کا بیان کہ نیت سے کیا غرض و غایت مقصود ہونی چاہیئے؟ اور کس غایت کو ترجیح دینی چاہیئے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں اور تینوں کا مفہوم و مطلب چونکہ ایک ہے لہٰذا ہم صرف ایک جامع روایت کا ترجمہ پیش کرتے ہیں)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عبادت گزاروں کی تین قسمیں ہیں۔ (الف) ایک طبقہ وہ ہے جو خدا کی عبادت اس کے اجر و ثواب کے شوق میں کرتا

ہے۔ یہ تاجروں اور سوداگروں والی عبادت ہے اور یہ طمع ہے (ب) دوسرا طبقہ وہ ہے جو جہنم کے عذاب و عقاب سے ڈر کر عبادت کرتا ہے یہ غلاموں والی عبادت ہے اور یہ خوف ہے۔ (ج) تیسرا طبقہ وہ ہے جو خدا سے محبت اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر اس کی عبادت کرتا ہے یہ آزاد بندوں اور شریفوں والی عبادت ہے اور یہ عبادت افضل ہے اور یہ امن ہے۔ خدا فرماتا ہے: ایسے لوگ قیامت کی جزع فزع سے امن میں ہوں گے نیز خدا فرماتا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میرے حبیب خداؐ کی اتباع کرو۔ خدا تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ پس جو شخص خدا سے محبت کرے گا تو خدا بھی اس سے محبت کرے گا اور جس سے خدا محبت کرے گا وہ امن پانے والے لوگوں میں سے ہوگا۔

(نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۱۸ میں) احادیث "من بلغ" ذکر کی جائیں گی جو فی الجملہ اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس قسم کی روایات بکثرت ہیں جو کچھ پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ مختلف ابواب کے ضمن میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

اس بات کا بیان کہ نیت اور عبادت میں وسوسہ جائز نہیں ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو وضو اور نماز کے متعلق وسوسہ میں مبتلا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ وہ عقل مند آدمی ہے یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا وہ کس طرح عقلمند ہو سکتا ہے جبکہ وہ شیطان کی اطاعت کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا وہ کس طرح شیطان کی اطاعت کرتا ہے؟ (وہ تو نیکوکار ہے؟) فرمایا: خود اس سے پوچھو کہ وہ جو کچھ کرتا ہے (وہ جو بار بار وضو کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے) وہ کس وجہ سے ایسا کرتا ہے؟ وہ خود اقرار کرے گا کہ یہ سب کچھ شیطان کی کارستانی ہے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (ج ۳، باب ۶ و باب ۱۰ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

اس بات کا بیان کہ عبادت میں ریاء و سمعہ کا قصد کرنا حرام ہے

(اس باب میں کل سولہ (۱۶) حدیثیں ہیں دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل ابو العباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آنجناب نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اب (دو غلا کردار ادا کر کے) کیا کرنا چاہتا ہے؟ کہ بظاہر تو اچھائی کو بجالاتا ہے مگر اپنے اندر برائی کو چھپاتا ہے کیا وہ اپنے اندر جھانک کر نہیں جان سکتا کہ وہ ایسا نہیں ہے (جیسا کہ اب ظاہر کر رہا ہے) خدا فرماتا ہے "انسان اپنی ذات کو بہتر جانتا ہے۔" پھر فرمایا جب انسان کی باطنی کیفیت درست ہو تو اس کا ظاہر بھی طاقتور اور اچھا ہوتا ہے۔ (اصول کافی)

۲۔ سعد اسکاف امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک ایسا عبادت گزار شخص موجود تھا جس نے حضرت داؤدؑ کو تعجب میں ڈال دیا پھر خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اس کی کوئی بات تمہیں تعجب میں نہ ڈالے یہ تو ریاکار شخص ہے۔ (الکافی)

۳۔ داؤد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص لوگوں کے سامنے تو وہ کچھ ظاہر کرے جسے خدا پسند کرتا ہے (شرافت کا اظہار کرے) مگر (تنہائی میں) وہ خدا کا سامنا ان (برے) کاموں سے کرے جنہیں خدا ناپسند کرتا ہے تو وہ اس حال میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ خدا اس پر ناراض ہوگا۔ (الاصول)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ جس میں لوگوں کے باطن خراب اور ظاہر اچھے ہوں گے اور یہ سب کچھ دنیا (اور اس کے حاصل کرنے) کے طمع و لالچ میں ہوگا در اصل ان کا مقصد خدا سے ثواب حاصل کرنا نہیں ہوگا۔ ان کی (ظاہری) دینداری محض ریاکاری ہوگی۔ ان کے دلوں میں خوف خدا نہ ہوگا۔ خدا ایسے لوگوں پر ایسا عمومی عذاب نازل کرے گا کہ وہ ڈوبنے والے آدمی کی طرح (گڑگڑا کر) دعا مانگیں گے۔ مگر خدا ان کی کوئی دعا قبول نہیں کرے گا۔ (الاصول و عقاب الاعمال)

۵۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مسجد میں عباد بن کثیر بصری (صوفی) سے فرمایا اے عباد! ریاکاری سے بچو کیونکہ جو شخص کوئی عمل غیر اللہ کے لئے کرتا ہے تو خدا اسے اس شخص کے سپرد کر دیتا ہے جس کی خاطر اس نے وہ عمل کیا ہے۔ (الاصول)

۶۔ مسمع جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب جسم کا خشوع و خضوع قلبی خضوع و خشوع سے بڑھ جائے تو یہ ہمارے نزدیک منافقت ہے۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن عرفہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے پسر عرفہ! عمل کرو۔ مگر لوگوں کو دکھانے یا ان کی مدح و ثنا سننے کے لئے نہیں! کیونکہ جو شخص غیر اللہ کے لئے کوئی عمل کرے گا خدا اسے اس کے عمل کے حوالے کر دے گا افسوس ہے تم پر! جو شخص جس قسم کا عمل کرے گا خدا اسے اسی قسم کی چادر اوڑھائے گا اگر اچھا ہے تو اچھی اور اگر برا ہے تو بری۔ (ایضاً)

۸۔ احمد بن محمد برقی باسناد خود یحی بن بشیر نبالی سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ''جو شخص تھوڑا سا عمل بجالائے مگر خالصاً خدا کے لئے تو خدا اسے کثیر کر کے ظاہر کرتا ہے۔ اور جو شخص رات کو جاگ کر اور بدن کو مشقت میں ڈال کر بہت سارا عمل بجالائے مگر لوگوں کی خوشنودی کے لئے تو خدا اسے لوگوں کی نظروں میں قلیل ظاہر کرتا ہے۔ (المحاسن کذا فی الاصول)

۹۔ ابن قداح حضرت صادق آل محمدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ سے اس طرح ڈرو جس میں کوئی عذر باقی نہ رہے اور اس طرح خالصاً لوجہ اللہ عمل کرو کہ اس میں ریا و سمعہ کا شائبہ تک نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص غیر اللہ کے لئے عمل کرے گا خدا قیامت کے دن اسے اس کے عمل کے حوالے کر دے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ زرارہ و حمران حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی بندہ ایسا عمل کرے جس سے اس کا مقصد خدا کی خوشنودی اور دار آخرت کا حاصل کرنا ہو مگر وہ اس میں کسی بندے کی خوشنودی کو بھی شامل کر دے۔ تو وہ مشرک سمجھا جائے گا اور امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کی خاطر کوئی عمل کرے گا تو اس کا ثواب بھی لوگوں کے ذمہ ہوگا اے زرارہ! ہر ریاکاری شرک ہے۔ نیز فرمایا اللہ مزید فرماتا ہے کہ جو شخص میرے اور میرے غیر کے لئے عمل کرے تو وہ عمل اسی شخص کے لئے متصور ہوگا جس کے لئے وہ بجالایا ہے (محاسن برقی، عقاب الاعمال)

۱۱۔ مرفوعاً امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یا ایہا الناس! ایک اللہ ہے اور دوسرا شیطان، ایک حق ہے اور دوسرا باطل۔ ایک ہدایت ہے اور دوسری ضلالت، ایک راست روی ہے اور دوسری کج روی، ایک دنیا ہے اور دوسری آخرت، اور ایک نیکیاں ہیں اور دوسری برائیاں۔ جو نیکیاں اور اچھائیاں ہیں وہ خدا کے لئے ہیں اور جو بدیاں اور برائیاں ہیں وہ شیطان کے لئے ہیں۔ (المحاسن والاصول)

۱۲۔ جناب علی ابن ابراہیم قمی باسناد خود ابو الجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ خدا کے اس ارشاد ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (کہ جو شخص خدا کی خوشنودی چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اس طرح نیک عمل بجالائے کہ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے وہ مشرک ہے اور جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس کے کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے مگر وہ اسے لوگوں کو دکھانے کے لئے کرے تو وہ بھی مشرک ہے۔ پھر فرمایا خدا کبھی کسی ریاکار کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ (تفسیر قمی)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کا ظاہر

اس کے باطن سے زیادہ اچھا ہوگا (نمائش زیادہ کرے گا)۔ (بروز قیامت) اس کا نامہ اعمال ہلکا ہوگا۔ (الفقیہ والآمالی)

۱۴۔ مسعدہ بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے دریافت کیا گیا کہ کل (بروز قیامت) نجات کس چیز میں ہے؟ فرمایا خدا کو دھوکہ نہ دو ورنہ وہ تمہیں دھوکہ دے گا (تمہیں تمہارے دھوکہ کی سزا دے گا) کیونکہ جو شخص خدا کو دھوکہ دینے کی (ناکام) کوشش کرتا ہے تو خدا بھی اس کو دھوکہ دیتا ہے (یعنی اس کے دھوکہ کی اسے سزا دیتا ہے) اور اس سے لباس ایمان چھین لیتا ہے اور اگر اسے کچھ سوجھ بوجھ ہو تو اس کو معلوم ہوگا کہ وہ دراصل اپنے نفس کو دھوکہ دیتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ خدا کو کس طرح دھوکہ دیتا ہے؟ فرمایا کام تو وہ کرتا ہے جس کا حکم خدا نے دیا ہے مگر وہ کرتا غیر اللہ کے لئے ہے (پھر فرمایا) ریاکاری کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ کیونکہ وہ شرک باللہ ہے۔ جو ریاکار ہوگا اسے قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ (۱) یا کافر۔ (۲) یا فاجر۔ (۳) یا غادر۔ (۴) یا خاسر۔ تیرا عمل حبط ہو گیا تیرا ثواب باطل ہو گیا۔ آج تیری گلو خلاصی کی کوئی صورت نہیں ہے تو آج اپنے عمل کا اجر و ثواب اس شخص سے جا کر طلب کر جس کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔

(عقاب الاعمال، معانی الاخبار، الآمالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (باب ۱۲ اور باب ۱۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

اس بات کا بیان کہ جس عبادت میں ریاکاری کا قصد کیا جائے وہ باطل ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے (ایک طویل حدیث کے ضمن میں) فرمایا کہ کچھ لوگوں کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا (مگر خدا داروغہ دوزخ سے فرمائے گا کہ دوزخ سے کہے کہ وہ ان کے اعضاء و جوارح کو نہ جلائے کیونکہ وہ قدموں سے مساجد کی طرف جاتے تھے، مونہوں سے وضو کرتے تھے ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتے تھے اور زبانوں سے تلاوت قرآن کیا کرتے تھے) داروغہ جہنم ان سے کہے گا اے بدبختو! تمہارا کیا حال تھا؟ (کہ باوجود نیک عمل کرنے کے جہنم میں داخل ہوئے ہو؟) وہ جواب دیں گے ہم جو عمل کرتے تھے وہ غیر اللہ کے لئے کرتے تھے اس لئے آج ہم سے کہا گیا ہے کہ اپنے عملوں کا ثواب ان لوگوں سے وصول کرو جن کے لئے تم یہ عمل کیا کرتے تھے۔ (علل الشرائع و عقاب الاعمال)

۲۔ یزید بن خلیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: تم میں سے اگر کوئی شخص پہاڑ کی چوٹی پر بھی ہوگا تو موت اس کے پاس بھی پہنچ کر رہے گی (کوئی بھی چیز اسے موت کے آہنی پنجہ سے بچا نہیں سکے گی) تو تم کیوں لوگوں کو دکھانے اور (ان کو خوش کرنے) کے لئے عمل کرتے ہو؟ (یاد رکھو) جو شخص لوگوں کیلئے عمل کرے گا۔ اس کا ثواب لوگوں کے ذمہ ہوگا اور جو خدا کیلئے کرے گا اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہوگا۔ پھر فرمایا: ہر قسم کی ریاکاری شرک ہے۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا (بعض اوقات) فرشتہ ایک آدمی کا عمل لے کر خوش خوش اوپر جاتا ہے۔ پس جب وہ اس کی نیکیوں کو اوپر لے جاتا ہے تو خدا فرماتا ہے ان کو جہنم میں ڈال دو۔ کیونکہ اس عامل نے یہ عمل میرے لئے نہیں کیا۔ (الاصول)

۴۔ جراح مدائنی آیت مبارکہ ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ..... الآية﴾ کی تفسیر اور شرک کی وضاحت کے سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کوئی کارِ ثواب خدا کے لئے نہ کرے بلکہ اس لئے کرے کہ لوگ سنیں اور اس کی مدح و ثنا کریں۔ تو یہ وہ شخص ہے جس نے عبادت خدا میں شرک کیا ہے۔ پھر فرمایا جو بندہ کوئی نیکی چھپا کر کرتا ہے تو خداوند عالم کچھ دن گزرنے کے بعد اس کی نیکی کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جو بندہ کوئی برائی چھپا کر کرتا ہے تو کچھ شب و روز گزرنے کے بعد خدا اس کی اس برائی کو ظاہر کر دیتا ہے۔ (ایضاً و کتاب الزہد)

۵۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا فرماتا ہے کہ میں بہترین شریک ہوں جو شخص میرے اور میرے غیر کے لئے کوئی عمل کرے گا وہ میرے غیر کے لئے ہی سمجھا جائے گا۔ (المحاسن للبرقیؒ)

۶۔ جناب سید رضیؒ ''نہج البلاغہ'' میں حضرت امیر علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ''کئی روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کئی شب زندہ دار ایسے ہوتے ہیں جن کو سوائے شب بیداری کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا (پھر فرمایا) عقلمندوں کا روزہ رکھنا اور روزہ کھولنا کس قدر عمدہ ہے۔'' (نہج البلاغہ) مخفی نہ رہے کہ اس حدیث کا پہلا حصہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ جناب حسین بن سعید اہوازی باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بروز قیامت ایک نمازی کو بارگاہِ خدا میں پیش کیا جائے گا اور وہ کہے گا۔ پروردگارا میں نے یہ نماز تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پڑھی تھی۔ اس سے کہا جائے گا (نہیں) بلکہ تو نے یہ نماز اس لئے پڑھی تھی کہ کہا جائے کہ فلاں شخص کی نماز کتنی اچھی ہے؟ پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ پھر امامؑ نے بعض جہاد کرنے والوں، بعض قرآن کی

تلاوت کرنے والوں اور بعض صدقہ دینے والوں کے متعلق بھی ایسا ہی فرمایا (کہ وہ کہیں گے کہ ہم نے جہاد کیا، قرآن پڑھا اور صدقہ دیا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے یہ سب کچھ ریاء وسمعہ کے ماتحت کیا تھا کہ تمہیں...... سخی کہا جائے پھر خدا کا حکم ہوگا کہ ان کو جہنم میں جھونک دو۔ (کتاب الزھد للحسین بن سعید الاھوازی)

۸۔ علی بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں شریکوں سے بے نیاز ہوں۔ جو شخص کسی عمل میں کسی کو میرا شریک بنائے گا۔ میں اس عمل کو قبول نہیں کروں گا۔ ہاں میں صرف اس عمل کو قبول کرتا ہوں جو صرف میرے لئے بجالایا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۸ اور ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

خلوت میں کاہلی اور سستی اور جلوت میں نشاط اور چستی مکروہ ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ریاکار کی تین علامتیں ہیں: (۱) لوگوں کو دیکھ کر مسرت ونشاط سے عبادت کرتا ہے۔ (۲) جب تنہا ہو تو سست روی سے کام لیتا ہے۔ (۳) وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے تمام کاموں میں اس کی تعریف وتوصیف کی جائے۔ (الاصول کذا فی ،الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ و باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ بھی آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۴

اپنی عبادت کا لوگوں کے سامنے تذکرہ کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ ﴿فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ﴾ (اپنے نفسوں کا تزکیہ نہ کیا کرو وہ بہتر جانتا ہے کہ پرہیزگار کون ہے) کا مطلب دریافت کیا؟ فرمایا اس سے آدمی کا یہ کہنا مراد ہے کہ میں نے گزشتہ رات نماز پڑھی تھی یا کل روزہ رکھا تھا یا اس قسم کی اور باتیں کرنا۔ پھر فرمایا پہلے کچھ لوگ ایسے لوگ بھی تھے کہ جب صبح ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ ہم نے رات جاگ کر نماز پڑھی، اور کل روزہ رکھا تھا (مگر ان کے بالمقابل) حضرت امیر علیہ السلام یہ

فرماتے تھے کہ میں رات کو بھی سوتا ہوں اور دن کو بھی۔ اور اگر ان کے درمیان بھی کچھ وقت پاتا تو اس میں بھی سو جاتا۔

(معانی الاخبار و کذا فی کتاب الزہد)

مؤلف علام حضرت امیر علیہ السلام کے اس کلام کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؑ کا یہ ارشاد یا تو مبالغہ پر مبنی ہے یا پھر شب و روز کے کچھ حصہ میں سونے پر محمول ہے (ورنہ ظاہر ہے کہ آنجنابؑ کے دن کا اکثر حصہ اشاعت اسلام اور کسب حلال میں صرف ہوتا تھا اور رات کو اکثر عبادت خدا میں بسر ہوتا تھا۔ یا پھر عظمت و استحقاق خداوندی کے بالمقابل کسر نفسی کرتے ہوئے اپنی عبادت کو حقیر اور معمولی سمجھنے پر محمول ہے مطلب یہ کہ میری یہ عبادت خدا کی عظمت کے مقابلہ میں بمنزلہ سو کر رات گزارنے کے ہے۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا عمل پر باقی رہنا اصل عمل کرنے سے زیادہ سخت ہے راوی نے عرض کیا کہ عمل پر باقی رہنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا ایک آدمی صلہ رحمی کرتا ہے اور خدائے واحد لاشریک کی خوشنودی کے لئے صدقہ و خیرات دیتا ہے تو پوشیدہ لکھ دیا جاتا ہے (کہ فلاں نے فلاں کام چھپا کر کیا) مگر جب وہ (لوگوں میں) اپنے اس کام کا (ایک بار) تذکرہ کرتا ہے تو پوشیدہ لکھا ہوا مٹا کر اس کی جگہ اعلانیہ لکھ دیا جاتا ہے (کہ اس نے اعلانیہ فلاں کام کیا) لیکن جب وہ (دوبارہ سہ بارہ) اپنے اس کارنامے کا ذکر کرتا ہے تو پھر یہ "اعلانیہ لکھا ہوا بھی مٹا دیا جاتا ہے، اور اس کی جگہ "ریاکاری" لکھ دی جاتی ہے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (باب ۱۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۵

اس بات کا بیان کہ اگر آدمی کے قصد و ارادہ کے بغیر لوگوں کو اس کے کسی عمل خیر کی اطلاع ہو جائے اور وہ اس سے خوش ہو تو اس میں کوئی کراہت و قباحت نہیں ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نیکی کا کوئی کام کرتا ہے اور اگر اتفاقاً کوئی آدمی یہ کار خیر کرتے ہوئے دیکھ لے تو یہ بات اس کی خوشی کا باعث بنتی ہے۔ (آیا یہ ریاکاری تو نہیں ہے؟) فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ہر شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں میں اس کی نیکی ظاہر ہو ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ یہ نیکی محض دکھلاوے کے لئے نہ کرے۔

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی کوئی اچھا کام اپنی ذات کے لئے کرتا ہے مگر لوگ (اس کی اس نیکی کی وجہ سے) اس سے پیار و محبت کرتے ہیں تو؟ فرمایا یہ تو مؤمن کی پہلی جلد بشارت و خوشخبری ہے (جو خدا نے اسے اخروی اجر و ثواب سے پہلے دی ہے)۔ (معانی الاخبار)

باب ۱۶

اس غرض سے لوگوں کے سامنے عبادت کو احسن طریقہ پر بجالانا تاکہ لوگ اس شخص کی اقتداء کریں اور اس طرح لوگوں کو مذہب حق کی طرف رغبت دلائی جائے جائز ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابواسامہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا لوگوں کو زبان کے بغیر اپنے کردار اور اخلاق و اطوار سے اپنی طرف بلاؤ اور (ہمارے لئے بہر حال) باعث زیب و زینت بنو۔ اور ہرگز ننگ و عار کا سبب نہ بنو۔ (الاصول)

۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: لوگوں کو (حق کی طرف) دعوت دو مگر زبان سے نہ؟ (پھر کس طرح دیں؟ فرمایا: چاہیئے کہ "لوگ تمہارے اندر تقویٰ، اور بدعملی سے پرہیزگاری، عمل صالح کی بجا آوری میں جدو جہد کی عملداری، نماز پڑھنے اور ہر قسم کی خیر و خوبی بجالانے میں تمہاری کارگزاری دیکھیں[1]۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ ابن ادریس حلیؒ بحوالہ کتاب عبداللہ بن بکیر عبید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز شروع کرتا ہے اور پھر اسے بڑے احسن طریقہ پر بجالاتا ہے محض اس لئے کہ دیکھنے والوں کو اپنی (نیک) خواہش کی طرف مائل کر سکے (کہ وہ بھی اس طرح نماز پڑھیں آیا اس میں کوئی سقم تو نہیں ہے؟) فرمایا یہ ریاکاری نہیں ہے۔ ﴿انما الاعمال بالنیات﴾۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

باب ۱۷

واجبی عبادات کے سوا باقی تمام مستحبی عبادات کو پوشیدہ طور پر بجالانا مستحب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن محمد ازدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ صرف گفتار کا غازی بننے کی بجائے کردار کے غازی بن کر اپنے عمل و کردار اور اپنے اخلاق و اطوار سے دعوت الی الحق کا فریضہ انجام دو۔ اور دین و مذہب کی نشر و اشاعت کرو کیونکہ ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے (احقر مترجم)

فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے کہ میرے تمام دوستداروں میں سے قابل رشک وہ بندہ مؤمن ہے جس کا نیکی میں وافر حصہ ہو اور اپنے پروردگار کی عبادت کو احسن طریقہ پر اور وہ بھی پوشیدہ طور پر بجالائے جو لوگوں میں ایسا گمنام ہو کہ اس کی طرف انگلیاں نہ اٹھتی ہوں، اس کی روزی بقدر ضرورت ہو اور وہ اس پر صبر کرے اور اسے جلد موت آجائے اور (جب مرے) تو اس کی میراث قلیل ہو اور اس پر رونے والیاں بھی قلیل ہوں۔ (الاصول)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ''اے عمار! بخدا پوشیدہ طور پر صدقہ دینا کھلم کھلا دینے سے افضل ہے اور بخدا اسی طرح مخفی طریقہ پر عبادت کرنا علانیہ کرنے سے بہتر و برتر ہے۔ (الفروع)

۳۔ نیز عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا: ''بخدا اسی طرح حکومت باطل میں، حالت خوف میں اور مصالحت کے دور میں پوشیدہ امام کے ساتھ پوشیدہ طور پر تمہارا عبادت خدا کرنا یقیناً افضل ہے اس شخص کی عبادت سے جو حکومت حق میں، ظہور حق کے دور میں ظاہر امام حق کے ساتھ بجالائے گا۔ (الاصول کذا فی اکمال الدین)

۴۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کسی آدمی کی یہ صفت کس قدر اچھی ہے کہ غسل کرے یا کامل وضو کرے پھر کسی ایسے گوشہ میں چلا جائے جہاں اسے کوئی مونس و انیس نہ دیکھے۔ ہاں جب وہ جھانک کر اسے دیکھے تو وہ بھی اس حال میں کبھی رکوع کر رہا ہو اور کبھی سجود۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن مخارق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اشراف عرب میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں قاصد بن کر حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کیا تمہارے شہروں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو خیر و خوبی کے ساتھ اس طرح مشہور کر رکھا ہو کہ اب وہ اسی کے ذریعہ سے ہی پہچانے جاتے ہوں؟ عرض کیا ہاں (ایسے لوگ ہیں) پھر فرمایا آیا وہاں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اس طرح برائی کے ساتھ مشہور کر رکھا ہو کہ اب وہ اسی کے ساتھ ہی پہچانے جاتے ہوں؟ عرض کیا ہاں (ایسے لوگ بھی ہیں) پھر فرمایا آیا تمہارے شہروں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کبھی برائیاں کر لیتے ہیں اور کبھی اچھائیاں؟ (مگر کسی چیز میں بھی شہرت نہیں رکھتے؟) عرض کیا ہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں! فرمایا: امت محمدیہ کا یہی وہ طبقہ ہے جو سب سے اچھا ہے اور یہی وہ میانہ رو گروہ ہے کہ غالی (اصل مقام سے بڑھانے والا) بھی ان کی طرف پلٹ کر آتا ہے اور مقصر (اصل مقام سے گھٹانے والا) بھی انہی تک پہنچتا ہے۔ (امالی شیخ طوسی)

۶۔ علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے والد (حسن) سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص اپنی ذات کو عبادت و زہادت کے ساتھ شہرت دے۔ اس کو دین میں متہم سمجھو (اس پر اعتماد نہ کرو) کیونکہ خداوند عالم عبادت اور

لباس میں شہرت کو ناپسند کرتا ہے۔ پھر فرمایا خداوند عالم نے شب و روز میں اپنے بندوں پر صرف سترہ رکعتیں فرض کی ہیں۔ جو شخص یہ بجالائے گا خدا اس سے اور نمازوں کے متعلق باز پرس نہیں کرے گا۔ ہاں البتہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دوگنا (نوافل ۳۴ رکعت) کا اس لئے اضافہ فرمایا ہے کہ اگر واجبی نمازوں میں کچھ کمی بیشی ہو جائے تو ان نوافل کے ذریعہ سے اس کی تلافی کی جاسکے۔ خدا نماز روزہ کی کثرت پر سزا نہیں دے گا (بلکہ جزا دے گا) ہاں اگر سرپھلا دے گا تو خلاف سنت کام کرنے پر دے[1] گا۔ (ایضاً)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: سب سے زیادہ اجر و ثواب اس عبادت پر ملتا ہے جو سب سے بڑھ کر پوشیدہ طریقہ پر ادا کی جائے۔ (قرب الاسناد)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ باسناد خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ (اپنے تئیں) عبادت کے ساتھ شہرت دینا (اپنے آپ کو عابد و زاہد مشہور کرنا) شک وشبہ والی بات ہے۔ (اس سے لوگوں کو شک ہوتا ہے کہ آیا وہ ریاکار ہے یا حقیقی عبادت گزار ہے)۔ (المعانی، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (مخفی طور پر عبادت کرنے کی فضیلت اور علانیہ کرنے کی رذیلت واجبی نماز اور زکوٰۃ کے علاوہ دوسری مستحبی عبادتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ (ورنہ واجبی کاموں کا علانیہ بجالانا نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض وجوہ سے مستحب بھی ہے)۔ مستحقین زکوٰۃ کے باب وغیرہ میں اس قسم کی اور بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

ہر وہ جائز عمل جس کے انجام دینے پر معصومین علیہم السلام سے کچھ ثواب منقول ہو اس کا انجام دینا مستحب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلم انداز کر کے باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو (نبی یا امام کی جانب سے) کسی کار خیر کے بجالانے پر۔ کچھ مخصوص اجر و ثواب کی خبر ملے اور وہ (نیک نیتی کے ساتھ) اسی ثواب کے حصول کی غرض سے وہ کار خیر بجالائے تو اسے (بفضلہ تعالیٰ) یقیناً وہ اجر و ثواب مل جائے گا۔ اگرچہ وہ ثواب والی

---

[1] کہ کوئی شخص سنت سے زائد کام کرے اور پھر اسے سنت سمجھ کر یا اپنے اختراعی طریقہ کے مطابق کرے اور اسے دینی طریقہ سمجھ کر کرے۔ یا کوئی من گھڑت وظیفہ کرے اور پھر اسے شرعی وظیفہ سمجھ کر کرے تو یہ بدعت بھی ہے اور تشریع محرم بھی۔ جس سے نام نہاد نیکی برباد ہوتی ہے اور گناہ لازم ہوتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

بات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یا امامؑ) نے نہ فرمائی ہو۔

(ثواب الاعمال، محاسن برقی، عدۃ الداعی، کتاب الاقبال)

۲۔ حمدان بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ (خدا جب کسی بندے کو ہدایت کرنا چاہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے) کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم جس شخص کو دار دنیا میں اس کے ایمان کی وجہ سے آخرت میں اپنی جنت اور اپنی عزت وکرامت والے گھر کی طرف رہنمائی کرنا چاہے تو اس کو اپنے سامنے سرتسلیم خم کرنے، اس پر اعتماد کرنے اور اس کے وعدۂ ثواب پر اعتبار کرنے کے لئے کشادہ کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ)

۳۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقی" باسناد خود عبداللہ بن قاسم جعفری سے اور وہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا نے جس بندہ سے کسی اچھے کام کرنے پر اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے وہ اسے ضرور پورا کر کے رہے گا اور جس بندہ کو کسی برے کام کرنے پر سزا دینے کی دھمکی دی ہے اس میں اسے اختیار ہے (کہ سزا دے یا معاف کر دے کیونکہ اس کا سزا دینا عدل ہے اور معاف کرنا فضل ہے)۔ (المحاسن للبرقی" کذا فی توحید الصدوق")

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جو شخص کسی کام کے کرنے پر کچھ ثواب سنے اور پھر وہ اس کام کو اس ثواب کے حصول کی خاطر بجالائے تو اسے (اس کی نیک نیتی) پر وہ ثواب مل جائے گا اگرچہ اس کی شنید درست نہ بھی ہو۔ (الاصول وکتاب الاقبال للسید ابن طاؤس")

۵۔ محمد بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ وہ فرمارہے تھے کہ جس شخص کو کسی عمل کے بجالانے پر منجانب اللہ ثواب ملنے کی اطلاع ملے۔ اور وہ شخص اسی ثواب کی خاطر وہ عمل بجالائے۔ تو اس کو وہ ثواب ضرور عطا کر دیا جائے گا اگرچہ وہ بات اس طرح نہ ہو جس طرح اس تک پہنچی[1] ہے۔ (الاصول)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ احادیث "من بلغ" کے سلسلہ میں نبی وامام کی حیثیت یکساں ہے لہٰذا جس شخص تک نبی یا کسی امام کی طرف منسوب شدہ اس قسم کی کوئی حدیث پہنچے۔ خواہ مستند سلسلہ سند سے پہنچے یا غیر مستند طریقہ سے پہنچے اور پھر بندہ اسی ثواب کے لالچ میں وہ کام انجام دے۔ تو خداوند عالم اپنے لطف و کرم سے اس عامل کو اس کی نیت کی سچائی کی وجہ سے ضرور وہ اجر وثواب عطا کر دے گا۔ اسی وجہ سے علماء وفقہاء اس قسم کی روایات میں "تسامح" (چشم پوشی) کے قائل ہیں اور مستحبی کاموں میں اسی سیرت مستمرہ پر عامل ہیں واللہ الموفق (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۹

عبادت خدا سے محبت کرنا اور اس کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر کے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے (کہ خدا فرماتا ہے) اے فرزند آدمؑ! تو اپنے آپ کو میری عبادت کے لئے فارغ کر۔ میں تیرا دل تونگری اور بے نیازی سے بھر دوں گا اور تجھے تیری خواہش کے حوالے نہیں کروں گا اور مجھ پر لازم ہے کہ تیرے فقر و فاقہ کا سد باب کروں گا اور تیرے دل کو اپنے خوف سے بھر دوں گا۔ اور اگر تو نے اپنے تئیں میری عبادت کے لئے فارغ نہ کیا تو پھر میں تیرے دل کو دنیوی کاموں میں شغل اشغال سے بھر دوں گا۔ پھر میں تیرے فقر و فاقہ کا سد باب نہیں کروں گا اور تجھے تیری خواہش کے حوالے کر دوں گا۔ (الاصول)

۲۔ عمرو بن جمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب لوگوں سے افضل وہ آدمی ہے جو عبادت خدا سے عشق کی حد تک محبت کرے، اس سے معانقہ کرے، اس سے قلبی محبت کرے، اسے اپنے جسم سے لگائے اور اس کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرے اور پھر وہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ کرے کہ آیا اس نے دنیوی طور پر تنگدستی کی حالت میں صبح کی ہے یا آسائش و کشائش کی حالت میں۔ (ایضاً)

۳۔ ابو جمیلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے اے میرے سچے بندو! تم دنیا میں میری عبادت کے ساتھ لطف اندوز ہو پھر آخرت میں بھی اجر و ثواب کے ساتھ لطف اندوز ہو گے۔

(ایضاً و امالی شیخ صدوقؒ)

۴۔ سلام بن مستنیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک (طویل) حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ وعظ و نصیحت کے لئے موت، غنا و تونگری کے لئے یقین اور وقت گزارنے کے لئے عبادت کافی ہے۔ (الاصول)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر واسطے اپنی عبادت کے) کا مطلب دریافت کیا؟ فرمایا مطلب یہ ہے کہ ان کو عبادت کرنے کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ راوی نے عرض کیا۔ آیا صرف چند مخصوص افراد کو یا تمام کو اسی مقصد کے لئے پیدا کیا ہے؟ فرمایا: تمام کو! (علل الشرائع)

۶۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد قدرت: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ...... الآیۃ﴾ کا مفہوم دریافت کیا۔ فرمایا مطلب یہ ہے کہ ان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ انہیں عبادت کرنے کا حکم

دے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پھر اس ارشاد ایزدی ﴿وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ (لوگ برابر اختلاف کرتے رہیں گے سوائے ان کے جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے گا اور اسی لئے اس نے ان کو پیدا کیا ہے) کا مطلب پوچھا فرمایا مطلب یہ ہے کہ خدا نے اس لئے ان کو پیدا کیا ہے کہ وہ زندگی میں ایسے کام کریں جن سے وہ رحمت الٰہی کے مستحق بن جائیں اور وہ ان پر رحم و کرم فرمائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے قبل (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۲۰ میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

عبادت کرنے میں جدوجہد کرنا مستحب مؤکد ہے

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی انیس (۱۹) کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن سعید بن ہلال ثقفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کئی کئی سال کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس پر عمل کرسکوں؟ امامؑ نے فرمایا میں تجھے اللہ سے ڈرنے، حرام کاموں سے بچنے اور واجبات کے ادا کرنے میں جدوجہد کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ آخر میں فرمایا کہ واجبات کے بجالانے میں جدوجہد کرنا بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا، جب تک حرام کاموں سے اجتناب نہ کیا جائے۔ (الاصول والمحاسن للبرقی)۔

۲۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جبرئیل امینؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا یا محمدؐ! جب تک چاہو جیو آخر مرنا ہے، جس سے چاہو محبت کرو۔ آخر اس سے جدا ہونا ہے اور جو چاہو عمل کرو۔ آخر اس کی جزا یا سزا کا سامنا کرنا ہے۔ (الفروع)۔

۳۔ عبدالرحمٰن بن حجاج، حفص بن بختری اور سلمہ بیاع سابری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام (کے ورد و وظائف والی) کتاب ہاتھ میں لے کر اس پر نظر ڈالتے تھے تو فرماتے تھے اس پر عمل کرنے کی کون طاقت رکھتا ہے؟ کون طاقت رکھتا ہے؟ پھر خود اس کے مطابق عمل کرتے تھے اور (آپ کی عبادت کی حالت یہ تھی کہ) جب نماز پڑھنے کا ارادہ ظاہر کرتے تھے تو آپ کا رنگ اس طرح متغیر ہو جاتا تھا جو چہرے سے بھی معلوم ہو جاتا تھا۔ (پھر فرمایا) اولاد علیؑ میں سے سوائے امام زین العابدینؑ کے اور کسی میں ان کی طرح عمل کرنے کی طاقت و قوت نہ تھی۔ (روضہ کافی)

۴۔ ابواسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: تم پر لازم ہے کہ

اللہ تعالیٰ سے ڈرو، حرام سے بچو، واجب کو بجالانے کی کوشش کرو[1]۔ (الاصول والمحاسن)

۵۔ عمرو بن جمع امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ہمارے شیعہ وہ ہوتے ہیں جن کے (شب بیداری کی وجہ سے) رنگ متغیر، (روزہ رکھنے کی وجہ سے) ہونٹ وزبان خشک اور (کم خوری کی وجہ سے) جسم کمزور ہوتے ہیں اور جب رات کی تاریکی چھانے لگے تو حزن وملال سے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ (الاصول) دوسری روایت میں وارد ہے کہ وہ رات کے وقت زمین کو اپنا بستر بناتے ہیں، بہت سجدے کرتے ہیں، بہت دعاو پکار کرتے ہیں، بہت روتے ہیں اور جب لوگ خوش ہوتے ہیں تو وہ غمناک ہوتے ہیں۔

۶۔ مفضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: رذیل لوگوں سے بچو (جو تمہیں غلط پٹی پڑھاتے ہیں) حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ صرف وہ ہے جو نہ حرام خور ہو اور نہ حرام کار۔ جس کی (عملی) جدوجہد سخت ہو اور اپنے خالق ومالک کے لئے عمل کرے۔ اس کے ثواب کی امید رکھے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ جب تمہیں ایسے لوگ نظر آ جائیں تو سمجھ لینا کہ یہی امام جعفر صادقؑ کے شیعہ ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام کے شیعہ وہ ہوتے تھے جن کے پیٹ (شدت گرسنگی کی وجہ سے) پشت سے لگے ہوئے اور ہونٹ (بوجہ روزہ رکھنے کے) خشک ہوتے تھے اور وہ رافت ورحمت اور علم وحلم والے ہوتے تھے اور دنیا میں بے رغبتی کرنے کے باعث پہچانے جاتے تھے (پھر فرمایا) تم جس حال میں بھی رہو حرام سے بچنے اور واجب کی ادائیگی میں جدوجہد کرنے کے ساتھ ہماری اعانت کرو۔ (ایضاً)

۸۔ معروف بن خربوذ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک بار عراق میں لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو وعظ فرمایا پھر خوف خدا سے خود بھی روئے اور لوگوں کو بھی رلایا۔ پھر فرمایا بخدا میں نے اپنے خلیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو اس حال میں صبح وشام کرتے تھے کہ پراگندہ مو، گرد آلود اور خالی پیٹ ہوتے تھے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) بکری کے گھٹنے کی مانند گھٹے ہوتے تھے۔ جو تمام رات اپنے پروردگار کی عبادت میں یعنی قیام وقعود اور رکوع وسجود میں گزار دیتے تھے اور وہ اپنے پاؤں اور پیشانیوں میں مراوحہ کرتے تھے (یعنی کبھی قیام کرتے تو پیشانی کو راحت پہنچاتے اور کبھی سجدہ کرتے تو پاؤں کو آرام پہنچاتے تھے) اپنے رب سے راز ونیاز کی باتیں اور آتش جہنم سے گلو خلاصی کرانے کی اس سے استدعا کرتے تھے بخدا میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ اس (عبادت وزہادت) کے باوجود خائف وترساں رہتے تھے (کہ نہ معلوم ہمارا انجام کیا

---

[1] اس حدیث کا تتمہ یوں ہے: "اور سچ بولو، امانت کو ادا کرو، خوش خلقی اختیار کرو۔ پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو اپنے عمل وکردار سے لوگوں کو اپنی طرف بلاؤ اور ہمارے لئے باعث زینت بنو باعث ننگ وعار نہ بنو۔ (ایضاً) (احقر مترجم عفی عنہ)

ہوگا؟)۔(ایضاً)

۹۔ عیسیٰ نہریری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کو پہچان لے اور اس کی عظمت کا قائل بھی ہو وہ ضرور منہ کو (فضول) کلام سے اور پیٹ کو (حرام) طعام سے بند کرے گا اور اپنے نفس کو (دن میں) روزہ رکھنے اور (رات میں) شب بیداری کرنے کی زحمت بھی دے گا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ لوگ تو اولیاء اللہ ہیں! فرمایا (یہ اولیاء اللہ نہیں بلکہ) اولیاء اللہ تو وہ ہیں جو جب خاموش ہوتے ہیں تو ان کی خاموشی ذکر خدا ہوتی ہے، جب کسی چیز پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ان کی نگاہ نگاہِ عبرت ہوتی ہے جب بولتے ہیں تو ان کا بولنا حکمت ہوتا ہے اور جب چلتے ہیں تو ان کا لوگوں میں چلنا خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے اگر انہوں نے وہ مقررہ مدت پوری نہ کرنا ہوتی جو ان کے لئے لکھی جا چکی ہے تو شوق ثواب اور خوف عتاب کی وجہ سے ان کی روحیں ان کے بدنوں میں قرار نہ پکڑتیں۔(الاصول، کذافی، آمالی، الصدوق")

۱۰۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے شیعوں کے ایک گروہ سے فرمایا بخدا میں تمہاری خوشبو سے اور تمہاری روحوں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تم حرام کاری سے پرہیزگاری اور واجب کاموں کی بجا آوری کے ساتھ میری مدد کرو اور جان لو کہ ورع و پرہیزگاری اور نیک عمل کی بجا آوری میں اور عملی جدوجہد کے بغیر ہماری محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ چاہیئے کہ تم میں سے جب کوئی شخص کسی بندے (کسی امام برحق) کی اقتداء کا دعویٰ کرے تو اس کے کردار جیسا کردار بھی پیش کرے۔(الآمالی، کذافی، الروضہ)

۱۱۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے (حضرت امیر علیہ السلام کی سیرت و کردار کی تصویر کشی کرتے ہوئے) فرمایا بخدا حضرت علی علیہ السلام (کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ) کھانا کھاتے تھے تو غلاموں کی طرح، بیٹھتے تھے تو غلاموں کی طرح، وہ دو سلی ہوئی قمیصیں خریدتے تھے پھر اپنے غلام (قنبر) کو اختیار دیتے تھے کہ اچھی کو وہ منتخب کرلے پھر دوسری کو خود زیب بدن فرماتے تھے اور اگر اس کے بازو انگلیوں سے آگے بڑھ جاتے یا طول میں ٹخنوں سے نیچے تک پہنچ جاتی تھی تو زائد مقدار کو کاٹ دیتے تھے پانچ سال تک (مسلمانوں کے سفید و سیاہ کے) والی و حاکم رہے مگر اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی (کوئی مکان نہیں بنایا) اور نہ ہی اپنے لئے کوئی جائیداد مخصوص کی اور نہ ہی اپنے وارثوں کے لئے کوئی چاندی یا سونا چھوڑا۔ (اس کے باوجود) لوگوں کو گندم کی روٹی اور وہ بھی گوشت کے ساتھ کھلاتے تھے اور خود گھر جا کر جو کی روٹی زیتون کے تیل اور سرکہ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ جب بھی ان کو خوشنودی خدا کے کوئی سے دو کام درپیش ہوتے تو وہ سخت کام کو اختیار کرتے۔ اپنے ہاتھ اور گاڑھے پسینہ کی کمائی سے ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کئے۔ ان کی طرح عمل کرنے کی کوئی آدمی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ وہ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور اگر تمام لوگوں سے بڑھ کر کوئی شخص ان سے مشابہ تھا

وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تھے۔ان کے بعد اور کوئی شخص ان کی مانند عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔

(الآمالی، کذافی، مجمع البیان)

۱۲۔ حسن بن علی بن ابن ابی حمزہ اپنے باپ (علی) سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کی ایک کنیز سے سوال کیا کہ آپ میرے لئے امامؑ کے کچھ حالات وصفات بیان کریں۔اس نے کہا آیا طوالت سے کام لوں یا اختصار سے؟ میں نے کہا اختصار سے! کہا (پھر مختصر بات یہ ہے) کہ میں دن میں کبھی ان کے لئے کھانا نہیں لاتی تھی اور رات کو کبھی ان کے لئے بستر نہیں بچھایا تھا (خلاصہ یہ کہ وہ صائم النہار اور قائم اللیل تھے)۔

(علل الشرائع)

۱۳۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پوتے موسیٰ بن اسماعیل اپنے آباءواجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "لا تنس نصیبك من الدنیا"، (دنیا میں سے اپنا حصہ مت بھول) کی تفسیر میں فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی صحت، طاقت، فراغت اور جوانی اور اپنی نشاط وخوش دلی کو مت بھول کہ تو نے ان چیزوں کے ذریعے آخرت حاصل کرنی ہے۔(معانی الاخبار)

۱۴۔ عبداللہ بن صالح ھروی ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام بسا اوقات شب وروز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور صرف تین اوقات میں نماز نہیں پڑھتے تھے ہاں البتہ مصلے پر بیٹھ کر دعا ومناجات کرتے رہتے تھے۔(۱) چاشت۔(۲) دوپہر۔(۳) اور غروب سے پہلے جب سورج دور ہو جاتا تھا (کیونکہ ان اوقات میں نوافل مبتدءہ کا پڑھنا مکروہ ہے)۔(عیون اخبار الرضاؑ)

۱۵۔ ابراہیم بن عباس حضرت امام رضا علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ رات کو سوتے کم تھے اور جاگتے زیادہ تھے اکثر راتوں کو (مغرب سے لے کر) صبح تک جاگ کر بسر کرتے تھے وہ بہت روزہ رکھتے (کم از کم) ہر ماہ میں ان کے تین روزے تو کبھی قضا نہیں ہوئے اور فرماتے تھے کہ یہ "صوم الدھر"، ہے وہ پوشیدہ طور پر بہت صدقہ وخیرات دیتے تھے اور اکثر وبیشتر تاریک راتوں میں دیتے تھے۔پس جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے فضل وکمال میں امام رضا علیہ السلام جیسا کوئی آدمی دیکھا ہے اس کی تصدیق نہ کرو (کیونکہ ان جیسا کوئی صاحب فضل وکمال آدمی موجود نہیں ہے)۔(ایضاً)

۱۶۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام شب وروز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے (اور وہ عبادت خدا کرتے کرتے اتنے کمزور ہو گئے تھے) کہ ہوا ان کے جسم کو خوشہ گندم کی طرح ادھر ادھر جھکا دیتی تھی)۔(ارشاد شیخ مفیدؒ)

۱۷۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا تم پر عملی جدوجہد کرنا (مرنے کے لئے) تیاری کرنا۔اور دنیا

میں رہ کر آخرت کے لئے زادِ راہ اکٹھا کرنا لازم ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۸۔ جناب شیخ حسن ابن جناب شیخ طوسی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت امیر المومنینؑ جبانہ کوفہ جانے کی نیت سے مسجد (کوفہ) سے باہر نکلے جبکہ رات چاندنی تھی دیکھا کہ چند آدمی آپ کے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ آنجنابؑ رُکے اور ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ! ہم آپ کے شیعہ ہیں آپ نے ان کے چہروں پر غور سے نظر ڈالی۔ پھر فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں تم میں اپنے شیعوں کی علامات نہیں دیکھتا؟ انہوں نے عرض کیا۔ مولا! آپ کے شیعوں کے علامات کیا ہیں؟ فرمایا شب بیداری کی وجہ سے ان کے چہرے زرد ہوتے ہیں، خوفِ خدا سے رو رو کر ان کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی ہوتی ہیں، عبادت خدا میں کھڑے ہو ہو کر ان کی کمریں جھکی ہوئی ہوتی ہیں، روزے رکھ رکھ کر ان کے شکم پشت سے لگے ہوئے ہوتے ہیں اور دعا مانگ مانگ کر ان کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں اور ان پر خوف و خشیہ الٰہی کی گرد و غبار پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۹۔ دعبل خزاعی کے بھائی علی بن علی حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے خیثمہ سے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم تمہیں (بغیر عمل کے) خدا کی طرف سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ نیز ہمارے شیعوں کو یہ پیام پہنچاؤ کہ خدا کے پاس جو کچھ (اجر و ثواب ہے) وہ عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ہمارے شیعوں کو بتاؤ کہ بروز قیامت سب سے زیادہ حسرت و ندامت میں وہ شخص ہوگا کہ جو زبانی طور پر تو عدل و انصاف کی تعریف کرے گا مگر مقام عمل میں اس کی خلاف ورزی کرے گا نیز یہ بات بھی ہمارے شیعوں کے گوش گزار کر دو کہ جب وہ ان باتوں پر عمل درآمد کریں گے جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔ تو پھر یہی لوگ بروز قیامت رستگاری حاصل کریں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بکثرت حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (گزشتہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد مختلف مقامات پر بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

عمل کو یکساں رکھنا اور اس پر مداومت کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدینؑ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس حال میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں کہ میرا عمل یکساں و برابر ہو۔ (الاصول)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدینؑ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کسی عمل (خیر) پر مداومت کروں اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ نجیہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام اشیاء واعمال سے بڑھ کر خدائے عزوجل کو وہ عمل پسند ہے جس پر مداومت کی جائے اگرچہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ (ایضاً)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آدمی کوئی عمل کرے تو اسے چاہیئے کہ کم از کم ایک سال تو اس پر مداومت کرے اس کے بعد اگر چاہے تو اسے ترک کرکے کوئی اور عمل بجالائے یہ اس لئے ہے کہ "لیلۃ القدر" اسی سال میں آتی ہے جس میں وہ کچھ ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے کہ ہو؟ (ایضاً)

۵۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کسی عمل خیر کی بجاآوری اپنے اوپر لازم کرلو تو بارہ ماہ پورے ہونے سے پہلے اسے ترک کرنے سے اجتناب کرو۔ (ایضاً)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ فقر و فاقہ کس قدر قبیح ہے جو غنا و تونگری کے بعد آئے، وہ خطا و لغزش کس قدر قبیح ہے جو مسکنت و عاجزی کے بعد سرزد ہو اور ان سب باتوں سے زیادہ قبیح بات یہ ہے کہ ایک شخص کچھ عرصہ تک خدا کی عبادت کرنے کے بعد اس کی عبادت ترک کر دے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ بھی (اعداد الفرائض وغیرہ ابواب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاءاللہ۔

باب ۲۲

عبادت میں اپنے عجز اور تقصیر کا اعتراف کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن ابی الخلف سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بعض بیٹوں سے فرمایا: بیٹا! (عمل کرنے میں) جدوجہد کرو اور خدا تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے سلسلہ میں اپنے آپ کو تقصیر و کوتاہی کی حد سے خارج نہ کرو کیونکہ خدا کی اس طرح عبادت کی ہی نہیں جاسکتی جس طرح اس کی عبادت کا حق ہے۔ (الاصول، الفقیہ، السرائر لابن حلی، الامالی للشیخ الطوسیؒ)

۲۔ فضل بن یونس حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا یہ دعا بکثرت پڑھا کرو: ﴿**اللّٰھم لا تجعلنی من المعارین و لا تخرجنی من التقصیر**﴾ (یا اللہ! مجھے ان لوگوں سے نہ بنا جن کا ایمان عاریۃ وعارضی ہوتا ہے

اور مجھے تقصیر و کوتاہی کی حد سے خارج نہ کر) ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں ان لوگوں کو تو پہچانتا ہوں جن کا ایمان عاریۃً ہوتا ہے یعنی یہ کہ ایک آدمی کو عاریۃً (چند روز کے لئے) دین وایمان دیا جاتا ہے۔ پھر وہ خارج از ایمان ہو جاتا ہے مگر ﴿لا تخرجنی من التقصیر﴾ کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: جو کام بھی خدا کے لئے کرو اس میں اپنے آپ کو مقصر سمجھو کیونکہ سوائے معصوم کے باقی سب لوگ خدا کے معاملہ میں مقصر ہیں۔ (الاصول)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ فرما رہے تھے کہ بہت نیکی کو بھی بہت نہ سمجھو (کیونکہ وہ عظمت خداوندی کے بالمقابل ہیچ ہے) اور تھوڑے گناہ کو بھی تھوڑا نہ سمجھو (کیونکہ وہ خدا کی جلالت کے بالمقابل بڑا ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے جابر! خدا تجھے کبھی نقص و تقصیر سے باہر نہ نکالے (تاکہ کبھی اپنے آپ کو کامل اور خدا کا حق ادا کرنے والا نہ سمجھنے لگو)۔ (ایضاً)

۵۔ ابو عبیدۃ الحذاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے جو لوگ میرے اجر و ثواب کی خاطر عمل کرتے ہیں وہ اپنے عملوں پر بھروسہ نہ کریں کیونکہ اگر یہ لوگ زندگی بھر (میری عبادت میں) جدوجہد کرتے رہیں اور اپنی جانوں کو زحمت میں ڈالتے رہیں تب بھی اس عزت و کرامت اور جنت کی ابدی نعمتوں اور میرے جوار میں جن بلند و بالا درجات کے وہ طلبگار ہیں کے بالمقابل وہ مقصر ہی ہیں اور میری عبادت کی اصل حقیقت تک ان کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں البتہ انہیں چاہیئے کہ میری رحمت پر بھروسہ کریں اور میرے فضل و کرم کے امیدوار رہیں اور مجھ پر حسن ظن رکھ کر مطمئن ہو جائیں۔ (اصول کافی، توحید صدوقؒ، آمالی شیخ طوسیؒ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعد الاسکاف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو کمر کو توڑنے والی ہیں (۱) آدمی کا اپنے عمل کو زیادہ سمجھنا۔ (۲) اپنے گناہ کو بھول جانا۔ (۳) اپنی رائے پر اترانا۔ (الخصائل والمعانی)

۷۔ عبدالرحمن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شیطان کہتا ہے کہ جب میں تین باتوں میں فرزند آدمؑ پر غالب آ جاؤں تو پھر مجھے کوئی فکر نہیں رہتی کہ وہ کیا عمل کر رہا ہے کیونکہ اس کا کوئی عمل قبول ہی نہیں ہوتا۔ (۱) جب اپنے عمل کو زیادہ سمجھنے لگے اور سمجھے کہ وہ حد تقصیر سے نکل گیا ہے۔ (۲) جب اپنے گناہ کو بھول جائے (تاکہ توبہ کرنے کی توفیق ہی نہ ہو)۔ (۳) جب اس میں عجب و تکبر پیدا ہو جائے (اور ابلیس کا پکا مرید بن جائے)۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ بھی اس قسم کی بعض حدیثیں (باب ۲۲ میں) آئیں گی اور صحیفہ کاملہ وغیرہ کی منقولہ دعائیں بھی اس موضوع پر واضح دلالت کرتی ہیں۔ فراجع۔

باب ۲۳

خود پسندی اور اپنے عمل و کردار پر غرور و تکبر کرنا حرام ہے

(اس باب میں کل پچیس (۲۵) حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی انیس (۱۹) کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خدا فرماتا ہے میرے مؤمن بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ میری عبادت کرنے میں گہری نیند سے بیدار ہوتے ہیں، آرام دہ بستر سے اٹھتے ہیں اور راتوں میں جاگ کر اور نفس کو زحمت میں ڈال کر میری عبادت کرتے ہیں۔ مگر میں ایک دو راتوں کے لئے ان پر نیند کو غالب کر دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ صبح تک سوتے رہتے ہیں۔ (حتیٰ کہ بعض اوقات ان کی نماز صبح بھی قضا ہو جاتی ہے) لہٰذا وہ جب بیدار ہوتے ہیں تو اپنے آپ پر ناراض ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو کوستے ہیں۔ میں یہ سب کچھ ان کے حال پر نظر شفقت ڈالتے ہوئے کرتا ہوں کیونکہ اگر میں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دوں (اور وہ ہمیشہ جی بھر کر میری عبادت کرتے رہیں) تو ہو سکتا ہے کہ ان میں عجب و تکبر پیدا ہو جائے اور وہ اپنے اعمال پر فریفتہ ہو کر اپنے اعمال و عبادات پر اترانے لگیں۔ اور یہ خیال کرنے لگیں کہ وہ سب عبادت گزاروں سے بڑھ گئے ہیں اور عبادت خدا میں تقصیر و کوتاہی کی حد سے آگے نکل گئے ہیں اور اس طرح وہ ہلاک ہو جائیں اور وہ یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ میرے قریب تر ہو رہے ہیں۔ الٹا مجھ سے دور تر ہو جائیں۔ (اصول کافی، امالی صدوقؒ وطوسیؒ)۔

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی (کوئی برا) عمل کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ خائف و ترساں رہتا ہے پھر کبھی کوئی اچھا عمل کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اندر ایک قسم کا عجب و تکبر پیدا ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس کی وہ پہلی حالت جس میں وہ خائف و ترساں رہتا تھا اس دوسری حالت سے بہتر ہے جس میں وہ نیکی کر کے اتراتا ہے۔ (اصول کافی و محاسن برقیؒ)

۳۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک بار جناب موسیٰ بن عمران نے شیطان سے کہا مجھے وہ گناہ بتا کہ جب کوئی فرزند آدمؑ وہ گناہ کرتا ہے تو تو اس پر غالب آ جاتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ جب وہ اپنے آپ پر اترانے لگے اور اپنے عمل کو بہت سمجھنے لگے اور جب اس کو گناہ معمولی نظر آئے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: خداوند عالم نے جناب داؤدؑ سے فرمایا: گنہگاروں کو خوشخبری سناؤ اور صدیقین کو ڈراؤ۔ جناب داؤدؑ نے عرض کیا بارالٰہا! میں کس طرح گنہگاروں کو خوشخبری سناؤں اور کس طرح صدیقین کو ڈراؤں؟ ارشاد ہوا: اے داؤدؑ! گناہگاروں کو یہ خوشخبری سناؤ کہ میں توبہ قبول کرتا ہوں اور گناہ معاف کرتا ہوں۔ اور صدیقین کو ڈراؤ کہ وہ اپنے اعمال پر نازاں نہ ہوں۔ کیونکہ کوئی ایسا بندہ نہیں (خواہ کتنا بڑا نیکوکار ہو)

جس کو میں مقام حساب میں کھڑا کروں (اور اس سے پورا پورا حساب لوں) اور وہ ہلاک و برباد نہ ہو جائے۔ (اصول کافی)

۴۔ علی بن سوید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ کون سا عجب و تکبر ہے جو آدمی کے عمل کو باطل و عاطل کر دیتا ہے؟ فرمایا عجب و تکبر کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک قسم (جو سب سے بڑی اور سب سے بری ہے) یہ ہے کہ آدمی کی (اس طرح میت ماری جائے کہ) اپنے برے عمل کو اچھا سمجھ کر اس پر اترائے اور وہ یہ خیال کرے کہ وہ بڑا اچھا کام کر رہا ہے۔ اور ایک قسم یہ ہے کہ آدمی خدا پر ایمان تو لائے مگر (اپنی کم عقلی کی وجہ سے) خدا پر احسان دھرے حالانکہ احسان خالق دو جہان کا ہے (جس نے اسے ایمان لانے کی توفیق دی ہے)۔ (اصول کافی، معانی الاخبار)

۵۔ میمون بن علی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ جناب امیر المومنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ کسی آدمی کا اپنے آپ پر اترانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی عقل کم ہے۔ (اصول کافی)

۶۔ علی بن اسباط مرفوعاً حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا جانتا ہے کہ ایک بندہ مومن کے لئے گناہ کرنا (نیکی پر) اترانے سے بہتر ہے (اس لئے وہ کبھی کبھار کوئی گناہ کر لیتا ہے) ورنہ کبھی کوئی مومن کسی گناہ میں مبتلا نہ ہوتا۔ (الاصول، المعانی)

۷۔ ابو عامر ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جس بندہ میں عجب و تکبر پیدا ہو جائے تو وہ ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔ (الاصول)

۸۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک عالم ایک عابد کے پاس گیا اور اس سے پوچھا تمہاری نماز کیسی ہے؟ عابد نے کہا بھا! مجھ جیسے آدمی کی نماز کے متعلق بھی یہ سوال کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ میں اتنی اور اتنی مدت سے خدا کی اتنی اور اتنی عبادت کر رہا ہوں! پھر عالم نے سوال کیا۔ تمہارا (خوف خدا سے) گریہ و بکا کیسا ہے؟ کہا میں اس قدر روتا ہوں کہ میرے آنسو (رخساروں پر) جاری ہو جاتے ہیں (عابد کا یہ جواب سن کر) عالم نے کہا اگر تو خائف ہو کر ہنستا تو یہ تیرے متکبرانہ گریہ و بکا کرنے سے بہتر ہوتا۔ پھر فرمایا اپنے عمل پر اترانے والے کا کوئی عمل بلند نہیں ہوتا، (قبول نہیں ہوتا)۔ (الاصول، کتاب الزہد)

۹۔ احمد بن داؤد بعض اصحاب سے اور وہ امامین (امام محمد باقر و امام جعفر صادقؑ) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (عبرت حاصل کرو) ان دو شخصوں سے جو اکٹھے مسجد میں داخل ہوئے اور اکٹھے ہی باہر نکلے مگر جب داخل ہوئے تو ایک عابد تھا اور دوسرا فاسق۔ اور جب باہر نکلے تو فاسق صدیق بن چکا تھا اور عابد فاسق۔ اور یہ ایسا اس لئے ہوا کہ جب عابد مسجد میں داخل ہوا تو وہ اپنی عبادت و زہادت پر اتراتا رہا اور فاسق اپنے گناہوں پر نادم و پشیمان ہو کر توبہ و استغفار کرتا رہا۔ (جس کی وجہ سے ان کی کایا پلٹ گئی)۔ (الاصول والمعانی)

۱۰۔ جناب شیخ احمد بن محمد برقیؒ باسنادِ خود خالد الصیقل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ قادر مطلق نے ایک فرشتہ کو یہ قوت بخشی کہ اس نے سات آسمان اور سات زمینیں پیدا کر ڈالیں۔ جب اس نے دیکھا کہ ہر چیز اس کی مطیع و منقاد ہوگئی ہے تو اترا کر کہنے لگا۔ میرے جیسا کون ہے؟ تب خدا نے اس کے پاس تھوڑی سی آگ بھیجی جو صرف انگلی کے پور کے برابر تھی جس نے (آناً فاناً) اس کی تمام پیدا کردہ چیزوں کو جلا کر بھسم کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے خیال کیا کہ اب وہ آگ اس کے جسم کے قریب پہنچ گئی (یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ) اس نے عجب و تکبر کیا تھا۔ (محاسن برقی، عقاب الاعمال)

۱۱۔ سعد بن طریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں مہلک ہیں (۱) وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے۔ (۲) وہ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے۔ (۳) وہ خود پسندی جس پر آدمی اترائے[1]۔

۱۲۔ سری بن خالد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! عقل سے زیادہ نفع رساں کوئی مال نہیں ہے اور عجب و خود پسندی سے بڑھ کر کوئی وحشت و تنہائی نہیں ہے۔ (محاسن برقی)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابان بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب پل صراط سے گزرنا برحق ہے (اور یقیناً برحق ہے) تو پھر غرور و تکبر کس لئے؟ (الفقیہ)

(کیا معلوم؟ کہ انجام گلستاں کیا ہوگا؟)

۱۴۔ انسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور وہ جبرائیل اور وہ رب جلیل سے روایت کرتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے: واجبات کی ادائیگی سے بہتر میرا قرب حاصل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے میرے کچھ مومن بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کوئی عبادت کرنا چاہتے ہیں مگر میں انہیں روک دیتا ہوں۔ تا کہ ان میں عجب و غرور پیدا نہ ہو جائے جو انہیں برباد کر دے۔ (علل الشرائع، توحید صدوقؒ)

۱۵۔ جناب حسین بن سعید اھوازی باسنادِ خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ ائمہ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

---

[1] پوری روایت کچھ اس طرح ہے فرمایا: تین درجات ہیں، تین کفارات ہیں، تین مہلکات ہیں اور تین منجیات۔ (ان کی تفصیل یہ ہے کہ) درجات سہ گانہ یہ ہیں (۱) عام سلام کرنا۔ (۲) طعام کھلانا۔ (۳) رات کو جبکہ لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھنا۔
کفارات ثلاثہ یہ ہیں۔ (۱) سردیوں میں کامل وضو کرنا۔ (۲) شب و روز میں مساجد کی طرف جانا۔ (۳) اور نماز با جماعت پر محافظت کرنا۔
مہلکات سہ گانہ وہی ہیں جو متن میں مذکور ہیں۔ اور تین منجیات یہ ہیں (۱) ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنا۔ (۲) فقر و غنا میں میانہ روی اختیار کرنا۔ (۳) غضب و رضا میں عدل و انصاف کرنا۔ (ایضاً)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے میرے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو مجھ سے کسی نیکی کے کرنے کی (توفیق) کا سوال کرتے ہیں تاکہ میں ان سے محبت و پیار کروں مگر میں انہیں اس نیکی سے باز رکھتا ہوں تاکہ اس عمل کی وجہ سے ان میں عجب و غرور پیدا نہ ہو جائے جو الٹا ان سے میری نفرت کا باعث بن جائے۔ (کتاب الزہد)

۱۶۔ جناب سید رضی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ گناہ جس پر تمہیں (روحانی) اذیت پہنچے خدا کے نزدیک وہ اس نیکی سے بہتر ہے جو تمہیں عجب و غرور میں مبتلا کر دے۔ (نہج البلاغہ)

۱۷۔ نیز فرمایا: عجب و غرور (نیکی) میں اضافہ و ازیاد کو روکتا ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ فرمایا: آدمی کی خود پسندی اس کی عقل کے حاسدوں میں سے ایک حاسد ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود داؤد بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بادشاہ عام لوگوں میں حاکم ہوتے ہیں مگر علم (اور عالم) ان پر بھی حاکم ہوتا ہے تمہارے علم کے ثبوت کیلئے یہ بات کافی ہے کہ تم خدا سے ڈرو ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ اور تمہاری جہالت کے اثبات کیلئے یہ بات کافی ہے کہ تم اپنے علم پر غرور کرو۔ (امالی فرزند شیخ ابن طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ بعد ازیں (باب جہاد النفس میں) ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

عجب و غرور نہ ہو تو عبادت پر خوش ہونا چاہیئے اور اثناء نماز میں عجب پیدا ہونے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو نیکی خوش کرے اور برائی رنج پہنچائے وہ مومن ہے۔ (اصول کافی، کذا عن النبی کما فی صفات الشیعہ)

۲۔ سلیمان بلا واسطہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بہترین بندے کون ہیں؟ فرمایا: جب نیکی کریں تو خوش ہوں، جب برائی کریں تو توبہ و استغفار کریں، جب (سائل کو) عطا کریں تو شکر بجا لائیں، جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں تو صبر کریں اور جب کسی سے ناراض ہوں تو معاف کر دیں۔ (اصول کافی، امالی شیخ صدوقؒ)

۳۔ یونس بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میری موجودگی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص خلوت میں خلوص نیت کے ساتھ نماز شروع کرتا ہے اور اثناء نماز میں اس کے اندر عجب و غرور پیدا ہو جاتا ہے (تو اس کی نماز کا کیا حکم؟

ہے؟) فرمایا: اگر اس نے اپنے خدا کو خوش کرنے کی نیت سے نماز شروع کی تھی تو پھر بعد میں اگر اس کے اندر عجب و غرور پیدا بھی ہو جائے تو وہ ضرر رساں نہیں ہے بے شک وہ نماز پڑھتا رہے اور شیطان کو دھتکارتا رہے۔ (الفروع)

باب ۲۵

عبادات میں تقیہ جائز ہے اور اگر ضرر کا اندیشہ ہو تو پھر واجب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی سے اور صاحب تفسیر اپنے سلسلہ سند سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ رخصت جس کا خدا نے بندہ کو اختیار دیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدائے حکیم نے (اختیاری حالت میں) مومن کو کافر سے دوستی رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے پھر اضطرار کی حالت میں یعنی خوف و تقیہ کے وقت اس پر احسان کرتے ہوئے اسے ظاہری طور پر رخصت دی ہے کہ روزہ رکھے تو (مخالف) کے مطابق اور افطار کرے تو اس کے موافق، نماز پڑھے تو اس کی مانند اور عمل کرے تو اس جیسا۔ الغرض ظاہر میں سب کچھ اس کی طرح بجالائے مگر باطن میں ان لوگوں کے جو مخالف ہیں اور امت مسلمہ پر مسلط ہیں کے خلاف اپنا دین و ایمان قائم رکھے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ (مومنوں کو چاہیئے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا خدا سے کوئی ربط و تعلق نہ ہوگا۔ مگر یہ کہ تم ان سے ڈرو اور خدا تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے) پس یہ (رخصت) ایک رحمت ہے جو خدا نے اہل ایمان پر فرمائی ہے تاکہ شدت خوف و ہراس کے وقت ظاہری طور پر اسے استعمال کر کے (اپنے مال و جان کی حفاظت کر سکیں) اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح اسے یہ بات پسند ہے کہ اس کے عزائم (واجبات و محرمات) پر عمل کیا جائے۔

(رسالہ المحکم و المتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعد ازیں اس موضوع اور تقیہ کے احکام پر دلالت کرنے والی حدیثیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باب میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

جب ملالت طبع کا خوف ہو تو پھر عبادت میں میانہ روی مستحب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جب میں نوجوان تھا تو میں نے عبادت خدا میں بہت جدوجہد کرنا شروع کی۔ میرے والد (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا: بیٹا! جس قدر زحمت برداشت کرتے ہوئے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اسے کم کرو کیونکہ جب خدا کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کے تھوڑے عمل پر بھی قناعت کر لیتا ہے۔ (اصول کافی)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: (حد سے زیادہ) عبادت کر کے اسے ناپسندیدہ نہ بناؤ۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار میں طواف کر رہا تھا اور میں نوجوانی میں عبادت خدا کرنے میں بہت جدوجہد کرتا تھا میرے والد ماجد میرے پاس سے گزرے اور دیکھا کہ میں پسینہ میں شرابور ہو رہا ہوں تو انہوں نے میری یہ حالت دیکھ کر مجھ سے فرمایا: یا جعفرؑ! اے بیٹا! جب خدا کسی بندے سے پیار و محبت کرتا ہے تو اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور اس کے تھوڑے عمل پر اکتفا کر لیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے قلیل عمل کے عوض جزائے کثیر عطا کر دیتا ہے اور اس کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ تھوڑے عمل پر جزاء بہت دے۔ (ایضاً)

۵۔ سلام بن المستنیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر عبادت کے لئے پہلے بڑا جوش و خروش ہوتا ہے پھر اس میں سستی آ جاتی ہے۔ پس جس شخص کا جوش عبادت میری سنت کے مطابق ہوگا وہ ہدایت پا جائے گا اور جو میری سنت و روش کی مخالفت کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا اور اس کا عمل بھی تباہ ہو جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ روزہ رکھتا بھی ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا (یعنی سنتی) کبھی ہنستا بھی ہوں اور کبھی روتا بھی ہوں (الغرض ہر معاملہ میں اعتدال کا دامن نہیں چھوڑتا) پس جو شخص میرے طریقہ سے منہ موڑے گا۔ وہ مجھ سے نہیں ہوگا اور فرمایا وعظ و نصیحت کے لئے موت، غناو تونگری کے لئے یقین اور مصروفیت و مشغولیت کے لئے عبادت کافی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عمرو بن جمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! یہ دین متین و محکم ہے اس میں نرمی کے ساتھ داخل ہو اور اپنے پروردگار کی عبادت کو اس کے بندوں کی نگاہ میں ناپسندیدہ نہ بناؤ جو سوار بہت تیز روی کی کوشش کرتا ہے وہ نہ تو سواری کی پشت سلامت چھوڑتا ہے اور نہ ہی زمین کا کوئی فاصلہ طے کرتا ہے۔ پس اس شخص کی طرح آہستگی و شائستگی کے ساتھ عمل خیر بجا لاؤ جو امید کرتا ہے کہ بڑھاپے میں مرے گا اور (حرام کاری سے) ڈرو اس شخص کی طرح جسے اندیشہ ہے کہ کل مر جائے گا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق ؒ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ اس بندے (احمق عبادت گزار) سے بڑھ کر کوئی دشمن خدا نہیں کہ جب اس سے کہا جائے کہ حضرت رسول خدا (ص) تو اس طرح کرتے تھے (مثلاً اتنی نماز پڑھتے تھے اور اتنے روزے رکھتے تھے) تو وہ کہے کہ اگر میں نماز و روزہ میں ان سے زیادہ کد و کاوش کروں گا تو خدا مجھے عذاب تو نہیں دے گا گویا وہ یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرتؐ نے عجز و درماندگی کی وجہ سے کوئی کار خیر ترک کر دیا ہے (اور یہ اسے بجالانا چاہتا ہے)۔ (الفقیہ کذا فی الاصول)

۸۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود عبداللہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ''سنت کے مطابق درمیانہ قسم کا عمل اس بہت جد و جہد والے عمل سے بہتر ہے جو بدعت و خود ساختہ ہو پھر فرمایا علم اس شخص سے حاصل کرو جو علم کے مطابق عمل بھی کرے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ بعض ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۲۸ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

کار خیر انجام دینے میں جلدی کرنا مستحب ہے اور اس میں تاخیر کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نیکی کرنے کا ارادہ کرے تو اسے مؤخر نہ کرے کیونکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بندہ نماز پڑھتا ہے یا روزہ رکھتا ہے (اور وہ خدا کو اس طرح پسند آجاتا ہے کہ) اس سے کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو چاہے عمل کر۔ تیرے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ (اصول کافی)

۲۔ مرازم بن حکیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی نیکی کے کرنے کا ارادہ کرو تو جلدی کرو تمہیں کیا خبر کہ بعد میں کیا صورت حال پیدا ہو جائے (شاید تم وہ نیکی نہ کر سکو)۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے اہل دنیا پر نیکی کی بجا آوری کو اسی طرح بوجھل بنا دیا ہے جس طرح بروز قیامت ان کے میزان میں اسے وزنی بنائے گا۔ اور اس نے اہل دنیا پر برائی کو اس طرح ہلکا پھلکا بنایا ہے جس طرح قیامت کے دن ان کے میزان میں اسے ہلکا بنائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ ابو جمیلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے دن کا افتتاح نیکی بجالانے سے کرو (اور اختتام

بھی نیکی پر کرو) الغرض دن کے اول اور آخر میں کراماً کاتبین سے نیکی لکھواؤ۔ ان کے درمیان جو کچھ ہوگا وہ تمہیں معاف کر دیا جائے گا انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس کار خیر کو پسند کرتا ہے جس کی بجا آوری میں جلدی کی جائے۔ (ایضاً)

۶۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی نیکی کا ارادہ کرو۔ تو اسے مؤخر نہ کرو کیونکہ بسا اوقات خدائے عزوجل بندہ پر نظر ڈالتا ہے اور وہ کسی اطاعت وعبادت میں مشغول ہوتا ہے تو (خدا اس سے خوش ہو کر) فرماتا ہے۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اس کے بعد تجھے کبھی عذاب نہیں کروں گا اور جب برائی کا ارادہ کرو۔ تو اسے نہ کرو۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ پر نظر ڈالتا ہے اور وہ کسی برائی میں مشغول ہوتا ہے تو (ناراض ہو کر) فرماتا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اس کے بعد میں تجھے کبھی معاف نہیں کروں گا۔ (ایضاً)

۷۔ بشیر بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی نیکی کے کرنے کا ارادہ کرو تو اسے مؤخر نہ کرو کیونکہ (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ) کوئی بندہ خدا کی خوشنودی اور حصول ثواب کے لئے گرم دن میں روزہ رکھتا ہے اور خدا اسے اس کے صلہ میں آتش دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ (ایضاً و آمالی صدوق)

۸۔ محمد بن حمران حضرت امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص کسی نیکی یا صلہ رحمی کرنے کا ارادہ کرے تو جلدی کرے کیونکہ اس کے دائیں بائیں دو شیطان موجود ہیں کہیں وہ اسے اس سے روک نہ دیں۔ (الاصول)

۹۔ ابوالجارود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص کسی نیکی کے کرنے کا ارادہ کرلے تو جلدی کرے کیونکہ جس (اچھے) کام کی بجا آوری میں دیر و درنگ کی جائے اس میں شیطان کو (رخنہ اندازی کی) مہلت مل جاتی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب ابن ادریس حلیؒ بحوالہ کتاب حریز زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر (ع) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (یہ حقیقت) جان لو کہ ہمیشہ اول وقت افضل ہوتا ہے لہذا جس قدر ہو سکے کار خیر کی بجا آوری میں جلدی کرو۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

۱۱۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود فجیع عقیلی سے اور وہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب تمہیں آخرت سے متعلق کوئی نیک کام درپیش ہو تو اسے فوراً شروع کردو۔ اور جب دنیا کا کوئی کام درپیش ہو تو توقف کرو یہاں تک کہ اپنی راستگی کو پا سکو۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو (۱) جوانی کو

بڑھاپے سے پہلے۔ (۲) صحت کو بیماری سے پہلے۔ (۳) مالداری کو غربت وناداری سے پہلے۔ (۴) فراغت کو مشغولیت سے پہلے۔ (۵) اور زندگی کو موت سے پہلے۔ اے ابوذر! خبردار اپنی (اچھی) آرزو کے حاصل کرنے میں تاخیر نہ کرو۔ کیونکہ تم آج ہو اس کے بعد نہیں ہو۔ اے ابوذر! جب صبح کرو تو اپنے نفس سے آنے والی رات کی بات نہ کرو اور جب شام کرو تو اپنے نفس سے آنے والی صبح کی بات نہ کرو جو کرنا ہے ابھی کرو اور بیماری سے پہلے اپنی صحت سے فائدہ اٹھاؤ۔ (امالی طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس کے بعد (جلد ۶ باب ۲ و باب ۹ از فعل معروف میں) ذکر کی جائیں گی۔ انشاءاللہ العزیز۔

باب ۲۸

کسی عبادت اور کسی کار خیر کو اس طرح معمولی جاننا جو اس کے ترک کرنے کا باعث بن جائے جائز نہیں ہے

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا جس کار خیر کے ذریعہ سے بھی خدا کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اسے کم نہ سمجھو اگرچہ دانہ خرما کا ایک حصہ ہی ہو۔ (اصول کافی)

۲۔ محمد بن مارد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے (دوسری روایت کے مطابق آپ کے والد ماجد نے) (کافی. معانی الاخبار) فرمایا ہے کہ ﴿اذا عرفت فاعمل ما شئت﴾ جب تمہیں (امام برحق کی) معرفت حاصل ہو جائے تو پھر جو چاہو (نیک یا بد) عمل کرو (سیدھے جنت میں پہنچ جاؤ گے) یہ روایت کہاں تک صحیح ہے؟ فرمایا: ہاں یہ بات میں نے کہی ہے! راوی نے عرض کیا اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ وہ خواہ زنا کاری کریں یا چوری اور شراب خواری یا کوئی اور گناہ کریں وہ بہرحال بخشے جائیں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾۔ (دوسری روایت کے مطابق ایسا نظریہ رکھنے والوں پر امام نے لعنت کی۔ (معانی الاخبار) بخدا ان لوگوں نے ہم سے انصاف نہیں کیا۔ ہم خود تو عمل کے پابند ہوں اور ان کو کھلم کھلا چھٹی مل جائے؟ میں نے (یا میرے والد ماجد نے) تو صرف یہ کہا ہے کہ جب (امام برحق اور مذہب حق کی) معرفت حاصل ہو جائے تو جو چاہو تھوڑی یا زیادہ نیکی کرو وہ قبول ہو جائے گی (یعنی معرفت کے بغیر کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا۔ نہ یہ کہ معرفت کے ساتھ کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ کما سیجئی انشاء اللہ۔ (اصول کافی ومعانی الاخبار)

۳۔ محمد بن عمر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: صدقہ دو۔ اگرچہ تھوڑا

ہو۔ کیونکہ ہر وہ کام جو خالص نیت کے ساتھ خدا کی رضا جوئی کی خاطر کیا جائے وہ عظیم ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس (کی جزا) دیکھے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا (اس کی سزا) دیکھے گا)۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ (خبردار! کار خیر کی انجام دہی میں) ہرگز سستی نہ کرو۔ تمہارا پروردگار رحیم (و کریم) ہے وہ قلیل (عمل) کو قبول فرماتا ہے اور اس پر جزاء عطا فرماتا ہے۔ ایک بندہ خدا کی خوشنودی کے لئے دو رکعت مستحبی نماز پڑھتا ہے تو خدا ان کی برکت سے اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے اور وہ خدا کی رضا جوئی کی خاطر ایک درہم صدقہ دیتا ہے تو خدا اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے یا وہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے ایک مستحبی روزہ رکھتا ہے۔ اور خدا اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے (الغرض رحمت حق بهانه می جوئید، بهانه نمی جوئید)۔

(تہذیب الاحکام، کذا فی ثواب الاعمال والمحاسن للبرقی ؒ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے چار چیزوں کو چار چیزوں میں چھپا کر رکھا ہے (۱) اپنی خوشنودی کو اپنی اطاعت میں چھپا رکھا ہے لہٰذا نیکی اور اطاعت کے کسی کام کو حقیر نہ سمجھو ہوسکتا ہے کہ اسی میں خدا کی رضا مضمر ہو۔ (۲) اپنی ناراضگی کو اپنی نافرمانی میں چھپا رکھا ہے۔ لہٰذا کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھو ہوسکتا ہے کہ وہی گناہ اس کی ناراضگی کا باعث بن جائے۔ (۳) قبولیت دعا کو دعا میں چھپا رکھا ہے لہٰذا کسی دعا کو حقیر نہ سمجھو۔ ہوسکتا ہے کہ وہی دعا باب اجابت سے ٹکرا کر قبول ہو جائے۔ (۴) اپنے دوستوں کو اپنے بندوں میں چھپا رکھا ہے لہٰذا کسی بندہ کو حقیر نہ سمجھو ہوسکتا ہے وہی خدا کا دوست ہو اور تمہیں اس کا علم نہ ہو۔ (الخصال، معانی الاخبار، اکمال الدین)

۶۔ محمد بن سلیمان بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے محمد بن مسلم سے فرمایا اے محمد بن مسلم! لوگ تمہیں چکنی چپڑی باتیں کر کے دھوکہ نہ دیں کیونکہ اصل معاملہ کی بازگشت تمہاری ذات کی طرف ہے نہ ان کی طرف اور اپنے (قیمتی) دن کو ایسے ویسے لوگوں کے پاس ضائع نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتہ) ہے جو تمہارا ہر کام شمار کر رہا ہے (اور لکھ رہا ہے) بس کسی نیکی کو جسے تم بجا لاتے ہو حقیر نہ سمجھو (کل کلاں) تم اسے اس جگہ پر دیکھو گے جو تمہیں خوش کرے گی۔ اور کسی برائی کو معمولی نہ سمجھو جس کا تم ارتکاب کرتے ہو کیونکہ تم اسے اس جگہ پر دیکھو گے جو تمہیں رنج پہنچائے گی۔ (پھر فرمایا) نیکی بجا لاؤ۔ کیونکہ میں نے کبھی کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو اصل مطلوبہ مقصد تک رسائی حاصل کرنے اور پرانے گناہ کا اثر زائل کرنے میں جدید نیکی سے بڑھ کر مؤثر و کارگر ہو۔ (علل الشرائع، کذا فی کتاب الزہد عن الصادق علیہ السلام)

۷۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقی باسناد خود محمد بن حکیم سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جان لو کہ جو امر (گناہ) قیامت کے دن نقصان وزیاں پہنچائے وہ حقیر نہیں ہے اور جو چیز (نیکی) قیامت کے دن فائدہ پہنچائے وہ بھی حقیر نہیں ہے پھر فرمایا خدا جو کچھ (جزاء وسزا کے متعلق) خبر دے اس پر اس طرح یقین رکھو جس طرح آنکھ کی دیکھی ہوئی چیز پر رکھتے ہو۔ (المحاسن)

۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کار خیر بجالاؤ اور نیکی کے کسی کام کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ نیکی چھوٹی بھی ہو تو وہ بڑی ہوتی ہے اور اگر قلیل بھی ہو تو وہ کثیر ہوتی ہے اور ہرگز کوئی شخص یہ نہ کہے کہ کوئی دوسرا شخص فلاں کار خیر بجا لانے میں مجھ سے زیادہ سزاوار ہے۔ ورنہ بخدا ایسا ہی ہو جائے گا کیونکہ کار خیر اور کار بد بجالانے والے لوگ الگ الگ ہوتے ہیں ان میں سے جو (نیکی یا برائی کا کام) بھی تم ترک کرو گے اس کے اہل اس کو بجالائیں گے (لہذا کوشش کرو کہ برائی دوسرے بجالائیں مگر اچھائی تم خود بجالاؤ)۔ (نہج البلاغہ)

۹۔ نیز آنجنابؑ نے فرمایا: وہ قلیل عمل جس پر مداومت کی جائے وہ اس کثیر عمل سے بہتر ہے جس کی (کثرت سے) آدمی ملول خاطر ہو جائے (اور آخر اسے ترک کر دے)۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود ابو محمد الوابشی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ مومن نیکی بجالاتا ہے تو خداوند عالم اس کی ایک نیکی کو سات سو گنا کر دیتا ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب ہے: ﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (کہ اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے کئی گنا کر دیتا ہے)۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۲۹

آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی ولایت وامامت کا عقیدہ رکھے بغیر ہر عمل اور ہر عبادت باطل ہے

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص بڑی کدوکاوش سے خدا کی عبادت تو کرے مگر وہ منجانب اللہ مقرر کردہ امام کی امامت کا قائل نہ ہو تو اس کی کوئی کوشش قبول نہیں ہے اور وہ گمراہ ہے اور خدا اس کے عملوں کو ناپسند کرتا ہے (یہاں تک کہ فرمایا) اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت کفر ونفاق کی موت ہوگی۔ اے محمد! اچھی طرح سمجھ لو کہ آئمہ ظلم وجور اور ان کے پیروکار اللہ کے دین سے الگ تھلگ ہیں۔ وہ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والے ہیں پس ان کے اعمال اس راکھ کی مانند ہیں کہ زبردست آندھی والے دن سخت ہوا چلے اور اسے اڑا کر لے جائے اور انہوں نے جو کچھ کمایا تھا اس میں

سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہ آئے اور یہی سب سے بڑی گمراہی ہے۔،، (الاصول من الکافی)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تمام امور کی چوٹی، ان کی کوہان، اور ان کی کنجی اور سب چیزوں کا دروازہ اور خدا کی رضا امام برحق کی معرفت ہے اور اس کی اطاعت کرنا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے، اور رات اللہ کی عبادت میں بسر کرے، سارا مال بطور صدقہ دے دے اور تمام زندگی حج بجالائے لیکن اگر وہ اللہ کے ولی (امام برحق) کی معرفت نہیں رکھتا تاکہ ان سے محبت کرے اور اس کے تمام اعمال و افعال اس کی راہنمائی میں واقع ہوں۔ تو پھر وہ نہ تو خدا سے کسی اجر و ثواب کا حقدار ہوگا۔ اور نہ ہی وہ مؤمن کہلانے کا روادار ہوگا۔

(ایضاً والمحاسن للبرقیؒ)

۳۔ محمد بن سلیمان اپنے باپ (سلیمان) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص بروز قیامت اس عقیدہ و نظریہ کے ساتھ خداوند عالم کی بارگاہ میں نہ جائے جس عقیدہ پر تم قائم ہو۔ تو خدا نہ اس کی کوئی نیکی قبول کرے گا۔ اور نہ ہی اس کے کسی گناہ سے درگزر فرمائے گا۔ (روضہ کافی)

۴۔ یونس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں عباد بن کثیر بصری (صوفی) سے فرمایا: اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ خدا تمہارا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک قول عدل (عقیدہ حقہ) کے قائل نہیں ہوگے۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالحمید بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: بخدا اگر ابلیس ایک بار نافرمانی اور تکبر کرنے کے بعد بقدر عمر دنیا اللہ کو سجدہ کرتا رہے تو اس وقت تک خدا نہ اس کا سجدہ قبول کرے گا اور نہ ہی یہ سجدہ ریزی اسے کوئی فائدہ دے گی جب تک اسی طرح آدمؑ کو (قبلہ سمجھ کر خدا کو) سجدہ نہ کرے جس طرح خدا نے اسے حکم دیا تھا۔ اسی طرح یہ گنہگار امت جو اپنے نبیؐ کی وفات کے بعد ابتلاء و آزمائش میں پڑ گئی۔ اور اس امام برحقؑ کا دامن چھوڑ دیا جسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے مقرر کر کے گئے تھے تو خدا اس کا نہ کوئی عمل قبول کرے گا۔ اور نہ ہی اس کی کسی نیکی کو بلند کرے گا۔ جب تک اس راستہ سے اللہ کی بارگاہ میں نہ آئے۔ جس راستہ سے آنے کا خدا نے اسے حکم دیا ہے اور جب تک اس امام برحق سے محبت نہ کرے جس کی ولایت و محبت کا اس نے حکم دیا ہے۔ اور جب تک اس دروازہ سے داخل نہ ہو۔ جو خدا اور اس کے رسولؐ نے اس کے لئے کھولا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: (اللہ کی معرفت وہ رکھتا ہے اور اس کی عبادت وہ کرتا ہے جو خدا کی اور امام برحق کی معرفت رکھتا ہے) اور جو شخص نہ خدا کو پہچانتا ہے اور نہ ہی آئمہ اہل بیتؑ میں سے امام برحق کو پہچانتا ہے تو وہ بخدا ضلالت و گمراہی میں گرفتار ہے اور غیر اللہ کو جانتا ہے اور غیر اللہ کی ہی پرستش کرتا

ہے۔(اصول کافی)

۷۔ اسماعیل بن نجیح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا تمام لوگ صرف "سواد"، (عام لوگ) ہیں حاجی تو صرف تم ہو۔(الفروع)

۸۔ فضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: بخدا تمہارے سوا خدا (کے گھر کا) کوئی حاجی نہیں ہے اور نہ ہی کسی کا کوئی عمل سوائے تمہارے قبول ہے۔(روضہ کافی)

۹۔ معاذ بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (اس سال) اہل موقف (حاجی لوگ) بہت زیادہ ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب جھاگ ہے جسے ہر طرف سے دریا کی موج اکٹھا کرکے لائی ہے۔بخدا تمہارے سوا کسی کا کوئی حج نہیں ہے اور بخدا تمہارے سوا خدا کسی کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔(ایضاً و آمالی شیخ طوسیؒ)

۱۰۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقی باسناد خود عباد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تم لوگوں کے سوا کوئی شخص ملت ابراہیم پر نہیں ہے اور تم لوگوں کے سوا خدا نہ کسی کا کوئی عمل قبول کرتا ہے اور نہ ہی ان کا کوئی گناہ معاف کرتا ہے۔(المحاسن للبرقیؒ)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: بتاؤ زمین کا کون سا قطعہ سب سے افضل ہے؟ ہم نے عرض کیا خدا، اس کا رسول اور فرزند رسولؐ بہتر جانتے ہیں! فرمایا سب سے بہتر قطعہ رکن و مقام (حجر اسود اور مقام ابراہیمؑ) کے درمیان والا ہے۔(پھر فرمایا) اگر کسی شخص کو اتنی عمر عطا کی جائے جتنی عمر حضرت نوحؑ نے اپنی قوم میں گزاری تھی۔یعنی ساڑھے نو سو سال۔اور اس مقدس جگہ پر وہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو جاگ کر خدا کی عبادت کرے مگر جب خدا کی بارگاہ میں جائے تو اس کے نامہ اعمال میں ہماری ولایت درج نہ ہو۔تو اسے یہ اتنی بڑی عبادت کچھ فائدہ نہیں دے گی۔(الفقیہ، ثواب الاعمال، امالی شیخ طوسیؒ)

۱۲۔ بروایت معلی ابن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور بروایت میسر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جو دو روایتیں مروی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان مقدس مقام (رکن و مقام کے درمیان) اپنی پوری عمر (یا سو سال تک) دن کو روزہ رکھے اور رات کو صبح تک جاگ کر نماز پڑھے یہاں تک کہ عبادت کرتے کرتے بڑھاپے کی وجہ سے اس کے ابرو آنکھوں پر گر پڑیں اور پسلی کی دونوں ہڈیاں باہم مل جائیں۔لیکن اگر وہ ہم اہل بیتؑ کے حق و حرمت کو نہیں پہچانتا تو نہ اس کو کوئی ثواب ملے گا اور نہ ہی اس کا کوئی عمل قبول ہوگا۔(عقاب الاعمال)

۱۳۔ محمد بن حسان السلمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار جبرائیل امین حضرت رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا محمدؐ! (خدا) تحفۂ درود و سلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں

نے سات آسمان اور ان کے درمیان والی، سات زمینیں اور ان کے اوپر والی مخلوق پیدا کی ہے مگر میں نے (اس پوری کائنات میں) رکن ومقام کے درمیان والے مقام سے بڑھ کر کوئی عظیم الشان مقام پیدا نہیں کیا اور اگر کوئی بندہ عبادت گزار اس مقدس جگہ پر خلقت زمین وآسمان سے لے کر (صبح قیامت کے طلوع ہونے تک) میری دعا و پکار میں (اور ذکر و اذکار) میں مشغول رہے مگر بروز قیامت ولایت علیؑ کا منکر بن کر میری بارگاہ میں حاضر ہو تو میں اسے جہنم میں منہ کے بل اوندھا لٹکاؤں گا۔ (ایضاً)

۱۴۔ میسر بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے (مجھ سے) دریافت فرمایا: از روئے عزت واحترام زمین کا کون سا حصہ سب سے بڑا ہے؟ میں نے عرض کیا خدا، اس کا رسولؐ اور فرزند رسولؐ (امامؑ) بہتر جانتے ہیں فرمایا: اے میسر! رکن ومقام کے درمیان اور منبر وقبر (رسولؐ) کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (پھر فرمایا) بخدا اگر خدائے قدیر کسی بندے کو اس قدر عمر عطا فرمائے کہ وہ ایک ہزار سال تک رکن ومقام اور منبر وقبر کے درمیان والے مقدس مقام پر خدا کی عبادت کرتا رہے پھر (بلاوجہ) اسے اپنے بستر پر ظلم وجور سے دنبے کی طرح ذبح بھی کر دیا جائے مگر (فردائے قیامت) ہماری ولایت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ تو اللہ پر لازم ہے کہ اسے ناک کے دونوں نتھنوں کے بل جہنم میں اوندھا لٹکائے۔ (ایضاً)

۱۵۔ سعد بن ابی سعید البلخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر نماز کے وقت جب یہ (منکر) لوگ پڑھتے ہیں تو (رحمت کی بجائے ان پر) خدا کی لعنت نازل ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں، ایسا کیوں ہے؟ فرمایا اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے حق کا انکار کرتے ہیں اور ہمیں جھٹلاتے ہیں۔ (الفقیہ)

۱۶۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا: خدا نے کبھی کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں فرمایا جو لوگوں کو کسی ایسی معرفت خدا کی طرف بلائے جس معرفت کے ساتھ امر ونہی والی عملی اطاعت نہ ہو۔ اور خدا صرف ان بندوں کے فرائض و واجبات کو قبول کرتا ہے جو اس اللہ کی طرف بلانے والے (نبی وامامؑ) کی معرفت رکھتے ہوں۔ اور جو شخص نبیؐ کی معرفت کے بغیر خدا کی بزعم خود اطاعت کرے اور (بظاہر) حرام کو حرام بھی جانے، نماز بھی پڑھے، روزہ بھی رکھے، حج وعمرہ بھی بجالائے، قابل احترام چیزوں کا احترام بھی کرے، تمام نیکیاں بھی بجالائے اور تمام اخلاق حسنہ سے متصف بھی ہو۔ اور محرمات سے اجتناب بھی کرے۔ اور پھر یہ گمان کرے کہ وہ نبیؐ کی معرفت کے بغیر (واقعی) حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتا ہے (تو وہ غلط کہتا ہے) دراصل اس نے نہ حلال کو حلال اور نہ ہی حرام کو حرام سمجھا ہے۔ کیونکہ جو شخص اس ہستی کی معرفت حاصل کئے بغیر جس کی اطاعت خدا نے فرض قرار دی ہے۔ نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، حج وعمرہ بجالائے۔ تو درحقیقت اس نے کوئی کام کیا ہی نہیں ہے۔ نہ اس کی کوئی نماز ہے اگر چہ رکوع وسجود کرے اور نہ کوئی زکوٰۃ اور نہ ہی کوئی حج۔ یہ سب کچھ صرف اس شخص (نبی وامامؑ) کی معرفت سے ممکن ہے۔ جس کی اطاعت کرنے کا خدا نے حکم دے کر مخلوق پر احسان کیا

ہے اور جس سے دین لینے کا اس نے حکم دیا ہے۔ (علل الشرائع)

۱۷۔ مفسر قرآن جناب علی بن ابراہیم قمی باسناد خود عمرو سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾ (میں یقیناً اس شخص کے گناہ معاف کر دیتا ہوں جو توبہ کرے، ایمان لائے و نیک عمل بجالائے اور پھر راہ پائے) کی تفسیر میں فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدائے حکیم نے (قبولیت توبہ کی) کیا شرطیں مقرر کی ہیں؟ توبہ ہو یا ایمان یا کوئی اور نیک کام۔ اس وقت تک کوئی چیز بھی فائدہ نہیں دیتی جب تک آدمی راہ نہ پائے۔ بخدا اگر کوئی شخص انتہائی جدوجہد کر کے عمل کرے مگر جب تک وہ راہ نہیں پائے گا۔ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر نثار! کس کی طرف راہ پائے؟ فرمایا ہماری طرف۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں (وفیما ذکر کفایة لمن له درایة انشاء الله)۔

باب ۳۰

جو شخص مؤمن ہو پھر کافر ہو جائے اور بعد ازاں پھر ایمان لائے اس سے اس کے سابقہ اعمال باطل نہیں ہوتے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص مؤمن ہو اور اسی حالت ایمان میں حج بیت اللہ کرے اور دیگر اعمال صالحہ بجالائے۔ پھر کسی ابتلاء و آزمائش میں مبتلا ہو کر (مرتد) کافر ہو جائے۔ اور پھر (توفیق ایزدی سے) توبہ کرے اور ایمان لے آئے تو اس کا ہر وہ عمل جسے وہ ایمان کی حالت میں بجالایا تھا صحیح شمار ہوگا اور باطل متصور نہیں ہوگا۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر بظاہر توبہ وغیرہ والی تمام عمومی آیات وروایات دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

باب ۳۱

جب کوئی مخالف مذہب حق پر آ جائے تو اس پر سابقہ ادا کردہ عبادات کی قضا واجب نہیں ہے سوائے زکوٰۃ کے جو غیر مستحق کو دی ہو اور سوائے اس حج کے جس کا کوئی رکن ترک کیا ہو

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ العجلی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو کوئی عدو اہل بیت اپنی عداوت وگمراہی کے دور میں کوئی عمل بجالائے۔ پھر خدا اس پر احسان فرمائے اور اسے معرفت ولایت کی دولت عطا فرمائے تو اسے اس کے سابقہ عمل پر اجر وثواب عطا کیا جائے گا۔

سوائے زکوٰۃ کے جس کا وہ اعادہ کرے گا۔ کیونکہ وہ اہل ایمان کا حق تھا جسے اس نے دوسروں میں تقسیم کیا تھا۔ البتہ نماز، حج اور روزہ (وغیرہ اعمال کی) اس پر قضا نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام، کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں حج (جس کی قضا لازم نہیں) سے مراد وہ حج ہے جس کا کوئی رکن (جیسے طواف النساء وغیرہ) ترک نہ کیا گیا ہو جیسا کہ اس کی وضاحت (باب الحج میں) آئے گی انشاءاللہ تعالیٰ (ورنہ اس کی بھی قضا کرنا پڑے گی)۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا اسی طرح جب کوئی ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) مذہب حق قبول کرے تو اس پر حج کی ادائیگی واجب ہے اگرچہ پہلے حج کر چکا ہو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حکم یا تو اس بات پر محمول ہے کہ اس نے بعض ارکان حج (جیسے طواف النساء وغیرہ) کو ترک کیا ہو یا اسے استحباب پر محمول کیا جائے گا۔

۳۔ جناب محمد بن مکی شہید اول رحمۃ اللہ علیہ باسناد خود عمار سابا طی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جبکہ میں بھی وہاں بیٹھا تھا کہ جب سے میں نے مذہب حق قبول کیا ہے میں ہر روز دو دو نمازیں پڑھتا ہوں (ایک ادا) دوسری پہلے زمانہ کی فوت شدہ نماز کی قضا! امامؑ نے فرمایا ایسا نہ کیا کر کیونکہ تو جس (گمراہی) کی حالت میں گرفتار تھا۔ وہ ترک نماز سے بڑی تھی (تو جب قبول حق سے وہ معاف ہو گئی۔ تو نماز کیوں معاف نہیں ہوگی؟) (کتاب الذکریٰ و رجال کشیؒ) جناب شہید اول رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت نقل کر کے آخری جملہ (قضا نہ کرنے) کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس نماز کی قضا ساقط ہے جو پڑھی تو تھی مگر اس کے بعض شرائط اور افعال رہ گئے تھے (یعنی ناقص پڑھی تھی) اور وہ نماز جو اس نے اس دور میں بالکل پڑھی ہی نہ تھی۔ اس کی قضا بہر حال واجب ہے۔

۴۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو کوفی آدمی جو پہلے زیدی العقیدہ تھے حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم ایک نظریہ (زیدیہ) کے قائل تھے مگر اب خدائے منان نے ہم پر احسان کیا کہ ہم آپ کی ولایت کے قائل ہو گئے ہیں تو آیا ہمارے سابقہ اعمال قبول کئے جائیں گے؟ امامؑ نے فرمایا: جہاں تک نماز، روزہ اور صدقہ کا تعلق ہے تو انہیں تو خدائے تعالیٰ تمہارے ساتھ ملحق فرمائے گا (انہیں قبول کر کے تمہیں جزائے خیر دے گا) لیکن جہاں تک زکوٰۃ کا تعلق ہے وہ قبول نہ ہوگی کیونکہ تم نے ایک (مؤمن) کا حق غیر کو دے دیا ہے۔ (کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی اور بعض حدیثیں کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الحج میں بھی آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔ نیز فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ عبادات کے احکام اور ان کے آداب کے متعلق بہت سی ضروری چیزیں جہاد النفس وغیرہ مختلف ابواب میں اپنے مناسب مقام پر ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ (واللہ الموفق)۔

کتاب الطهاره

کتاب الطهارة

(تبصرہ منجانب مترجم عفی عنہ)

یہ بات محتاج بیان نہیں ہے کہ صفائی ستھرائی جسمانی صحت کیلئے اشد ضروری ہے اسلام میں صفائی کا کیا مقام ہے؟ اس کے سمجھنے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اسلام نے صفائی اور پاکیزگی کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ "**النظافة من الايمان**" (نظافت ایمان میں داخل ہے)۔ کہیں فرمایا: "**الطهور شطر الايمان**" (پاکی ایمان کا جزو ہے)۔ کبھی فرمایا: "**الطهور نصف الايمان**" (پاکیزگی نصف ایمان ہے)۔ (تحف العقول) صفائی ستھرائی کا جس طرح اسلام نے مکمل انتظام کیا ہے اور اس کو مذہبی اور اخلاقی حیثیت دے کر اس کو جو اہمیت دی ہے اس کی دوسرے ادیان میں مثال نہیں مل سکتی، بول و براز کے بعد استنجاء، مقاربت کے بعد غسل جنابت، غسل حیض و نفاس وغیرہ ہر نماز کے لئے وضو، ہر جمعہ کو غسل، بالوں کی کنگھی پٹی، ناخن کٹوانے کا حکم، موئے زہار اور زیر بغل بال کٹوانے کا امر، مسواک کرنے کی تاکید مزید صاف ستھرے کپڑے استعمال کرنے کا حکم، ختنے کی سنت، خوشبو استعمال کرنے کی ترغیب وغیرہ تک یہ سب اسی چیز کے مختلف مظاہر ہیں اسلام کا لطیف مزاج یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کے نام لیوے کثیف رہیں اور اپنے گھر بار اور شہروں کو گندہ رکھیں۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے اپنے گھروں اور گھروں کے صحن کو کوڑے کرکٹ سے پاک صاف رکھا کرو کیونکہ خدائے تعالیٰ پاک ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ حضورؐ کی محفل مبارک میں اگر اور کافور کی انگیٹھیاں سلگائی جاتی تھیں تا کہ ہوا صاف رہے۔ اور صحت پر ناخوشگوار اثر نہ پڑے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(اس سلسلہ کے مختلف و متعدد ابواب کی اجمالی فہرست)

(۱) آب مطلق کے ابواب۔ (۲) آب مضاف و مستعمل کے ابواب۔ (۳) جوٹھ کے ابواب۔ (۴) وضو شکن امور کے ابواب۔ (۵) احکام بول و براز کے ابواب۔ (۶) وضو کے ابواب۔ (۷) مسواک کے ابواب۔ (۸) حمام جانے و صفائی ستھرائی کرنے اور زینت کرنے کے آداب کے ابواب۔ (۹) جنابت کے ابواب۔ (۱۰) حیض کے ابواب۔ (۱۱) استحاضہ کے ابواب۔ (۱۲) نفاس کے ابواب۔ (۱۳) جانکنی اور اس کے متعلقہ امور کے ابواب۔ (۱۴) غسل میت کے ابواب۔ (۱۵) کفن دینے کے ابواب۔ (۱۶) نماز جنازہ کے ابواب۔ (۱۷) دفن اور اس کے متعلقہ امور کے ابواب۔ (۱۸) غسل میت کے ابواب۔ (۱۹) تیمم کے ابواب۔ (۲۰) نجاستوں، برتنوں اور چمڑوں کے ابواب۔

اب ذیل میں ان ابواب کی ترتیب وار تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

﴿ آب مطلق کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل چوبیس باب ہیں)

(اضافہ منجانب مترجم عفی عنہ)

"آب مطلق کے مختلف ابواب کا تذکرہ کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پانی کے اقسام ان کی تعریف اور ان کے اجمالی احکام کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کر دیا جائے تا کہ اس سے آنے والے مباحث کے سمجھنے میں آسانی ہو۔۔۔ سو مخفی نہ رہے کہ پانی (جو کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ جس پر انسانی وحیوانی زندگی کا دارومدار ہے) کی دو قسمیں ہیں (۱) مطلق۔ جس پر بلا کسی قید و اضافت کے لفظ پانی کا اطلاق کیا جائے۔ (۲) مضاف۔ جس پر قید و اضافت کے ساتھ پانی کا اطلاق کیا جائے جیسے انار کا پانی، انگور کا پانی وغیرہ۔

پھر آب مطلق کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) جاری پانی (جس کا مادہ ہو)۔ (۲) غیر جاری مگر کر یا اس سے زائد ہو۔ (۳) غیر جاری مگر کر سے کم تر ہو۔ (۴) کنویں کا پانی۔ (۵) اور بارش کا پانی۔ آب مطلق کے ان مختلف اقسام کے مختصر احکام یہ ہیں۔ کہ بلا اختلاف آب مطلق اپنی تمام قسموں کے ساتھ خود پاک ہے اور ہر قسم کے حدث وخبث (باطنی وظاہری) کثافت ونجاست کو پاک کرتا ہے۔ نیز اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آب مطلق کے یہ تمام اقسام نجاست کے ملنے سے جب ان کا رنگ و بو یا ذائقہ بدل جائے تو وہ نجس ہو جاتے ہیں۔۔۔ لیکن اگر نجاست کے ملنے سے اس میں اس قسم کا کوئی تغیر پیدا نہ ہو۔۔۔ تو بنا براشہر واظہر اس کی چار قسمیں (۱۔۲۔۴۔۵) نجس نہیں ہوتیں مگر ایک قسم (نمبر ۳ جو جاری بھی نہ ہو اور کر سے بھی کم تر ہو) وہ نجس ہو جاتی ہے۔۔۔!

اور جہاں تک آب مضاف کا تعلق ہے وہ اگرچہ فی ذاتہ طاہر (پاک) ہے مگر بنا بر مشہور حدث وخبث سے مطہر (پاک کنندہ) نہیں ہے۔۔۔ (اگرچہ) اس میں اختلاف کی گنجائش ہے) نیز مشہور یہ ہے کہ یہ پانی مقدار میں جس قدر بھی ہو صرف ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے۔ (خلاصہ قوانین الشریعۃ ج ۱ مؤلفہ احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱

آب مطلق پاک ہے اور ہر حدث وخبث کو زائل کرتا ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ رئیس المحدثین حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خداوند عالم نے مٹی کو اس طرح پاک کنندہ بنایا ہے جس طرح پانی کو بنایا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک ہر قسم کا پانی پاک متصور ہوتا ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۳۔ ثقۃ الاسلام حضرت شیخ کلینیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (الفروع) اور جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود مسعدہ بن الیسع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے (المحاسن) اور حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (الفقیہ) روایت کرتے ہیں کہ سب نے فرمایا: پانی (سب نجس چیزوں کو) پاک کرتا ہے لیکن اگر وہ خود نجس ہو جائے تو اسے پاک نہیں کیا جا سکتا (یعنی اسے پانی کے سوا اور کوئی چیز پاک نہیں کر سکتی)۔ (ایضاً)

۴۔ شیخ الطائفہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ اگر کسی کے جسم پر پیشاب کا قطرہ پڑ جاتا تو وہ قینچیوں سے اپنا (نجس) گوشت کاٹتے تھے (اور یہی حال کپڑے کا تھا) مگر خدائے (کریم و رحیم) نے تمہیں زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے سے بھی بڑی وسعت و گنجائش عطا فرمائی ہے یعنی تمہارے لئے پانی کو پاک کنندہ بنایا ہے۔ اب دیکھو تم کیسے (شکر گزار بندے) بنتے ہو؟ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ احادیث وضو میں یہ روایت درج کی جائے گی کہ جب حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی نظر پانی پر پڑتی تھی تو فرمایا کرتے تھے **"الحمد لله الذی جعل الماء طهوراً ولم یجعله نجساً"** (ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے پانی کو طاہر و مطہر بنایا ہے اور اسے نجس نہیں بنایا)

۶۔ جناب جعفر بن حسن بن سعید معروف بہ محقق حلیؒ امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے پانی کو پاک اور پاک کنندہ بنایا ہے اسے کوئی (نجس) چیز نجس نہیں کر سکتی مگر یہ کہ وہ اس کے رنگ بو اور ذائقہ کو تبدیل کر دے (سابقہ تفصیل کے ساتھ)۔ (کتاب المعتبر للمحقق حلیؒ و سرائر ابن ادریس حلیؒ)

۷۔ مفید الطائفہ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ کسی میٹھی چیز سے افطار کرو۔ اور اگر کوئی میٹھی چیز نہ مل سکے تو پھر پانی سے افطار کرو۔ کیونکہ پانی طاہر و مطہر ہے۔ (کتاب المقنعہ للشیخ المفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (مختلف ابواب میں) جیسے باب الوضو ۳۶ باب الجنابہ ۱۴/۱۶ وغیرہ) میں اس قسم کی بہت سی حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

سمندر، کنویں اور برف کا پانی طاہر و مطہر ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا سمندر کا پانی پاک اور پاک کنندہ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا سمندر کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ جناب محقق حلیؒ روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا سمندر کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے؟ فرمایا: اس کا پانی طاہر و مطہر ہے اور اس کا مردہ (یعنی چھلکے دار مچھلی جسے کوئی مسلمان زندہ پکڑے اور باہر آ کر مر جائے) حلال ہے۔ (کتاب المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ (باب ۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ اور برف کے پانی کی متعلقہ حدیثیں تیمم کی بحث میں اور کنویں کے پانی کی متعلقہ حدیثیں عنقریب (باب ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

مذکورہ بالا اقسام میں سے پانی کی ہر قسم نجاست کے اس طرح ملنے سے کہ جس سے اس کا رنگ، بو اور ذائقہ بدل[1] جائے نجس ہو جاتی ہے

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو حذف کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک پانی مردار کی بدبو پر غالب ہو تو اس سے وضو بھی کر سکتے ہو اور اسے پی بھی سکتے ہو لیکن جب (مردار کی وجہ سے) پانی کا رنگ یا اس کا ذائقہ بدل جائے تو پھر اس سے نہ وضو کر سکتے ہو اور نہ ہی اسے پی سکتے ہو۔ (التہذیب، الفروع)

---

[1] مگر یہ کہ پانی جاری نہ ہو اور مقدار میں بھی کر سے کم ہو تو وہ صرف نجاست کے ملنے سے نجس ہو جاتا ہے کما تقدم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ بدبودار پانی سے وضو جائز ہے مگر یہ کہ اس کے علاوہ (صاف ستھرا) پانی موجود ہو۔ تو پھر اس سے اجتناب کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس "بدبودار پانی" سے وہ پانی مراد ہے جس میں (نجاست کے بغیر) خود بخود بدبو پیدا ہو جائے یا کسی پاک چیز کی قربت (یا اس کی آمیزش) کی وجہ سے اس میں بدبو پیدا ہو جائے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی یہ بات گزر چکی ہے اور آئندہ بھی ذکر کی جائے گی کہ پانی ملاقات نجس کے بغیر نجس نہیں ہوتا اور یہ اچھی تاویل ہے۔

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر صاف پانی میں حیوانات پیشاب کریں؟ (اس سے وضو وغیرہ کرنا جائز ہے؟) فرمایا اگر تو اس کی وجہ سے پانی میں کچھ تغیر پیدا ہو جائے تو پھر تو اس سے وضو نہ کرو۔ اور اگر یہ پیشاب اس میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا نہ کرے تو پھر وضو کر سکتے ہو۔ اور یہی حکم خون وغیرہ نجاسات کا ہے جبکہ پانی میں شامل ہو جائیں۔ (تہذیب واستبصار)

۴۔ ابو خالد القماط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے جبکہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ اگر آدمی کسی ایسے پانی کے پاس سے گزرے جس میں کوئی بدبودار مردار موجود ہو۔ (تو کیا اس سے وضو وغیرہ کرنا جائز ہے؟) کہ اگر اس سے پانی کی بو یا اس کا ذائقہ بدل جائے تو پھر نہ اسے پی سکتے ہو اور نہ ہی اس سے وضو کر سکتے ہو۔ اور اگر اس میں اس قسم کا کوئی تغیر واقع نہ ہو تو پھر اسے پی بھی سکتے ہو اور اس سے وضو بھی کر سکتے ہو۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ (امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ میں سفر کی حالت میں پانی کے ایک ایسے گڑھے کے پاس سے گزرتا ہوں۔ جس میں گدھے یا خچر یا انسان نے پیشاب کیا ہو تو؟ (آیا اس کا استعمال جائز ہے؟) فرمایا ایسے پانی سے نہ وضو کرو۔۔۔ اور نہ اسے پیو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل ہو گیا ہو۔ انہوں نے اس تاویل پر بہت سی حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس ممانعت کو طبعی کراہت و نفرت پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے جبکہ صاف ستھرا پانی موجود ہو۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ یہ روایت ان چیزوں پر بھی مشتمل ہے (جیسے گدھے اور خچر کا پیشاب) جو نجس نہیں ہیں (تو اس سے پانی کس طرح نجس ہو سکتا ہے ہاں البتہ اس سے طبیعت میں کراہت و نفرت ضرور پیدا ہوتی ہے۔ جس کی بناء پر اس کے استعمال کی ممانعت کی گئی ہے)۔

۶۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی ایسے پانی کے پاس سے گزرتا ہے جس میں کوئی مردہ جانور پڑا ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے پانی میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا جب بدبو پانی پر غالب

آجائے تو پھر نہ اس سے وضو کرو اور نہ ہی اسے پیئو۔۔۔ (ایضاً)

۷۔ علاء بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان حوضوں کے پانی کے متعلق سوال کیا جن میں پیشاب کیا جاتا ہے؟ فرمایا اگر پانی کا رنگ پیشاب کے رنگ پر غالب ہو تو پھر (اس کے استعمال میں) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ پانی کا ایک بہت بڑا مشکیزہ ہے جس میں کوئی چھوٹا یا بڑا چوہا یا مولا مر جاتا ہے تو؟ فرمایا اگر تو وہ پھول کر پھٹ جائے (جس سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے) تو پھر اس پانی سے نہ وضو کرو اور نہ ہی اسے پیئو۔ بلکہ اسے انڈیل دو۔ اور اگر وہ (چوہا وغیرہ) نہ پھٹے بلکہ ابھی مردہ تر و تازہ ہو تو اسے نکال دو۔ پھر وہ پانی پی بھی سکتے ہو اور اس سے وضو بھی کر سکتے ہو۔ اور یہی حکم بڑے مٹکے اور بڑے مشکیزے وغیرہ کے بڑے برتنوں کا ہے جن میں پانی بھرا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پانی (بمام) مشکیزہ سے زائد ہو اسے کوئی (مردہ) چیز نجس نہیں کر سکتی۔ خواہ وہ اس میں پھٹ جائے یا نہ پھٹے۔ مگر یہ کہ اس کی وجہ سے ایسی بدبو پیدا ہو جائے جو پانی کی بو پر غالب آجائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو اور اسی طرح مٹکے اور مشکیزے والی سابقہ روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ظرف اتنا بڑا ہو کہ جس میں پانی کا ایک کر سما جائے یہ تاویل اس لئے ضروری ہے کہ اگر ان روایات کو اپنے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے۔ (کہ پانی کی مقدار کر ہو یا کر سے کم تر وہ نجاست کے پڑنے سے نجس نہیں ہوتا) تو اس کے مخالف بہت سی صریح (اور صحیح) روایات موجود ہیں جو بعد ازیں بیان کی جائیں گی (جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پانی اگر مقدار میں کر سے کم ہو تو وہ ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے) علاوہ بریں یہ بھی احتمال ہے کہ اس قسم کی روایات کو تقیہ پر محمول کیا جائے (کیونکہ مخالفین کا مذہب یہی ہے۔ اور اس قسم کی مٹکے اور مشکیزے والی روایات علاوہ ان کی دوسری عام کتابوں کے خود صحاح ستہ میں بکثرت موجود ہیں)۔

۱۰۔ محمد بن اسمٰعیل بن بزیع حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کنویں کا پانی بہت وسیع ہے۔ اسے کوئی (نجس) چیز نجس نہیں کر سکتی مگر یہ کہ اس نجاست کی وجہ سے اس کی بو یا ذائقہ بدل جائے۔ اس صورت میں اس سے اتنی قدر پانی کھینچا جائے گا کہ اس کی بدبو دور ہو جائے۔ اور ذائقہ ٹھیک ہو جائے (کنویں کا پانی ملاقات نجاست سے اس لئے نجس نہیں ہوتا کہ) اس کا مادہ ہے (جس کی وجہ سے نیچے سے پانی نکلتا رہتا ہے۔ (الاستبصار)

۱۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ کچھ آدمی ایک چھپڑ پر گئے جس میں مردار پڑا تھا۔ (ایسے پانی کا کیا حکم ہے؟) فرمایا: اگر پانی غالب ہو اور اس میں بدبو وغیرہ نہ ہو تو پھر اس سے وضو کر سکتے ہو (اور غسل بھی)۔ (الفروع، الفقیہ)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (گندے نالہ کے) قرب یا بعد کی وجہ سے کنویں کا پانی مکروہ (ومتاثر) نہیں ہوتا لہذا اس سے غسل بھی کیا جا سکتا ہے اور وضو بھی جب تک کہ (نجاست کی وجہ سے) اس میں کوئی تغیر رونما نہ ہو جائے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (ابواب میں) آئیں گی اور اس باب کی بعض حدیثیں (جیسے پہلی، تیسری اور چوتھی وغیرہ) مطلق ہیں (ان میں پانی کے بمقدار کر ہونے کی کوئی قید مذکور نہیں ہے) اور بعد ازیں کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آب جاری اور کنویں کے پانی کے علاوہ یہ حدیثیں اپنے اطلاق پر باقی نہیں ہیں بلکہ وہ اس سے مقید ہیں کہ جب پانی کی مقدار کر یا اس سے زائد ہو تب نجس نہیں ہوتا۔

باب ۴

جب تک پانی میں کسی نجاست کے پڑنے کا یقین نہ ہو اس وقت تک وہ پانی پاک سمجھا جائے گا اور اگر اسے استعمال کرنے کے بعد اس میں کوئی نجاست پائی جائے اور اس میں شک ہو کہ آیا وہ استعمال سے پہلے موجود تھی یا بعد میں پڑی؟ تو پانی پاک متصور ہوگا

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے اس برتن میں جس سے وہ کئی بار وضو یا غسل کر چکا تھا یا اس سے کئی بار کپڑے دھو چکا تھا ایسے چوہے کو دیکھے جس کی چمڑی ادھڑی ہوئی ہو تو؟ (جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ کافی عرصہ سے پانی میں گرا ہے۔ مطلب یہ کہ اس پانی سے کئے ہوئے وضو و غسل وغیرہ کا اور ان سے پڑھی ہوئی نماز کا کیا حکم ہے؟) امام نے فرمایا: اگر تو اس نے وضو یا غسل کرنے یا کپڑے دھونے سے پہلے اس چوہے کو پانی میں دیکھا تھا اور بعد میں (جان بوجھ کر یا بھول کر) اس پانی سے وضو یا غسل کیا یا کپڑے دھوئے تو اس پر لازم ہے کہ کپڑوں کو پاک کرے اور ہر اس چیز کو دھوئے جسے یہ پانی لگا ہے اور اس وضو سے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرے اور اگر ان کاموں سے فارغ ہو چکنے کے بعد (پہلی بار اسے دیکھے) تو البتہ اب اس پانی کو نہ چھوئے۔ مزید برآں اس پر کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ وہ چوہا کب پانی میں گرا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ جب

اس نے دیکھا ہے۔ بالکل اسی وقت گرا ہو۔۔۔۔(اور اس کی چوڑی پہلے سے ہی ادھڑی ہوئی ہو)۔(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ اس سے پہلے (باب امیں) بروایت حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ فرمایا ہر قسم کا پانی پاک ہے جب تک تمہیں اس کی نجاست کا علم و یقین نہ ہو جائے۔(التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب امیں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض اس کے بعد (باب ۱۳ از آب مضاف میں اور باب ۱۷ از نجاسات میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جاری پانی جب تک نجاست کے ملنے سے اس کا رنگ، بو اور ذائقہ نہ بدل جائے وہ صرف ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلم انداز کر کے باقی تین کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص جاری پانی میں پیشاب کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں [1] ہے۔(اس سے پانی نجس نہیں ہوتا) ہاں البتہ کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔(تہذیب الاحکام)

(ایسا ہی بروایت عنبسہ بن مصعب و بروایت ابن بکر اور سماعہ انہی حضرت سے مروی ہے)۔(ایضاً)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فلاں (اماموں علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص ایسے پانی کے پاس سے گزرتا ہے جس میں کوئی مردار پڑا ہوا ہو تو؟ فرمایا: پانی کی اس طرف سے وضو کر لو جس طرف مردار نہ ہو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے اسے آب جاری پر یا اس کھڑے ہوئے پانی پر محمول کیا ہے۔ جو کُر سے زیادہ ہو۔(وھو فی محلہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر دو پرنالے بہہ رہے ہوں۔ ایک پانی کا اور دوسرا پیشاب کا۔ پھر وہ دونوں پرنالے آپس میں مل جائیں اور اس کی کوئی چھینٹ تم پر پڑ جائے۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت میں پانی کا لفظ مطلق ہے (اس میں جاری یا غیر جاری کی کوئی قید مذکور نہیں ہے) مگر اس

---

[1] علامہ کاشانی "الوافی" میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ جاری پانی میں پیشاب کرنے کی رخصت ہے مگر افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ جیسا کہ اس کی تفصیل آداب تخلی کے باب ۲۴ میں۔۔۔۔ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔(احقر مترجم عفی عنہ)

کا سب سے قوی فرد آب جاری ہے لہٰذا اس سے وہی مراد لیا جائے گا۔ (کہ وہ پیشاب وغیرہ کی نجاست کے ملنے سے نجس نہیں ہوتا) آئندہ ابواب میں (جیسے باب ۱و۷ از حمام و باب ۹و۱۰ از آب بلد اں اور کنویں کے پانی کے باب میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶

بارش کا پانی جب برس رہا ہو تو صرف ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں تین مکررات کو حذف کر کے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مکان کی اس چھت کے بارے میں سوال کیا جس پر پیشاب کیا جاتا ہے اس پر بارش برستی ہے جس کی وجہ سے وہاں کچھ پانی جمع ہو جاتا ہے پھر وہ کپڑے کو لگ جاتا ہے تو؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ پانی پیشاب سے زیادہ ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ ایک مکان ہے جس کی چھت پر پیشاب کیا جاتا ہے اور غسل جنابت کیا ہے پھر اس پر بارش برستی ہے آیا بارش کے اس پانی سے نماز کے لئے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا جب (اس قدر بارش برسے) کہ پانی جاری ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر سوال کیا کہ ایک آدمی برستی ہوئی بارش میں جا رہا ہے کہ بارش کے پانی میں شراب ڈال دی جاتی ہے اور پھر وہ شراب زدہ پانی اس کے کپڑے کو لگ جاتا ہے۔ تو آیا اسے دھونے سے پیشتر اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا کپڑا اور پاؤں دھونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس میں نماز پڑھ سکتا ہے اور کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ بارش کے پانی نے شراب کی نجاست کو زائل کر دیا ہے۔

(الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود کاہلی سے اور وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ بارش کا پانی مجھ پر اس قدر برستا ہے کہ بہہ نکلتا ہے اور میں اس میں کچھ تغیر اور کثافت کے آثار دیکھتا ہوں پھر اس کے کچھ قطرے مجھ پر بھی پڑتے ہیں یا مکان کی چھت پر پیشاب کیا جاتا ہے پھر وہاں بارش برستی ہے جس کی وجہ سے وہاں کچھ پانی جمع ہو جاتا ہے جو ہمارے کپڑوں پر گرتا ہے تو؟ فرمایا کوئی حرج نہیں اور اسے دھونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس کو بارش کا پانی دیکھ لے (اس پر برس جائے) وہ پاک ہو جاتی ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پانی کے جن قطروں کو (امامؑ نے پاک قرار دیا ہے) اس سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ قطرے بارش کے

تغیر اور کثافت زدہ جانب سے نہ گرے ہوں یا یہ مطلب ہے کہ ان میں وہ تغیر نجاست کے بغیر کسی اور وجہ سے پیدا ہوا ہو اور یا پھر قذارت سے مراد نجاست نہ لی جائے بلکہ عام میل کچیل مراد لی جائے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جاری پانی ہو یا بارش کا پانی اگر ملاقات نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے تو وہ نجس ہو جاتا ہے۔ (**کما تقدم**)

۴۔ محمد بن اسماعیل بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بارش والی گیلی مٹی کے متعلق فرمایا کہ اگر بارش برسنے کے تین دن بعد تک کپڑے وغیرہ کو لگ جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر یہ کہ علم ہو جائے کہ بارش کے بعد اسے کسی چیز نے نجس کر دیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، السرائر ابن ادریس حلی)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ بارش والی گیلی مٹی کپڑے کو لگ جاتی ہے کہ جس میں پیشاب، پاخانہ اور خون کی آمیزش تھی تو؟ فرمایا: بارش والی مٹی نجس نہیں ہوتی (یا نجس نہیں کرتی)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب بارش برس رہی ہو۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ بارش کی وجہ سے اس کی نجاست زائل ہو گئی ہو۔ (ورنہ ظاہر ہے کہ اگر ایسا نہ ہو بلکہ بارش کے بعد بھی یہ نجس چیزیں مٹی کے اندر موجود ہوں تو اس سے مٹی یقیناً نجس متصور ہوگی۔ **کما لا یخفیٰ**)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور جناب علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر مکان میں پاخانہ بنا ہوا ہو (جس میں بالعموم کثافت ہوتی ہی ہے) یا کسی مکان میں پاخانہ پڑا ہو اور اس پر بارش برسے اور پھر اس کا کوئی قطرہ میرے کپڑے پر پڑ جائے تو آیا اسے دھوئے بغیر اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا جب اس پر بارش برس جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے (اس سے وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے)۔ (تہذیب الاحکام، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم و اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ آئندہ بھی آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

حمام کا پانی جبکہ اس کا منبع و مادہ ہو صرف ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حمام کے پانی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ بمنزلہ آب جاری کے ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں اس حمام کے پانی سے جس میں جنب وغیرہ سب لوگ غسل کرتے ہیں۔ غسل کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اگرچہ اس میں جنب آدمی غسل کرے تو بھی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) میں نے خود ایسے پانی سے غسل کیا ہے اور پھر آکر پاؤں دھوئے ہیں اور وہ بھی اس وجہ سے کہ ان کو مٹی لگ گئی تھی (ایضاً) دوسری روایت میں وارد ہے کہ (جنب کے غسل کرنے سے) حمام کا پانی جنب نہیں ہو جاتا۔ (ایضاً)

۳۔ بکر بن حبیب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حمام کے پانی کا منبع اور مادہ ہو (یا اس کا پانی کُر سے زائد ہو) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے (کہ کوئی جنب آدمی اس میں غسل کرے یا کوئی یہودی یا نصرانی وغیرہ)۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین میں سے ایک امام علیہ السلام سے حمام کے پانی کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: تہبند باندھ کر اس میں داخل ہو اور اس کے سوا کسی اور پانی سے غسل نہ کرو۔ مگر یہ کہ ان نہانے والوں میں کوئی جنب آدمی ہو۔ یا نہانے والے اس قدر زیادہ ہوں کہ معلوم نہ ہو سکے کہ آیا ان میں کوئی جنب آدمی ہے یا نہیں ہے؟ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ حمام کا منبع نہ ہو (اور نہ ہی پانی کی مقدار ایک کُر ہو)۔۔۔۔ ورنہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ اگر اس کا مادہ ہو۔۔۔۔ یا پانی بمقدار کُر ہو۔ تو پھر جنب وغیرہ کے غسل کرنے سے اس کا پانی نجس نہیں ہوتا۔ بعد ازاں مؤلف علام نے از خود ایک اور تاویل کی ہے اور اسے اقرب قرار دیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں (جب کہ اس میں جنب آدمی نے غسل کیا ہو) اب حمام کے علاوہ دوسرے پانی سے غسل کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی مرجوحیت نہیں ہے (جبکہ عام حالات میں حمام کے پانی کے ہوتے ہوئے دوسرے پانی سے غسل کرنا مرجوح تھا جو کہ مدلول روایت ہے)۔

۵۔ ابوالحسن ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ امامؑ سے سوال کیا گیا کہ حمام کے حوض میں اس قدر لوگ غسل کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے یہودی کون ہے؟ نصرانی کون ہے؟ اور جنب کون ہے؟ فرمایا اس سے غسل کرو اور کسی اور پانی سے نہ کرو یہ پانی خود پاک ہے اور دوسرے کو پاک کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینیؒ باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس حمام کے پانی کا حکم کیا ہے جس میں جنب، بچے، یہودی، نصرانی اور مجوسی غسل کرتے ہیں؟ فرمایا حمام کا پانی نہر کے پانی کی مانند ہے اس کا بعض حصہ دوسرے بعض کو پاک کر دیتا ہے۔ (الفروع)

۷۔ جناب علی بن جعفر حمیریؒ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ حمام کے پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ (قرب الاسناد)۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی

بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (باب ۹، ۱۱ باب مضاف) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

اگر کھڑا ہوا پانی کُر سے کم ہو تو وہ صرف ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے اگرچہ اس میں کوئی تغیر بھی واقع نہ ہو

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلم انداز کر کے باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی کی نکسیر پھوٹی اور اس کے ساتھ ناک کا مواد بھی شامل ہو گیا جس کی وجہ سے خون کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بن گئے اور ان ہی ٹکڑوں سے کوئی ٹکڑا اس کے وضو والے برتن تک پہنچ گیا۔ آیا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے؟ فرمایا اگر پانی میں اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر اس کا اثر بالکل آشکارا ہو تو پھر اس سے وضو نہ کرو۔ نیز میں نے آپؑ سے ایک آدمی کے متعلق سوال کیا کہ وہ وضو کر رہا تھا کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑی اور خون کا ایک قطرہ برتن میں پڑ گیا۔ آیا اس پانی سے وضو جائز ہے؟ فرمایا: "نہ۔" (الفروع، بحار الانوار، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حدیث کے پہلے حصے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ خون بستہ کا ٹکڑا بظاہر صرف برتن تک پہنچا ہے اور اس میں شک ہے کہ اصل پانی تک پہنچا ہے یا نہ جیسا کہ سوال و جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس پانی سے وضو کرنے کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے (جبکہ آخری حصہ سے واضح ہے کہ خون پانی تک پہنچ گیا ہے اس لئے فرمایا اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے)۔

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس پانی کے دو برتن ہیں جن میں سے ایک میں کوئی نجاست گر جاتی ہے اب یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کون سا برتن ہے؟ ان کے علاوہ پانی تک اس کی دسترس نہیں ہے تو؟ فرمایا: ان دونوں برتنوں کا پانی انڈیل دے اور (نماز وغیرہ کے لئے) تیمم کرے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۳۔ شہاب بن عبدربہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور ابوبصیر بعض آئمہ طاہرینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی جب آدمی ہاتھ دھونے سے پہلے بھول کر (یا جان بوجھ کر) اس برتن میں ڈال دے (جس میں غسل کے لئے پانی ہے) تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس کے ہاتھ پر کسی قسم کی کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو اور اگر اس کے ہاتھ پر پیشاب یا منی جیسی کوئی نجاست لگی ہوئی ہو۔ تو پھر اس پانی کو انڈیل دے (کہ وہ نجس ہے اور پھر دوسرے پانی سے وضو یا غسل کرے اور

بصورت دیگر تیمم کرے)۔(الفروع)

۴۔ محمد بن میسر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک جب آدمی (سفر کرتے ہوئے) راستہ میں ایک ایسی جگہ پہنچتا ہے جہاں قلیل پانی موجود ہے اب اس کے پاس کوئی ایسا برتن بھی نہیں ہے جس سے پانی لے۔ اور اس کے ہاتھ گندے ہیں (اب وہ کس طرح غسل کرے؟) فرمایا پہلے اس (پانی) پر ہاتھ رکھے پھر وضو کرے اور بعد ازاں غسل کرے (پھر فرمایا) یہ وہ سہولت ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے: **ما جعل علیکم فی الدین من حرج** (خدا نے تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی)۔(ایضاً التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (بظاہر چونکہ اس روایت کی کوئی چول سیدھی نہیں ہے اس لئے اس کی کوئی مناسب تاویل کرنا پڑے گی لہذا) (۱) یہ روایت یا تو تقیہ پر محمول ہے۔ اس لئے یہ سابقہ اور آئندہ آنے والی ان روایات کا معارضہ نہیں کر سکتی (جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آب قلیل ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے) اور اس میں تقیہ کا ایک قرینہ بھی پایا جاتا ہے کہ اس میں غسل جنابت کے ساتھ ساتھ وضو کرنے کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ (۲) یا پھر ہاتھوں کے گندے ہونے سے ان کا نجس ہونا مراد نہیں بلکہ ان کا میلا کچیلا ہونا ہے۔ (۳) یا پھر آب قلیل سے مراد قلیل عرفی ہے یعنی جو صرف ایک کر ہو۔ اس سے زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ اسے بھی عرف عام میں قلیل ہی کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر (کسی برتن میں پانی ہو اور) کوئی مرغی اس میں منہ ڈال کر اس سے پانی پی جائے تو؟ فرمایا اگر اس کی چونچ کے ساتھ کوئی ظاہری نجاست لگی ہوئی ہو تو پھر تو نہ اس پانی سے وضو کرو۔ اور نہ ہی اسے پیو۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس کی چونچ کے ساتھ کوئی نجاست لگی ہوئی تھی یا نہ؟ تو پھر اس سے وضو بھی کر سکتے ہو اور اسے پی بھی سکتے ہو۔(الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابی بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی برتن میں ہاتھ ڈالتا ہے جبکہ اس کا ہاتھ نجس ہوتا ہے تو؟ (کیا وہ اس پانی سے وضو یا غسل کر سکتا ہے؟) فرمایا: برتن کو انڈیل دے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پانی کو انڈیل دینے کا حکم دینا اس بات کا کنایہ ہے کہ وہ پانی نجس ہے۔

۷۔ سعید اعرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پانی کا ایک اتنا بڑا مٹکا ہے جس میں نو سو (۹۰۰) رطل پانی کی گنجائش ہے (جبکہ کر کے لئے بارہ سو (۱۲۰۰) رطل درکار) اس میں تھوڑا سا خون (ایک اوقیہ) پڑ جاتا ہے آیا میں وہ پانی پی سکتا ہوں اور اس سے وضو کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں! (کیونکہ وہ پانی نجس ہے)۔(ایضاً)

۸۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی طشت یا چھاگل کو ہاتھ لگاتا ہے

پھر ہاتھوں پر پانی ڈالے بغیر انہیں برتن میں داخل کر دیتا ہے تو؟ (اس پانی کا کیا حکم ہے؟) فرمایا اس پانی سے تین پیالے بھر کر انڈیل دے (تاکہ طبعی تنفر دور ہو جائے) اور اگر ایسا نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر وہ جب ہو اور ہاتھ پانی میں ڈالے تب بھی کوئی مضایقہ نہیں ہے بشرطیکہ اس کے ہاتھ پر منی (وغیرہ قسم کی) کوئی نجاست نہ ہو اور اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست لگی ہوئی ہو اور وہ اسے دھوئے بغیر پانی میں ڈالے تو پھر تمام پانی انڈیل دے (کیونکہ وہ نجس ہے)۔ (ایضاً)

۹۔ جناب علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مرغی یا کبوتری یا اس قسم کا کوئی اور پرندہ پاخانہ پر چلتا پھرتا ہے پھر وہ (آب قلیل میں) داخل ہو جاتا ہے آیا اس پانی سے نماز کے لئے وضو کرنا جائز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ پانی بمقدار کُر ہو (تو پھر کوئی مضایقہ نہیں ہے)۔ (ایضاً وقرب الاسناد)

۱۰۔ جناب علی بن عیسیٰ اربلی بحوالہ کتاب الدلائل حمیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ رات آئی جس میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی وفات کا وعدہ کیا گیا تھا (یا دوسرے نسخہ کے مطابق جس رات امامؑ کو بخار تھا) تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: "بیٹا (وضو کے لئے) پانی لاؤ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اٹھا اور پانی لایا۔ فرمایا: یہ نہیں چاہیئے کیونکہ اس میں مردار ہے۔ میں باہر گیا اور چراغ لے آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں مرا ہوا چوہا موجود ہے لہٰذا میں اور (پاک) پانی لایا جس سے امامؑ نے وضو کیا۔ (کشف الغمہ وبصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کئی حدیثیں آب کُر، نجاسات اور جوٹھے پانی کے ابواب میں ذکر کی جائیں گی اور جو روایتیں بظاہر اس کے خلاف ہیں جن میں ہاتھ دھوئے بغیر اس کے آب قلیل میں ڈالنے کا تذکرہ ہے وہ یا تو عام ہیں جن میں تخصیص کی گنجائش ہے یا مطلق ہیں جو قابل تقیید ہیں یا پھر وہ تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ وہ مخالفین کے مشہور نظریہ کے موافق اور اجماع شیعہ کے مخالف ہیں نیز وہ احتیاط کے بھی خلاف ہیں۔

باب ۹

کھڑا ہوا پانی اگر بمقدار کُر ہو تو جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے اس وقت تک وہ صرف ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلم انداز کر کے باقی بارہ (۱۲) کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے اس کھڑے ہوئے پانی (اور پانی کے اس چھپڑ) کے متعلق سوال کیا گیا جس میں حیوانات پیشاب کرتے ہیں اس سے کتے پیتے ہیں اور جب آدمی غسل کرتے ہیں (آیا وہ نجس ہے یا پاک؟) فرمایا: جب پانی بمقدار کُر ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔

(یہ مضمون متعدد احادیث میں وارد ہے)۔ (کتب اربعہ)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ کتے کا جوٹھا پانی مت پیئو۔ مگر یہ کہ اتنا بڑا حوض ہو کہ جس سے (عموماً) پانی لیا جاتا ہو (یعنی کُر یا اس سے بھی زائد ہو)۔ (تہذیب الاحکام)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ بلسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ کون سا پانی ہے جسے (بغیر تغیر) کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی؟ فرمایا: وہ "کُر" ہے۔ میں نے عرض کیا کُر کیا ہے؟ (اور اس کی مقدار کیا ہے؟) فرمایا: تین بالشت ضرب تین بالشت ضرب تین بالشت (پانی کا وہ حوض جس کا طول، عرض اور عمق تین تین بالشت ہو)۔ (ایضاً کتب اربعہ)

۴۔ حسن بن صالح ثوری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کنویں کا پانی بمقدار کُر ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ راوی نے عرض کیا "کُر" کی مقدار کیا ہے؟ فرمایا: (مزید احتیاط کے لئے) ساڑھے تین بالشت ضرب ساڑھے تین بالشت)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ روایت کنویں کے پانی کے حکم کے خلاف ہے۔ کیونکہ کنویں کا حکم چھپڑ کے پانی کے خلاف ہے۔ اس لئے شیخ طوسیؒ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اس کنویں پر محمول کیا جائے جس کا منبع اور مادہ نہ ہو۔ کیونکہ عرف عام میں تو اسے بھی کنواں ہی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ شرعاً اس پر کنویں کا حکم لاگو نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اس مطلب کی مزید وضاحت آئندہ کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء وطاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ بادیہ نشین لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور دوسری روایت کے مطابق آنحضرتؐ ایک پانی کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں پانی والے لوگ آپؐ کے پاس آئے) اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ان حوضوں پر درندے کتے اور حیوانات آتے ہیں (اور پانی پیتے ہیں لہٰذا ان کا حکم کیا ہے؟) فرمایا ان کا حصہ وہ ہے جو وہ پئیں۔۔۔۔۔ باقی ماندہ تمہارا حصہ ہے (یعنی یہ پانی پاک ہے اور تمہارے لئے مباح ہے)۔ (الفقیہ، تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس بات پر محمول ہے کہ پانی بمقدار کُر ہو کیونکہ اس دور کے وہ حوض کُر سے کمتر نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ غالباً کچھ زیادہ ہی ہوتے تھے۔ اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی (کہ پانی اگر کُر سے کمتر ہو۔ تو وہ ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے)۔

۶۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود شہاب بن عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں کچھ مسائل دریافت کرنے

کی غرض سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے از خود فرمایا: اے شہاب! چاہو تو تم سوال کرو۔ اور اگر چاہو تو میں بتا دوں کہ تم کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی فرمائیں! فرمایا تو (دو مسئلے پوچھنے کے لئے آیا ہے پہلا یہ کہ) پانی کے ایک چھپڑ میں ایک طرف مردہ پڑا ہوا ہے آیا اس سے وضو کرنا جائز ہے؟ عرض کیا ہاں! فرمایا: اس کی دوسری طرف سے وضو کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ کہ پانی کی بو بدل جائے اور وہ بدبودار ہو جائے۔ (پھر نہ کرو) (دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ) تو پوچھنا چاہتا ہے کہ اگر کھڑا ہوا پانی بمقدار کر ہو اور اس میں کوئی (رنگ یا ذائقہ) کا تغیر بھی نہ ہو اور بو بھی نہ بدلے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) راوی نے عرض کیا تغیر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس کا رنگ زرد ہو جائے (الغرض) فرمایا تم اس سے وضو کر سکتے ہو اور جب بھی پانی (نجاست پر) غالب ہو اور اس میں کسی قسم کا کوئی تغیر واقع نہ ہو تو وہ پاک ہے[1]۔

(بصائر الدرجات)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہران جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو حوض ہیں ان سے درندے کتے اور گدھے پانی پیتے ہیں جب آدمی غسل کرتے ہیں اور انہی سے وضو بھی کیا جاتا ہے تو؟ فرمایا ان میں پانی کی مقدار کتنی ہے؟ عرض کیا آدھی پنڈلی اور گھٹنے تک! فرمایا پھر ان سے وضو کر سکتے ہو (اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کر یا کر سے زائد ہونے کی بنا پر ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتے)۔ (تہذیب الاستبصار الفروع)

۸۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کھڑا ہوا پانی ہے (اس میں ایک جانب کوئی مردار پڑا ہے (الفقیہ) اس سے استنجا بھی کیا جاتا ہے (التہذیب) تو (آیا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے؟) فرمایا: دوسری جانب سے وضو کرو اور جس طرف مردار ہے ادھر سے وضو نہ کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس صورت پر محمول ہے کہ جب پانی کی مقدار ایک کر ہو جیسا کہ یہ امر پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۹۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم بعض اوقات سفر میں ہوتے ہیں اور کسی گاؤں کے قریب موجود کسی ایسے تالاب پر پہنچتے ہیں جس میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے مگر اس میں پاخانہ ہوتا ہے اس میں بچے اور گھوڑے گدھے پیشاب کرتے ہیں تو؟ فرمایا: اگر تمہارے دل میں اس سے کچھ (نفرت سی) پیدا ہو تو اپنے ہاتھ

---

[1] یہ امر اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے کہ امور کونیہ کے معاملہ میں نبی و امام کا علم ارادی ہوتا ہے یعنی وہ جب کسی چیز کے معلوم کرنے کا عزم و ارادہ کریں تو خدائے علام انہیں بتا دیتا ہے مگر یہ علم غیب نہیں ہے اس موضوع کی تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری کتاب اصول الشریعہ کی طرف رجوع کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سے پانی کو ادھر ادھر کر دو۔۔۔۔۔اور پھر اس سے وضو کر لو۔۔۔۔۔دین میں تنگی نہیں ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: "**ما جعل علیکم فی الدین من حرج**" (خدا نے دین میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں بنائی)۔(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کے تالاب عموماً کر سے زائد ہوتے ہیں یا کم از کم بمقدار کر تو ضرور ہوتے ہیں۔یا سوال اس وقت سے متعلق ہے کہ جب بارش برس رہی ہو (بہرکیف یہ آب قلیل سے متعلق نہیں ہے)۔

۱۰۔ محمد بن اسمٰعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو خط لکھا کہ وہ ان (امام رضا علیہ السلام) سے یہ مسئلہ دریافت کر کے مجھے لکھیں کہ ایک تالاب ہے جس میں بارش کا کچھ پانی ہے۔اور کچھ پانی کنویں سے کھینچ کر اس میں ڈالا گیا ہے لوگ پیشاب کر کے اس پانی سے استنجا بھی کرتے ہیں، جب آدمی غسل بھی کرتے ہیں اس کی وہ کون سی حد ہے کہ جس کے بعد اس سے (وضو) نہیں کیا جا سکتا؟ امامؑ نے جواباً لکھا کہ سخت ضرورت کے سوا اس قسم کے پانی سے وضو نہ کرو۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ روایت اس صورت پر محمول ہے کہ تالاب کا پانی کر تک پہنچا ہوا ہے (پھر اصولاً تو اس پانی سے وضو وغیرہ جائز ہونا چاہیئے) مگر امامؑ نے محض طبعی نفرت کی وجہ سے جو غسل جنابت وغیرہ کرنے سے دل و دماغ میں پیدا ہوتی ہے بغیر سخت ضرورت کے اس کے استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے۔

۱۱۔ عثمان بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سفر میں ہوتا ہوں اور صاف ستھرے پانی کے پاس پہنچ جاتا ہوں مگر میرے ہاتھ نجس ہیں اور ان کو پانی میں ڈال کر دھوتا ہوں۔فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ پانی بمقدار کر ہے۔

۱۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکار بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنا وہ لوٹا جس کے ذریعے وہ مٹکے سے پانی نکالتا تھا کثیف جگہ پر رکھ دیتا ہے اور پھر اسے پانی نکالنے کے لئے مٹکے میں داخل کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: پانی کے تین چلو لے اور پھر لوٹے کو رگڑے (یعنی دھوئے)۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی چند تاویلیں کی جا سکتی ہیں (تا کہ قواعد شرعیہ کے ساتھ اس کی ظاہری منافات ختم ہو جائے) (۱) مٹکا پورے کر کا ہو۔(۲) اس کوزے کو مٹکے میں داخل کرنے سے مراد یہ ہے کہ داخل کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے اسے پاک کر لے جیسا کہ اس ارشاد قدرت میں ہے: "**اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم الایۃ**" (جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے مونہوں کو دھوؤ) مطلب یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو۔(۳) ممکن ہے

بعد یہ روایت تقیہ پر محمول ہو۔ (۴) ہو سکتا ہے کہ کوزہ کے کثیف ہونے سے مراد اس کا میلا کچیلا ہونا ہو نہ کہ نجس ہونا۔ (واللہ العالم)

(اس مضمون پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و باب ۵ وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور بعض باب ۱۰ و باب ۱۱) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

بالشتوں کے حساب سے کُر کی مقدار؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسمٰعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ پانی کی وہ مقدار (کُر) کس قدر ہے جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔۔۔۔؟ فرمایا: دو ہاتھ (چار بالشت) عمق (گہرائی) اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت (کل تین بالشت) وسعت (طول و عرض)۔ (التہذیب و الاستبصار، کتاب المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں وسعت سے مراد طول و عرض ہے خلاصہ یہ ہے کہ عمق چار بالشت اور طول و عرض تین تین بالشت جیسا کہ اوقات نماز کی حدیثوں میں بیان کیا جائے گا کہ "ذراع" (ایک ہاتھ) سے مراد دو قدم ہیں (جبکہ ایک قدم سے مراد ایک بالشت ہوتی ہے)۔

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ کُر تین بالشت عرض اور تین بالشت عمق کا نام ہے (کل مقدار ستائیس بالشت ہے)۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۳۔ نیز کتاب مقنع میں فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ کُر دو ہاتھ اور ایک بالشت ہیں دو ہاتھ اور ایک بالشت میں۔ (کتاب المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہاں ہاتھ سے مراد صرف اس کی ہڈی ہو جو کہ ایک بالشت سے کچھ زائد ہوتی ہے بنا بریں یہ حدیث ابوبصیر والی حدیث کے موافق ہو جائے گی (جو بعد ازیں آرہی ہے جس میں ساڑھے تین بالشت ضرب ساڑھے تین بالشت وارد ہے)۔

۴۔ سابقہ باب میں (حدیث نمبر ۴، ۵) دو حدیثیں بروایت اسمٰعیل بن جابر و حسن بن صالح ثوری از امام جعفر صادق علیہ السلام گزر چکی ہیں جن میں سے پہلی میں تین بالشت ضرب تین بالشت اور دوسری میں ساڑھے تین بالشت ضرب ساڑھے تین بالشت وارد ہے۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے سوال کیا کہ کُر پانی کی کس قدر مقدار کو کہا جاتا ہے؟ فرمایا: ساڑھے تین بالشت ضرب ساڑھے تین بالشت۔ یہ ہے کُر کی مقدار۔ (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۶۔ عبداللہ بن مغیرہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے مدینہ کے بڑے مٹکوں میں سے ایک بڑے مٹکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: پانی کا ایک کُر اس مٹکے کے برابر ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ مٹکے کا اتنا بڑا ہونا کہ اس میں پانی کا ایک کر سما جائے کوئی ناممکن امر نہیں ہے۔

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مغیرہ سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو جائے تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ اور دو مٹکوں سے مراد دو بڑے گھڑے ہیں۔ (التہذیب، والاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اس روایت کی دو تاویلیں کی ہیں ایک یہ کہ یہ تقیہ کے مقام پر وارد ہے کیونکہ ان کے ہاں یہ روایت عام ہے کہ پانی کے دو مٹکوں کی مقدار کُر کے برابر ہوتی ہے کیونکہ روایت میں وارد شدہ لفظ **قلہ** کے معنی لغت میں بڑے مٹکے کے ہیں۔ اور محقق حلیؒ نے کتاب المعتبر میں جناب ابن جنید کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کُر پانی کے ان دو مٹکوں کا نام ہے جن میں بارہ سو (۱۲۰۰) رطل (عراقی) پانی سما سکے اور ابن درید مشہور ادیب و لغت دان) سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ حدیث میں وارد شدہ لفظ "**قلہ**" سے مراد ہجر نامی شہر کا مٹکا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس میں پانی کے پانچ مشکیزے آجاتے ہیں۔

پھر مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کُر کی حد بندی میں پائے جانے والے بالشتوں کے اس اختلاف کی چند وجوہ ہو سکتی ہیں (۱) اسے خفت و ثقل میں پانی کے اختلاف پر محمول کیا جائے۔ (۲) بالشت کے چھوٹے اور بڑے ہونے پر محمول کیا جائے (کہ بڑی بالشت کے تین ضرب تین اور چھوٹی بالشت سے ساڑھے تین ضرب ساڑھے تین)۔ (۳) تین بالشت کو کافی سمجھتے ہوئے ساڑھے تین بالشت والے قول کو احتیاط و استحباب پر محمول کیا جائے۔ جیسا کہ ہمارے علماء کرام کی ایک جماعت نے یہ بات ذکر کی ہے اور یہی اقرب ہے واللہ اعلم۔

باب ۱۱

وزن کے اعتبار سے کُر کی مقدار؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانی کا وہ کُر جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی وہ بارہ سو (۱۲۰۰) رطل (عراقی) ہے۔

(التہذیب والاستبصار، الفروع، المقنع)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ کُر چھ سو (۶۰۰) رطل (مکی) ہے۔(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (ان دو حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ) پہلی حدیث میں رطل سے مراد رطل عراقی ہے جو مساحت والے حساب سے زیادہ قریب ہے اور دوسری روایت میں رطل سے مراد رطل مکی ہے جس کا ایک رطل دو رطل عراقی کے برابر ہوتا ہے۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ مختلف سائلوں کو ان کے عرف اور ان کے علاقہ کے پیمانے کے مطابق جواب دیا کرتے تھے۔(**کما لا یخفیٰ علی من جال خلال تلک الدیار**)۔

باب ۱۲

دو برتنوں میں سے جب ایک نجس ہو اور دوسرا پاک اور دونوں باہم مشتبہ ہو جائیں تو دونوں سے اجتناب کرنا واجب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

(۱) قبل ازیں (باب ۸ حدیث نمبر ۲ میں) سماعہ کی روایت از امام جعفر صادق علیہ السلام گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: اگر کسی شخص کے پاس دو برتن ہوں اور ایک میں کوئی نجاست پڑ جائے مگر معلوم نہ ہو سکے کہ وہ کون سا برتن ہے؟ اور ان کے علاوہ اس کے پاس اور پانی موجود نہ ہو تو (بوجہ شبہ محصورہ ہونے کے چونکہ دونوں سے اجتناب لازم ہے اس لئے) فرمایا دونوں برتنوں کو انڈیل دے اور تیمم کرکے نماز پڑھے اور ایسا ہی عمار ساباطی از امام جعفر صادق علیہ السلام والی سابقہ حدیث (مندرجہ باب ۸ حدیث نمبر ۱۴) میں وارد ہے۔ فراجع۔

باب ۱۳

اضطرار ہو یا اختیار بہر حال نجس پانی کا استعمال جائز نہیں ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جو قبل ازیں باب ۸ میں گزر چکی ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن جعفرؑ والی حدیث پہلے (باب ۸ حدیث نمبر ۱ میں) گزر چکی ہے جس میں آپ نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی وضو کر رہا تھا کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑی اور خون کا ایک قطرہ وضو والے پانی میں گر پڑا۔ آیا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، بحارالانوار)

۲۔ سعید الاعرج والی روایت بھی پہلے (باب ۸ حدیث نمبر ۸ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پانی کے ایک مٹکے میں جس میں ایک سو (۱۰۰) رطل پانی تھا اس میں خون کا ایک اوقیہ (قریباً سوا تولہ) گر پڑا۔ آیا اس مٹکے کے پانی کو پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ ابواب میں اس قسم کی متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی آئیں گی انشاء اللہ۔ اور اگر کوئی شخص کسی ایسی چیز کے کھانے پر مجبور ہو جائے تو اس کا حکم کتاب الاطعمہ والاشربہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

کنویں کا پانی جب تک نجاست کے ملنے سے اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے اس وقت تک صرف ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا اور کنویں سے ڈول کھینچنے کے احکام

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ کے مکررات کو قلمزد کر کے باقی سولہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسمٰعیل بن بزیع سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کنویں کا پانی وسیع ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے اس میں کوئی تغیر پیدا ہو جائے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر سؤر کے بال کی رسی کے ساتھ کنویں سے پانی کھینچا جائے تو آیا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ مذہب حق کے مطابق سؤر اس طرح نجس العین ہے کہ اس کی ہڈی اور بال بھی نجس ہیں۔ لہٰذا اس روایت کی تین طرح تاویل کی جا سکتی ہے) (۱) ظاہر یہ ہے کہ یہ سوال ڈول والے پانی کے متعلق نہیں بلکہ کنویں والے

پانی سے متعلق ہے کہ جس کنویں میں سؤر کی رسی داخل ہو جائے آیا اس کے پانی سے وضو جائز ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں جائز ہے یعنی اس سے کنواں نجس نہیں ہوتا۔ (۲) اور اگر اس سے ڈول والا پانی مراد لیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب وہ رسی اس پانی کو نہ چھوئے اور اس سے نہ لگے۔ (ورنہ وہ پانی نجس ہو جائے گا)۔ (۳) ممکن ہے کہ وہ ڈول اتنا بڑا ہو کہ اس میں پانی کا ایک پورا کر آ جائے[1]۔ (اس طرح وہ ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوگا)۔

۳۔ محمد بن قاسم نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کنویں اور پاخانہ میں صرف پانچ ہاتھ یا اس سے کم و بیش فاصلہ ہو۔ تو آیا اس کنویں کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: کنویں کا پانی (پاخانہ کے) نزدیک یا دور ہونے سے مکروہ نہیں ہوتا لہٰذا اس سے وضو یا غسل کیا جا سکتا ہے۔ جب تک پانی میں کوئی تغیر واقع نہ ہو جائے (نجاست کی وجہ سے رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے)۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک کنویں سے (پینے کے لئے) پانی کھینچا گیا اور اس سے وضو کیا گیا' کپڑے دھوئے گئے' اور آٹا گوندھا گیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں کوئی مردار موجود تھا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ نہ کپڑا دوبارہ پاک کیا جائے اور نہ ہی نماز کا اعادہ کیا جائے (کیونکہ کنویں کا پانی ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا)۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن اسمٰعیل حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کنویں کا پانی وسیع ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ مگر یہ کہ اس کی بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے (اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر اس سے اس قدر پانی کھینچا جائے گا کہ اس کی بدبو دور ہو جائے اور ذائقہ ٹھیک ہو جائے) کیونکہ کنویں کا منبع اور مادہ ہے۔ (اس لئے وہ ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا)۔ (الاستبصار)

۶۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ چوہا کنویں میں گر جاتا ہے (اور مر جاتا ہے) اور ایک شخص لاعلمی میں اس کنویں سے وضو کرتا ہے اور اس سے نماز پڑھتا ہے تو آیا (معلوم ہونے کے بعد) وہ نماز کا اعادہ کرے اور

---

[1] یہ حقیقت ہر قسم کے شک و شبہ سے بلند و بالا ہے کہ مذہب شیعہ خیر البریہ میں کافر' کتا اور خنزیر بجمیع اجزائهما نجس العین ہیں چنانچہ عالم ربانی علامہ شیخ یوسف بحرانی اپنی کتاب لاجواب الحدائق الناظرہ ج اص ۲۶۶ طبع ایران پر کلب و خنزیر کی نجاست کا ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں "**المشهور بين الاصحاب بل لا نعلم فيه خلافاً ..... نجاسة الكلب والخنزير بجميع اجزائهما ما تحله الحيوة منهما وما لا تحله**" کہ علماء شیعہ میں مشہور یہ ہے بلکہ ہمیں اس میں کسی قسم کے اختلاف کا کوئی علم نہیں ہے (یعنی یہ مسئلہ ان کے ہاں اجماعی و اتفاقی ہے) کہ کتا و خنزیر اپنے تمام اجزاء سمیت نجس العین ہیں خواہ ان اجزاء میں زندگی ہو (جیسے گوشت و پوست) یا نہ ہو (جیسے بال' پشم اور ہڈی وغیرہ) بعد ازیں آیا کوئی منصف مزاج آدمی یہ تصور بھی کر سکتا ہے کہ مذہب شیعہ میں سؤر کے بال پاک ہیں؟ حاشا و کلا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء و فقہاء نے ہمیشہ اس قسم کی روایات کی تاویلات کی تو جیہات کی ہیں جو حسب ظاہر اس مسلمہ قاعدہ کے خلاف معلوم ہوتی ہیں چنانچہ تین تاویلیں تو مؤلف علام نے کی ہیں' علامہ حلی اور علامہ بحرانی نے اور دیگر علماء اعلام نے بھی اس کی مناسب تاویلیں کی ہیں۔ البتہ اعتراض کرنے والوں کے ہاں ان چیزوں کے پاک ہونے کے شواہد مل جاتے ہیں۔ تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری کتاب تجلیات صداقت کی طرف رجوع فرمائیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کپڑے پاک کرے؟ فرمایا: نہ نماز کا اعادہ کرے اور نہ ہی کپڑے دھوئے (کیونکہ کنویں کا پانی ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا)۔ (التہذیب)

۷۔ نیز معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر کوئی (نجس) چیز کنویں میں گر جائے تو اس کی وجہ سے نہ تو (اس پانی سے دھوئے ہوئے) کپڑے کو دوبارہ دھویا جائے گا اور نہ ہی (اس کے پانی سے وضو یا غسل کر کے پڑھی ہوئی) نماز کا اعادہ کیا جائے گا مگر یہ کہ (اس نجاست کی وجہ سے) اس میں بدبو پیدا ہو جائے۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر کپڑا بھی دھونا پڑے گا اور نماز کا اعادہ بھی کرنا پڑے گا۔ اور پانی بھی کھینچنا پڑے گا۔ (تہذیب واستبصار)

۸۔ ابواسامہ یا ابو یعقوب یوسُف بن عثیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب کنویں میں کوئی (مرا ہوا) پرندہ، مرغی اور چوہا گر جائے (یا اس میں گر کر مر جائے) تو سات ڈول کھینچو (راوی کہتے ہیں) ہم نے عرض کیا۔ تو پھر آپ ہماری (اس پانی کے ساتھ وضو کر کے) پڑھی ہوئی نماز، کیے ہوئے وضو اور ہمارے کپڑوں کو جو یہ پانی لگا ہے اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: ان میں کوئی مضائقہ[1] نہیں ہے۔

۹۔ ابو عیینہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر چوہا کنویں میں گر جائے تو؟ فرمایا اگر (زندہ) نکل آئے (یا مر تو جائے مگر پھٹے نہ) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے اور اگر پھٹ جائے تو پھر سات ڈول کھینچے جائیں راوی کا بیان ہے کہ آپ سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ (مرا ہوا) چوہا کنویں میں گرا (یا گر کر مر گیا) مگر کسی کو اس کا علم نہیں ہوا مگر اس پانی سے وضو کرنے کے بعد آیا اس وضو اور اس سے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا؟ اور جس چیز کو وہ پانی لگ گیا اسے دھونا پڑے گا؟ فرمایا: نہ۔ (پھر فرمایا) گھر والے تو اس کا پانی استعمال بھی کر چکے اور اس کا چھڑکاؤ بھی کر چکے[2]۔

اور بروایتے فرمایا: گھر والے تو اس کا پانی کھینچ چکے اور اس کا چھڑکاؤ بھی کر چکے۔ (ایضاً)

۱۰۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کنویں کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کہ اگر اس میں خشک یا تر پائخانہ کی پوٹلی گر جائے تو (اس سے اس کا پانی نجس ہو جائے گا؟) فرمایا: ''نہ'' اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس میں آب کثیر موجود ہو۔ (ایضاً)

۱۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر سؤر کے چمڑے کے ڈول سے پانی

---

[1] یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ پانی نجس نہیں ہے اور یہ سات ڈول کھینچنے کا حکم صرف طبعی نفرت و کراہت کو دور کرنے کے لئے ہے اور بس (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] مقصد یہ ہے کہ طبعی تنفر کو زائل کرنے کی خاطر اتنا پانی کھینچنا کافی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کھینچا جائے تو؟ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی یوں تاویل کی ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ڈول سے پانی کھینچنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ پانی (پینے یا وضو یا غسل کرنے کے لئے نہ ہو بلکہ) حیوانوں کو پلانے کے لئے اور درختوں کو سینچنے یا اس قسم کے کاموں میں استعمال کرنے کے لئے کھینچا جائے جن میں پانی کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔ (ظاہر ہے کہ روایت کے اندر یہ کوئی صراحت نہیں ہے کہ پانی کس کام کے لئے کھینچا گیا ہے؟ اس لئے حضرت شیخ کی تاویل بالکل بجا ہے اور عقل سلیم کے عین مطابق ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۲۔ احمد بن محمد بن عبداللہ بن زبیر اپنے دادا عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کنویں میں چوہا یا کوئی چوپایہ گر کر مر جائے اور (لاعلمی میں) اس کے پانی سے آٹا گوندھا جائے تو آیا اس روٹی کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا جب اسے آگ کی تپش پہنچ جائے تو پھر اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

دوسری روایت میں ہے کہ اس میں جو کچھ تھا اسے آگ کھا گئی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں (کہ جب کنویں کا پانی ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا تو اس کے پانی سے گوندھے ہوئے اور پکی ہوئی روٹی کو آگ کی گرمی پہنچنے والی علت حقیقی نہیں ہے اور شاید یہ تعلیل چوہے کی وجہ سے پیدا شدہ طبعی کراہت کے ازالہ کے لئے بیان کی گئی ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن عیثم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کنویں میں چھپکلی مری ہوئی ہے اور وہ بھی پھول کر پھٹ گئی ہے تو؟ فرمایا: صرف سات ڈول پانی نکال دو۔ عرض کیا (اس پانی سے کپڑے دھو کر جو) نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرنے پڑے گا؟ اور کپڑوں کو پاک کرنے پڑے گا؟ فرمایا: نہ۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ڈولوں کا کھینچنا پانی کی نجاست پر دلالت نہیں کرتا (ورنہ نماز کا اعادہ کرنا پڑتا) بلکہ صرف طبعی تنفر کے ازالہ کی خاطر ہے اس کی کئی نظیریں ہیں جو بعد میں مذکور ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مدینہ کے اندر ایک ایسی جگہ جہاں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تھا ایک کنواں تھا اور جب ہوا چلتی تھی تو اس میں گندگی گرتی تھی مگر اس کے باوجود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے وضو فرماتے تھے۔ (الفقیہ)

۱۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسمٰعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو خط

لکھا کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کریں اور آپؑ جو جواب دیں اس سے مجھے آگاہ کرے۔ ''گھر میں ایک کنواں موجود ہے اس میں پیشاب یا خون کے چند قطرے گر جاتے ہیں یا اس میں کچھ پاخانہ گر جاتا ہے تو وہ کس طرح پاک ہوگا تاکہ اس سے نماز کے لئے وضو کیا جا سکے؟ امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے لکھا کہ ''اس کنویں سے پانی کے چند ڈول نکال دیے جائیں۔'' (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں:

کہ کنویں کا پانی ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے ان کے (دلائل یا بالفاظ مناسب) شبہات میں سے ایک یہی روایت ہے لیکن یہ روایت ان کے دعویٰ پر بالصراحت دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ یہاں کئی قسم کے احتمالات ہیں (۱) یہ روایت تقیہ پر محمول ہے۔ (۲) یہاں طہارت سے اس کے شرعی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ اس کے لغوی معنی مراد ہیں یعنی یہ پانی کس طرح صاف ستھرا ہوگا۔ (۳) ڈول کھینچنے سے پہلے اس پانی سے اجتناب کرنا مستحب ہے (نہ واجب)۔ (۴) شاید ڈول کھینچنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ پانی میں تغیر پیدا ہو گیا ہو۔ (۵) ممکن ہے کہ طبعی تنفر کے ازالہ کے لئے یہ حکم دیا گیا ہو وغیرہ وغیرہ اس قسم کا اجمال نیز ڈولوں والی حدیثوں کا اجمال اور باہمی اختلاف اس فعل کے مستحب ہونے کی قطعی علامت ہے۔ اور باوجود پانی کے پاک ہونے کے پھر بھی ڈولوں کے کھینچنے کے حکم کی ایک مثال تو اس جب آدمی کا پانی میں داخل ہونا ہے (جس کے جسم پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو) اور دوسری مثال خون جہندہ نہ رکھنے والی چیز کی موت ہے (جو نجس نہیں ہے) نیز ڈول کھینچنے سے پہلے اس پانی کے جائز الاستعمال ہونے کی صراحت بھی اس پانی کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ صاحب منتقی الجمان (فاضل جلیل شیخ حسن بن حضرت شہید ثانیؒ) اور دیگر بعض علماء نے ان چیزوں کی خوب تحقیق فرمائی ہے۔ فراجع۔

۱۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور اور عنبسہ بن مصعب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب تم جنب ہو اور کنویں کے پاس جاؤ۔ مگر پانی کھینچنے کے لئے تمہارے پاس نہ ڈول ہو اور نہ کوئی اور چیز۔ تو پھر پاک خاک سے تیمم کرلو۔ کیونکہ جو پانی کا رب ہے وہی خاک کا رب ہے۔ مگر کنویں میں داخل نہ ہو اور لوگوں کا پانی خراب نہ کرو۔ (التہذیب والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ روایت بھی منجملہ ان روایات کے ایک ہے جن سے کنویں کے پانی کے ملاقات نجاست سے نجس ہو جانے کے قائل حضرات تمسک کیا کرتے ہیں ۔۔۔۔۔ حالانکہ اس تمسک کی کمزوری بالکل واضح ہے۔ کیونکہ یہاں تیمم کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ پانی تک رسائی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ کنویں میں داخل ہو کر لوگوں کا پانی خراب نہ کرو۔ اس سے مراد نجس کرنا نہیں بلکہ نچلی سطح کی گدلی مٹی کا اوپر اٹھنا اور پھر پانی کا گدلا ہو جانے کی وجہ سے اس کا پینے کے قابل نہ رہنا مراد ہے۔ اس بات کی تائید مزید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ روایت میں جب آدمی کے

بدن پر کسی نجاست کے موجود ہونے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے (اور ایسے جب آدمی کا بدن نجس نہیں ہوتا کیونکہ جنابت ایک حدث (باطنی کثافت) ہے خبث (ظاہری نجاست) نہیں ہے۔ بنابریں ماننا پڑے گا کہ پانی کے خراب کرنے سے مراد وہی اس کا گدلے پن کی وجہ سے پینے کے قابل نہ رہنا ہے یا اس طرح غسل کرنے سے لوگوں کو طبعی نفرت پیدا ہوگی۔ نیز کنویں میں داخل ہونے کی اس لئے بھی ممانعت کی گئی ہے کہ اس میں جان کا خطرہ ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ اس طرح آدمی کنویں میں مر جائے اور اس کی وجہ سے پانی میں تغیر واقع ہو جائے جس سے وہ نجس ہو جائے گا۔ پس جب اس روایت میں اس قدر احتمالات موجود ہیں تو اس سے کنویں کے پانی کے ملاقات نجاست سے نجس ہو جانے پر کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے؟ (اس کے بالمقابل) ملاقات نجاست سے کنویں کے پانی کے نجس نہ ہونے والی روایات (جن کا ایک شمہ سابقہ باب میں گزر چکا ہے) سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور دلالت کے اعتبار سے زیادہ واضح اور تقیہ سے زیادہ دور ہیں بلکہ عند التحقیق ان کی کوئی معارض و منافی روایت موجود ہی نہیں ہے۔ علاوہ بریں وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جب نجاست کی وجہ سے اس کے رنگ، بو اور ذائقہ میں تبدیلی واقع ہو جائے تب یہ پانی نجس ہوتا ہے آب جاری والی حدیثیں ہیں (کہ وہ ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا) اور اسی طرح کر والی حدیثیں بھی اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ کنویں کا پانی جاری بھی ہے (کیونکہ اس کا منبع و مادہ ہے) اور غالباً بمقدار کر بھی ہوتا ہے اور جناب شیخ طوسیؒ نے تو اس حدیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔

باب ۱۵

اگر کنویں میں بیل و گدھا اور اونٹ مر جائے یا اس میں شراب گر جائے تو کس قدر ڈول کھینچے جائیں؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کنویں میں کوئی چھوٹا سا چوپایہ مر جائے یا اس میں کوئی جنب آدمی داخل ہو جائے تو سات ڈول کھینچے جائیں گے اور اگر اس میں کوئی بیل مر جائے یا اس میں شراب انڈیل دی جائے تو پھر سارا پانی کھینچا جائے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابن ابی عمیر کردویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کنویں میں خون کا قطرہ گر جائے یا نشہ آور نبیذ یا پیشاب یا شراب۔ تو کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: تیس ڈول نکال دیے جائیں۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کنویں میں خون یا شراب کا قطرہ پڑ جائے تو؟ فرمایا: خون، شراب، میت اور خنزیر سب کا حکم ایک ہے سب کے لئے بیس ڈول نکالے جائیں گے اور اگر (ان

کی وجہ سے) کنویں میں بدبو پیدا ہو جائے۔ تو اس قدر پانی کھینچا جائے گا کہ بدبو دور ہو جائے۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کنویں میں بچہ پیشاب کرے۔ یا اس میں پیشاب یا شراب انڈیلی جائے تو؟ فرمایا: سارا پانی کھینچا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پیشاب کا حکم عنقریب (اگلے باب میں) آئے گا اور یہ حکم اس بات پر محمول ہے کہ ان نجاسات کی وجہ سے پانی میں کسی قسم کا تغیر پیدا ہو جائے۔

۵۔ عمرو بن سعید بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کنویں میں چوہے اور بلی کے قد کاٹھ سے لے کر بھیڑ، بکری کی جسامت تک کا کوئی جاندار گر جائے (اور مر جائے تو؟) فرمایا ان سب کے لئے سات ڈول کھینچے جائیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس طرح شمار کرتے کرتے گدھے اور اونٹ تک پہنچ گیا؟ فرمایا: ان کے لئے پانی کا ایک کُر نکالا جائے گا۔ پھر فرمایا کنویں میں گرنے والی چیزوں میں سے سب سے چھوٹی چیز چڑی ہے جس کے لئے صرف ایک ڈول کھینچا جائے گا۔۔۔۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کنویں میں کوئی چھوٹی سی چیز گرے اور مر جائے تو اس کے لئے چند ڈول کھینچو اور اگر اس میں جب آدمی داخل ہو۔ تو سات ڈول نکالو۔ اور اگر اس میں اونٹ گر کر مر جائے یا اس میں شراب انڈیل دی جائے تو چاہیئے کہ (تمام) پانی کھینچا جائے۔ (شیخ طوسیؒ کی روایت میں "تمام" کی قید مذکور ہے جبکہ فروع کافی میں صراحت نہیں ہے)۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء کرام کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں وارد شدہ روایات کے اندر پانی کھینچنے کی مقدار میں جو اختلاف پایا جاتا ہے (کہ ایک روایت میں ایک ہی چیز کے لئے مقدار اور ہے اور دوسری میں اور؟) تو وہ اس بات پر محمول ہے کہ جہاں مقدار کم بیان کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اتنا پانی کھینچ دیا جائے تو کافی ہے۔۔۔۔ اور جہاں زیادہ مقدار مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ زائد مقدار نکالی جائے تو افضل [1] ہے۔

[1] نیز مخفی نہ رہے کہ چونکہ تحقیقی قول یہ ہے کہ کنویں کا پانی صرف ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے جیسا کہ اس سے پہلے باب میں یہ بات احادیث اہل بیت کی روشنی میں ثابت کی جا چکی ہے بنابریں اگر ان نجاستوں و کثافتوں کے گرنے سے پانی میں اس قسم کا کوئی تغیر واقع ہو جائے تو پانی کی اس مقررہ مقدار کا نکالنا واجب ہوگا۔ ورنہ صرف مستحب۔ فافہم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۶

اگر بچے یا مرد کا پیشاب یا اس قسم کی کوئی اور نجاست کنویں میں گر جائے تو کس قدر پانی کھینچا جائے گا؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ ایک خاص گروہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بچہ کنویں میں پیشاب کرے یا اس میں چوپایا اس جیسا کوئی (چھوٹا جاندار گر جائے (اور پھر مر جائے) تو سات ڈول کھینچے جائیں گے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر اس بچہ کا پیشاب کنویں میں گر جائے جس کا دودھ چھڑایا جا چکا ہے تو؟ فرمایا: ایک ڈول۔ میں نے عرض کیا اگر بڑے آدمی کا پیشاب ہو تو؟ فرمایا پھر چالیس ڈول۔ (ایضاً)

۳۔ کردویہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس کنویں کے متعلق سوال کیا۔ جس میں بارش کا ایسا پانی گرا ہو۔ جس میں انسانی بول و براز حیوانی گوبر وغیرہ کی آمیزش تھی تو؟ فرمایا: اس کے لئے تیس ڈول نکالے جائیں گے۔ اگرچہ اس سے بدبو ہی کیوں نہ پیدا ہو چکی ہو! (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

۴۔ جناب ابن ادریس حلی سرائر میں فرماتے ہیں کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اخبار متواترہ موجود ہیں کہ انسانی پیشاب کے لئے چالیس ڈول کھینچے جائیں گے۔ (السرائر)

۵۔ سابقہ باب میں (حدیث نمبر۲) گزر چکی ہے۔ جس میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کنویں میں خون کا قطرہ، نشہ آور نبیذ، پیشاب یا شراب گر جائے تو تیس ڈول نکالے جائیں گے۔ فراجع۔

۶۔ اسی طرح محمد بن اسماعیل از حضرت امام رضا علیہ السلام والی حدیث بھی پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہے۔ جس میں امامؑ نے فرمایا ہے: کنویں میں پیشاب یا خون کے چند قطرے گر جائیں تو اس کے لئے چند ڈول کھینچے جائیں گے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۷۔ نیز معاویہ بن عمار والی صادقی روایت بھی سابقاً (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہے۔ جس میں وارد ہے کہ اگر کنویں میں بچہ پیشاب کرے یا اس میں بڑے آدمی کا پیشاب یا شراب انڈیلی جائے؟ تو فرمایا: تمام پانی کھینچا جائے۔۔۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس آخری حدیث کو (جس میں زیادہ پانی کھینچنے کا تذکرہ ہے) اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب ان نجاسات کی وجہ سے پانی میں کوئی تغیر پیدا ہو جائے۔ اور اس باب کی علی بن حمزہ والی دوسری حدیث

(جس میں تھوڑی مقدار مذکور ہے) وہ اس بچہ کے پیشاب پر محمول ہے جو ہنوز طعام نہ کھاتا ہو (بلکہ صرف ماں کا دودھ پیتا ہو) الغرض اس جمع بین الاخبار کا خلاصہ یہ ہے کہ زیادہ مقدار والی روایات تغیر والی صورت پر اور تھوڑی مقدار والی روایات عدم تغیر والی صورت پر محمول ہیں اور دوسرے اہل علم نے ان اختلافی روایات کی یہ تاویل کی ہے کہ اگر قلیل مقدار والی روایات پر اکتفا کیا جائے تو جائز ہے اور اگر زیادہ مقدار والی روایات پر عمل کیا جائے تو افضل ہے۔ (کما تقدم و ھو اولیٰ)

باب ۱۷

اگر کنویں میں بلی، کتا اور خنزیر یا ان جیسا کوئی اور حیوان گر جائے تو کس قدر پانی کھینچا جائے گا؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مریم سے روایت کرتے ہیں کہ۔ ان کا بیان ہے کہ ہم سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کتا کنویں میں مر جائے تو (تمام) پانی کھینچا جائے گا اور اگر گرے اور پھر زندہ نکال لیا جائے تو پھر سات ڈول نکالے جائیں گے۔ (التہذیب، والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے تمام پانی کھینچنے کو اس صورت میں محمول کیا ہے کہ جب اس کی وجہ سے پانی کا رنگ و بو اور ذائقہ تبدیل ہو جائے۔

۲۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس کنویں کے متعلق سوال کیا جس میں کبوتر، مرغی، کتا یا بلی گر جائے تو؟ فرمایا: چند ڈول کھینچنا کافی ہیں یہ کاروائی اسے پاک کر دے گی انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۳۔ علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کنویں میں کوئی چوہا گر جائے (اور مر جائے) تو؟ فرمایا: سات ڈول نکالے جائیں۔ پھر عرض کیا کہ اگر کوئی پرندہ یا مرغی گر جائے (اور مر جائے) تو؟ فرمایا: سات ڈول کھینچے جائیں اور پھر فرمایا: بلی کے لئے بیس یا تیس یا چالیس ڈول۔ اور اگر کتا یا (اس کے قد کاٹھ کا کوئی حیوان ہو تو) بھی اسی قدر!۔ (ایضاً و کتاب المعتبر للمحقق)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر چوپایا کوئی پرندہ کنویں میں گر جائے (اور مر جائے) تو؟ فرمایا: اگر بدبو پڑنے سے پہلے تمہیں پتہ چل جائے (تو اسے نکالنے کے بعد) صرف سات ڈول نکالو اور اگر بلی یا اس سے قدرے بڑا کوئی جانور گرے (اور مر جائے) تو تیس یا چالیس ڈول نکالو۔ اور اگر اس میں اس قدر بدبو پڑ جائے کہ اس کا اثر پانی میں بھی ظاہر ہو جائے تو پھر اس قدر پانی کھینچو کہ اس سے بدبو زائل ہو جائے۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ آپؑ نے اس کنویں کے متعلق جس میں کوئی جانور چوہا' کتا اور خنزیر یا کوئی پرندہ گر کر مر جائے فرمایا پہلے تو اس مردار کو نکالا جائے۔ پھر پانی کے چند ڈول کھینچے جائیں۔ بعد ازاں وہ پانی پی بھی سکتے ہو اور اس سے وضو بھی کر سکتے ہو۔ (ایضا)

۶۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کنویں میں چوہا' بلی' مرغی' کتا یا کوئی پرندہ گر کر (مر جائے) تو؟ فرمایا: اگر یہ نہ پھولیں اور نہ ہی پانی کا ذائقہ تبدیل ہو تو پھر پانچ ڈول نکالنا کافی ہیں۔ اور اگر پانی کا ذائقہ' رنگ یا بو تبدیل ہو جائے تو پھر اس قدر پانی نکالو کہ بدبو دور ہو جائے۔ (التہذیب والاستبصار' الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت میں کتے کے لئے صرف پانچ ڈول کھینچنے کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب وہ زندہ نکل آئے۔

۷۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کنویں میں کتا' چوہا یا خنزیر گر جائے تو؟ فرمایا: تمام پانی کھینچا جائے۔ (تہذیب واستبصار)

۸۔ اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) بروایت زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ اگر کنویں میں خون' شراب' میت اور خنزیر کا گوشت گر جائے۔ تو ان سب کے لئے بیس ڈول کھینچے جائیں۔ (فراجع)

۹۔ نیز اس سے پہلے (باب ۱۵ حدیث نمبر ۵ میں) بروایت عمرو بن سعید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ بلی سے لے کر بھیڑ' بکری کے قد کاٹھ تک کے حیوان کے کنویں میں گرنے اور مرنے کے لئے صرف سات ڈول نکالے جائیں گے۔ (فراجع)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (ایک مختصر مگر جامع) سوال کیا کہ جو چیزیں کنویں میں گرتی ہیں (ان کے احکام کیا ہیں؟) فرمایا: اگر چوہا یا اس کے (قد کاٹھ کی) کوئی چیز گر (کر مر جائے) تو پھر صرف سات ڈول نکالے جائیں گے مگر یہ کہ اس کی وجہ سے پانی متغیر ہو جائے تو پھر اس قدر پانی نکالا جائے گا کہ تغیر زائل ہو جائے اور اگر اس میں کتا گر جائے۔ تو اگر ہو سکے تو تمام پانی کھینچو اور اگر کوئی ایسی چیز اس میں گرے جو خون جہندہ نہ رکھتی ہو جیسے بچھو اور گبریلا وغیرہ کیڑے مکوڑے تو ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفروع وتہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پانی نکالنے کی مقدار میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کی توجیہ سابقہ باب کے آخر میں گزر چکی ہے۔ (فراجع)

باب ۱۸

اگر کنویں میں مرغی، کبوتری یا کوئی اور پرندہ یا بکری وغیرہ گر جائے اور مر جائے تو کس قدر پانی کھینچا جائے؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر چوہا یا کوئی پرندہ کنویں میں گر جائے (اور مر جائے) تو؟ فرمایا: اگر اس میں بدبو پیدا ہونے سے پہلے تمہیں اس کا پتہ چل جائے تو اسے نکال لو تو پھر صرف سات ڈول کھینچو۔۔۔۔۔۔ (تہذیب واستبصار)

۲۔ علی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کوئی پرندہ یا مرغی کنویں میں گر جائے تو؟ فرمایا سات ڈول نکالے جائیں۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مرغی یا اس جیسا کوئی پرندہ کنویں میں گر کر مر جائے تو اس کے لئے دو ڈول یا تین ڈول نکالے جائیں گے اور اگر بکری یا اس جیسا کوئی جانور مر جائے تو اس کے لئے نو یا دس ڈول نکالے جائیں گے۔ (ایضاً)

۴۔ بروایت عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث پہلے (باب ۱۵ حدیث نمبر ۱ میں) گزر چکی ہے کہ کسی چھوٹے چوپائے کے کنویں میں گرنے اور مرنے کی وجہ سے سات ڈول کھینچے جائیں گے۔ (فراجع)

۵۔ نیز بروایت علی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بھی اس سے پہلے (باب ۱۴ حدیث ۱۰ اور باب ۱۷ حدیث ۳ میں) گزر چکی ہے کہ اگر کنویں میں کوئی پرندہ، مرغی یا چوہا گر کر مر جائے تو سات ڈول نکالے جائیں گے۔ (فراجع)

۶۔ نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث (باب ۱۵ حدیث نمبر ۵ میں) گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ چڑی کے گرنے اور مرنے کے لئے ایک ڈول کھینچا جائے گا۔

۷۔ انہی حضرت سے اسی محولہ بالا حدیث میں بھیڑ، بکری کے لئے سات ڈول نکالنے کا حکم مذکور ہے۔ فراجع۔

۸۔ اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بھی اس سے پہلے (باب ۱۷ حدیث ۵ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ پرندے کے لئے پانچ ڈول نکالے جائیں گے۔ فراجع۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مختلف چیزوں کے لئے پانی نکالنے کی جو مختلف مقداریں بیان کی گئی ہیں پندرھویں اور سولہویں باب کے خاتمہ پر اس ظاہری اختلاف کی تاویل وتوجیہ پیش کر دی گئی ہے۔ (فراجع)

باب ۱۹

اگر کنویں میں چوہا یا چھوٹی یا بڑی چھپکلی اور بچھو وغیرہ گر کر مر جائے تو کس قدر پانی نکالا جائے گا؟

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوسعید مکاری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب چوہا کنویں میں گر کر مر جائے (یا مرا ہوا گرے) اور اس کی کھال اتر جائے یا بروایتے پھٹ جائے تو اس کے لئے سات ڈول کھینچو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر چوہا اور چھپکلی کنویں میں گر جائیں (اور مر جائیں تو؟) فرمایا: صرف تین ڈول نکال دیے جائیں۔ (ایضاً)

۳۔ علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر چوہا کنویں میں گر جائے (اور مر جائے تو؟) فرمایا: سات ڈھول کھینچے جائیں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس اختلاف کی یہ توجیہ پیش کی ہے کہ جن روایتوں میں سات ڈول مذکور ہیں یہ اس صورت پر محمول ہیں کہ جب چوہا پھول کر پھٹ جائے اور جن میں تین ڈول مذکور ہیں یہ اس صورت پر محمول ہیں کہ جب مرے تو سہی مگر پھٹے نہ۔ کما تقدم

۴۔ ابوخدیجہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر چوہا کنویں میں مر جائے تو؟ فرمایا: اگر صرف مرے مگر اس میں بدبو پیدا نہ ہو تو چالیس ڈول۔ اور اگر پھول جائے یا اس میں بدبو پیدا ہو جائے تو پھر تمام پانی کھینچا جائے گا۔ (ایضاً)

جناب شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم استحباب پر محمول ہے کیونکہ اس مقدار کے وجوب کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

۵۔ ہارون بن حمزہ غنوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر چوہا، بچھو یا اس قسم کی کوئی (چھوٹی چیز) کنویں میں گر جائے اور پھر زندہ نکل آئے تو آیا وہ پانی پیا جا سکتا ہے اور اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: تین بار تھوڑا یا زیادہ پانی کھینچ کر انڈیل دو۔ پھر اسے پیا بھی جا سکتا ہے اور اس سے وضو بھی کیا جا سکتا ہے مگر جس میں چھپکلی گر جائے اس پانی سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ چھپکلی والے پانی سے اجتناب کرنے کا یہ حکم استحباب پر محمول ہے اور وہ بھی اس کی نجاست کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے زہریلے مادہ کے خوف کی وجہ سے ہے جیسا کہ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے کلام بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔

۶۔ اس سے پہلے حدیث صادقی (باب ۱۸ میں گزر چکی ہے) فرمایا کہ چوہے کے لئے تین بلکہ دو ڈول نکالنا کافی ہیں۔

۷۔ نیز بروایت یعقوب بن عیثم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث بالتمام (باب ۱۴ حدیث نمبر ۱۵ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ اگر بڑی چھپکلی کنویں میں گر کر مرجائے اور پھٹ بھی جائے تو اس کے لئے سات ڈول نکالنا کافی ہیں۔

۸۔ جابر بن یزید جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر بڑی چھپکلی کنویں میں گر جائے تو؟ فرمایا کچھ بھی نہیں ہے صرف ڈول کے ساتھ پانی کو حرکت دے دو۔ (کتب اربعہ)

جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پہلی روایت (جس میں سات ڈول کھینچنے کا حکم وارد ہے) استحباب پر محمول ہے کیونکہ جو چیز خون جہندہ نہیں رکھتی تو چونکہ اس کا مردہ نجس نہیں ہے اس لئے اس کی وجہ سے پانی نجس نہیں ہوتا۔ اور بڑی چھپکلی بھی انہی چیزوں میں سے ایک ہے۔

۹۔ عبداللہ بن مغیرہ ایک شخص سے نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ ایک کنویں سے چمڑے کے کیڑے نکلتے ہیں (جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کوئی مردار ہے؟) فرمایا یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ چھپکلی نے اپنی کھال اتار کر اس میں پھینکی ہو۔ اس لئے پانی کا ایک ڈول نکالنا کافی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ (سابقہ باب ۱۲، باب ۱۳ و باب ۱۴ میں) متعدد ایسی روایتیں گزر چکی ہیں جن میں سے بعض میں سات بعض میں پانچ اور ایک میں سارا پانی کھینچنے کا حکم وارد ہے (جسے شیخ طوسی نے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب اس کی وجہ سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے) اور ایسی بعض روایات بھی (باب ۱۹ حدیث نمبر ۵ میں) گزر چکی ہیں جن میں وارد ہے کہ بچھو وغیرہ کے لئے کچھ بھی ڈول کھینچنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۱۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر چوہا کنویں میں گر کر مرجائے تو آیا اس پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ فرمایا: سات ڈول نکال دو پھر وضو کرو۔ اب کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر عرض کیا ایک چوہا کنویں میں گرا۔ اور جب اسے نکالا گیا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا؟ آیا اس پانی سے وضو جائز ہے؟ فرمایا: اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ تو پھر بیس ڈول نکالے جائیں۔ پھر وضو کیا جاسکتا ہے۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ (بحار الانوار)

۱۲۔ عنقریب (باب ۲۲ حدیث نمبر ۷ میں) بروایت منہال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث آئے گی جس میں بچھو کے لئے دس ڈول نکالنے کا حکم وارد ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں تم اس اختلاف کی وجہ اور جمع بین الاخبار کے طریقہ کار سے آگاہی حاصل کر چکے ہو۔ (**فلا نطیل الکلام بالتکرار**)۔

باب ۲۰

انسان کا خشک یا تر پاخانہ یا کتے کا فضلہ (کنویں میں) گر جائے یا جس چیز کے متعلق کوئی نص نہ ہو اس کے لئے کس قدر پانی نکالنا چاہیئے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر انسان کا پاخانہ کنویں میں گر جائے تو؟ فرمایا: دس ڈول (اگر خشک ہو) اور اگر پگھل جائے تو پھر تیس یا چالیس ڈول کھینچے جائیں۔ (التہذیب' استبصار)

۲۔ بروایت کردویہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی یہ حدیث (باب ۱۶ حدیث نمبر ۳) میں گزر چکی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کنویں میں بارش کا ایسا پانی داخل ہو جائے جس میں بول و براز اور حیوانوں کا پیشاب و گوبر اور کتوں کا فضلہ بھی شامل ہو تو؟ فرمایا: اس کے لئے تیس ڈول کھینچے جائیں گے۔ اگرچہ رنگ بدل جائے (یا دوسری روایت کے مطابق) بدبودار بھی[1] ہو۔۔۔ فراجع

۳۔ حضرت شیخ طوسیؒ کتاب مبسوط میں فرماتے ہیں کہ آئمہ طاہرینؑ سے مروی ہے کہ (سابقہ صورت میں) چالیس ڈول کھینچے جائیں۔ (کتاب المبسوط)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس نجاست کے بارے میں کوئی نص نہ ہو اس کے لئے چالیس ڈول کھینچے جائیں اور بعض نے اس سے پہلی حدیث کے ساتھ استدلال کرتے ہوئے (تیس ڈول کھینچنے کا فتویٰ دیا ہے) اور بعض نے طہارت والی حدیثوں سے تمسک کرتے ہوئے کہا ہے کہ غیر منصوص میں کچھ بھی ڈول نکالنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس صورت میں پانی پاک متصور ہوگا۔ اور بعض فقہاء نے نجاست کے شبہ میں تمام پانی کھینچنے کا فتویٰ دیا ہے۔ (کیونکہ کرسے کم جس قدر بھی پانی کھینچا جائے گا اس سے نجاست کے باقی رہنے کا شبہ باقی رہ جائے گا واللہ العالم)۔

---

[1] جناب شہید ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بارش کے پانی کی برکت ہے کہ جس نے ان مختلف نجاستوں کے حکم میں کمی کر دی ہے ورنہ ان نجاستوں میں وہ نجاسات بھی ہیں جو تنہا ہوں تو ان کے لئے اس سے زائد ڈول کھینچے جاتے ہیں کما لا یخفی۔ اس کی نظیر بھی موجود ہے کہ اسباب غسل یا اسباب وضو میں سے اگر چند اسباب جمع ہو جائیں مثلاً اسباب غسل میں جنابت' حیض اور نفاس وغیرہ اس میں جمع ہو جائیں تو صرف ایک غسل کافی ہے حالانکہ اگر یہ الگ الگ کئے جائیں تو تین غسل واجب ہوتے اسی طرح اسباب وضو میں مثلاً اگر نیند' ریح اور پیشاب اکٹھے ہو جائیں تو صرف ایک وضو کرنا پڑے گا حالانکہ اگر الگ الگ ہوتے تو تین بار وضو کرنا پڑتا۔ بہر حال اسے تداخل (اسباب) کہا جاتا ہے۔ اور اس کی شریعت میں گنجائش موجود ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ بروایت عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث اس سے پہلے (باب ۱۴ حدیث نمبر ۱۲ میں گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر خشک یا تر پاخانہ کی پوٹلی کنویں میں گر جائے تو آیا اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: اگر کنویں میں آب کثیر ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے (کیونکہ اس طرح وہ ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوگا)۔

باب ۲۱

اگر کوئی انسان کنویں میں مر جائے یا اس میں تھوڑا یا زیادہ خون گر جائے تو اس کے لئے کتنا پانی کھینچنا چاہیئے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص بکری ذبح کر رہا تھا کہ وہ پھڑکی اور اس حالت میں کنویں میں جا گری کہ اس کی رگوں سے خون جاری تھا آیا اس کنویں کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے؟ فرمایا: تیس سے چالیس ڈول تک کھینچ دیے جائیں پھر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر عرض کیا کہ ایک آدمی مرغی یا کبوتر کو ذبح کر رہا ہو اور وہ (پھڑک کر) کنویں میں جا گرے تو آیا اس سے وضو جائز ہے؟ فرمایا چند ڈول کھینچ دیے جائیں تو پھر وضو کیا جا سکتا ہے۔

(التہذیب، الفروع، قرب الاسناد)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ کوئی پرندہ ذبح کر رہا تھا کہ وہ پرندہ اپنے خون میں لت پت کنویں میں گر گیا؟ فرمایا: چند ڈول کھینچ دیے جائیں اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ (پرندہ) ذبح شدہ ہو۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جاندار کنویں میں گر کر مر جائے تو سب سے زیادہ ڈول انسان کے لئے کھینچے جاتے ہیں جو کہ ستر ہیں اور سب سے کم چڑی کے لئے جو کہ صرف ایک ڈول ہے ان دو کے علاوہ جتنے حیوان ہیں وہ ان کے درمیان ہیں (ان کی موت سے ایک ڈول سے زائد اور ستر سے کم ڈول کھینچے جاتے ہیں) محقق حلیؒ نے اپنی کتاب المعتبر میں فرمایا ہے کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں اور فقہاء کا فتویٰ اور عمل بھی اس کے مطابق ہے۔ (التہذیب، المعتبر)

۳۔ بروایت محمد بن اسماعیل بن بزیع حضرت امام رضا علیہ السلام کی یہ حدیث اس سے پہلے (باب ۱۴ حدیث نمبر ۱۶ میں) گزر چکی ہے جس میں آپ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کنویں میں پیشاب یا خون کے چند قطرے گر جائیں تو؟ فرمایا: چند ڈول نکال دیے جائیں۔

۴۔ بروایت زرارہ یہ حدیث صادقی بھی پہلے (باب ۱۵ حدیث نمبر ۳ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ خون، شراب، میت اور

خنزیر کا گوشت اس سلسلہ میں برابر ہیں یعنی سب کے لئے بیس بیس ڈول کھینچے جائیں۔

۵۔ بروایت کردویہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی یہ حدیث بھی اس سے پہلے (باب ۱۵ حدیث نمبر ۲ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ اگر کنویں میں خون کا قطرہ نشہ آور نبیذ، پیشاب یا شراب گر جائے تو اس کے لئے تیس ڈول نکالے جائیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ (زیادہ ڈول) استحباب پر محمول ہیں (ورنہ بیس ڈول کافی ہیں) کما تقدم توضیحہ۔

باب ۲۲

اگر کنویں میں کوئی مردہ گر جائے یا جنب آدمی اس میں غسل کرے تو کتنے ڈول کھینچے جائیں؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کنویں میں کوئی مردہ گر جائے (تو کیا کرنا چاہیئے؟) فرمایا: اگر (اس کی وجہ سے) اس میں بدبو پیدا ہو جائے تو پھر بیس ڈول کھینچے جائیں۔ (الفقیہ)

۲۔ اس سے پہلے (باب ۱۵ حدیث نمبر ۳ میں) زرارہ کی ایک ایسی حدیث گزر چکی ہے جس میں مردہ کے لئے بیس ڈول کھینچنے کا حکم وارد ہے۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی جنب آدمی کنویں میں اتر کر غسل کرے تو؟ فرمایا: پانی کے سات ڈول کھینچے جائیں۔ (التہذیب)

۴۔ اس سے پہلے بروایت حلبی ایک حدیث (باب ۱۵ حدیث نمبر ۶ میں) گزر چکی ہے جس میں جنب کے کنویں میں داخل ہونے کے لئے سات ڈول نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۵۔ منہال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کنویں سے مردہ بچھو برآمد ہو تو؟ فرمایا: دس ڈول کھینچ دو۔ عرض کیا اگر کوئی اور مردار ہو تو؟ فرمایا: تمام مرداروں کا یہی حکم ہے۔ سوائے اس مردار کے جس کی وجہ سے پانی میں بدبو پیدا ہو جائے تو اس کے لئے سو ڈول نکالے جائیں گے اور اگر اس کے بعد بھی بدبو دور نہ ہو تو پھر تمام پانی کھینچا جائے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس مقدار (سو ڈول) کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

باب ۲۳

تراوح کا حکم؟ اور جب (نجاست کی وجہ سے) کنویں میں تغیر واقع ہو جائے تو کتنا پانی کھینچا جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں جبکہ ان سے یہ پوچھا گیا تھا کہ اگر کنویں میں کتا یا چوہا یا خنزیر گر جائے تو؟ فرمایا: تمام پانی کھینچا جائے۔ حضرت شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس نجاست کی وجہ سے پانی کا رنگ بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ اگر پانی بہت زیادہ ہو۔ (جو کھینچا نہ جا سکے) تو پھر ''تراوح'' کیا جائے گا۔ یعنی صبح سے شام تک آدمیوں کا ایک گروہ (جس میں کم از کم چار آدمی شامل ہوں) اس طرح پانی کھینچے گا کہ یکے بعد دیگرے دو دو آدمی پانی کھینچیں گے۔ (اور اس طرح ایک دوسرے کو راحت و آرام پہنچائیں گے) اس کے بعد پانی پاک ہو جائے گا۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ ابواب میں بکثرت ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر نجاست کی وجہ سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟ (جبکہ ہر نجاست کے لئے مخصوص ڈول الگ مقرر ہیں) چنانچہ اکثر حدیثوں میں تو یہ حکم وارد ہے کہ اس قدر پانی کھینچا جائے کہ وہ تغیر زائل ہو جائے اور بعض میں یہ وارد ہے کہ تمام پانی کھینچا جائے ان حدیثوں کو اس بات پر محمول کرنا چاہیئے کہ جب مخصوص ڈول کھینچنے کے باوجود تغیر زائل نہ ہو تب تمام پانی کھینچا چاہیئے (اور اگر تمام نہ کھینچا جا سکے تو پھر تراوح کیا جائے)۔ یا پھر تمام پانی کھینچنے کو استحباب پر محمول کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ نجاست کی وجہ سے پانی میں تبدیلی پیدا نہ ہونے کی صورت میں ڈولوں کی مخصوص مقدار نکالنے کو استحباب پر محمول کیا گیا ہے **کما تقدم**۔۔۔!

باب ۲۴

کنویں اور بدرو (گندی نالی) کے باہم قریب ہونے کے احکام

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ، محمد بن مسلم اور ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے ان (امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک کنواں ہے جس سے وضو کیا جاتا ہے اور اس کے قریب گندی نالی ہے جس سے پیشاب بہتا ہے آیا وہ کنویں کو نجس کر دے گا؟ فرمایا: اگر کنویں کی سطح بلند اور گندی نالی کی سطح پست ہے اور ان کے درمیان تین یا چار ہاتھ کا فاصلہ بھی ہے تو پھر کنواں نجس نہیں ہوگا اور اگر اس سے کم فاصلہ ہے تو نجس ہو جائے گا۔ پھر

فرمایا: اور اگر (پہلی صورت کے برعکس) کنویں کی سطح پست ہو اور گندی نالی کی سطح بلند؟ تو اگر ان کے درمیان (کم از کم) نو ہاتھ کا فاصلہ ہو تو اس سے پانی نجس نہیں ہوگا۔ اور اگر اس سے کم فاصلہ ہو تو پھر اس کنویں سے وضو نہیں کیا جا سکے گا۔
سندارہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر گندی نالی کی سطح (کنویں کی سطح کے) برابر ہو اور پیشاب بہہ جاتا ہو اور زمین کی سطح پر رکتا نہ ہو تو؟ (آیا اس سے کنواں متاثر ہوگا؟) فرمایا: جب تک پیشاب زمین پر نہ رکے تب تک کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر تھوڑا سا رک بھی جائے تو اس سے کنواں متاثر نہ ہوگا کیونکہ وہ تھوڑا ہونے کی وجہ سے زمین میں شگاف کر کے کنویں تک نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا اس صورت میں کنویں کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے (پھر فرمایا) یہ سب کچھ اس صورت میں ہے کہ جب پانی صاف ستھرا ہو (الفروع) (اور اگر اس میں نجاست نمایاں ہو تو پھر نجس متصور ہوگا)۔
حضرت شیخ طوسیؒ نے بھی اس روایت کو (تہذیب و استبصار میں) نقل کیا ہے مگر انہوں نے اس میں یہ جملہ نقل نہیں کیا (کہ اگر پہلی صورت میں) "فاصلہ تین چار ہاتھ سے کم ہو تو کنواں نجس ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ اور اگر یہ جملہ تسلیم کر لیا جائے (جیسا کہ فروع کافی میں ہے) تو اس کی کوئی مناسب تاویل کرنا لازم ہوگی۔ ورنہ جیسا کہ علامہ حلیؒ نے کتاب منتہی الفقہ میں فرمایا ہے کہ جو فقہا اس بات کے قائل بھی ہیں کہ کنویں کا پانی ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے وہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ کنویں اور گندی نالی کے صرف باہم قریب ہونے سے کنواں نجس نہیں ہوتا۔ (جب تک اس میں نجاست کے سرایت کرنے کا یقین نہ ہو) لہٰذا یہ بات چونکہ ان کے اجماعی و اتفاقی فیصلہ کے خلاف ہے اس لئے اس کی کوئی تاویل کرنا لازم ہوگی۔ چنانچہ صاحب منتقی الجمان نے (یہ تاویل کی ہے اور) کہا ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب پانی میں اس نجاست کی وجہ سے کسی قسم کا کوئی تغیر واقع ہو جائے۔ یا پھر اس نجاست کو صرف طبعی تنفر و کثافت پر محمول کیا جائے گا یا جمع بین الاخبار کی خاطر یہاں نجاست اور ممانعت کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوں گے (یعنی نجاست کے معنی کثافت اور نہی سے تنزیہی نہی مراد لی جائے گی (واللہ العالم)

۲۔ قدامہ بن ابوزید جماز بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کنویں کے پانی اور بدرو کے درمیان کم از کم کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے؟ فرمایا: اگر زمین نرم ہو تو سات ہاتھ۔ اور اگر سخت اور پتھریلی ہو تو پھر پانچ ہاتھ! پھر فرمایا پانی قبلہ کی جانب بہتا ہے یعنی قبلہ کے دائیں طرف سے بائیں طرف یا بائیں جانب سے دائیں جانب۔ بہرحال قبلہ سے پشت قبلہ کی طرف نہیں بہتا۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۳۔ حسن بن رباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر گندی نالی کنویں کے اوپر ہو (تو ان کے درمیان کس قدر فاصلہ ہونا چاہیئے؟) فرمایا: سات ہاتھ (پھر فرمایا) اور اگر نیچے ہو تو ہر طرف سے پانچ ہاتھ۔ اور یہ فاصلہ بہت بڑا فاصلہ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے ایک ایسے مکان میں قیام کیا جس

میں ایک کنواں تھا جس کے پہلو میں بدرو تھی اور ان کے درمیان قریباً صرف دو ہاتھ کا فاصلہ تھا! (تو ہمارے ساتھیوں نے) اس کنویں سے وضو نہ کیا۔ اور یہ بات اُن پر بہت شاق گزری۔ چنانچہ جب ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا؟ تو امامؑ نے فرمایا: بے شک اس کنویں سے وضو کرو کیونکہ یہ بدرو (اور اس کا گندا پانی) ایک وادی (پست جگہ) کے بہاؤ میں بہہ جاتا ہے جو بالآخر سمندر میں جا گرتی ہے (الغرض اس کا پانی کنویں میں نہیں گرتا)۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز حضرت شیخ صدوق " کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جب کنویں کی سطح بدرو سے بلند ہو تو پھر اگر کنویں اور بدرو کا باہمی فاصلہ صرف ایک ہاتھ بھی ہو تو پھر بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المقنع)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سلیمان دیلمی سے اور وہ اپنے والد (سلیمان) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کنویں کے پہلو میں بدرو ہو تو؟ فرمایا: چشمے بادشمالی کے ساتھ بہتے ہیں (یعنی شمال سے جنوب کی طرف بہتے ہیں) پس جب کنواں شمال کی جانب ہو اور صاف ستھرا اور بلند بھی ہو اور بدرو جنوب کی جانب ہو اور ست اور پست بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے جبکہ دونوں کے درمیان چند ہاتھ کا فاصلہ بھی ہو اور اگر اس کے برعکس ہو تو پھر کم از ان کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہونا لازم ہے۔ اور اگر کنواں اس کے بالمقابل قبلہ کی سمت ہو اور دونوں کی سطح بھی برابر ہو تو پھر سات ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ (التہذیب)

۷۔ اس سے پہلے (باب ۱۴ حدیث ۳ میں) محمد بن قاسم کی روایت جو انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے گزر چکی ہے جس میں امامؑ سے پوچھا گیا ہے کہ اگر کنویں اور بدرو کے درمیان پانچ ہاتھ یا اس سے کم و بیش فاصلہ ہو تو آیا اس کنویں کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: بدرو کے نزدیک یا دور ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک (اس کی نجاست کی وجہ سے) کنویں کے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے تب تک اس کے پانی سے وضو بھی کیا جا سکتا ہے اور غسل بھی۔ فرجع۔
حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سابقہ تمام حدیثیں (جن میں فاصلہ کی مخصوص مقدار اور بعض صورتوں میں پانی سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے) استحباب پر محمول ہیں اور (اس مسئلہ کا حکم واقعی وہی ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے)۔

۸۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک کنواں ہے جس سے لوگ وضو کرتے ہیں اور اس کے پہلو میں بدرو ہے تو؟ فرمایا: اگر نشیبی جگہ کی جانب ہو مگر درمیان میں دس ہاتھ کا فاصلہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تم ابھی جان چکے ہو کہ یہ حدیث اور اس جیسی دوسری حدیثیں استحباب پر محمول ہیں (ورنہ اس مسئلہ کا حقیقی حل وہی ہے جو اس سلسلہ حدیث نمبر ۷ میں مذکور ہے۔ واللہ العالم۔

آب مضاف اور آب مستعمل کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چودہ باب ہیں)

باب ۱

آب مضاف حدث (باطنی کثافت) کو رفع اور خبث (ظاہری نجاست) کو زائل نہیں کرتا

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی کے پاس دودھ موجود ہے آیا وہ اس سے وضو کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ پھر فرمایا: اس کے لئے صرف پانی ہے اور مٹی اگر پانی نہ مل سکے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ بعض صادقین سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آدمی پانی پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ مگر دودھ موجود ہو تو وہ دودھ سے وضو نہ کرے کیونکہ (رفع حدث کے لئے) صاف پانی ہے یا تیمم۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر اکثر و بیشتر وہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو کتاب الطہارت کے مختلف ابواب میں بکھری ہوئی ہیں جیسے آب مطلق کے ابواب، نجاسات، تیمم اور وضو کے ابواب وغیرہ میں اور جو بعض حدیثیں اس کے خلاف ہیں۔ جو بعد میں آئیں گی تو ہم ان کی وہاں توجیہ بیان کریں گے کہ وہ مخالفین کے موافق ہونے کی وجہ سے (تقیہ پر محمول ہیں) اور نا قابل عمل ہیں۔

باب ۲

نبیذ[1] اور دودھ کے احکام

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن مغیرہ سے اور وہ بعض صادقین سے روایت کرتے ہیں (ا)۔ فرمایا: جب کسی آدمی کے پاس پانی نہ ہو۔ مگر دودھ موجود ہو۔ تو وہ اس سے وضو نہ کرے۔ کیونکہ وضو صرف پانی اور (تیمم صرف) مٹی سے کیا

---

[1] مخفی نہ رہے کہ ایک نبیذ وہ ہے جو مسکر شراب ہے اور نشہ آور بھی ہے وہ نجس ہے اور حرام بھی۔ اور دوسرا نبیذ وہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بدمزہ پانی کا ذائقہ ٹھیک کرنے کے لئے اس میں خرما کے دو چار دانے ڈال دیے جاتے ہیں۔ اس سے نہ تو پانی آب مطلق ہونے سے خارج ہوتا ہے اور نہ نجس ہوتا ہے اور نہ ہی حرام۔ چنانچہ اس باب کی پہلی حدیث میں لفظ نبیذ بظاہر پہلے معنی میں استعمال ہوا ہے اور دوسری اور تیسری حدیث میں دوسرے معنی میں۔ فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جاتا ہے اور اگر پانی نہ ہو مگر نبیذ موجود ہو۔ تو میں نے حریزؒ سے سنا ہے کہ وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبیذ سے وضو کیا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ نجاسات اور اطعمہ واشربہ کے باب میں بیان کیا جائے گا کہ نبیذ نجس ہے اور حرام بھی۔ جس سے اجتناب واجب ہے۔ پس اس روایت کا تقیہ پر حمل کرنا لازم ہے کیونکہ یہ ہمارے فقہاء کے اجماع کے خلاف ہے۔ اور مخالفین کے ہاں زیادہ مشہور اور نظریہ کے موافق ہے۔ یا پھر اسے نبیذ کے دوسرے معنی پر محمول کیا جائے گا (جس کی عنوان بیان کے ذیلی حاشیہ پر وضاحت کردی گئی ہے)۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ کلبی نسابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نبیذ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: حلال ہے۔ کلبی نے کہا ہم بھی نبیذ بناتے ہیں اور اس میں کبھی تیل کی تلچھٹ ڈالتے ہیں اور کبھی کچھ اور! امامؑ نے یہ سنتے ہی اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: شه شه۔ (نہ۔ نہ۔) یہ تو بدبودار شراب ہے اور نجس ہے۔ کلبی نے کہا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! پھر حلال نبیذ سے آپ کی کیا مراد ہے؟ فرمایا: مدینہ کے لوگوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پانی کی بدذائقگی اور اس سے اپنی طبیعتوں کے خراب ہونے کی شکایت کی۔ تو آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ نبیذ بنالیا کرو۔۔۔ چنانچہ اس کے بعد ایک آدمی اپنے خادم سے کہتا تھا کہ میرے لئے نبیذ بناؤ یہ سن کر خادم کھجور کی ایک مٹھی اٹھاتا اور پانی کے مٹکے میں ڈال دیتا تھا پھر وہ شخص اسی پانی سے پیتا تھا اور اسی سے وضو کرتا تھا۔۔۔ کلبی نے کہا مٹھی میں خرما کے کتنے دانے ہوتے ہوں گے؟ فرمایا جتنے مٹھی میں آجاتے! کلبی نے کہا: ایک یا دو دانے؟ فرمایا: ہاں کبھی ایک اور کبھی دو۔ (کیونکہ مدنی کھجوریں بڑی ہوتی تھیں) پھر عرض کیا اور مٹکے میں پانی کس قدر ہوتا تھا؟ فرمایا: چالیس سے لے کر اسی رطل یا اس سے بھی کچھ زیادہ۔ عرض کیا کون سے رطل؟ (مدینہ والے یا عراق والے؟) فرمایا: عراق والے (جو بڑے ہوتے تھے)۔ (الاصول، التہذیب والاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ نبیذ سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو کیا ہے اور یہ نبیذ پانی ہی ہوتا تھا جس میں خرما کے چند دانے ڈالے جاتے تھے (جو نیچے رہ جاتے تھے) اور اوپر صاف وشفاف پانی ہوتا تھا۔ پس اس سے وضو کرو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ مذکورہ بالا نبیذ چونکہ آب مطلق سے خارج نہیں ہے اس لئے اس کے پینے اور اس سے طہارت کرنے میں ہرگز کسی قسم کا کوئی اشکال نہیں ہے۔ (**وهذا اوضح من ان یخفی**)

باب ۳

گلاب کے پانی کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی نماز کے لئے گلاب کے پانی سے غسل اور وضو کرتا ہے؟ (آیا جائز ہے اور کافی؟) فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع، کذا فی التہذیب والاستبصار)

۔ اس روایت کو حضرت شیخ طوسیؒ نے بھی اپنے سلسلہ سند سے نقل کیا ہے۔ اور پھر فرمایا ہے کہ اس کے ظاہری مفہوم پر عمل نہ کرنے پر تمام اصحاب کا اجماع ہے پھر فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ گلاب کے پانی سے مراد وہ پانی ہو جس میں تھوڑے سے گل گلاب ڈال دیئے گئے ہوں (جس سے وہ آب مطلق ہونے سے خارج نہ ہوا ہو) کیونکہ ایسے پانی کو بھی (مجازاً) گلاب کا پانی کہا جا سکتا ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت کا تقیہ پر حمل کرنا بھی ممکن ہے اور جو تاویل حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمائی ہے اس سے تو وہ آب مطلق ہونے سے خارج ہی نہیں ہوتا۔ بنابریں اس کے آب مطلق ہونے کی وجہ سے اس سے وضو وغیرہ کرنا بلا اشکال جائز ہے۔

باب ۴

تھوک کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تھوک سے خون کے سوا اور کسی چیز کو نہیں دھویا جا سکتا!

(تہذیب الاحکام)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تھوک سے خون کو دھویا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ تھوک سے خون کے سوا اور کسی چیز کو نہیں دھویا جا سکتا۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں کو تقیہ پر محمول کرنا واجب ہے (کیونکہ یہ حدیثیں جہاں اغیار کے آثار و اخبار کے موافق ہیں وہاں ہمارے مسلمہ مذہبی نظریہ کے خلاف بھی ہیں) یا ان کا مطلب یہ ہے کہ تھوک سے (وقتی طور پر) خون کا زائل کرنا جائز ہے اگرچہ بعد ازاں اس مقام کو پاک کرنے کے لئے پانی کا استعمال ناگزیر ہوگا۔ (واللہ العالم)

باب ۵

آب مضاف اگرچہ مقدار میں جس قدر ہو وہ صرف ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے اور یہی حکم دوسری مائع اور سیال چیزوں کا ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب چوہا گھی میں گر کر مر جائے تو اگر گھی منجمد ہو، تو چوہے کو اور جس مقام کو اس نے چھوا ہے اس کو اور اس کے ارد گرد والے حصہ کو دور پھینک دو۔ اور دوسرے کو بے شک کھاؤ (اور استعمال میں لاؤ) اور اگر گھی پگھلا ہوا تھا، تو پھر اسے نہ کھاؤ۔ البتہ اس سے چراغ جلا سکتے ہو اور یہی حکم تیل کا ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ایک برتن میں گھی یا تیل تھا جس میں (مردہ) چوہا گر گیا۔ (یا اس میں گر کر مر گیا) اس کا کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: اسے نہ کھاؤ۔ اس شخص نے عرض کیا: چوہا میری نگاہ میں اس سے کہیں بہتر و کمتر ہے کہ اس کی وجہ سے میں اپنا طعام چھوڑ دوں! امامؑ نے اس سے فرمایا: تو نے چوہے کو حقیر نہیں سمجھا بلکہ اپنے دین کو حقیر سمجھا ہے! خداوند عالم نے ہر لحاظ سے مردار کو حرام قرار دیا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا۔ کہ ہانڈی پکائی گئی اور جب تیار ہوگئی تو معلوم ہوا کہ اس میں (مردہ) چوہا موجود ہے تو؟ فرمایا: شوربا انڈیل دیا جائے اور گوشت کو (پانی سے) دھو کر (اور پاک کر کے) کھایا جائے۔

(الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بکثرت نصوص وارد ہیں۔ جو نجاسات اور کتاب الاطعمہ والاشربہ میں بیان کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جو پانی کسی برتن میں ہو اور تمازت آفتاب سے گرم ہو جائے اس سے طہارت کرنا اور اس سے آٹا گوندھنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب عائشہ کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ انہوں نے اپنا تانبے کا برتن (جس میں پانی) تھا دھوپ میں رکھا ہوا ہے۔فرمایا: اے حمیرا! یہ کیا کر رہی ہو! عرض کیا دھوپ میں پانی گرم کر رہی ہوں جس سے اپنا سر اور بدن دھوؤں گی! فرمایا: پھر ایسا نہ کرنا۔ یہ پانی پھلبہری کا باعث ہوتا ہے۔(تہذیب واستبصار مقنع علل الشرائع عیون الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابی زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ پانی جسے سورج گرم کرے۔نہ اس سے وضو کرو اور نہ غسل اور نہ ہی اس سے آٹا گوندھو۔کیونکہ یہ پھلبہری کی بیماری کا موجب ہوتا ہے۔(الفروع التہذیب علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو پانی تمازت آفتاب میں رکھا جاتا ہے اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے اور سابقہ روایات چونکہ صرف کراہت پر دلالت کرتی ہیں لہٰذا ان کے درمیان کوئی حقیقی منافات نہیں ہے (لان کل مکروہ جائز) بعد ازیں آداب حمام بروز بدھ نورہ لگانے کے ضمن میں مزید ایسی کچھ روایات ذکر کی جائیں گی جو اس کراہت پر دلالت کرتی ہیں ان شاء اللہ۔

باب ۷

آگ سے گرم کردہ پانی سے میت کو غسل دینا مکروہ ہے جبکہ زندہ آدمی کا اس سے غسل کرنا مکروہ نہیں ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: میت کے لئے پانی گرم نہ کیا جائے۔(تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض اور حدیثیں (غسل میت کے باب ۱۰ میں) آئیں گی ان شاء اللہ۔

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک آدمی کو غسل جنابت کی حاجت پیش آتی ہے اور وہ ایسی ٹھنڈی زمین میں ہے۔ جہاں اسے پانی نہیں ملتا تو؟ امام نے ذکر فرمایا کہ ایک بار وہ بھی ایسی حالت سے دوچار ہوئے تھے جبکہ وہ بیمار بھی تھے۔ تو ان کے لئے گرم پانی لایا گیا تھا۔ جس سے انہوں نے غسل کیا تھا۔ پھر فرمایا: غسل کرنا بہرحال ضروری ہے۔ (التہذیب، والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (آب مطلق باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (آداب حمام باب ۳ میں) آئیں گی۔ جو اپنے عموم واطلاق کے ساتھ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ۔

باب ۸

وضو میں استعمال شدہ پانی طاہر ہے اور مطہر بھی ہے (یعنی پاک ہے اور پاک کنندہ بھی) اور یہی حکم وضو سے بچے ہوئے پانی کا ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے تھے تو ان کے وضو سے جو پانی گرتا تھا اسے اٹھا لیا جاتا تھا اور پھر لوگ اس سے وضو کیا کرتے تھے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: وہ پانی جس سے آدمی وضو کرتا ہے اور کسی صاف برتن میں منہ ہاتھ دھوتا ہے تو اگر کوئی شخص اس پانی سے دوبارہ وضو کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مسلمانوں کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے۔ یا سرخ وسفید چھاگل کے صاف وشفاف پانی سے؟ فرمایا: مسلمانوں کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ خدا کو وہ دین حنیف زیادہ پسند ہے جو کہ سہل اور آسان ہو۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقیؒ باسناد خود حاتم بن اسماعیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔ پھر ایک بار وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بیٹا! میں نے تمہارے جد امجد حضرت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (المحاسن للبرقیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ بھی (باب ۲ غسل میت میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۹

جو پانی غسل جنابت میں استعمال کیا جائے اس کا اور اس پانی کے جو قطرے اڑ کر برتن وغیرہ میں گریں ان کا حکم نیز غسالہ کا حکم؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جب آدمی غسل کرتا ہے اور اس پانی کے کچھ چھینٹے زمین سے اڑ کر پانی والے برتن میں پڑ جاتے ہیں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں [۱] ہے۔ یہ انہی چیزوں میں سے ہے جن کے متعلق خدا فرماتا ہے: "**ما جعل علیکم فی الدین من حرج**" (کہ خدا نے تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں بنائی)۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ حمام سے (نہا کر) نکلتے تھے اور یونہی چلے جاتے تھے اور پھر پاؤں دھوئے بغیر نماز پڑھتے تھے (جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غسل جنابت میں استعمال شدہ پانی پاک ہے۔ جب ہی تو آپؑ پاؤں نہیں دھوتے تھے) (ایضاً) (جیسا کہ اسی باب کی چوتھی حدیث سے بھی واضح ہے)۔

۳۔ یہاں بروایت محمد بن مسلم وہ حدیث صادقی درج ہے جو قبل ازیں آب مطلق کے باب ۷ حدیث نمبر ۲ میں گزر چکی ہے۔۔۔۔۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

۴۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص جنب ہو جائے اور غسل جنابت کرنا چاہے تو (اس کے لئے مستحب ہے کہ پہلے) کہنی کے اس طرف دونوں ہاتھوں کو دھوئے۔ پھر ان کو برتن میں ڈالے اور پانی لے کر اپنی شرم گاہ کو دھوئے۔ اس کے بعد تین چلو بھر کر سر پر ڈالے پھر ایک چلو سینہ پر اور ایک چلو دونوں کاندھوں کے درمیان ڈالے۔ اس کے بعد پورے جسم پر پانی ڈالے (اور غسل مکمل کرے) فرمایا: اس تمام کاروائی کے بعد جو میں نے تمہیں بتائی ہے اگر غسل والے پانی کا کوئی چھینٹا اس کے برتن میں پڑ جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام)

---

[۱] مخفی نہ رہے کہ جب آدمی کے جسم پر جو نجس چیز ہے وہ صرف منی ہے یا کوئی اور ظاہری نجاست۔ تو جب غسل سے پہلے اس کا ازالہ کر لیا جائے۔ تو اس سے جسم پاک ہو جاتا ہے۔ اور غسل جنابت تو (وضو کی طرح) صرف حدث کے ازالہ کے لئے کیا جاتا ہے (جو ایک قسم کی باطنی کثافت ہے) لہٰذا رفع حدث میں استعمال شدہ پانی پاک متصور ہوگا۔ بنابریں ظاہر ہے کہ اس کے چھینٹے بھی پاک ہی ہوں گے کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار، شہاب بن عبدربہ اور عمر بن یزید سے (تین مختلف حدیثوں میں) روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک جب آدمی غسل جنابت کرتا ہے اور اس کے بدن سے (براہ راست) کچھ قطرے اڑ کر (پانی والے) برتن میں جا پڑتے ہیں یا اس پانی کے کچھ چھینٹے زمین پر پڑتے ہیں اور پھر وہاں سے اڑ کر اس برتن میں پڑ جاتے ہیں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، بصائر الدرجات)

۶۔ حنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہوئے سنا کہ میں سحر کے وقت حمام میں داخل ہوتا ہوں۔ جس میں جب وغیرہ آدمی غسل کر رہے ہوتے ہیں میں بھی غسل کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب میں فارغ ہو جاتا ہوں۔ تو ان لوگوں کے غسل کرنے کی وجہ سے کچھ چھینٹے اڑ کر مجھ پر پڑ جاتے ہیں تو؟ امامؑ نے فرمایا: کیا وہ پانی جاری نہیں ہے؟ (کیا کنویں کی طرح اس کا منبع و مادہ نہیں ہے؟ یا بمقدار کر، یا اس سے زائد ہونے کی وجہ سے جاری کے حکم میں نہیں ہے؟) عرض کیا ہاں جاری ہے! فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ ابو یحییٰ واسطی بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ کہ اگر حمام میں لوگوں کے غسالہ کا پانی جمع ہو۔ اور وہ کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں ایک ایسی جگہ غسل جنابت یا کوئی اور غسل کرتا ہوں۔ جہاں پیشاب کیا جاتا ہے اور میرے پاؤں میں (ہوائی چپل قسم کی کھلی) سندی جوتا ہے تو؟ فرمایا: وہ پانی جو غسل کرتے وقت تمہارے جسم سے بہہ کر نیچے گیا ہے۔ اگر تمہارے پاؤں کے تلوؤں تک پہنچ گیا ہے۔ تو پھر پاؤں کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمار بن موسیٰ ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص غسل جنابت کر رہا تھا۔ اور اس کے کپڑے اس کے قریب پڑے تھے اور اس کے غسل والا پانی اس کے کپڑوں کو لگ گیا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۱۰۔ برید بن معاویہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں غسل جنابت کرتا ہوں اور اس سے کچھ پانی (قریب پڑے) صاف پتھر پر پڑتا ہے اور وہاں سے اڑ کر میرے کپڑوں پر پڑتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کروائی حدیثوں کے ضمن میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر اس پانی کی مقدار کر ہو جس سے غسل کیا گیا ہے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے اور آئندہ بھی ایسی حدیثیں آئیں گی انشاء اللہ۔

۱۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر استعمال شدہ پانی سے وضو کیا جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) جو پانی کپڑا دھونے میں یا غسل جنابت کرنے میں استعمال کیا جائے۔ اس سے وضو وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن وہ پانی جس سے وضو کیا جائے اور کسی صاف ستھرے برتن میں منہ ہاتھ دھویا جائے۔ تو اگر کوئی دوسرا شخص اس پانی سے وضو کرنا چاہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام اس حدیث میں وارد شدہ حکم "کہ غسل جنابت میں استعمال شدہ پانی کا دوبارہ استعمال جائز نہیں ہے۔" کی چند وجہ تاویل کرتے ہیں تا کہ اس حدیث میں اور سابقہ حدیثوں میں جمع وتوفیق ہو جائے جو اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ (۱) یہ تقیہ پر محمول ہے۔ (۲) یا یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب پانی غسل کرنے سے متغیر ہو جائے۔ (۳) یا یہ کراہت پر محمول ہے۔ اور وہ جواز پر (ظاہر ہے کہ کل مکروہ جائز)۔

۱۲۔ جناب شہید اول عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا۔ جس کو اس طشت سے جس میں وضو کا پانی موجود تھا۔ ایک قطرہ لگ گیا تو؟ فرمایا: اگر وہ قطرہ پیشاب کا تھا یا کسی اور نجاست کا۔ تو پھر جس چیز کو وہ لگے گا' اسے دھوئے گا' (مطلب یہ کہ اگر پیشاب کا قطرہ وضو کے پانی میں پڑ جائے اور پھر اس نجس پانی کا کوئی قطرہ کسی آدمی کے جسم یا کپڑے کو لگ جائے۔ تو اسے دھونا پڑے گا)۔ (کتاب الذکریٰ کذا فی کتاب المعتبر للمحقق)

باب ۱۰

جس آدمی کو اندیشہ ہو کہ غسل یا وضو کا پانی اس کی طرف لوٹ آئے گا اس کے لئے مستحب ہے کہ پانی کے چار چلو اپنے چاروں طرف پھینکے اور پھر غسل یا وضو کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: کہ ایک آدمی کو صرف کسی چھوٹی سی نہر یا کسی چھپڑی میں پانی دستیاب ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی پانی نہیں ہے جبکہ وہ اس قدر تھوڑا ہے کہ غسل کے لئے ایک صاع سے بھی کم ہے (قریباً تین سیر جو غسل کے پانی کی کمترین مقدار ہے) اور وضو کے لئے ایک مد (قریباً گیارہ چھٹانک اور ساڑھے تین تولہ) سے بھی کم ہے اور ہے بھی متفرق اور ادھر ادھر بکھرا ہوا تو آیا وہ اس پانی سے نماز پڑھنے کے لئے غسل یا وضو کر سکتا ہے جبکہ یہ اندیشہ بھی ہے کہ شاید اس پانی سے درندوں نے بھی پیا ہو؟

امامؑ نے فرمایا اگر اس کا ہاتھ صاف ہے تو اس سے ایک چلو بھر لے جسے اپنے پیچھے پھینکے پھر ایک چلو اپنے آگے ایک چلو اپنے دائیں طرف اور ایک چلو اپنے بائیں طرف چھڑکے۔ اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ پانی پورے غسل کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ تو پھر سر کو تو تین بار دھولے۔ پھر پانی سے ہاتھ تر کر کے اس طرح جسم پر ملے جس طرح مسح کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسا کرنا کافی ہے اور اگر وضو کرنا ہے تو پھر منہ کو تو پانی سے دھوئے۔ مگر اپنی کلائیوں پر اور سر اور پاؤں پر صرف مسح کرے۔ اور اگر پانی مختلف جگہوں پر بکھرا ہوا ہے۔ تو اگر سب کو اکٹھا کر سکے تو ضرور کرے ورنہ کچھ غسل ان سے اور کچھ اس سے کرے۔ اور اگر وہ پانی ہو تو اکٹھا مگر غسل کے لئے کافی نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اس پانی سے اس طرح غسل کرے کہ وہی (غسل والا) پانی پھر اسی جگہ لوٹ آئے (اور یہ اسے دوبارہ استعمال کرے) کیونکہ ایسا کرنا اس کے لئے کافی ہے۔

(التہذیب' الاستبصار' قرب الاسناد' سرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ محقق حلیؒ نے اپنی کتاب المعتبر میں ان چلوؤں کے بارے میں دو قول نقل کئے ہیں۔ (۱) اس سے زمین پر چھڑکاؤ کرنا مراد ہے تاکہ غسل سے جدا ہونے والا پانی بآسانی اس میں جذب ہو سکے۔ اور جلدی اس میں شامل نہ ہو جس سے یہ غسل کر رہا ہے۔ (۲) اس سے بدن پر ترشح کرنا مقصود ہے تاکہ پانی جلد بدن کے ہر حصہ تک پہنچ جائے اور اس طرح اس کے لئے غسل کرنے میں آسانی ہو۔ تاکہ غسالہ کا پانی اصل پانی تک دوبارہ پہنچنے سے پہلے اس کا غسل مکمل ہو جائے[1]۔

اور صاحب منتقی الجمان نے کہا ہے کہ آخر حدیث میں اس غسالہ کے اصل پانی میں شامل ہونے سے ہر قسم کی قباحت کی جو نفی کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چھڑکاؤ والا حکم استحبابی ہے بنابریں زیادہ پسندیدہ قول یہ ہے کہ اس چھڑکاؤ کا تعلق زمین سے ہے (نہ بدن سے) واللہ العالم۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود کاہلی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب ایسے پانی کے پاس جاؤ جو بالکل تھوڑا ہو۔ تو پانی کے تین چلو دائیں' بائیں اور آگے کی طرف چھڑک دو (تاکہ اس کی قلت' قذارت اور کثافت کی وجہ سے طبعی تنفر ختم ہو جائے) اور پھر اس سے وضو کر لو۔۔۔۔۔

(الفروع' التہذیب)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ یہ دونوں تاویلیں اس نظریہ پر مبنی ہیں کہ غسل جنابت کے غسالہ سے رفع حدث جائز نہیں ہے۔۔۔۔۔ جیسا کہ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے اور اگر اس غسالہ سے رفع حدث کو جائز قرار دیا جائے جیسا کہ مشہور ہے اور انہی میں سے ایک مؤلف علام بھی ہیں تو پھر اس کا مقصد غسل کرنے سے پہلے صرف بدن کو تر کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ تاکہ تھوڑے پانی سے بآسانی پورا غسل کیا جا سکے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۱

حمام کے غسالہ سے غسل کرنا مکروہ ہے جبکہ اس کی نجاست کا علم نہ ہو اور کر سے کم نجس پانی صرف اس کے کر ہو جانے سے پاک نہیں ہوتا

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن احمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے یا ایک اور آدمی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حمام کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: تہبند باندھ کر حمام میں داخل ہو۔ اپنی آنکھ نیچے رکھو (ادھر ادھر نہانے والوں پر نظر نہ ڈالو) اور اس کنویں سے غسل نہ کرو جس میں سارے حمام کا (غلیظ) پانی اکٹھا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں جنب، ولد الزنا اور ہمارے دشمن کا غسالہ بھی شامل ہے جو ان سب سے بدتر ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن علی بن جعفرؑ سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص اس پانی (غسالہ) سے غسل کرے جس سے پہلے غسل کیا جا چکا ہو۔۔۔ تو اگر اسے جذام کا مرض لاحق ہو جائے۔ تو اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔۔۔ راوی کہتا ہے میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مدینہ کے لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ ایسے پانی سے غسل کرنے میں آنکھ کی بیماری سے شفا ملتی ہے؟ فرمایا: یہ لوگ غلط کہتے ہیں۔ اس میں حرام کاری سے جنب ہونے والا شخص، زنا کار، اور وہ ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) غسل کرتا ہے جو صرف ان دونوں سے ہی نہیں بلکہ تمام مخلوق خدا سے بدتر ہے آیا ایسے پانی سے آنکھوں کی بیماریوں سے شفا ملتی ہے؟؟ (الفروع)

۳۔ علی بن الحکم ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حمام کے غسالہ سے غسل نہ کرو۔ کیونکہ اس میں زنا کاری کر کے غسل کیا جاتا ہے۔ نیز اس میں ولد الزنا اور ہمارا دشمن بھی غسل کرتا ہے جو ان سب سے بدتر ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس کنویں سے غسل نہ کرو۔ جس میں حمام کا غسالہ جمع ہوتا ہو۔ کیونکہ اس میں ولد الزنا کا غسالہ بھی ہوتا ہے جو سات پشتوں تک پاک نہیں ہوتا۔ اور اس میں ناصبی (ہمارے دشمن) کا غسالہ بھی ہوتا ہے اور یہ اس سے بھی بدتر ہے۔ خدا نے کتے سے بڑھ کر کوئی بری مخلوق پیدا نہیں کی۔ مگر دشمن اہل بیتؑ خدا کے نزدیک کتے سے بھی بدتر ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حمام کے غسالہ سے غسل کرنے سے اجتناب کرو۔ کیونکہ اس میں یہودی،

نصرانی، مجوسی اور ہمارے دشمن کا غسالہ جمع ہوتا ہے۔ جو ان سب سے بدتر ہے۔ خدا تعالیٰ نے کتے سے زیادہ نجس کوئی مخلوق خلق نہیں کی۔ مگر ہمارا دشمن کتے سے بھی زیادہ نجس ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں کے کچھ مخالف و معارض حدیثیں بھی ہیں جو کچھ پہلے (آب مطلق کے باب ۷ اور باب ۹ میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ نجاسات کی بحث میں آئیں گی۔ نیز کچھ عمومی حدیثیں بھی ان کی معارض ہیں۔ جو اس پانی کے پاک ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی بنا پر ہم نے ان حدیثوں کو کراہت پر محمول کیا ہے۔ علاوہ بریں ان حدیثوں میں یہ بات تصور کی گئی ہے کہ اس پانی کے نجس ہونے کا علم ہے۔ بنابریں اس سے غسل کے (عدم جواز میں) کوئی اشکال نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

باب ۱۲

گرم پانی کے اس چشمے سے جس سے گندھک کی بو آتی ہو، طہارت کرنا جائز ہے مگر اس سے شفا حاصل کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ان گرم پانیوں سے جو پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور ان سے گندھک کی بو آتی ہے۔ شفاء طلب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (البتہ ان سے) وضو کرنے کی مناہی نہیں فرمائی۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان گرم چشموں کے پانی سے شفاء حاصل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ جو پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ جہنم کی گرمی سے ہیں۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

باب ۱۳

استنجاء کا پانی (بشروطہ) پاک ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو حذف کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن نعمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں استنجا کرتا ہوں۔ اور پھر اس پانی میں میرا کپڑا گر جاتا ہے (اور تر ہو جاتا ہے) تو؟

فرمایا: کوئی حرج نہیں[1] ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احول سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی استنجا کرتا ہے اور پھر اس کا کپڑا اس پانی میں گر جاتا ہے جس سے اس نے استنجا کیا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: بھلا جانتے ہو کہ یہ حکم اس طرح کیوں ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں مخدل۔۔۔۔۔ فرمایا: اس لئے کہ پانی نجاست سے زیادہ ہے۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود کاہلی سے اور وہ ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایسے وقت میں راستہ سے گزرتا ہوں کہ جس وقت لوگ استنجا کرتے ہیں اور اچانک پرنالہ سے مجھ پر پانی گرتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اس کے متعلق سوال نہ کرو[2]۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالکریم بن عتبہ ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی کا کپڑا اس پانی میں گر جاتا ہے جس سے اس نے استنجا کیا ہے۔ آیا یہ پانی اس کپڑے کو نجس کر دے گا؟ فرمایا: نہیں۔ (تہذیب الاحکام)

باب ۱۴

استنجا کرنے سے جو پانی بچ جائے اس سے وضو کرنا جائز ہے لیکن ہاں اسے عادت بنانا مکروہ ہے مگر یہ کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے ہاتھ دھولیا جائے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بیت الخلاء کے اندر پانی میں ہاتھ ڈال کر استنجا کرتا ہے۔ آیا وہ استنجا سے بچے ہوئے پانی سے نماز کے لئے وضو کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب پاک ہاتھ پانی میں ڈالے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اس کا عادی ہو جائے۔ مگر یہ کہ اس سے پہلے ہاتھ دھولے۔ (قرب الاسناد)

---

[1] اس پانی کے پاک ہونے کی فقہاء نے چند شرائط مقرر کی ہیں۔ مثلاً (۱) یہ کہ عین نجاست سے اس پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے۔ (۲) کوئی خارجی نجاست اس میں شامل نہ ہو۔ (۳) جس نجاست سے استنجا کیا جا رہا ہے وہ اپنے محل خروج سے متجاوز و متعدی نہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ جب ان تمام شرائط کو ملحوظ رکھا جائے گا تو پھر شاذ و نادر ہی آب استنجا پاک ہوگا ورنہ العفو عنہ ہی ممکن۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] کیونکہ قانون شریعت یہ ہے کہ ہر چیز کو پاک سمجھو۔ جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿ مختلف جوٹھوں کے ابواب کا تذکرہ ﴾

اس سلسلہ میں کل گیارہ باب ہیں

باب ۱

کتے اور خنزیر کا جوٹھا نجس ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلم انداز کر کے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضل بن عباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہارے کپڑے کو کتے کی کوئی رطوبت لگ جائے تو اسے دھوؤ۔ اور اگر کتا اس حالت میں کپڑے کو چھوئے کہ جب وہ خشک ہو اور کپڑا بھی خشک۔ تو پھر (احتیاطاً اس پر) پانی چھڑک دو۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن جعفر ایک طویل حدیث کے ضمن میں اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر خنزیر کسی برتن سے پانی پیے تو اس برتن کے ساتھ کیا کیا جائے؟ فرمایا: اسے سات مرتبہ دھویا جائے۔ (التہذیب الفروع)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کتا کسی برتن سے پانی پیے تو کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا: برتن کو سات مرتبہ دھوؤ۔ (جبکہ پہلی بار اسے خشک مٹی سے مانجا جائے)۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بلی، بکری، گائے، اونٹ، گدھے، گھوڑے، خچر، وحشی جانور اور درندوں الغرض میں نے اس قسم کا کوئی جانور نہ چھوڑا کہ جس کے جوٹھے کے متعلق سوال نہ کیا؟ امام نے فرمایا: ان چیزوں کے جوٹھے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یہاں تک کہ میں پوچھتے پوچھتے کتے تک پہنچ گیا (کہ اس کا جوٹھا کیسا ہے؟) فرمایا: وہ بالکل نجس ہے۔ اس کے جوٹھے پانی سے وضو نہ کرو۔ بلکہ اسے انڈیل دو۔ پھر اس برتن کو پہلے مٹی سے اور پھر پانی سے دھوؤ۔ (ایضاً)

۵۔ معاویہ بن شریح بیان کرتے ہیں کہ عذافر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بلی، بکری، گائے، اونٹ، گدھے، گھوڑے، خچر اور درندوں کے جوٹھے کے متعلق سوال کیا۔ جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ کہ آیا وہ پیا جا سکتا ہے؟ یا اس سے وضو کیا جا سکتا

ے کیونکہ ان میں سے جو حرام گوشت بھی ہیں ان کا بھی جسم پاک ہے۔ اس لئے ان کا جوٹھا پانی پاک ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں اسے پی بھی سکتے ہو اور اس سے وضو بھی کر سکتے ہو۔ پھر عرض کیا کہ کتے کا جوٹھا کیسا ہے؟ فرمایا: اسے استعمال نہ کرو۔ عرض کیا کیا وہ درندہ نہیں ہے؟ فرمایا: بخدا وہ نجس ہے۔ بخدا وہ نجس ہے۔۔۔۔۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: بلی کے جوٹھے پانی سے وضو کرنے اور اسے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر کتے کا جوٹھا پانی نہ پیا جائے (اور نہ ہی اس سے وضو کیا جائے) مگر یہ کہ بہت بڑا حوض ہو جس سے پانی کھینچا جاتا ہو۔ (ایضاً)

باب ۲

بلی کا جوٹھا پاک ہے اور مکروہ بھی نہیں ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بلی کے بارے میں فرمایا کہ وہ گھر والوں میں سے ہے اور اس کے جوٹھے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ بلی ایک درندہ ہے اور اس کے جوٹھے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ "محض اس بناء پر کوئی غذا چھوڑوں کہ اس سے بلی نے کھایا ہے۔" (التہذیب، الفروع)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کتا کسی برتن سے پانی پی لے تو؟ فرمایا: برتن کو پاک کرو۔ پھر بلی کے بارے میں سوال کیا (کہ اگر وہ پی لے تو؟) فرمایا: اس کے جوٹھے پانی سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے وہ تو درندوں میں سے ایک درندہ ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ابن مسکان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس پانی سے "کلب" بلی اونٹ یا گھوڑا گدھا یا کوئی اور جانور پانی پیئے تو اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر یہ کہ اور پانی دستیاب ہو تو پھر اس سے اجتناب کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں جو منجملہ دوسری چیزوں کے "کلب" کے جوٹھے پانی سے وضو کرنے کو جائز قرار دیا گیا ہے تو اس کی تین تاویلیں کی جا سکتی ہیں (۱) یہ تقیہ پر محمول ہے۔ (۲) ممکن ہے پانی بقدر کر ہو۔ (۳) ممکن ہے یہاں "کلب" سے مراد کتا نہ ہو بلکہ کوئی اور کاٹنے والا درندہ مراد ہو چنانچہ صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ اصل میں ہر کاٹنے والے درندہ کو "کلب"

کہتے ہیں۔ بعد میں اس لفظ کا غلبہ اس بھونکنے والے جانور میں ہو گیا۔ (کذا فی المنجد واللہ العالم)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس طعام سے دست بردار نہیں ہوتا۔ جس سے بلی نے کھایا ہو اور نہ اس پانی سے پرہیز کرتا ہوں جس سے بلی نے پیا ہو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ بعد ازیں (نجاست کے باب ۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

ہر قسم کے کافر کا جوٹھا نجس ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی اور نصرانی کے جوٹھے کے متعلق سوال کیا کہ آیا وہ پاک ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ وشاء اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ولد الزنا، یہودی، نصرانی، مشرک اور اسلام کے ہر مخالف کے جوٹھے کو مکروہ[1] (تحریمی) فرمایا۔ اور ان سب سے زیادہ سخت آپؑ کی نگاہ میں ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) کا جوٹھا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایسے کوزے یا ایسے برتن کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ جس سے ایک ایسے شخص نے پانی پیا ہو جس کے متعلق خیال ہو کہ وہ یہودی ہے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے۔ سائل نے عرض کیا؟ میں؟ اس پانی سے جس سے ایسے مشکوک آدمی نے پانی پیا ہو؟ فرمایا: ہاں اسی سے! (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس شخص کے یہودی ہونے کا یقین نہ ہو بلکہ صرف ظن و گمان ہو۔ بنابریں ظاہر ہے کہ صرف گمان کی بناء پر تو کسی شخص کو نجس قرار نہیں دیا جا سکتا؟

---

[1] مخفی نہ رہے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مرآۃ العقول میں وضاحت کی ہے کہ یہاں مکروہ سے مراد حرام ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴

تمام پرندوں کا جوٹھا پاک ہے اگرچہ وہ مردار خور ہی کیوں نہ ہوں بشرطیکہ ان کا مقام ملاقات (چونچ یا پنجہ) عین نجاست سے خالی ہو

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کبوتر اور مرغ کے جوٹھے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے پھر فرمایا اور ہر پرندہ کا یہی حکم ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عمار بن موسیٰ (ساباطی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ جس پانی سے کبوتر پانی پئے (اس کے جوٹھے کا کیا حکم ہے؟) فرمایا: ہر وہ پرندہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے جوٹھے پانی سے وضو بھی کر سکتے ہو اور اسے پی بھی سکتے ہو۔ پھر سوال کیا گیا کہ جس پانی سے باز شقر ایا عقاب پئے۔ اس کے جوٹھے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: ہر پرندہ (اڑنے والا) کے جوٹھے سے وضو کیا جا سکتا ہے (اور اسے پیا بھی جا سکتا ہے) مگر یہ کہ اس کی چونچ میں خون (یا کوئی اور نجاست) دیکھو۔ پس اس صورت میں اس کے جوٹھے سے نہ وضو کرو اور نہ ہی اسے پیئو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (باب ۱۱ از نجاسات میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵

باقی تمام چوپایوں کا جوٹھا پاک ہے حتیٰ کہ مسوخات کا بھی۔ ہاں البتہ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا جوٹھا مکروہ ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس پانی سے کوئی حلال گوشت جانور پانی پئے۔ اس کے جوٹھے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ وشاء اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے ان سے بیان کیا اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر اس حیوان کے جوٹھے کو مکروہ جانتے تھے۔ جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے چوپایوں' بھیڑ بکریوں اور گائے کے جوٹھے کے بارے میں سوال کیا کہ آیا ان کے جوٹھے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ اور سے پیا جا سکتا ہے؟ فرمایا ہاں ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود جناب حسن بن حسین بن حسنؑ بن علی بن ابی طالبؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہر وہ حیوان جو جگالی کرتا ہے اس کا جوٹھا اور اس کا لعاب حلال ہے (پاک ہے)۔ (التہذیب والفقیہ)

۵۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا گائے' بکری اور اونٹ کا جوٹھا پانی پیا جا سکتا ہے اور اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۶

انسانی فضلہ خور حیوان یا پرندہ کا جوٹھا مکروہ ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جلال (انسانی فضلہ خور حیوان یا پرندے) کا گوشت نہ کھاؤ (جب تک اس کا استبراء نہ کیا جائے کما یأتی انشاء اللہ) اور اگر تمہیں اس کا پسینہ لگ جائے تو اسے دھوؤ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ابواب نجاسات میں بعض ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ جن حیوانات کا گوشت نہیں کھایا جاتا' ان کا جوٹھا مکروہ ہے اور یہ جلال بھی انہی میں سے ایک ہے۔ اور سابقاً (باب ۱ حدیث ۴ میں) بعض ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو ایسے حیوانات کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷

جنب آدمی کا جوٹھا پاک ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مرد و عورت ایک ہی برتن سے غسل کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ البتہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال لیں۔ پھر حائض کے جوٹھے پانی کے متعلق سوال کیا کہ آیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا:

اس سے وضو نہ کرو۔ البتہ جنب (عورت) کے جوٹھے سے وضو جائز ہے۔ جبکہ مامونہ ہو (طہارت ونجاست کا خیال رکھتی ہو)۔ یعنی برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھولیا کرتی ہو (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عائشہ (یکے بعد دیگرے) ایک ہی برتن سے غسل کر لیتے تھے اور کبھی اکٹھے بھی نہا لیتے تھے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ شہاب بن عبدربہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس جنب آدمی کے متعلق جو ہاتھ دھونے سے پہلے بھول کر پانی میں ہاتھ ڈال دے۔ فرمایا: جب اس کے ہاتھ میں کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہوئی ہو۔ تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالحسن ہاشمی سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ان (حضرت امام رضا علیہ السلام) سے ایک جنب آدمی کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ حمام میں داخل ہوتا ہے اور ہاتھ دھونے سے پہلے پانی میں ڈال دیتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ پھر سوال کیا گیا کہ میں حمام میں داخل ہوتا ہوں۔ غسل کرتا ہوں اور غسل کے بعد میرا جسم کسی جنب یا غیر جنب آدمی کے جسم سے چھو جاتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ (التہذیب)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی باسناد خود عبداللہ بن عباس سے اور وہ جناب میمونہ (زوجہ رسولؐ) سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں۔ کہ ایک بار میں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنب ہوئے میں نے (دیگ نما) ایک بڑے برتن سے پانی لے کر غسل کیا۔ اور اس میں کچھ پانی بچ رہا۔ پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس بچے ہوئے پانی سے غسل شروع کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ تو میرے غسل سے بچا ہوا پانی ہے؟ فرمایا: پانی میں تو کوئی جنابت نہیں ہے۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (آب مطلق کے باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد بھی (ابواب جنابت کے باب ۳۲ و ۵۴ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

حائض کا جوٹھا پاک ہے مگر اس سے وضو کرنا مکروہ ہے جب تک عورت مامونہ نہ ہو

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عنبسہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض کا جوٹھا پانی پی تو لو مگر اس سے وضو نہ کرو۔ (الفروع)

۲۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مرد عورت کے جوٹھے پانی سے

وضو کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جبکہ وہ عورت طہارت (کے مسائل سے) واقف ہو۔ مگر حائض کے جوٹھے سے وضو نہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو حیض والی عورت کے جوٹھے پانی سے وضو کرتا ہے؟ فرمایا: جب وہ مامونہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے[1]۔ (التہذیب۔ والاستبصار)

۴۔ ابو ہلال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں حائض کا جوٹھا پی تو سکتا ہوں مگر اس کے جوٹھے سے وضو کرنا پسند نہیں کرتا۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلی باسناد خود رفاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض والی عورت کے جوٹھے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ ہاتھوں کو دھو لیا کرتی ہو۔ (السرائر ابن ادریسؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان اخبار و آثار میں جو ظاہری اختلاف پایا جاتا ہے اس کی توجیہ و تاویل عنوان بالا سے واضح ہو چکی ہے کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ جب عورت مامونہ نہ ہو۔ اور جب مامونہ نہ ہو تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے اور یہی مطلب شیخ طوسیؒ اور دوسرے علماء اعلام کے کلام و بیان سے واضح و عیاں ہوتا ہے۔

باب ۹

سانپ، چھوٹی اور بڑی چھپکلی، بچھو، گبریلا اور ان جیسے حشرات الارض کا جوٹھا پاک ہے اگرچہ اس سے اجتناب کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ چھوٹی یا بڑی چھپکلی یا سانپ پانی میں گر جاتے ہیں مگر مرتے نہیں۔ تو آیا اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر سوال کیا: اگر تیل کے مٹکے میں چوہا گر جائے اور مرنے سے پہلے (زندہ) نکال لیا جائے۔ تو آیا میں اس تیل کو کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اور وہ لگایا بھی جا سکتا ہے۔

(التہذیب، والاستبصار، قرب الاسناد)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے

[1] اس روایت نے ان تمام روایتوں کے مفہوم کی وضاحت کر دی ہے جن میں حائض کے جوٹھے پانی سے وضو کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے کہ وہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ جب عورت لاابالی قسم کی ہو اور طہارت و نجاست کا خیال نہ رکھتی ہو۔ لیکن اگر وہ اس معاملہ میں امین ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کہ جس پانی سے چوہا پی جائے اس پانی کے پینے اور اس سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر سانپ پانی کے مٹکے میں داخل ہو اور پھر زندہ نکل آئے تو؟ فرمایا: اگر اس کے علاوہ پانی موجود ہو تو پھر اسے انڈیل[1] دو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ ہارون بن حمزہ غنوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر چوہا بچھو یا ان جیسی کوئی اور چیز پانی میں گر جائے اور پھر زندہ نکل آئے۔ تو آیا وہ پانی پیا جا سکتا ہے؟ اور اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: اس پانی سے چھوٹے یا بڑے تین چلو پانی کے نکال دیئے جائیں۔ (تاکہ طبعی نفرت دور ہو جائے) پھر اسے پیا بھی جا سکتا ہے۔ اور اس سے وضو بھی کیا جا سکتا ہے ماسوا چھپکلی کے کہ اگر وہ پانی میں گر جائے۔ تو اس پانی سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا[2]۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر پانی کے گھڑے میں گبریلا گر کر مر جائے۔ تو اس سے وضو جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اسے باہر پھینک دو پھر وضو کر لو۔ پھر عرض کیا اور اگر بچھو گر کر مر جائے تو؟ فرمایا: اس پانی کو انڈیل دو۔ اور دوسرے پانی سے وضو کرو[3]۔

(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں چوہے کا جوٹھا کھانا کھانے کی ممانعت فرمائی ہے (یعنی اس کا کھانا مکروہ ہے)۔ (الفقیہ)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ چوہے کا جوٹھا پانی پینے اور اس سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے[4]۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ بھی (باب ۱۰ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ جو اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] بظاہر یہ حکم سانپ کے زہریلے مادہ کے اثر سے بچنے کے لئے دیا گیا ہے نہ کہ اس کی نجاست کی وجہ سے۔ کما لا یخفی (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اس کے زہریلے مادہ کی وجہ سے اس پانی سے اجتناب کرنا مستحب ہے کما تقدم فی باب ۱۹ حدیث ۵ من الماء المطلق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[3] یہ حکم بچھو کے زہریلے مادہ کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ ورنہ چونکہ وہ خون جہندہ نہیں رکھتا اس لئے اس کی موت سے پانی نجس نہیں ہوتا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[4] یعنی حرام نہیں ہے کو مکروہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں روایتوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۰

جو چیز خون جہندہ نہیں رکھتی اس کا جوٹھا پاک ہے بلکہ اگر وہ مر بھی جائے تو نجس نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ سے گبریلا، مکھی، مکڑی اور چونٹی جیسے (حشرات الارض) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اگر یہ کنویں یا تیل یا گھی جیسی کسی چیز میں گر کر مر جائیں تو؟ فرمایا ہر وہ چیز جو خون (جہندہ) نہیں رکھتی اس میں کوئی حرج نہیں ہے (کیونکہ وہ مرنے سے نجس نہیں ہوتی)۔(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (اپنی موت کی وجہ سے) پانی کو نجس نہیں کرتی۔ مگر وہ چیز جو خون جہندہ رکھتی ہے۔(ایضاً)

۳۔ ابن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جو کنویں میں گرے (اور مر جائے) مگر وہ خون جہندہ نہ رکھتی ہو جیسے بچھو اور گبریلا وغیرہ تو کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں: ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر بچھو یا گبریلا یا ان جیسی کوئی اور چیز گھڑے یا مٹکے میں گر کر مر جائے۔ تو اس سے نماز کے لئے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۳۳ از نجاسات میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جو آٹا نجس پانی سے گوندھا جائے اس کا کیا حکم ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو آٹا نجس پانی سے گوندھا جائے اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ فرمایا: اس آدمی (کافر و مشرک) کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔ جو مردار (اور نجس چیز) کے کھانے کو جائز سمجھتا ہے۔(التہذیب۔ الاستبصار)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے اسی سوال کے جواب میں فرمایا: اس آٹے کو دفن کر دیا جائے اور اسے فروخت نہ کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات استحباب پر اور پہلی جواز پر محمول ہے (یعنی اگر اس آٹے کو کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے جو اس کا کھانا حلال جانتا ہے تو یہ جائز ہے۔ لیکن اگر اسے دفن کر دیا جائے تو یہ افضل ہے)[1]۔

۳۔ قبل ازیں (باب ۹ میں) اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں مذکور ہے کہ اگر ایسے آٹے کو آگ کی حرارت دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن وہاں کنویں کے پانی کا تذکرہ ہے (کہ اس میں کوئی نجس چیز گرے اور پھر اس پانی سے آٹا گوندھا جائے) اور تم پہلے یہ بات معلوم کر چکے ہو کہ کنویں کا پانی ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا۔

---

[1] نیز اس کی اس طرح بھی توجیہ کی جا سکتی ہے کہ اس آٹے کے فروخت کرنے کے جواز والی حدیث کافر کے ہاتھ فروخت کرنے پر محمول ہے۔ اور دوسری ممانعت والی مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنے پر۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نواقض ومبطلات وضو کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل انیس (۱۹) ابواب ہیں)

باب ۱

جب حدث کے صادر ہونے کا یقین ہو جائے تو وہ سابقہ وضو کو توڑ دیتا ہے اس کے صدور کے ظن یا شک سے وضو نہیں ٹوٹتا

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص سو جاتا ہے جبکہ وہ باوضو تھا۔ یعنی اونگھ کی وجہ سے ایک یا دو بار وہ جھونکے لگاتا ہے آیا اس سے (نیا) وضو واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: اے زرارہ! کبھی آنکھ تو سو جاتی ہے مگر دل اور کان نہیں سوتے۔ پس جب آنکھ کان اور دل سب سو جائیں (نہ آنکھ دیکھے نہ کان سنے اور نہ دماغ سوچے) تو تب وضو واجب ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا اگر اس شخص کے پہلو میں کسی چیز کو حرکت دی جائے اور اسے اس کا احساس نہ ہو تو؟ فرمایا: اس سے بھی (کوئی فرق نہیں پڑتا) جب تک اسے یقین نہ ہو جائے اور جب تک اس بات کا کوئی ٹھوس ثبوت سامنے نہ آ جائے کہ وہ سو گیا تھا تب تک وہ اپنے سابقہ وضو کے یقین پر قائم رہے گا۔

۲۔ نیز زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سوائے چند چیزوں کے اور کوئی چیز سابقہ وضو کے ٹوٹنے اور نئے وضو کے واجب ہونے کا موجب نہیں ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں (۱) پیشاب۔ (۲) پاخانہ۔ (۳) وہ گوز جس کی آواز سنو۔ (۴) وہ پھسکی جس کی بدبو محسوس کرو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے پیٹ میں ریح محسوس کرتا ہوں اور (بعض اوقات) گمان کرتا ہوں کہ شاید وہ خارج بھی ہو گئی ہے تو؟ فرمایا: جب تک اس کے نکلنے کی آواز نہ سنو یا اس کی بدبو محسوس نہ کرو اس وقت تک تم پر وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ پھر فرمایا: بعض اوقات شیطان انسان کے سرینوں کے درمیان بیٹھ کر پھونک مارتا ہے (یا خود ریح خارج

کرتا ہے) تاکہ آدمی کو شک میں مبتلا کرے اور وہ خیال کرے کہ اس کی ریح خارج ہو گئی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (مقدماتی ابواب میں سے باب ۱۰ میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ اگر تلبیس ابلیس سے نیت میں وسوسہ پڑے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔

۴۔ نیز شیخ صدوقؒ باسناد خود حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جو آدمی یقین پر ہو۔ پھر اسے شک پڑ جائے۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے یقین پر گامزن رہے۔ کیونکہ شک کبھی یقین کو نہیں توڑ سکتا۔ ہاں البتہ (بطور مستحب) وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں لہٰذا تم وضو کرو۔ اور اس میں ہرگز سہل انگیزی نہ کرو۔ کیونکہ جو سستی کرتا ہے وہ خدا کا حق ادا نہیں کرتا۔ پانی کے ذریعے اس بدبو سے صفائی اور پاکیزگی حاصل کرو۔ جس سے اذیت ہوتی ہے۔ اور اپنے نفسوں کی نگہداشت کرو۔ کیونکہ خداوند عالم اپنے بندوں میں سے اس غلیظ بندہ کو برا سمجھتا ہے جس کی (گندگی کی وجہ سے) ہر وہ شخص ناک بھوں چڑھائے جو بھی اس کے پاس بیٹھ جائے۔ اور جب نیند دل (و دماغ) میں داخل ہو جائے۔ تب وضو واجب ہو جاتا ہے۔ جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور نیند کا غلبہ ہو جائے تو نماز چھوڑ کر سو جاؤ۔ کیا معلوم (نیند کے غلبہ میں) اپنے برخلاف دعا کرنے لگو۔ ہاں جب سو کر اٹھو تو آرام و سکون سے نماز پڑھو۔ (الخصال صدوقؒ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ اپنے والد (بکیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب تمہیں حدث کے صادر ہونے کا یقین ہو جائے۔ تب وضو کرو۔ اور جب تک اس کے صادر ہونے کا یقین نہ ہو۔ تب تک ہرگز وضو نہ کرو۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وجوب کی نیت سے وضو نہ کرو ورنہ جہاں تک مستحبی وضو کا تعلق ہے وہ تو جیسا ابھی اوپر گزر چکا ہے اور آئندہ بھی (ابواب وضو میں) آئے گا کہ بلا اشکال کسی حدث کے بغیر بھی تجدید وضو کرنا مستحب ہے۔

۶۔ سعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ہر آدمی کے) دو کان اور دو آنکھیں ہوتی ہیں کبھی آنکھیں سو جاتی ہیں کہ اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ مگر کان نہیں سوتے (آواز سنائی دیتی ہے)۔۔۔ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں البتہ جب آنکھیں اور کان دونوں سو جائیں تو تب وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (الفروع)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص مسجد میں ٹیک لگا کر بیٹھتا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ سو گیا ہے یا نہ؟ کیا اس پر وضو کرنا واجب ہے؟ فرمایا: جب سونے میں شک ہے تو پھر وضو کرنا واجب نہیں ہے۔۔۔ پھر عرض کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے مگر اسے یقین ہو جاتا ہے کہ اس کی ریح خارج ہو گئی ہے گو وہ نہ اس کی آواز سنتا ہے اور نہ ہی بدبو محسوس کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس صورت میں از سر نو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور پڑھی ہوئی نماز کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ جب ریح کے خارج ہونے کا

یقین ہو جائے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳ و ۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲

پیشاب، پاخانہ، ریح، منی اور جنابت وضو کو توڑ دیتے ہیں

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلم انداز کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا چیز وضو کو توڑتی ہے؟ فرمایا: جو تمہارے دونوں نچلے مقامات یعنی (آگے اور پیچھے) سے نکلے یعنی بول و براز، منی، ریح اور ان کے علاوہ وہ نیند جو عقل کو لے جائے (اسے سوچنے اور کام کرنے سے باز رکھے) (پھر فرمایا) نیند وضو کو توڑتی ہے سوائے اس نیند کے کہ جس میں تم آواز سنو (یعنی مکمل نیند نہ ہو)۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالفضل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وضو کو کوئی چیز نہیں توڑتی سوائے اس کے جو تمہارے دونوں نچلے مقامات سے نکلے۔ وہ نچلے مقامات جو خدا نے عطا کرکے تم پر انعام واحسان فرمایا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر نکسیر[1] پھوٹ پڑے یا پچھنا لگوایا جائے یا ویسے خون بہنے لگ جائے تو آیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ فرمایا: ان چیزوں کی وجہ سے وضو (واجب) نہیں ہوتا۔ وضو تو صرف ان چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے جو تمہارے ان دونوں طرفوں (آگے پیچھے) سے نکلیں جن کے ذریعہ سے خدائے منان نے تم پر انعام واحسان کیا ہے۔ (الفروع، الخصال)

۴۔ جناب زکریا بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کہ اگر (مقعد میں) ناسور ہو (جس سے خون رستا رہتا ہو) تو آیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ فرمایا: وضو کو صرف تین چیزیں توڑتی ہیں: (۱) بول۔ (۲) براز اور (۳) ریح۔ (الفروع، التہذیب، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں یہ حصر (کہ صرف تین چیزیں وضو کو توڑتی ہیں) اضافی ہے یعنی بہ نسبت ناسور وغیرہ کے (الغرض یہ حصر حقیقی نہیں ہے کہ ان چیزوں کے سوا اور کوئی بھی چیز وضو کو نہیں توڑتی۔ کیونکہ ابھی معلوم ہو چکا کہ ان کے علاوہ نیند،

[1] مخفی نہ رہے کہ خصال کی روایت میں نکسیر کی بجائے قے مذکور ہے الغرض دونوں کا حکم ایک ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جنابت اور حیض و نفاس بھی ناقض وضو ہیں)۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وضو صرف ان چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے جو دو راستوں (آگے پیچھے) سے نکلتی ہیں یا پھر نیند۔ کیونکہ انسان کے لئے صرف یہی دو اطراف ایسے ہیں جو اس تک اس کی نجاست پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے بندوں کو حکم دیا گیا۔ کہ جب ان کو ان راستوں سے اپنی نجاست لگے تو وہ طہارت کرلیں۔ (علل الشرائع عیون اخبار الرضاؑ)

۶۔ محمد بن سنان (بول و براز کی وجہ سے صرف وضو کے واجب ہونے اور غسل کے واجب نہ ہونے کا فلسفہ) حضرت امام رضا علیہ السلام سے یوں نقل کرتے ہیں فرمایا: خدا نے بول و براز میں یہ تخفیف اس لئے روا رکھی ہے کہ یہ بہ نسبت جنابت کے (جس میں غسل کرنا واجب ہے) کثیر الوقوع ہیں اس لئے اس (رحیم و کریم) نے وضو پر اکتفا کیا۔ کیونکہ ایک تو یہ بکثرت آتے ہیں۔ لہٰذا اگر ان کے آنے سے غسل کرنا واجب ہوتا۔ تو بہت زحمت و مشقت ہوتی۔ دوسرے یہ کہ یہ ارادہ اور لذت کے بغیر آتے ہیں۔ بخلاف جنابت کے جو لذت کے ساتھ اور طبیعت پر جبر کرنے سے۔ اور وہ بھی کبھی کبھار آتی ہے اور ہر ہر موئے بدن سے آتی ہے (اس لئے اس میں غسل واجب کیا گیا)۔ (عیون اخبار الرضاؑ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب امیں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (آنے والے ابواب نواقض وضو اور باب جنابت میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

وہ نیند جو قوت سامعہ پر غالب آجائے وہ ہر حال میں مبطل وضو ہے اور ان احداث منصوصہ کے سوا اور کوئی چیز مبطل وضو نہیں ہے

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: (یہاں وہی روایت درج ہے جو بھی اوپر باب ۲ حدیث نمبر ۱ میں گزر چکی ہے)۔ (فراجع)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ اور محمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص سواری پر سو جائے تو؟ فرمایا: جب نیند عقل کو لے جائے (عقل اپنا کام کرنا بند کر دے)۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ وضو کا اعادہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ عبدالحمید بن عواض بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو

شخص خواہ رکوع میں ہو یا سجود میں یا چلتے ہوئے الغرض جس حال میں بھی ہو اور سو جائے۔ اس پر وضو کرنا واجب ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عبداللہ اشعری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے حدث کے اور کوئی چیز وضو کو باطل نہیں کرتی۔ اور نیند بھی ایک حدث ہی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابو الصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کسی شخص کو حالت نماز میں (اونگھ آجائے اور وہ) سر ہلانے لگے تو؟ فرمایا: اگر (اس طرح ڈھیلا ڈھالا ہو جائے کہ) آنے والے حدث (ریح وغیرہ) کو نہ روک سکے۔ تو پھر اس پر وضو کرنا اور نماز کا اعادہ کرنا لازم ہے۔ اور اگر اسے یقین ہو کہ اس سے کوئی حدث صادر نہیں ہوا (نہ نیند سوائے اونگھ کے اور نہ ریح وغیرہ) تو پھر نہ اس پر وضو کرنا واجب ہے اور نہ نماز کا اعادہ لازم ہے۔ (ایضاً)

۶۔ (عبداللہ) ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد قدرت "اذا قمتم الی الصلوٰۃ" (جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو وضو کرو) کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ جب نیند سے کھڑے ہو (بیدار ہو تو نماز کے لئے وضو کرو) میں نے عرض کیا آیا نیند وضو کو توڑ دیتی ہے؟ فرمایا: ہاں جبکہ کانوں پر اس طرح غالب آجائے کہ وہ کان پڑی آواز نہ سن سکیں۔ (ایضاً)

۷۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر (اونگھ کی وجہ سے) ایک دو بار سر ہل جائے تو؟ فرمایا: میں نہیں جانتا کہ ایک یا دو بار سر ہلنا کیا ہوتا ہے۔ خدا فرماتا ہے: ہر انسان اپنے حالات کو بہتر جانتا ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے نیند کا مزہ چکھے اس پر وضو کرنا واجب ہے۔ (ایضاً' الفروع)۔

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز میں سونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (الفروع)۔

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص بیٹھے ہوئے سو جائے تو؟ فرمایا: جب تک بیٹھا ہوا ہے اس پر وضو نہیں ہے۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ ہنوز نیند اس پر غالب نہیں آئی)۔ ہاں جب ڈھیلا ڈھالا ہو کر ادھر ادھر پھیل جائے (گر پڑے) تب وضو واجب ہے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وضو صرف ان چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے جو انسان کی دو طرفوں سے نکلتی ہیں یا پھر نیند سے کسی اور چیز سے نہیں۔ اور یہ اس لئے کہ اس کی نجاست کے اس تک پہنچنے کا راستہ یہی دو طرفین ہیں اور نیند اس لئے ناقض وضو ہے کہ سونے والے پر جب نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے تو اس کے سب اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور کھل جاتے ہیں اور اس حالت میں جس چیز کا اس پر غلبہ ہوتا ہے وہ ریح ہے اس وجہ سے اس پر وضو کرنا واجب

ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۱۱۔ بکر بن ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا بیٹھا ہوا آدمی بھی سو سکتا ہے؟ فرمایا: میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ جب ایک شخص بیٹھے ہوئے سو جائے جبکہ اس کے اعضاء اکٹھے ہوں۔ اس پر وضو نہیں ہے۔ کیونکہ ہنوز اس پر نیند غالب نہیں ہوئی ہاں البتہ جب اس کے اعضاء ڈھیلے ہو جائیں اور وہ لیٹ جائے۔ تو اس پر وضو واجب ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کوئی شخص بیٹھے ہوئے سو جائے تو آیا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟ فرمایا: اگر جمعہ کا دن ہو اور وہ مسجد میں ہو۔ تو اس پر وضو لازم نہیں ہے کیونکہ وہ ضرورت و اضطرار کی حالت میں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ معلوم ہو چکی ہے (کہ اس صورت میں اس پر نیند کا مکمل غلبہ نہیں ہے) اور یہ بھی ہے کہ جمعہ کے اژدہام کی وجہ سے اس کے لئے باہر نکلنا اور وضو کرنا مشقت شدیدہ کا باعث ہو۔ جیسا کہ خود روایت میں لفظ ضرورت موجود ہے لہٰذا اس صورت میں وہ تیمم کرلے۔ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ دو بابوں میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۱۲۷ احکام خلوت اور وضو کے باب ۱۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جو چیز عقل کو زائل کردے یعنی غشی، جنون، اور نشہ وغیرہ اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا۔ جسے کچھ ایسی سخت تکلیف ہے کہ لیٹ نہیں سکتا۔ اس لئے وہ تکیوں کے سہارے بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے لئے وضو کرنا بہت دشوار ہے بسا اوقات اسے اسی بیٹھی ہوئی حالت میں ہلکی سی نیند بھی آجاتی ہے؟ فرمایا: بایں ہمہ وہ وضو کرے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ تکلیف کی وجہ سے وضو کرنا اس کے لئے بہت شاق ہے؟ فرمایا: جب (نیند کے غلبہ کی وجہ سے) آواز نہ سن سکے تو اس پر وضو واجب ہے (اب رہی وضو کے شاق ہونے کی بات) نماز ظہر کو مؤخر کردے۔ اسے نماز عصر کے ساتھ ملا کر (آخر وقت میں) پڑھے اور اسی طرح مغرب و عشا کو باہم ملا کر پڑھے (تاکہ اسے چار نمازوں کے لئے صرف ایک بار یا زیادہ سے زیادہ دو بار وضو کرنا پڑے)۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اس حدیث سے عنوان بالا کے حکم پر استدلال کیا ہے (کہ جو چیز عقل کو زائل کر

دے اس کی وجہ سے وضو لازم ہے) مگر یہ روایت اس مطلب میں صریح نہیں ہے لیکن چونکہ شیخ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ زوال عقل وضو توڑ دیتا ہے۔ علاوہ بریں یہ قول موافق احتیاط بھی ہے۔ مگر وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نواقض وضو صرف وہی ہیں جن کا نص میں ذکر ہے (جو سابقہ باب ۲ میں مذکور ہیں) ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز ناقض وضو نہیں [1] ہے واللہ اعلم۔

باب ۵

مقعد کے راستہ سے پیٹ کے جو کدو کیڑے وغیرہ نکلتے ہیں

ان سے وضو نہیں ٹوٹتا مگر یہ کہ ان کے ساتھ پاخانہ لگا ہوا ہو!

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کسی شخص کے پیٹ سے کدو کیڑے نکلیں۔ تو اس پر وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ اگر وہ کیڑے پاخانہ سے لتھڑے ہوئے ہوں تو پھر وہ شخص وضو کا اعادہ کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ کدو کیڑے یا ان کے علاوہ دوسرے کیڑوں کے خارج ہونے کی وجہ سے وضو نہیں کرنا پڑتا۔ کیونکہ یہ بمنزلہ جوؤں کے ہیں۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ اور اس کے پیٹ سے کدو کیڑے نکل آئیں تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر ان کیڑوں کے ساتھ براز نہ ہو۔ تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے یعنی اس سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر ان کے ساتھ براز لگا ہوا ہو تو اسے وضو کا اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر نماز میں مشغول ہو تو نماز کو توڑ دے اور پھر از سرنو وضو اور نماز کا اعادہ کرے۔

---

[1] احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اس قول مشہور پر ان حدیثوں سے استدلال کیا جائے جن میں وارد ہے کہ وہ نیند جو عقل کو لے جائے۔ اس کی وجہ سے وضو واجب ہے۔ (جیسا کہ سابقہ باب میں اس مضمون کی متعدد روایات گزر چکی ہیں) ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے واجب ہونے کا اصل معیار زوال عقل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بے ہوشی اور دیوانگی میں نیند سے بڑھ کر عقل زائل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کی وجہ سے بطریق اولیٰ وضو واجب ہوگا۔ **کما لا یخفی**۔ علاوہ بریں مستدرک الوسائل میں بحوالہ کتاب دعائم الاسلام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نواقض وضو کے سلسلہ میں ایک روایت وارد ہے جس میں لفظ اغماء (بے ہوشی) کی صراحت موجود ہے پس اس کے بعد یہ مسئلہ بفضلہ تعالیٰ بے غبار ہو جاتا ہے۔ (فراجع) (احقر مترجم عفی عنہ)

(التہذیب والاستبصار)

۵۔ ابن ابی عمیر فضل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کسی شخص کے پیٹ سے کدو کیڑے نکل آئیں تو اس پر وضو کرنا لازم ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب کیڑوں کے ساتھ پاخانہ لگا ہوا ہو۔ کما تقدم تفصیلہ۔۔۔۔۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ شیخ کے پاس کتاب کا جو نسخہ تھا اس سے ''لیس'' چھوٹ گیا ہو (جس کا مطلب ہے کہ اس پر وضو نہیں ہے) جیسا کہ حضرت کلینیؒ کی روایت میں موجود ہے (جو اسی باب کی پہلی حدیث ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ نواقض وضو منصوص و مخصوص ہیں اور متعدد احادیث میں مذکور ہیں۔ (مگر ان میں کیڑوں کا پیٹ سے نکلنا کہیں مذکور نہیں ہے)۔

باب ۶

قے، پیپ، متلی، ہنسنا، قہقہہ لگانا اور پیٹ کے اندر ریاح کی گڑگڑاہٹ ان میں سے کوئی چیز بھی وضو کو نہیں توڑتی!

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو العلا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی آدمی کو ابکائی آئے اور کوئی چیز (معدہ سے) نکل کر (منہ میں) آجائے۔ تو آیا وہ وضو کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب ایک شخص باوضو ہو اور اسے قے آجائے تو وہ صرف کلی کرے۔ (ایضاً)

۳۔ ابی اسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا قے وضو کو توڑتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً، تہذیب، والاستبصار)

۴۔ نیز زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: قہقہہ لگانا وضو کو نہیں توڑتا۔ ہاں البتہ نماز کو توڑتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو۔ اور اسے ابکائی آجائے تو؟ فرمایا: یہ چیز اس کے وضو کو باطل نہیں کرتی۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابومحمود سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا قے کا آنا' نکسیر کا پھوٹنا اور پیپ کا بہنا وضو کو توڑتا ہے یا نہ؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب' الاستبصار' عیون الاخبار)

۷۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نکسیر پھوٹنے' پچھنے لگوانے اور قے کرنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: یہ چیزیں وضو کو تو نہیں توڑتیں۔ البتہ نماز کو توڑتی ہیں۔ (تہذیب الاحکام)

۸۔ ابن ابی عمیر ایک ایسی جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ جنہوں نے (امامینؑ میں سے ایک) امام علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرمارہے تھے کہ نماز میں مسکراہٹ وضو اور نماز کو باطل نہیں کرتی۔ البتہ وہ ہنسی جس میں قہقہہ ہو (نماز کو) باطل کرتی ہے۔ (التہذیب' والاستبصار)

۹۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ وہ کیا چیزیں ہیں جو وضو کو توڑتی ہیں۔ فرمایا: (۱) حدث (ریح) جس کی آواز سنو یا بدبو محسوس کرو۔ (۲) پیٹ میں گڑگڑاہٹ (جس کی وجہ سے ہلکی سی ریح خارج ہو جائے) مگر یہ کہ اسے زبردستی روکے رکھو اور کچھ خارج نہ ہونے دو۔ اور نماز میں ہنسنا اور قے کرنا (یہ نماز کو باطل کرتے ہیں)۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابوعبیدہ حذاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نکسیر اور قے کا آنا اور دانتوں میں خلال کرنے سے خون کا بہہ نکلنا جب یہ تمام کام تم زبردستی کرو تو یہ وضو کو توڑ دیتے ہیں اور اگر زبردستی نہ کرو۔ (بلکہ اتفاقاً سرزد ہو جائیں) تو پھر نہیں توڑتے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں (چونکہ ان دو روایتوں میں ہنسی' قئے اور نکسیر وغیرہ کو مبطل وضو قرار دیا گیا ہے جبکہ یہ چیزیں ہمارے ہاں بالاتفاق مبطل وضو نہیں ہیں) تو حضرت شیخ طوسیؒ نے ان کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ تقیہ پر محمول ہیں۔ کیونکہ یہ مخالفین کے نظریہ کے موافق ہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ان کو استحباب پر محمول کیا جائے۔ (یعنی اگر یہ چیزیں صادر ہو جائیں تو تجدید وضو مستحب ہے۔ گو واجب نہیں ہے واللہ العالم۔

نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

نکسیر کا پھوٹنا، پچھنے لگوانا اور خونِ حیض و نفاس اور استحاضہ کے سوا کسی اور خون کا نکلنا وضو کو باطل نہیں کرتا!

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے ۳ مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو نماز کی حالت میں نکسیر پھوٹ پڑے یا قئے آجائے تو کیا کرے؟ فرمایا: کھسک جائے اور ناک دھولے اور پھر (جہاں سے نماز ختم کی تھی) وہیں سے شروع کردے۔ اور اگر اس اثناء میں کلام کرے (یا قبلہ سے منہ مڑ جائے) تو پھر از سر نو نماز پڑھے۔ مگر نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ اگر ایک شخص کی نکسیر پھوٹ پڑے۔ اور خون نہ رکے یہاں تک کہ نماز کا وقت داخل ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: ناک میں کوئی چیز (کپاس وغیرہ) ٹھونس دے اور پھر نماز پڑھے۔ مگر نماز کو زیادہ طول نہ دے تاکہ خون بہہ نہ نکلے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا۔ کہ اگر کسی شخص کو پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں جن سے ہر وقت خون رستا رہتا ہو۔ تو وہ نماز کس طرح پڑھے؟ فرمایا: اگرچہ اس کا خون جاری ہو۔ مگر وہ (اسی حالت میں) نماز پڑھ سکتا ہے[1]۔ (التہذیب، والاستبصار)

۴۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ اگر نکسیر پھوٹنے سے مجھے اس قدر خون آئے کہ طشت بھر جائے۔ تب بھی میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کروں گا کہ خون صاف کرکے نماز پڑھوں گا۔ (یعنی وضو کا اعادہ نہیں کروں گا)۔ (ایضاً)

۵۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) کو فرماتے ہوئے سنا۔ فرما رہے تھے۔ کہ جب ایک باوضو شخص کو قئے آجائے تو وہ صرف کلی کرے۔ اور اگر اس کی نکسیر پھوٹ پڑے تو ناک کو دھوئے بس اتنا کافی ہے اسے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عبد الاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا پچھنے لگوانے کے بعد وضو کرنا پڑتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (ایضاً)

۷۔ ابو ہلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ آیا نکسیر کا پھوٹنا قئے کا آنا اور بغلوں کے

---

[1] کیونکہ یہ خون معاف ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

بالوں کو اکھیڑنا وضو کو توڑ دیتا ہے؟ امامؑ نے (چیں بجبیں ہو کر) فرمایا: تمہیں اس سے کیا سروکار ہے؟ یہ تو مغیرہ بن سعید کا قول ہے۔ خدا اس پر لعنت کرے۔ (پھر فرمایا) اگر نکسیر پھوٹ پڑے یا قئے آ جائے۔ یا خون یا قئے آ جائے تو اس کا صرف دھو دینا کافی ہے۔ وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً)

۸۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین میں سے ایک امام علیہ السلام) سے پوچھا۔ کہ ایک آدمی کے پھوڑے سے (بروایتے شرم گاہ سے) ہر وقت خون یا پیپ وغیرہ رستی رہتی ہے (وہ کیا کرے؟) فرمایا: اس پر پٹی باندھ دے۔ اور وضو کر کے نماز پڑھے۔ یہ ایک ابتلاء و آزمائش ہے جس میں وہ مبتلا ہے۔ سوائے اس حدث کے جس سے وضو کیا جاتا ہے اور کسی چیز کی وجہ سے ہرگز وضو کا اعادہ نہ کرے۔ (ایضاً)

۹۔ حسن بن علی الوشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ اگر کوئی شخص (یکے بعد دیگرے) ناک میں انگلیاں پھیرے اور اس کی پانچوں انگلیوں کو خون لگ جائے۔ تو صرف خون صاف کرے وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حسن بن علی (الوشاء) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام موسیٰ کاظمؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بار وضو کرنے کے بعد میرے والد ماجد کی نکسیر پھوٹ پڑی۔ اور بہت سا خون بہہ نکلا۔ پس امام نے وضو کیا۔ (ایضاً)۔۔۔۔۔ایسی ہی ایک اور حدیث بروایت عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے جس میں بہتے ہوئے خون کے نکلنے سے وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (فراجع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو روایتوں کی متعدد توجیہیں بیان کی جا سکتی ہیں (۱) مثلاً یہ تقیہ پر محمول ہیں۔ (۲) استحباب پر محمول ہیں۔ (۳) یہاں وضو کرنے کے معنی صرف دھونے کے ہیں کیونکہ لغت میں دھونے کو بھی وضو کہا جاتا ہے۔ (۴) ممکن ہے کہ اس اثنا میں کوئی اور حدث از قسم ریح وغیرہ صادر ہو گیا ہو۔ جس کی وجہ سے وضو کیا ہو۔ (الغرض اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مسواک یا خلال کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے منہ سے خون نکل آتا ہے۔ آیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟ فرمایا: نہیں اسے چاہیئے کہ صرف کلی کرے۔ پھر پوچھا ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ کسی آدمی نے اسے تیر مار کر زخمی کر دیا۔ اور اس کا خون بہنے لگا۔ جس سے اس کا لباس اور بدن نجس ہو گیا؟ فرمایا: گو یہ وضو کو تو نہیں توڑتا۔ لیکن نماز کو توڑ دے گا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ نواقض وضو کی کئی روایات اس سے پہلے (باب ۲ و ۴ میں) گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۱۳ از حیض وغیرہ میں) آئیں گی۔ نیز آئندہ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ خون حیض و نفاس اور استحاضہ

آنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

باب ۸

شعر کا پڑھنا وضو کو نہیں توڑتا

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا شعر کا پڑھنا وضو کو توڑتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (التہذیب والاستبصار الفقیہ)

۲۔ یہ تو مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام بر سر منبر بعض خطبوں میں بعض اشعار پڑھا کرتے تھے مگر یہ کہیں منقول نہیں ہے کہ وہ (شعر پڑھنے کے بعد) کبھی وضو کرنے کے لئے باہر بھی نکلے ہوں۔

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (اماممینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) سے پوچھا۔ کہ اگر بلند آواز سے شعر پڑھا جائے یا کوئی شخص کسی شخص پر ظلم کرے یا جھوٹ بولے تو آیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر یہ کہ وہ شعر سچا ہو یا مختصر یعنی اس کے صرف تین یا چار مصرعے پڑھے جائیں۔۔۔ لیکن اگر شعر باطل ہو اور پڑھا بھی بہت زیادہ جائے۔ تو یہ وضو کو باطل کر دیتا ہے۔ (التہذیب الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔ اور بعض علماء نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ اس سے بھی اسی استحباب والے قول کو تقویت ملتی ہے[1]۔

باب ۹

مجامعت کو چھوڑ کر باقی (اس کے مقدمات یعنی) بوسہ دینا، بدن کو چھونا، پہلو میں سونا اور شرم گاہ کو ہاتھ لگانا وضو کو نہیں توڑتا

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ (ساباطی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ ایک عورت نماز پڑھ رہی ہوتی ہے۔ کہ اسے گمان ہوتا ہے کہ شاید اسے حیض آ گیا ہے۔ وہ کیا

---

[1] استبصار میں یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے کہ ممکن ہے کہ لفظ "ینقض" ضاد کی بجائے دراصل صاد کے ساتھ ہو۔ یعنی "ینقص" ہو۔ اور اس میں تصحیف ہو گئی ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات وضو کو ناقص کر دیتی ہے۔ نہ کہ باطل۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرے؟ فرمایا: ہاتھ سے اپنے مخصوص مقام کو چھوئے۔ اگر کچھ (خون) دیکھے تو نماز توڑ دے۔ ورنہ نماز مکمل کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بہت سے اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مذی کے آنے، نعوظ (عضو مخصوص کے کھڑے ہونے)، بوسہ دینے، شرم گاہ کو ہاتھ لگانے، اور ہم خوابی کرنے سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کی وجہ سے کپڑے یا بدن کو دھونے کی کوئی ضرورت ہے۔ (التہذیب، و الاستبصار)

۳۔ ابو مریم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک آدمی وضو کرتا ہے۔ پھر اپنی کنیز کو بلاتا ہے۔ اور وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مسجد تک پہنچاتی ہے۔ ہمارے ہاں کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ وہی "ملامست ہے" (عورتوں کو چھونا ہے جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے) آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: نہ۔ بخدا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں خود بھی بعض اوقات ایسا کرتا ہوں۔ خدا نے اپنے ارشاد (**اولامستم النساء**) (جب عورتوں سے ملامست کرو تو غسل کرو) سے مجامعت مراد لی ہے۔ (نہ صرف ہاتھ لگانا)۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمن بن ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو؟ فرمایا: کچھ بھی نہیں اور اگر چاہے تو (طبعی تنفر کے ازالہ کے لئے) ہاتھ دھولے۔ (پھر فرمایا) بوسہ دینے کی وجہ سے بھی وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص نماز فریضہ میں اپنے خاص عضو کو ہاتھ لگاتا ہے (آیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ یا نماز باطل ہو جائے گی؟) فرمایا نہیں۔ (ایضاً)

۶۔ دوسری روایت میں ایسے ہی سوال کے جواب میں امامؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس کا مقام مخصوص بھی تو آخر اسی کے بدن ہی کا ایک حصہ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا: جو شخص شہوت کے ساتھ اپنی عورت کو بوسہ دے۔ یا اس کی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے۔ اسے وضو کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ (ایضاً)

۸۔ اسی طرح عمار بن موسیٰ ساباطی انہی امامؑ موصوف سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ سے پوچھا گیا۔ کہ ایک شخص وضو کر کے اپنی دبر کے اندرونی حصہ کو چھوتا ہے تو؟ فرمایا: اس کا وضو ٹوٹ گیا پھر پوچھا گیا کہ اگر اپنے عضو کی نالی کے اندر والے حصہ کو چھوئے تو؟ فرمایا: وضو کا اعادہ کرے اور اگر حالت نماز میں ایسا کرے۔ تو نماز کو توڑ کر از سر نو وضو کرے اور نماز کا اعادہ کرے۔ الخ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ان دونوں روایتوں کو تقیہ پر محمول کرنا واجب ہے۔ کیونکہ یہ مخالفین کے مشہور نظریہ کے موافق ہیں[1]۔

۹۔ بحوالہ تفسیر مجمع البیان حضرت امیر علیہ السلام سے اور بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آیت مبارکہ "**اولا مستم النساء**" میں ملامست سے مراد مجامعت ہے۔ مگر چونکہ خداوند عالم پردہ پوشی کرنے والا ہے اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے اس لئے کھلم کھلا (مجامعت کا) اس طرح نام نہیں لیا۔ جس طرح تم لوگ لیتے ہو۔ (مجمع البیان، تفسیر عیاشی)

۱۰۔ ایسی ہی ایک اور روایت صادقی یہاں درج کی گئی ہے جس میں وارد ہے کہ "لمس" سے مراد جماع ہے۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۱۰

بول و براز کا بدن پر لگ جانا وضو کو باطل نہیں کرتا

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص کا پاؤں پاخانہ کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس میں دھنس گیا۔ آیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟ اور اس پر اس پاؤں کا دھونا واجب ہے۔ فرمایا: دھونا لازم نہیں ہے بلکہ صرف زمین پر اس قدر رگڑے۔ کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے۔ پھر نماز پڑھ سکتا ہے (کیونکہ زمین بھی مطہرات میں سے ایک مطہر ہے لہذا پاؤں کا تلوا ہو یا جوتا۔ وہ چلنے اور اس سے رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے)۔ الا اینکہ نجاست تلوے سے بڑھ کر ادھر ادھر پھیل جائے اور وہ کثیف ہو جائے تو پھر دھونا پڑے گا۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے اس کے اس سوال کہ "ایک شخص بول یا براز پر چلتا ہے (اور وہ اس کے پاؤں کو لگ جاتے ہیں) آیا وضو کا اعادہ کرے گا؟" کے جواب میں فرمایا: نہیں۔ البتہ جس جگہ پر بول یا براز لگ جائے گا اسے دھوئے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر وہ حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں جو مخصوص مبطلات وضو پر دلالت کرتی ہیں جو پہلے گزر

---

[1] حنفیوں کے سوا باقی تینوں فقہی مسالک میں ایسا کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (ملاحظہ ہو الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۶۷ طبع مصر) البتہ حنفی اس سلسلہ میں ہمارے ہمنوا ہیں۔ ان کے نزدیک ایسا کرنے سے وضو باطل نہیں ہوتا۔۔۔ اور۔۔۔ انہوں نے پیغمبر اسلامؐ سے اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے جو اس باب کی حدیث نمبر ۶ کے بالکل مطابق ہے۔ جس میں وارد ہے کہ عضو مخصوص بھی تو آخر بدن کا ایک حصہ ہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۶۷)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

چکی ہیں۔ (ظاہر ہے کہ ان میں مذکورہ بالا صورت داخل نہیں ہے) اور جہاں تک سابقہ حدیث میں پاؤں کو زمین پر رگڑنے اور اس حدیث میں پاؤں کے دھونے کے حکم کا تعلق ہے؟ تو اس کی دو تاویلیں ہو سکتی ہیں (۱) آدمی کو اختیار ہے کہ پانی سے دھوئے یا زمین پر رگڑے۔ (۲) جب نجاست پاؤں کے صرف تلوے پر لگی ہو۔ تو زمین پر رگڑنا کافی ہے۔ لیکن اگر نجاست اس سے تجاوز کر جائے یا لگے ہی کسی اور جگہ۔ پر تو پھر دھونا لازم ہے۔ جیسا کہ یہ تفصیل نجاسات کے تذکرہ میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

کتے اور کافر کو ہاتھ لگانا وضو کو نہیں توڑتا

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سلوقی کتے کے متعلق سوال کیا فرمایا: اگر اسے ہاتھ لگ جائے۔ تو اسے دھوؤ۔ (الفروع)

۲۔ نیز محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر کوئی شخص مجوسی سے مصافحہ کرے تو؟ فرمایا: ہاتھ کو دھولے۔ وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود نیز محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ اگر کتا کسی آدمی کے جسم کو چھو جائے تو؟ فرمایا: اس جگہ کو دھو ڈالے جسے کتے نے چھوا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کتے کو چھوئے وہ وضو کرے۔ (ایضاً)

۵۔ عیسیٰ بن عمر و مولی الانصار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ آیا مسلمانؑ کے لئے مجوسیوں سے مصافحہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ پھر سوال کیا اگر مصافحہ کرے تو وضو کرے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے ان دونوں حدیثوں میں لفظ وضوء کو ہاتھ دھونے پر محمول کیا ہے کیونکہ لغت میں ہاتھ دھونے کو بھی وضو کہتے ہیں۔ یہ تاویل اس لئے ضروری ہے کہ تمام فرقہ حقہ کا اجماع ہے کہ مذکورہ بالا چیزیں مبطل وضو نہیں ہیں۔

باب ۱۲

مذی، وذی، ودی، عضو کی ایستادگی، پسینہ، ناک کا پانی اور تھوک وضو کو نہیں توڑتے

ہاں البتہ اس مذی کی وجہ سے جو شہوت کے ساتھ آئے وضو کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے مذی کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: وہ وضو کو باطل نہیں کرتی اور نہ ہی اس کی وجہ سے کپڑے یا بدن کو دھونے کی ضرورت ہے۔وہ تو بمنزلہ تھوک اور ناک[1] کے پانی کے ہے۔(الفروع)

۲۔ زرارہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: اگر تم نماز کی حالت میں ہو اور تمہارے عضو خاص سے مذی، وذی نکل آئے۔تو نہ تو اسے دھوؤ، نہ نماز کو قطع کرو۔اور نہ ہی اس کی وجہ سے وضو کو توڑو۔اگر چہ بہتے بہتے یہ تمہاری ایڑیوں تک پہنچ جائے۔کیونکہ وہ منزلہ ناک کے پانی کے ہے۔(پھر فرمایا) وضو (اور استبراء) کے بعد جو مادہ خارج ہو وہ یا تو پشت کی رگوں سے یا بواسیر کے غدودوں سے سمجھا جائے گا (بشرطیکہ خون نہ ہو) اور وہ کچھ بھی نہیں ہے اور اگر وہ کپڑے کو لگ جائے۔تو اس کے دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔(مگر یہ کہ تم اسے کثیف سمجھ کر دھو ڈالو۔(الفروع، تہذیب، العلل)

۳۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مذی کے بارے میں سوال کیا۔کہ اگر وہ بہہ کر رانوں تک پہنچ جائے تو؟ فرمایا: اس کی وجہ سے نہ تو نمازی نماز قطع کرے اور نہ ہی ران سے اسے دھوئے۔کیونکہ وہ منی والے مقام سے نہیں نکلتی۔بلکہ وہ تو بمنزلہ ناک کے پانی کے ہے۔(الفروع، العلل)

۴۔ عنبسہ اور زید شحام کی دو روایتیں جو انہوں نے روایت کی ہیں ان میں امام علیہ السلام نے مذی کو بمنزلہ تھوک کے قرار دیا ہے۔جو وضو اور غسل کی موجب نہیں ہے اور غسل کو صرف بڑے پانی (منی) کے ساتھ مخصوص قرار دیا گیا ہے۔(الفروع، التہذیب)

۵۔ ابن رباط نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت نقل کی ہے اس میں منی، مذی، وذی اور ودی کا مفہوم واضح کیا گیا ہے جو پہلی حدیث کے حاشیہ پر واضح کر چکے ہیں۔البتہ یہاں منی کا وہ مفہوم بیان کیا جاتا

---

[1] مذی، وذی اور ودی یہ تین قسم کی سفید اور لیسدار مخصوص رطوبتیں ہیں جو گو خارج تو عضو مخصوص کی نالی سے ہی ہوتی ہیں مگر ان کا مرکز منی اور پیشاب کے مرکز سے جدا ہے۔یہ نہ تو مثانہ سے نکلتی ہیں اور نہ ہی منی والے مخرج سے خارج ہوتی ہیں اس لئے ان پر منی اور پیشاب والے احکام لاگو نہیں ہوتے۔بلکہ ناک کے پانی اور تھوک کی مانند متصور ہوتی ہیں اور ان کا باہمی فرق یہ ہے (۱) جو مادہ بوس و کنار اور عضو مخصوص کی ایستادگی کے بعد خارج ہو اسے "مذی" (۲) جو پیشاب کے بعد خارج ہو اسے "ودی" (۳) اور جو کسی بیماری کی وجہ سے خارج ہو اسے "وذی" کہا جاتا ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے فرمایا: یہ وہ مادہ ہے جو شہوت سے نکلے۔۔۔ ٹپک کر نکلے جس سے بدن سست اور ڈھیلا پڑ جائے اور غسل کا موجب ہو۔ (الفروع، التہذیبین)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مذی کے متعلق سوال کیا؟ آپ نے اس کی وجہ سے مجھے وضو کرنے کا حکم دیا۔ دوسرے سال پھر میں نے یہی سوال کیا۔ امامؑ نے پھر وضو کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مقداد کو حکم دیا کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کریں اور خود بوجہ شرم و حیا سوال نہ کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس میں وضو ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا اور اگر وضو نہ کروں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! (ایضاً)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر آدمی کی مذی نکل آئے تو؟ فرمایا کیا میں تمہارے لئے اس کی حد مقرر نہ کر دوں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ ضرور میں آپ پر قربان ہو جاؤں! فرمایا: جو قدرے شہوت کے ساتھ نکلے اس میں وضو ہے اور جو اس کے بغیر نکلے اس میں وضو نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو روایتوں سے پہلے متعدد روایتیں گزر چکی ہیں کہ مذی خواہ قدرے شہوت کے ساتھ ہو (مذی تو ہوتی ہی وہ ہے جس میں قدرے شہوت ہو) یا اس کے بغیر اس میں وضو نہیں ہے۔ تو ان دو روایتوں میں (اور اسی طرح اس کے بعد والی دو اور روایتوں میں جن میں سے ایک روایت علی بن یقطین اور دوسری بروایت کاہلی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہیں) وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اس قسم کی روایتوں کو (۱) یا تو تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔ (۲) اور یا استحباب[1] پر۔

۸۔ یہاں بروایت عمران بن یزید ان کا اپنا ایک ذاتی قصہ مذکور ہے اور بالآخر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ جواب درج ہے کہ "مذی کی وجہ سے وضو لازم نہیں ہے۔" یہ روایت ابواب جنابت کے باب ۷ حدیث نمبر ۲۰ پر آئے گی۔ اور وہیں اس پر مزید گفتگو کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۹۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشاب کی نالی سے (پیشاب کے علاوہ) تین چیزیں نکلتی ہیں (۱) منی۔ اس میں غسل ہے۔ (۲) ودی اس میں وضو ہے۔ کیونکہ یہ پیشاب کے راستہ سے نکلتی ہے۔ (۳) مذی اس میں وضو نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بمنزلہ ناک کے پانی کے ہے۔ (ایضاً)

---

[1] اس کا واضح قرینہ مذکورہ بالا حدیث نمبر ۶ کے آخر میں موجود ہے کہ باوجودیکہ دو سال امامؑ نے راوی کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ مگر اس نے آخر میں جب یہ کہا کہ "اگر میں وضو نہ کروں تو؟ فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے۔" اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام نے بذریعہ مقداد اس سلسلہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو سوال کیا تھا۔ اس کے جواب میں بھی اختلاف ہے۔ یہاں روایت نمبر ۶ میں تو وضو کرنے کا حکم دینا مذکور ہے۔ مگر تہذیب اور استبصار میں جو روایت درج ہے اس میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "لیس بشیء" یہ مذی کوئی چیز نہیں ہے یعنی اس کی وجہ سے وضو وغیرہ کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔۔۔ فراجع۔۔۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (یہاں جو ودی میں وضو کا حکم دیا گیا ہے اس کی تین وجوہ ہو سکتی ہیں) (۱) جناب شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ اس شخص نے پیشاب کے بعد استبراء نہ کیا ہو۔ اس صورت میں اس کے ساتھ چونکہ پیشاب کی آمیزش کا اندیشہ ہے اس لئے وضو کیا جائے گا۔ (۲) ممکن ہے کہ یہ تقیہ پر محمول ہو۔ (۳) ممکن ہے اسے استحباب پر محمول کیا جائے۔ (نہ کہ وجوب پر)۔

۱۰۔ یعقوب بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص کی شہوت کے ساتھ یا بغیر شہوت کے حالت نماز میں مذی نکل آتی ہے تو؟ فرمایا: "**المذی منه الوضوء**" (جس کا ظاہری ترجمہ تو یہ ہے کہ مذی کی وجہ سے وضو ہے مگر اس طرح یہ روایت دوسری بہت سی روایات سے متصادم ہو جائے گی اس لئے) حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے تعجب پر محمول کیا ہے۔ (ہیں؟ مذی اور وضو؟) نیز فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ یہ محمول پر تقیہ ہو کیونکہ اکثر عامہ کی یہی رائے ہے۔ نیز اسے استفہام انکاری پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے (کیا مذی کی وجہ سے بھی وضو واجب ہو سکتا ہے؟ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا!

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام مذی میں وضو کرنے یا جس چیز کو وہ لگ جائے۔ اس کے دھونے کے قائل نہ تھے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (اس سلسلہ کے باب ۲ و باب ۹ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ نجاسات کے باب میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

پیشاب اور منی کے بعد اگر مشتبہ رطوبت خارج ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک آدمی پیشاب کرتا ہے (اور استبراء بھی کرتا ہے) پھر وضو کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے پھر کچھ رطوبت محسوس کرتا ہے؟ فرمایا: اسے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ رطوبت اس کی پشت کی رگوں سے ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عمرو سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے متعلق جس نے پیشاب کیا پھر استنجاء کیا اور اس کے بعد کچھ رطوبت محسوس کی؟ فرمایا: اگر اس نے

پیشاب کرکے (صحیح شرعی طریقہ پر استبراء کیا ہو یعنی) مقعد اور خصیتین کی درمیانی نالی کو تین بار دبایا ہو۔ پھر خصیتین سے لے کر سر حشفہ تک عضو کو (تین بار) دبایا ہو (پھر سر حشفہ کو جھٹک کر) استنجاء کیا ہو۔ پھر اگر کوئی رطوبت بہتے بہتے اس کی پنڈلی تک بھی پہنچ جائے تو اس کی پروا نہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار الفقیہ)

۳۔ محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص پیشاب کرنے سے پہلے غسل جنابت کرے (حالانکہ جنابت کا استبراء ہی پیشاب کرنا ہے) اور اس کے بعد کوئی رطوبت پائے۔ تو اس کا غسل باطل ہو جائے گا (کیونکہ اس رطوبت کو منی سمجھا جائے گا) اور اگر پیشاب کرکے غسل کیا ہو۔ تو اس صورت میں غسل باطل نہ ہوگا۔ مگر اسے وضو کرنا پڑے گا۔ (بشرطیکہ پیشاب والا استبراء نہ کیا ہو) کیونکہ اس صورت میں پیشاب نے (نالی صاف کر دی تھی اور) کچھ باقی نہیں چھوڑا تھا۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ سماعہ کی روایت میں اسی سوال کے جواب میں امامؑ نے وضو کے ساتھ استنجاء کرنے کا بھی حکم دیا ہے جسے شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے استحباب پر محمول کیا ہے۔ یا اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب نواقض وضو میں سے کوئی چیز خارج ہو گئی ہو۔ (ایضاً)

۵۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا۔ کہ میں بعض اوقات پیشاب کرتا ہوں مگر وہاں پانی دستیاب نہیں ہوتا۔ اور یہ چیز مجھ پر بہت شاق گزرتی ہے تو کیا کروں؟ فرمایا: جب پیشاب کرکے اس مقام کو (مٹی وغیرہ) سے (خشک کر چکو) تو (سر حشفہ چھوڑ کر) عضو پر تھوک لگا دو۔ تاکہ اگر (اس کے بعد) کچھ رطوبت محسوس کرو تو کہہ سکو کہ یہ اسی تھوک کی ہوگی (اگرچہ فی الواقع وہ پیشاب یا پسینہ کی ہی ہو اس طرح پیشاب کا کوئی قطرہ خارج ہونے اور اس جگہ کے نجس ہونے کا اندیشہ دور ہو جائے گا)۔ (کتب اربعہ)

* مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اگر تھوک لگائے تو مقام نجاست (سر حشفہ) پر نہ لگائے ورنہ پیشاب کی نجاست اور پھیل جائے گی ۔۔۔۔ کما لا یخفی۔

۶۔ عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص خصی ہے جسے پیشاب کرنے میں خاصی دشواری ہوتی ہے اور پیشاب کے بعد وہ مسلسل رطوبت دیکھتا ہے (وہ کیا کرے؟) امامؑ نے جواب میں لکھا۔ کہ وہ وضو کرے اور دن میں صرف ایک بار کپڑوں پر پانی چھڑک دے۔ (ایضاً۔ کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ رطوبت مشتبہ ہو (کہ پیشاب ہے یا کچھ اور؟) بنابریں اس کی وجہ سے نہ وضو واجب ہوگا اور نہ پانی کا ترشح۔ بلکہ صرف مستحب ہوگا۔ ہاں صرف پیشاب کی وجہ سے ایک بار وضو کرنا واجب ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ یہ معلوم ہو جائے۔ کہ وہ رطوبت پیشاب کی ہے۔ بنابریں وضو بھی واجب ہوگا اور (اگر کپڑے کو لگ جائے تو) کپڑے کا دھونا بھی ۔۔۔۔ واجب ہوگا۔ (واللہ العالم)

۷۔ محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان (امام تقی علیہ السلام) کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا۔ جس میں مرقوم تھا کہ اگر استبراء کرنے کے بعد عضو سے کوئی چیز خارج ہو۔ تو آیا اس کی وجہ سے وضو واجب ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ہاں۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی دو تاویلیں کی ہیں (۱) استحباب پر محمول ہے۔ (۲) تقیہ پر محمول ہے۔ اور علامہ حلیؒ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب یقین ہو جائے کہ وہ پیشاب ہے۔ قبل ازیں متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں وارد ہے کہ جب تک حدث کے صادر ہونے کا یقین نہ ہو۔ اس وقت تک وضو واجب نہیں ہوتا۔ اور نواقض وضو منصوص و مخصوص ہیں ان کی ہمارے مدعا پر دلالت واضح ہے (کہ یہاں اصولاً وضو واجب نہیں ہونا چاہیئے!)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود اسماعیل بن عبدالخالق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص پیشاب کر کے استبراء کرتا ہے۔ پھر وضو کرتا ہے۔ اس کے بعد کچھ رطوبت پاتا ہے تو؟ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ پشت کی رگوں کی رطوبت ہے۔ (جس سے وضو وغیرہ واجب نہیں ہوتا)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲۔ اور ۱۲ میں گزر چکی ہیں) اور کچھ اس کے بعد احکام خلوت (باب ۱۱) اور جنابت (باب ۳۶) وغیرہ میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

ناخن کا کاٹنا، سر منڈوانا، بغل کے بال لینا اور دوسرے بال کٹوانا وضو کو باطل نہیں کرتا ہاں اگر یہ کام لوہے سے کیا جائے تو اس مقام پر پانی لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک باوضو آدمی ناخن یا بال کاٹے یا کٹوائے۔ تو کیا وہ وضو کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہیں۔ البتہ سر اور ناخنوں پر پانی لگا دے۔ میں نے عرض کیا لوگوں (مخالفین) کا تو یہ خیال ہے کہ اسے وضو کرنا چاہیئے۔ فرمایا: اگر وہ تم سے الجھیں۔ تو تم ان سے نہ الجھو صرف اتنا کہہ دو کہ سنت اسی طرح ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص اپنے ناخن لیتا ہے، مونچھیں کاٹتا ہے سر اور داڑھی کے بالوں کی اصلاح کرتا ہے آیا اس سے

باب ۱۵

آگ سے تبدیل شدہ (پکی ہوئی) چیز بلکہ کسی بھی چیز کا کھانا پینا اور کسی بھی چیز کا پیٹ میں داخل کرنا وضو کو نہیں توڑتا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اونٹنی، گائے اور بھیڑ کا دودھ پینے یا ان کا گوشت کھانے سے وضو کرنا پڑتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا طعام کھانے یا دودھ پینے یعنی گائے، بھینس، اونٹنی اور بھیڑ بکری کا دودھ یا ان کا بول پینے یا ان کا گوشت کھانے سے وضو کرنا پڑتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ ان کی وجہ سے وضو نہیں کرنا پڑتا۔ (التہذیبین)

۳۔ بکیر بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ جس چیز کی ہیئت کو آگ تبدیل کردے۔ اس کے استعمال کرنے سے وضو کرنا پڑتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (پھر فرمایا) وضو ان چیزوں کی وجہ سے کرنا پڑتا ہے۔ جو (شکم سے) نکلتی ہیں نہ ان کی وجہ سے جو (شکم میں) داخل ہوتی ہیں۔ (التہذیب)

۴۔ عمار ساباطی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے وضو کیا۔ پھر گوشت کھایا، یا گھی کھایا۔ آیا اس کے لئے روا ہے کہ ہاتھ دھوئے بغیر نماز پڑھے؟ فرمایا: ہاں۔ البتہ اگر دودھ پئے تو پھر جب تک ہاتھ نہ دھو لے اور کلی نہ کرے۔ اس وقت تک نماز نہ پڑھے (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت کھا کر تو ہاتھ دھوئے بغیر نماز پڑھ لیتے تھے۔ مگر جب دودھ پیتے تھے تو ہاتھ دھوئے اور کلی کئے بغیر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ بہرحال ان حدیثوں سے اتنا تو واضح ہو گیا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن عباس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ان چیزوں کی وجہ سے وضو کرو۔ جو تم سے خارج ہوتی ہیں اور ان سے وضو نہ کرو۔ جو تمہارے اندر داخل ہوتی ہیں۔ کیونکہ جب یہ اندر داخل ہوتی ہیں تو طیب و طاہر ہوتی ہیں اور جب خارج ہوتی ہیں تو خبیث و نجس ہوتی ہیں۔ (علل الشرائع)

باب ۱۶

دوا کا اندر داخل کرنا، یا مقعد سے کسی قسم کی تری یا زرد مادہ کا خارج ہونا یا ناسور کا رسنا وضو کو باطل نہیں کرتا

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا یہ درست ہے کہ کوئی شخص اپنی مقعد میں کوئی دوا داخل کرنے اور پھر اسی حالت میں نماز پڑھے؟ آیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ فرمایا: نہیں اس سے وضو تو نہیں ٹوٹتا۔ مگر نماز اسے نکال کر پڑھے۔ (الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

۲۔ زکریا بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ آیا ناسور وضو کو باطل کرتی ہے۔ فرمایا: وضو کو صرف تین چیزیں باطل کرتی ہیں (۱) بول۔ (۲) براز۔ اور (۳) ریح۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود صفوان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا۔ جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ کہ میری مقعد میں کوئی پھوڑا پھنسی ہے کہ میں وضو کر کے اسے صاف کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر کچھ تری یا کچھ زرد مادہ پاتا ہوں جو مقعد سے خارج ہوتا ہے۔ آیا اس کی وجہ سے وضو کا اعادہ کروں؟ فرمایا: آیا تو نے اس مقام کو خوب صاف کر لیا تھا؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: پھر وضو کی تو ضرورت نہیں البتہ (رفع توہم کے لئے) اس پر کچھ پانی چھڑک دو۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ نواقض وضو والی حدیثیں بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور آئندہ بھی اس قسم کی حدیثیں آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

مچھر، کھٹمل اور مکھی کا مارنا وضو کو باطل نہیں کرتا اور اسی طرح خدا اور رسولؐ اور آئمہ ھدیٰؑ پر جھوٹ بولنا بھی وضو کو نہیں توڑتا!

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص مچھر، کھٹمل، جوں اور مکھی کو نماز کی حالت میں مار دے۔ تو آیا اس سے اس کی نماز اور وضو باطل ہو جاتے ہیں؟ فرمایا: نہ۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسباب وضو کی حصر والی حدیثیں بھی اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز کتاب الصوم میں ایسی

روایتیں ذکر کی جائیں گی۔ جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا و رسولؐ اور آئمہ ھدیٰؑ پر جھوٹ بولنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر جناب شیخ طوسیؒ نے (اور اسی طرح دوسرے فقہاء) نے ان کو (وضو کرنے کے) استحباب پر اور اس سے ثواب میں کمی واقع ہونے پر محمول کیا ہے۔

باب ۱۸

جو شخص (عمداً یا سہواً) استنجا ترک کرکے وضو کرکے نماز پڑھ لے اس پر وضو کا اعادہ واجب نہیں البتہ اس پر استنجا کرکے نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطینؒ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ سے پوچھا گیا۔ کہ ایک شخص پیشاب کرتا ہے مگر استنجا کرنا بھول جاتا ہے۔ اور نماز والا وضو کرتا ہے؟ فرمایا: استنجا کرلے۔ وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے[1]۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن ابو نصر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے پیشاب کیا۔ مگر استنجا کرنا بھول گیا پھر وضو کرکے نماز پڑھ لی۔ اب یاد آیا (کہ استنجا نہیں کیا تھا) تو؟ فرمایا: استنجا کرکے نماز کا اعادہ کرو۔ وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ ابن اذینہ روایت کرتے ہیں کہ ابو مریم انصاری نے بتایا۔ کہ حکم بن عتیبہ نے ایک دن پیشاب کرکے عمداً استنجا نہ کیا (اور وضو کرکے نماز پڑھ لی) میں نے یہ بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بتائی۔ آپؑ نے (یہ قصہ سن کر) فرمایا: اس نے بہت برا کیا ہے۔ اب اس پر واجب ہے کہ استنجا کرکے نماز کا اعادہ کرے۔ البتہ وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً)

۴۔ عمرو بن ابی نصر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے وضو کرکے نماز پڑھی۔ اور بعد میں یاد آیا کہ میں نے تو استنجا نہیں کیا تھا تو کیا میں اعادہ کروں؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے وضو کے اعادہ نہ کرنے پر محمول کیا ہے۔ نہ کہ نماز کے عدم اعادہ پر۔ کیونکہ نماز کا اعادہ تو بہرحال کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ خود اسی راوی کا بیان ابھی اوپر حدیث نمبر ۲ میں گزر چکا ہے اور اس سے اگلی روایت صادقیؑ میں جو دوبارہ وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو اسے جناب شیخ طوسیؒ نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ وہ شخص جہاں استنجا کرنا بھول گیا تھا۔ وہاں وضو کرنا بھی بھول گیا۔ اور بغیر وضو نماز پڑھ ڈالی۔ اس لئے اسے حکم دیا گیا کہ استنجاء اور وضو کرکے نماز کا اعادہ کرلے۔ (فتدبر)

---

[1] کیونکہ وضو باطنی کثافت کے ازالہ کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر بدن کے کسی حصہ پر کوئی نجاست لگی ہوئی ہو۔ جبکہ اعضاء وضو پاک ہوں تو وضو صحیح ہوگا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ سلمان بن خالد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص استنجا کرنا بھول جاتا ہے اور وضو کر لیتا ہے؟ فرمایا: وہ استنجا کر کے وضو کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔ نیز اسے تقیہ پر محمول کرنے کا بھی احتمال ہے۔ واللہ اعلم۔ نواقض وضو کی حصر والی حدیثیں بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آئندہ آداب تخلی اور نجاسات کے باب میں بھی اس قسم کی مزید کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

جس شخص کو مسلسل بول یا دائمی اسہال کی بیماری ہو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریز بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جس شخص کو یہ بیماری ہو کہ ہر وقت اس کے پیشاب یا خون کا قطرہ قطرہ نکلتا رہتا ہو۔ اسے چاہیئے کہ بوقت نماز لنگوٹی نما کپڑے میں کچھ کپاس رکھ کر اپنے عضو پر باندھ لے اور پھر ظہر و عصر کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ملا کر اس طرح پڑھے۔ کہ ظہر کو قدرے مؤخر کرے اور عصر کو مقدم کرے۔ اور اسی طرح مغرب و عشاء کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اس طرح ملا کر پڑھے کہ مغرب کو قدرے مؤخر کرے اور عشاء کو مقدم کرے۔ اور نماز صبح کے وقت بھی ایسا ہی کرے۔ (الفقیہ، تہذیب الاحکام)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ۔ ایک شخص پر پیشاب کا اس قدر غلبہ ہے کہ وہ اسے روک نہیں سکتا تو؟ (یعنی اسے بار بار پیشاب آتا ہے وہ کیا کرے؟) فرمایا: جب وہ اس کے روکنے پر قادر نہیں۔ تو خدا سب سے بہتر عذر قبول کرنے والا ہے نماز پڑھنے کے لئے لنگوٹی کس لے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جس شخص پر اسہال اس قدر غالب ہوں کہ وہ روک نہ سکے تو وہ وضو کر کے نماز شروع کرے۔ (اور اگر اثناء نماز میں دست خارج ہو جائے) تو پھر وضو کر کے وہیں سے شروع کرے۔ جہاں سے چھوڑی تھی۔ (وھکذا) یہاں تک کہ نماز مکمل کرے (اور بدستور سابق لنگوٹی[1] بھی باندھے)۔ (تہذیب الاحکام کذا فی الفروع)

---

[1] عالم ربانی ملا محسن فیض کاشانی لکھتے ہیں کہ اس لنگوٹی کو گویا جزو بدن سمجھا جائے گا کہ جب تک بول و براز اس کے اندر رہے گا تو یہی سمجھا جائے گا کہ گویا وہ اس کے جسم کے اندر ہے۔ اور جب اس سے باہر نکل آئے گا تو تب یہ متصور ہو گا کہ وہ بدن سے باہر آ گیا ہے۔ تب اسے پاک و صاف بھی کرنا پڑے گا۔ اور اس کی وجہ سے وضو بھی کرنا پڑے گا۔ (الوافی و توجیہ متین)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿ بیت الخلاء جانے کے احکام کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں پورے چالیس باب ہیں)

باب ۱

شرم گاہ کا ڈھانپنا واجب ہے اور یہ کہ سوائے حلال کے دوسرے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی شرم گاہ پر نظر کرنا حرام ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کسی مرد کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے (مسلمان) بھائی کی شرم گاہ پر نگاہ کرے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے "حدیث مناہی" میں فرمایا کہ جب کوئی شخص زمین کی اس فضاء (محیط) میں کسی جگہ غسل کرے۔ تو اسے چاہیئے کہ اپنے قابل ستر اعضاء (شرم گاہ وغیرہ) کے متعلق ڈرے (کہ کوئی ان پر نگاہ نہ کرے)۔ اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص تہمند باندھے بغیر حمام میں نہ جائے۔ اور آپ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص اپنے برادر مسلمان کی شرمگاہ پر نظر کرے۔ نیز فرمایا: جو شخص بغور اپنے برادر مومن کی شرم گاہ پر نظر کرے گا۔ اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کریں گے۔ اسی طرح عورت کی شرم گاہ پر نظر کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا: جو شخص اپنے کسی برادر مسلمان یا اپنی اھلیہ (اور مملوکہ) کے علاوہ کسی عورت کی شرمگاہ پر عمداً نظر ڈالے گا۔ تو خدا اسے ان منافقوں کے ساتھ جہنم میں داخل کرے گا جو لوگوں کے چھپے ہوئے عیب تلاش کرتے تھے اور وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک خدا اسے رسوا نہیں کرے گا۔ مگر یہ کہ اس (کار بد) سے توبہ کرے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ)

۳۔ نیز شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے خدا کے اس ارشاد کے بارے میں سوال کیا گیا کہ "**قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم الایہ**۔" (اے رسول مؤمن مردوں سے کہہ دو کہ وہ آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے) فرمایا: کتاب

اللہ میں جہاں بھی شرم گاہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے مراد زناکاری سے حفاظت ہے۔ سوائے اس آیت کے کہ یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ شرم گاہ کی اس طرح حفاظت کی جائے کہ کوئی شخص اس پر نظر نہ ڈال سکے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص حمام میں داخل ہو اور آنکھیں نیچی رکھے تاکہ برادر مومن کی شرم گاہ پر اس کی نظر نہ پڑے تو خداوند عالم اسے قیامت کے دن (دوزخ کے) گرم پانی سے (اپنی حفظ وامان میں رکھے گا)۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ جناب سید مرتضی (علم الھدیٰ) اپنے رسالہ محکم ومتشابہ میں بحوالہ تفسیر نعمانی اور وہ اپنے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے مذکورہ بالا آیت (**قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم الایہ**) کا مفہوم دریافت کیا گیا۔ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو وہ خود کسی برادر مومن کی شرمگاہ پر نظر کرے اور نہ ہی اسے اپنی شرم گاہ پر نظر کرنے کا موقع دے۔ پھر آپ سے دوسری آیت (**وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن الآیۃ**) کے متعلق پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان پر نظر کرتا ہے اس سے اپنی حفاظت کریں کیونکہ یہی نظر (بد) ہی زناکاری میں مبتلا ہونے کا باعث بنتی ہے۔ (رسالۃ المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد آداب حمام اور مقدمات نکاح میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

بوقت تخلی رو بقبلہ یا پشت بقبلہ ہونا حرام ہے اور جدھر سے ہوا چل رہی ہو ادھر منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ ہے ہاں البتہ مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنا مستحب[1] ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب علی بن ابراہیم قمی سے روایت کرتے ہیں اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک بار جناب ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دینے کے بعد جب باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام وہاں کھڑے ہیں جو ہنوز بالکل نوخیز بچے تھے۔ ابوحنیفہ نے ان سے کہا۔ نوجوان! اگر کوئی مسافر تمہارے

---

[1] مخفی نہ رہے کہ مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے کا یہ استحباب ان ممالک کے لوگوں کے لئے ہے جن کی مشرق ومغرب میں کعبہ واقع نہیں ہے۔ ورنہ جن کی مغرب میں کعبہ واقع ہے (جیسے ہم) یا جن کی مشرق میں کعبہ واقع ہے (جیسے یورپی ممالک) تو ان کے لئے اس سمت کی طرف منہ کرکے پیشاب کرنا حرام ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اس شہر میں آئے تو وہ رفع حاجت کہاں کرے؟ فرمایا مسجدوں کے دروازوں کے آگے والی جگہوں نہروں کے کناروں (پھل دار درختوں کے) پھل گرنے کے مقاموں اور مسافروں کی فرودگاہوں سے نیز رو بقبلہ اور پشت بقبلہ ہونے سے اجتناب کرے اور اپنا کپڑا بلند کرے (لوگوں کی نظروں سے چھپ جائے) پھر جہاں جی چاہے پیشاب کرے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن یحییٰ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ کہ پاخانہ پھرنے کی شرعی حد کیا ہے؟ فرمایا نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پشت اور نہ ہوا کی طرف منہ کرو اور نہ پشت۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، المقنع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے حدیث مناہی میں فرمایا جب تم بیت الخلاء میں داخل ہو تو قبلہ کی طرف منہ کرنے سے اجتناب کرو۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو نہ قبلہ کی طرف منہ ہو اور نہ پشت۔ البتہ مشرق و مغرب کی طرف رخ کر دے[1]۔ (التہذیب)

۵۔ محمد بن اسماعیل کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ ان کے مکان میں رو بقبلہ بیت الخلاء بنا ہوا ہے۔ اور سنا تو امامؑ فرما رہے تھے کہ جو شخص بھول کر یا غلطی سے رو بقبلہ ہو کر پیشاب کرنے لگے اور پھر اس اثنا میں اسے یاد آ جائے اور وہ کعبہ کے اکرام و احترام کی خاطر ادھر سے منہ پھیر لے۔ تو اس کے اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (ایضاً، کذا فی المحاسن عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ (چونکہ یہاں العیاذ باللہ امام کے قول و فعل میں تضاد کا وہم ہو سکتا ہے کہ وہ زبانی طور پر تو یہ فرما رہے ہیں مگر ان کا اپنا بیت الخلاء رو بقبلہ بنا ہوا تھا۔ تو اس لئے مؤلف علام اس کی چند قابل قبول توجیہات پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ یہاں کسی قسم کی کوئی باہمی منافات نہیں ہے کیوں؟ (۱) اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ امامؑ نے بنا بنایا ہوا مکان خریدا ہو۔ اور اس میں یہ بیت الخلاء اسی طرح بنا ہوا ہو۔ پھر اس کی اصلاح کیوں نہیں کی؟ ممکن ہے تازہ خریدا ہو۔ یا کسی اور وجہ سے اصلاح نہ کر سکے ہوں۔ (۲) ممکن ہے یہ مکان آپؑ کا اپنا نہ ہو بلکہ کسی کے مکان میں قیام پذیر ہوں۔ (۳) ممکن ہے کہ ظاہری طور پر اس طرح بنا ہوا ہو کہ رو بقبلہ نظر آئے مگر اندر بیٹھنے کی جگہ رو بقبلہ نہ ہو۔ (۴) ہو سکتا ہے کہ وہ غیر مستعمل ہو اور استعمال کے لئے کوئی اور بیت الخلاء موجود ہو جسے راوی نے نہ دیکھا ہو۔ (**الغرض اذا جاء الاحتمال بطل**

---

[1] عنوان باب کے ذیلی حاشیہ پر اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

الخیال) ورنہ امام معصومؑ کے متعلق کوئی مسلمان یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ اس کے قول وفعل میں اختلاف ہو۔۔۔۔؟
پھر مؤلف علام فرماتے ہیں (کہ عنوان میں جو یہ فرق ہے کہ قبلہ کی طرف منہ اور پشت کرنا حرام اور ہوا کی طرف منہ اور پشت کرنا مکروہ ہے۔ جبکہ حدیثوں میں الفاظ ایک جیسے استعمال ہوئے ہیں تو یہ اس لئے ہے) کہ ایک تو قبلہ کی عظمت وجلالت کا تقاضا بھی ہے دوسرے ہمارے اصحاب وعلماء کا عمل اسی طریقہ پر ہے اور تیسرے حدیثوں میں بڑی شدت وحدت سے اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے (جبکہ ہوا میں ایسی کوئی بات بھی نہیں ہے۔ کما ھو واضح من ان یخفیٰ) نیز آئندہ (اس سلسلہ کے باب ۵ او باب ۳۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

بول و براز کرتے وقت سر کا ڈھانپنا بلکہ سر کے ساتھ منہ ناک اور کان کا ڈھانپنا بھی مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تخلی کے وقت اگر سر کھلا ہوا ہو تو اس کو ڈھانپنا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے ایک سنت [1] ہے۔ (المقنعہ للشیخ المفیدؒ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تھے تو سر پر کپڑا ڈال لیتے تھے اور بہت آہستگی کے ساتھ یہ دعا پڑھتے تھے بسم اللہ وباللہ۔ الخ۔ (یہ مکمل دعا باب ۵ حدیث نمبر ۷ میں آرہی ہے انشاء اللہ)۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ جناب ابوذرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے نام اپنی وصیت میں فرمایا: اے ابوذرؓ! خدا سے شرم وحیا کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ میں جب بیت الخلاء میں جاتا ہوں۔ تو ان دو فرشتوں سے حیا کرتے ہوئے۔ جو میرے ہمراہ ہیں سر اور منہ پر کپڑا ڈال لیتا ہوں (پھر فرمایا) اے ابوذرؓ! کیا جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو؟ عرض کیا ہاں آپ پر میرے ماں باپ قربان! فرمایا: (تین کام کرو) (۱) آرزو کم کرو۔ (۲) موت کو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھو۔ (۳) اور خدا سے اس طرح شرم وحیا کرو جس طرح شرم وحیا کرنے کا حق ہے۔

(آمالی شیخ طوسیؒ)

---

[1] تاکہ دل ودماغ تک بدبو نہ پہنچنے پائے۔ اور وہ اس سے متاثر نہ ہو۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴

پیشاب و پاخانہ پھرتے وقت لوگوں سے دور ہونا اور ستر پوشی کا بہت اہتمام کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹا! جب کسی گروہ کے ساتھ سفر کرو (ہر کام میں) ان سے بہت زیادہ مشورہ کرو۔ اور جب رفع حاجت کرنا چاہو۔ تو بہت دور جا کر کرو۔ (الفقیہ، المحاسن للبرقیؒ)

۲۔ علامہ طبرسیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جناب لقمانؑ کو جو (منجانب اللہ) حکمت و دانائی عطا کی گئی تھی تو وہ (ان کے) حسب و نسب، مال و منال یا ان کی جسمانی طاقت و قوت یا ان کے کسی حسن و جمال کی بنا پر نہیں تھی بلکہ (اس وجہ سے دی گئی تھی کہ) وہ اللہ کے معاملہ میں قوی تھے، اللہ کی خاطر حرام سے اجتناب کرنے والے اور (تفکر و تدبر کی وجہ سے) بہت خاموش طبع آدمی تھے اور کبھی کسی شخص نے ان کو بول و براز اور غسل کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ اس معاملہ میں انتہائی تحفظ اور ستر پوشی سے کام لیتے تھے۔۔۔۔ اس لئے ان کو حکمت اور فیصلہ کرنے کی قدرت و قوت عطا کی گئی۔۔۔۔ (تفسیر مجمع البیان)

۳۔ شہید ثانیؒ اپنے رسالہ شرح نفلیہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بول و براز کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (یعنی وہ آبادی اور لوگوں سے بہت دور جا کر کرتے تھے)۔ (شرح نفلیہ)۔

۴۔ نیز جناب موصوف اسی رسالہ میں آنحضرت سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پاخانہ کرنا چاہے۔ اسے لوگوں سے چھپ کر کرنا چاہیئے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ علی بن عیسیٰ اربلی باسناد خود جنید (جندب) بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب ہم نے نہروان کے مقام پر (جنگ نہروان کے لئے) رحل اقامت ڈالا تو میں نے صفوں سے آگے نکل کر زمین میں نیزہ گاڑا اور اس پر اپنی ڈھال رکھ کر دھوپ سے بچنے کا بندوبست کیا۔ پس میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت امیر علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور فرمایا: اے ازدی! کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں پھر (ایک کوزہ نما) چمڑے کا برتن (جس میں پانی تھا) ان کو پیش کیا۔ وہ اسے لے کر اتنے دور نکل گئے۔ کہ میں ان کو دیکھ نہ سکا۔ جب فارغ ہو کر واپس تشریف لائے۔ تو میرے ساتھ ڈھال کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ الخ۔۔۔۔ (کشف الغمہ اربلی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۱۵ میں) بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

بیت الخلاء میں بسم اللہ، اعوذ باللہ پڑھنے نیز داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت نیز فراغت کے وقت اور پانی پر نظر ڈالتے وقت اور وضو کرتے وقت کی منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ فرمارہے تھے کہ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے لگو۔ تو یہ دعا پڑھو: **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الرِّجْسِ النَّجِسِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ** ۔اور جب نکلنے لگو تو یہ دعا پڑھو: **بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِنَ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ وَاَمَاطَ عَنِّی الْاَذٰی** ۔اور جب استنجا کرنے لگو تو یہ دعا پڑھو: **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ** ۔(الفروع والتہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ اماموںؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھو: **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ** ۔ اور جب فارغ ہو چکو تو یہ دعا پڑھو: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِنَ الْبَلَاءِ وَاَمَاطَ عَنِّی الْاَذٰی** ۔

(تہذیب الاحکام)

۳۔ عبداللہ بن میمون القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی بیت الخلاء سے نکلے تو تین بار یہ دعا پڑھے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ لَذَّتَهٗ وَ اَبْقٰی قُوَّتَهٗ فِیْ جَسَدِیْ وَ اَخْرَجَ عَنِّیْ اَذَاهُ يَالَهَا نِعْمَةً** ۔(ایضاً)

۴۔ حسن بن علی اپنے آباء کے سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کوئی شخص پیشاب کے لئے تہبند اٹھائے تو کہے: "**بسم اللہ**" (اس کی برکت سے) شیطان اپنی آنکھیں نیچی کر لیتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ اَمِطْ عَنِّی الْاَذٰی وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ** ۔

اور جب براز کے لئے بیٹھ جاتے تو یہ پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْقَذٰی وَالْاَذٰی وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۔ اور جب پیٹ میں کچھ تکلیف محسوس کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ کَمَا اَطْعَمْتَنِیْهِ طَیِّباً فِی عَافِیَةٍ فَاَخْرِجْهُ مِنِّی خَبِیْثاً فِی عَافِیَةٍ ۔(الفقیہ)

۶۔ نیز فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو اس وقت یہ دعا پڑھتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَافِظِ الْمُؤَدِّیْ ۔ اور جب باہر نکلتے تو پیٹ پر ہاتھ بھی پھیرتے تھے اور یہ دعا بھی پڑھتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَخْرَجَ عَنِّیْ اَذَاهُ وَاَبْقٰی فِیَّ قُوَّتَهُ فَیَالَهَا مِنْ نِعْمَةٍ لاَ یَقْدِرُ الْقَادِرُوْنَ قَدْرَهَا ۔(ایضاً)

۷۔ نیز روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو سر منہ اور ناک ڈھانپ لیتے تھے اور آہستہ آہستہ یہ دعا پڑھتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبِّ اَخْرِجْ عَنِّی الْاَذٰی بِغَیْرِ حِسَابٍ وَاجْعَلْنِیْ لَکَ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ فِیْمَا تَصْرِفُهُ عَنِّیْ مِنَ الْاَذٰی وَالْغَمِّ الَّذِیْ لَوْ حَبَسْتَهُ عَنِّیْ هَلَکْتُ لَکَ الْحَمْدُ اِعْصِمْنِیْ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذِهِ الْبُقْعَةِ وَاَخْرِجْنِیْ مِنْهَا سَالِماً وَحُلْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ طَاعَةِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔(ایضاً)

۸۔ نیز سعد بن عبداللہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جس شخص کو نماز میں بہت سہو و نسیان ہوتا ہو وہ (اس کے دفعیہ کے لئے) جب بیت الخلاء میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔(ایضاً)

۹۔ ابو اسامہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور شیطان رجیم سے پناہ مانگو اور جب فارغ ہو جاؤ تو کہو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَخْرَجَ مِنِّیْ مِنَ الْاَذٰی فِیْ یُسْرٍ وَ عَافِیَةٍ ۔(الفروع وعلل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پانی پر نگاہ ڈالتے وقت پڑھنے کی دعا (وضو کے باب ۱۶ میں) بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

بوقت تخلی لوگوں سے کلام کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تخلی کے وقت جب تک کہ آدمی فارغ نہ ہو جائے تب تک کسی کی بات کا جواب دینے یا کسی

سے کلام کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (التہذیب، العلل، العیون، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ تخلی کے وقت کسی سے بات نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص بوقت تخلی کلام کرتا ہے اس کی حاجت بر آری نہیں ہوتی۔ (العلل، الفقیہ)

باب ۷

بوقت تخلی آیت الکرسی کی تلاوت کرنا مکروہ نہیں ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس توراۃ میں لکھا ہے جس میں کسی قسم کی کوئی تحریف اور تبدیلی نہیں ہوئی۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا۔ اے میرے معبود! مجھے کچھ ایسے حالات بھی پیش آتے ہیں کہ جن میں میں تیری ذات کو اس سے بہت اجل وارفع سمجھتا ہوں کہ تیرا ذکر کروں (جیسے بیت الخلاء؟) ارشاد قدرت ہوا: اے موسیٰ! میرا ذکر کرنا ہر حال میں اچھا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا: اگرچہ تم پیشاب کر رہے ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ خدا کا ذکر کرنا ہر حال میں اچھا ہے لہٰذا خدا کے ذکر سے دل گرفتہ نہ ہوا کرو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! مال و دولت کی کثرت پر نہ اتراؤ۔ اور کسی حالت میں بھی میرا ذکر ترک نہ کرو۔ کیونکہ مال کی کثرت گناہوں کو بھلا دیتی ہے اور میرے ذکر کا ترک کرنا دلوں کو سخت کر دیتا ہے۔ (العلل، الفروع، الخصال)

۴۔ داؤد بن سلمان الفرا حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب جناب موسیٰؑ نے (کوہ طور پر) خدا سے مناجات کی تو بارگاہ ایزدی میں عرض کیا۔ اے پروردگار! (مجھے بتا) آیا تو دور ہے تاکہ تجھے ندا دوں۔ یا تو قریب ہے تاکہ (تجھ سے راز و نیاز کی) آہستہ بات کروں۔۔۔؟ خدا نے ان کو وحی فرمائی۔ (کہ اے موسیٰ) جو شخص میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشیں ہوتا ہوں جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ! بعض اوقات میں ایسی حالت میں ہوتا ہوں کہ میں تجھے اس سے بہت ارفع و اعلیٰ جانتا ہوں۔

کہ اس حال میں تیرا ذکر کروں تو؟ ارشاد قدرت ہوا: اے موسیٰ! تم ہر حالت میں میرا ذکر کرو۔

(کتاب التوحید، الفقیہ، عیون الاخبار)

۵۔ زرارہ و محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا حائض اور جنب آدمی قرآن کی تلاوت کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں جس قدر چاہیں سوائے (واجبی) سجدہ (والی چار سورتوں کے) علاوہ بریں وہ ہر حال میں خدا کا ذکر بھی کر سکتے ہیں۔ (التہذیبین)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا بیت الخلاء میں خدا کی تسبیح و تقدیس اور قرآن کی تلاوت کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: بیت الخلاء میں آیت الکرسی، اللہ کی حمد اور ایک آیت (یعنی الحمد للہ رب العالمین) (کما فی الفقیہ) سے زیادہ کی رخصت نہیں ہے۔ (التہذیب۔ والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے زیادہ مکروہ ہے۔ یعنی اس کا ثواب کم ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی گزر چکا ہے اور آئندہ بھی آئے گا۔ کہ اس سے زائد کی تلاوت یقیناً جائز ہے۔ (حرام نہیں ہے)۔۔۔۔۔ (لہٰذا لامحالہ اس مناہی کو کراہت پر محمول کرنا پڑے گا)

۷۔ عبید اللہ بن علی الحلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا نفاس و حیض والی عورت اور جنب آدمی اور وہ شخص جو پاخانہ کر رہا ہو۔ قرآن کی تلاوت کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں جس قدر چاہیں۔ (التہذیبین)

۸۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد (امام زین العابدین علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی آدمی بیت الخلاء میں ہو۔ اور اسے چھینک آ جائے۔ تو چاہیئے کہ اسی حالت میں آہستگی سے خدا کی حمد کرے۔ (یعنی الحمد للہ پڑھے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۸ میں نیز باب قراءۃ القرآن میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

بیت الخلاء میں اذان کی حکایت کرنا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اے محمد بن مسلم! کسی حال میں بھی خدا کا ذکر ہرگز ترک نہ کرو۔ اور اگر تم بول و براز کر رہے ہو۔ اور آذان کی آواز سنو۔ تو تم بھی وہی کلمات دہراؤ۔ جو مؤذن کہہ رہا ہے۔(الفقیہ۔العلل)

۲۔ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی ایسی ہی حدیث روایت کی ہے اور اس کے آخر میں امام علیہ السلام نے جناب موسیٰ بن عمران والا مذکورہ بالا قصہ (جو باب ۷ میں گزر چکا ہے) بیان کر کے اس بات کا جواز ثابت کیا ہے۔ کہ خدا کا ذکر ہر حال میں اچھا ہے۔(علل الشرائع)

۳۔ سلیمان بن مقبل المدینی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اگرچہ آدمی بول و براز ہی کر رہا ہو۔ لیکن جب آذان کی آواز سنے تو اس کے لئے (شرعاً) انہی کلمات کا دہرانا مستحب ہے؟ فرمایا اس لئے کہ اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ میں جو حدیثیں کلمات اذان کے دہرانے کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ چونکہ مطلق ہیں لہذا وہ اپنے اطلاق کی وجہ سے اس حالت کو بھی شامل ہیں۔ کما لا یخفی۔

باب ۹

نماز کے لئے (کپڑے اور بدن سے) ظاہری نجاسات کا زائل کرنا اور استنجاء کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نماز نہیں ہوتی مگر طہارت کے ساتھ! (پھر فرمایا) براز کے استنجا کے لئے تو تین پتھر (یا ڈھیلے) بھی کافی ہیں (پانی لازم نہیں ہے) مگر پیشاب کے لئے پانی لازمی ہے۔۔۔۔۔(التہذیبین)

۲۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک آدمی کو نماز پڑھتے وقت یہ بات یاد آتی ہے کہ اس نے استنجاء نہیں کیا تھا؟ فرمایا: نماز توڑ دے اور جا کر استنجاء کرے۔ پھر نماز کا اعادہ

کرے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنی بعض ازواج کو حکم دیا کہ تم مؤمنین کی عورتوں سے کہو کہ وہ استنجا کیا کریں اور وہ بھی مبالغہ کے ساتھ کیونکہ ایسا کرنے سے ایک تو مقعد کے کنارے خوب صاف ہوتے ہیں دوسرے اس سے بواسیر کی بیماری دور ہوتی ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حضرت امیر علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے (ڈھیلوں سے) استنجا کرنا چاہے۔ تو اسے چاہیئے کہ طاق ڈھیلے استعمال کرے (جیسے تین' پانچ روایات ھکذا)۔ (التہذیب)

۵۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ وہ وضو جو خدا نے ان بندوں پر فرض کیا ہے جو بول و براز کر کے آئیں (وہ کس طرح ہے؟) فرمایا پہلے تو بول و براز والے مقام کو دھوئیں (استنجا کریں) پھر دو دو بار اعضاء وضو کو دھوئیں۔ (ایضاً)

باب ۱۰

جو شخص استنجاء کرنا بھول جائے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے پاخانہ کا استنجا تین ڈھیلوں سے تو کیا۔ مگر پانی سے استنجا کرنا بھول گیا۔ اور وضو کر کے نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا۔ فرمایا: اگر تو اس نماز کا وقت باقی ہے تو وضو اور نماز کا اعادہ کرے۔ اور اگر نماز کا وقت گزر چکا ہے تو پھر پڑھی ہوئی نماز کافی ہے۔ البتہ آنے والی نماز کے لئے وضو کرے۔ (التہذیبین)

(قبل ازیں چونکہ نواقض وضو کے باب ۱۸ میں بالتفصیل یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے کہ اس صورت میں صرف استنجاء کر کے نماز کا اعادہ واجب ہے۔ وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر یہاں ایک تو نماز اور وضو دونوں کے اعادہ کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔۔ دوسرا آئندہ نماز کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے ایسا کیوں ہے؟ اس سلسلہ میں)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں وضو اور نماز کا اعادہ استحباب پر محمول ہے اور آئندہ وضو کرنے سے مراد استنجا ہے۔ کیونکہ لفظ وضو کا "استنجا" پر بھی اطلاق ہوتا رہتا ہے واللہ العالم۔

۲۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر کوئی شخص براز کا استنجا کرنا بھی بھول جائے اور (وضو کر کے) نماز پڑھ لے۔ تو وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔ (التہذیبین)

مؤلف علام (اس کی توجیہ کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس لئے نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس شخص نے ڈھیلوں سے استنجا کرلیا ہو مگر پانی سے کرنا بھول گیا تھا۔۔۔۔ یا پھر یہ مفہوم ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو گیا ہو۔ (کہ بنابریں قضاء لازم نہیں ہے کما تقدم)

۳۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص استنجا کرنا بھول جائے (اور وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے) اور اثناء نماز میں اسے یاد آئے کہ اس نے استنجا نہیں کیا تو؟ فرمایا: نماز چھوڑ دے اور استنجاء کر کے نماز کا اعادہ کرے۔ اور اگر نماز سے فارغ ہو چکنے کے بعد یہ بات یاد آئے تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب، سرائر، قرب الاسناد)

(حالانکہ اصولاً تو اسے اس صورت میں بھی نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے؟ اس کی توجیہ کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب اس نماز کا وقت ختم ہو جائے۔ (وھو فی محلہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ جب تم پاخانہ کرنے جاؤ اور فارغ ہونے کے بعد پانی نہ بہاؤ یعنی استنجا کرنا بھول جاؤ اور وضو کر کے نماز پڑھ لو۔۔۔ تو تم پر نماز کا اعادہ لازم ہے۔ اور اگر تم نے پانی تو بہایا (مقعد کا استنجا کیا) مگر عضو مخصوص کو دھونا (یعنی پیشاب کا استنجاء کرنا) بھول گئے۔ اور (وضو کر کے) نماز پڑھ لی۔ تو تم پر وضو اور نماز کا اعادہ اور عضو خاص کا دھونا لازم ہے کیونکہ پیشاب کا استنجا کرنا بھی پاخانہ کی طرح ضروری ہے۔ (الفروع۔ علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (وضو کے اعادہ کی بابت سابقاً بیان ہو چکی ہے کہ (یہ) استحباب پر محمول ہے) نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (نواقض وضو کے باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ نجاسات کے باب میں آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

مرد کے لئے استنجاء کرنے سے پہلے استبراء کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن حجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص رات کو پیشاب کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ شاید اسے پیشاب لگ گیا ہے؟ مگر اسے

لیکن کالقین نہیں ہے تو کیا اس کے لئے یہ کافی ہے کہ صرف اپنے مخصوص عضو پر پانی ڈال لے اور استبراء نہ کرے؟ فرمایا: جس جگہ پیشاب کا لگنا ظاہر ہے اس جگہ کو تو (باقاعدہ طور پر) دھوئے۔ اور بدن یا کپڑے کی جس جگہ پر پیشاب کے لگنے کا صرف شک ہے اس پر صرف پانی چھڑک دے اور استنجاء کرنے سے پہلے استبراء کرے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ صاحب منتقی الجمان نے کہا ہے کہ یہاں "تنشف" سے مراد استبراء اور "وضوء" سے مراد استنجاء[1] ہے۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی پیشاب کرتا ہے مگر اس کے پاس (استنجاء) کے لئے پانی نہیں ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ (استبراء کرتے ہوئے) عضو مخصوص کو اس کی اصل سے لے کر سر حشفہ تک تین بار دبائے۔ پھر سر حشفہ کو جھٹک دے (اور پھر سر حشفہ کو کسی چیز سے خشک کرلے) پھر اس کے بعد اگر کوئی رطوبت خارج ہو تو وہ پیشاب نہیں ہے بلکہ پشت کی رگوں میں سے ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ استنجاء کی حدیثوں میں یہ بات آئے گی کہ استبراء کا ترک کرنا جائز ہے اور پہلے (باب ۱۳ از نواقض وضو) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ مستحب ہے (نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح استنجاء کرنا واجب ہے اسی طرح استبراء کرنا واجب نہیں ہے)۔

باب ۱۲

مجبوری کے سوا دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا اور اسی طرح پیشاب کرتے وقت دائیں ہاتھ سے عضو مخصوص کا چھونا مکروہ ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے کہ کوئی آدمی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا ظلم ہے۔ (ایضاً)

---

[1] ہم نے اسی کی بناء پر ترجمہ کیا ہے اور اگر "تنشف" سے مقام پیشاب کا کسی چیز سے خشک کرنا مراد لیا جائے جیسا کہ صاحب وافی نے لیا ہے تو پھر اس روایت کا اس عنوان والے موضوع سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ غور کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب بائیں ہاتھ میں کچھ تکلیف ہو تو پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آدمی پیشاب کرنے لگے تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے عضو مخصوص کو نہ چھوئے۔ (الفقیہ)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بغیر کسی بیماری کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے نیز دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا بھی ظلم ہے۔ (خصال شیخ صدوقؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (باب ۱۷ میں) جہاں وہ حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت کرتی ہیں جس میں کوئی ایسی ـــــــ انگوٹھی ہو جس پر خدا کا نام یا کوئی اور مقدس نام کندہ ہو۔ وہاں کچھ ایسی حدیثیں بھی بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

استنجاء میں واجب صرف اس قدر ہے کہ عین نجاست زائل ہو جائے اور محل صاف آجائے باقی بو کا زائل کرنا لازم نہیں ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن المغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا استنجاء کرنے کی کوئی حد مقرر ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس جگہ کو (عین نجاست سے) صاف کر دے! راوی نے عرض کیا۔ صرف اس جگہ کو صاف کر دے خواہ بو باقی رہ جائے؟ فرمایا: ہاں بو کو مد نظر نہیں رکھا جائے گا۔ (الفروع، والتہذیب)

۲۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہیں استنجاء کرنے اور اس مقام کو دھونے کے لئے اتنا پانی کافی ہے جو دائیں کف دست کو پر کر دے (یا دوسرے نسخے کے مطابق صرف اسے تر کر دے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ آئندہ بھی (باب ۳۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

پہلے مقعد کا پھر ذکر کا استنجاء کرنا مستحب ہے اور عورتوں کے لئے اس سلسلہ میں مبالغہ کرنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کوئی شخص استنجاء کرنا چاہے تو آیا مقعد سے ابتداء کرے یا ذکر سے؟ فرمایا: مقعد سے ابتداء کرے بعد ازاں ذکر کا استنجا کرے۔ (الفروع۔ والتہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۹ میں) وجوب استنجاء کے ضمن میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس سلسلہ میں عورتوں کے لئے مبالغہ کرنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔ فراجع۔

باب ۱۵

بوقت تخلی کنوؤں اور نہروں کے کناروں، راستوں، گھروں کے دروازوں پر اور پھلدار درختوں کے نیچے بیٹھنا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عاصم بن حمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ مسافر لوگ کہاں پیشاب کریں؟ فرمایا: نہروں کے کناروں، شارع عام، پھلدار درختوں کے نیچے اور تمام ایسے مقامات جہاں پیشاب کرنے پر لعنت کی جاتی ہے سے اجتناب کریں (اور پھر جہاں جی چاہے کریں) عرض کیا گیا وہ لعنت والے مقامات کون سے ہیں؟ فرمایا: گھروں کے دروازے۔ (الفروع۔ التہذیب۔ الفقیہ۔ معانی الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے شیریں پانی والے کنویں یا شیریں پانی والی نہر کے کنارے پر یا اس پھلدار درخت کے نیچے جس پر پھل موجود ہو۔ پاخانہ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (التہذیب۔ الخصال)

۳۔ ابراہیم بن ابو زیاد کرخی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین (برے) کام ایسے ہیں کہ جو شخص بھی وہ کام کرے گا۔ وہ ملعون سمجھا جائے گا۔ (۱) جہاں مسافر اترتے ہیں اس سایہ کے نیچے پاخانہ کرے۔ (۲) جو اس مباح پانی سے لوگوں کو روکے جہاں سے باری باری سب لوگ فائدہ اٹھاتے

ہیں۔ (۳) جو شارع عام کو مسدود کردے یعنی لوگوں کو اس پر چلنے سے روکے۔ (التہذیب۔ الفروع۔ سرائر۔ الفقیہ)

۴۔ جناب احمد بن علی الطبرسی روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ابو حنیفہ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ جبکہ وہ ہنوز نوخیز بچے تھے۔ اے نوجوان! مسافر تمہارے شہر میں کہاں قضاء حاجت کرے؟ فرمایا: (۱) کسی دیوار کی اوٹ میں چھپ جائے۔ (۲) پڑوسیوں کی آنکھوں سے بچے۔ (۳) نہروں کے کناروں سے۔ (۴) پھلدار درختوں کے جہاں پھل گرتے ہوں ان مقاموں سے اجتناب کرے۔ مزید برآں نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ ادھر پشت کرے۔ پھر جہاں جی چاہے قضاء حاجت کرے۔ (الاحتجاج للطبرسی)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے کہ کوئی مسلمان شخص کسی پھلدار درخت یا کھجور کے نیچے بیت الخلاء بنائے (یا وہاں پاخانہ کرے) کیونکہ وہاں وہ فرشتے موجود ہوتے ہیں جن کی وہاں ڈیوٹی ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: فرشتوں کی اسی حاضری و حضوری کی وجہ سے تو یہ درخت یا کھجور جبکہ پھلدار ہوں انس و محبت کا باعث ہوتے ہیں۔ (الفقیہ۔ العلل)

۶۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ سب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام اپنے وصیت نامہ میں فرمایا کہ جاری نہر کے کنارے پر، پھلدار درخت یا کھجور کے نیچے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ عبداللہ بن الحسن اپنے والد حسن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے امت (مسلمہ) خداوند عالم نے تمہارے لئے چوبیس خصلتیں مکروہ قرار دی ہیں۔ اور تمہیں ان سے روکا[1] ہے (منجملہ ان کے) اس نے مکروہ

---

[1] یہ پوری حدیث چونکہ بڑی مفید ہے مگر مؤلف علام نے اس کا صرف ایک ٹکڑا یہاں درج کیا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی افادیت کے پیش نظر یہاں پوری حدیث کا ترجمہ پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں: "خدا نے تمہارے لئے ناپسند کیا ہے (۱) نماز میں بے جا حرکات کرنے کو۔ (۲) صدقہ دے کر احسان جتانے کو۔ (۳) قبروں کے درمیان ہنسنے کو۔ (۴) لوگوں کے گھروں میں جھانکنے کو۔ (۵) عورتوں کی شرمگاہوں پر نظر کرنے کو کہ یہ بات اندھے ہونے کا سبب ہے۔ (۶) مجامعت کے وقت کلام کرنے کو جو مولود کے گونگے پن کا باعث ہوتی ہے۔ (۷) عشاء سے پہلے سونے کو۔ (۸) عشاء کے بعد باتیں کرنے کو۔ (۹) زیر آسمان بغیر چادر غسل کرنے کو۔ (۱۰) زیر آسمان مباشرت کرنے کو۔ (۱۱) بغیر تہمند باندھے نہروں میں داخل ہونے کو۔ کیونکہ نہروں میں فرشتے رہتے ہیں۔ (۱۲) بغیر تہمند کے حمام میں داخل ہونے کو۔ (۱۳) نماز صبح میں اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنے کو۔ یہاں تک کہ نماز ادا ہو جائے۔ (۱۴) سمندر کی مد (طغیانی) کے وقت کشتی میں سوار ہونے کو۔ (۱۵) اس مکان کی چھت پر سونے کو جس کے ارد گرد منڈیر نہ ہو۔ (۱۶) کسی مکان میں تنہا سونے کو۔ (۱۷) حیض میں مقاربت کرنے کو۔ فرمایا: اگر ایسا کرے اور پھر بچہ مجذوم و مبروص پیدا ہو تو پھر اپنے سوا کسی کی ملامت نہ کرے۔ (۱۸) جب تک درمیان میں ایک ہاتھ کا فاصلہ نہ ہو کوڑھی سے بات کرنے کو۔ فرمایا: کوڑھی سے اس طرح دور بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (۱۹) (۲۰) (یہاں پر وہ دو جملے ہیں جو متن میں مذکور ہیں) (پھر فرمایا) (۲۱) سوتے وقت جوتا پہنے کو۔ (۲۲) اندھیرے گھر میں بغیر چراغ یا آگ یا روشنی کے داخل ہونے کو۔ (۲۳) حالت نماز میں مقام سجدہ پر پھونک مارنے کو۔۔۔۔۔ (من لا یحضرہ الفقیہ) مخفی نہ رہے کہ یہاں مکروہ سے صرف اصطلاحی مکروہ مراد نہیں۔ بلکہ اس کے وہ عمومی اور لغوی معنی مراد ہیں جو حرام کو بھی شامل ہیں۔ (کما لا یخفی علی الناظر الخبیر)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

قرار دیا ہے کہ کوئی شخص جاری نہر کے کنارے پیشاب کرے یا پھلدار درخت یا پھلدار کھجور کے نیچے پاخانہ پھرے۔ الحدیث۔ (الفقیہ۔ الآمالی)

۸۔ شیخ صدوقؒ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمائۃ (چار سو احکام و نواہی والی حدیث کے ضمن میں) فرمایا کہ شارع عام پر بول و براز نہ کرو۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

قبر پر اور قبروں کے درمیان پاخانہ کرنا نیز اس کے کرنے میں جلد بازی کرنا مکروہ ہے نیز دوسرے چند مکروہات کا بیان

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص قبر پر پاخانہ کرے یا کھڑے ہو کر پیشاب کرے یا کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرے یا ایک جوتا پہن کر چلے یا کھڑے ہو کر پانی پیے (رات کے وقت) یا کسی مکان میں تنہا شب باشی کرے یا ہاتھ (یا بدن) پر چربی (یا چربی کی قسم کی کوئی چیز) لگا کر سو جائے (جس کی وجہ سے حشرات الارض چمٹ سکتے ہوں) اور پھر ان حالات میں اسے شیطان کی طرف سے کوئی ایسی تکلیف جنون وغیرہ لاحق ہو جائے جو بغیر مشیت ایزدی دور نہ ہو ۔۔۔۔۔ (تو سوائے اپنے اور کسی کی ملامت نہ کرے۔ پھر فرمایا) شیطان سب سے زیادہ انسان کے قریب اسی وقت ہوتا ہے جب وہ ان مذکورہ بالا حالات میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین کام ایسے ہیں جن کے کرنے سے جنون و دیوانگی کا اندیشہ ہوتا ہے (۱) قبروں کے درمیان پاخانہ کرنا۔ (۲) صرف ایک پاؤں میں موزہ پہن کر چلنا۔ (۳) تنہا سونا۔ (الفروع، الخصال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمائۃ میں فرمایا: (۱) جب کوئی شخص کھانا کھا رہا ہو۔ تو باطمینان فارغ ہونے سے پہلے (۲) یا کوئی شخص پاخانہ پھر رہا ہو تو اس کی آرام فراغت سے پہلے اسے جلدی کرنے پر مجبور نہ کرو۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعد ازیں (ج ۲ باب ۴۰ از ستاکن میں) بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مقصود پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

اس ہاتھ سے استنجاء کرنا جس میں کوئی ایسی انگوٹھی ہو جس پر خدا کا نام کندہ ہو یا بول و براز کرتے یا مجامعت کرتے وقت اس کا پہنے رکھنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے اور یہی حکم اس انگوٹھی کا ہے جس پر قرآن کی کوئی آیت کندہ ہو اور یہی حکم اس درہم و دینار کا ہے جس پر خدا کا نام کندہ ہو

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بیت الخلاء میں داخل ہوتا ہوں۔ جبکہ میرے ہاتھ میں کوئی ایسی انگوٹھی ہوتی ہے کہ جس پر خدا کے ناموں میں سے کوئی (مقدس) نام کندہ ہوتا ہے تو؟ فرمایا اس حال میں داخل نہ ہو۔ اور نہ ہی اس حالت میں مجامعت کرو۔ (الفروع)

۲۔ حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں استنجاء کرتے تھے کہ انگوٹھی ان کی انگلی میں ہوتی تھی اور یہ کہ حضرت امیر علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تھے؟ حالانکہ آنحضرت کی انگوٹھی کا نقش تھا "محمد رسول اللہ"۔۔۔۔۔۔ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: ہاں راویوں نے سچ کہا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا تو پھر ہمیں بھی ایسا کرنا چاہیے؟ فرمایا: (نہ۔ کیونکہ) وہ حضرات انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے (جبکہ استنجاء بائیں ہاتھ سے کیا جاتا ہے) مگر تم تو بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہو۔ اس لئے تم ایسا نہیں کر سکتے۔ (الفروع)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جس شخص کے (بائیں) ہاتھ میں کوئی ایسی انگوٹھی ہو جس پر خدا کا نام کندہ ہو۔ تو اسے چاہیے کہ بیت الخلاء میں اسے تبدیل کرلے (دائیں ہاتھ میں پہن لے)۔ (ایضاً الخصال)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب آدمی اس درہم و دینار کو ہاتھ نہ لگائے جس پر خدا کا نام کندہ ہو۔ اور اس وقت استنجاء نہ کرے کہ جب اس کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی ہو۔ جس پر خدا کا نام لکھا ہو۔ اور نہ ہی اس حالت میں مجامعت کرے جبکہ اس کے ہاتھ میں کوئی ایسی انگوٹھی ہو اور نہ ہی

اس حال میں بیت الخلاء کے اندر رہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ ابوالقاسم یعنی معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک آدمی بیت الخلاء میں جانا چاہتا ہے جبکہ اس کے بدن پر (یعنی اس کے ہاتھ میں) ایسی انگوٹھی ہے جس پر خدا کا نام کندہ ہے تو؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ پھر عرض کیا اور اگر ایسی انگوٹھی ہو جس پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی کندہ ہو تو؟۔۔۔ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ آدمی ایسی انگوٹھی پہن کر صرف بیت الخلاء میں جا سکتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایسی انگوٹھی (بائیں ہاتھ میں پہن کر) اس سے استنجا بھی کر سکتا ہے۔ (معاذ اللہ)

۶۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس بات کو ناپسند فرمایا ہے کہ کوئی شخص سفید رنگ کا درہم ہمراہ لے کر بیت الخلاء میں داخل ہو مگر یہ کہ وہ کسی تھیلی میں بند ہو۔ (التہذیب)

۷۔ وھب بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کی انگوٹھی کا نقش تھا "**العزة لله جميعا**" وہ ان کے بائیں ہاتھ میں ہوتی تھی جس سے وہ استنجا کرتے تھے۔ اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش تھا "**الملك لله**" اور یہ انگوٹھی ان کے بائیں ہاتھ میں تھی جس سے وہ استنجا کرتے تھے۔ (التہذیبین۔ وقرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ روایت یا تو تقیہ پر محمول ہے۔ کیونکہ یہ مخالفین کے مذہب کے موافق ہے اور اس کا راوی غیر شیعہ ہے۔ اور یا اس بات پر محمول ہے کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔ بلکہ صرف مکروہ ہے اور ہر مکروہ جائز ہوتا ہے[1]۔

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی اس حالت میں مجامعت کرتا ہے یا بیت الخلاء میں جاتا ہے کہ اس کے بدن پر

---

[1] اس سے وہ تاویل بہتر ہے جو سرکار ملا محسن فیض کاشانیؒ نے الوافی میں اس روایت کی کی ہے کہ اس روایت کا راوی (وھب بن وھب) عامی المذہب ہے (اور اس کے ساتھ ساتھ کذاب بھی ہے ملاحظہ ہو رجال ابوعلی حائری ص ۱۹۱ و جامع الرواۃ ج ۲ ص ۳۰۲ طبع ایران) اور جس روایت کے نقل کرنے میں وہ منفرد ہو وہ روایت متروک العمل ہوتی ہے لہٰذا یہ روایت ناقابل اعتماد ہے اور شان امامؑ کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے۔ الغرض اگر اسے مکروہ بھی سمجھا جائے تو امامؑ کی شان اس سے بھی بہت بلند ہے کہ وہ فعل مکروہ کا ارتکاب کریں۔ نیز یہ روایت دوسری ان روایات کے بھی منافی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ حضرات اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کوئی ایسی انگوٹھی ہے جس پر کوئی ذکر خدا یا قرآن کی کوئی آیت کندہ ہے آیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ فرمایا: نہ۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۸

جو شخص بیت الخلاء میں داخل ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ اس حالت میں ان باتوں کو یاد کرے جو عبرت، تواضع، زہد اور فعل حرام کو ترک کرنے کا باعث ہوں

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ہر بندہ کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس کی گردن کو خم کرتا ہے تاکہ وہ اپنا براز دیکھے۔ پھر اس سے کہتا ہے اے فرزند آدمؑ! یہ ہے تیرا رزق (اور اس کا انجام) غور کر تو نے اسے کہاں سے حاصل کیا تھا؟ اور بالآخر کیا ہو گیا؟ لہٰذا بندہ کو چاہیئے کہ اس وقت یہ کہے: **اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْحَلَالَ وَ جَنِّبْنِي الْحَرَامَ**۔ (الفقیہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے دریافت کیا۔ کہ پاخانہ آنے کی علت کیا ہے؟ فرمایا: یہ فرزند آدمؑ کے چھوٹے پن کے اظہار کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ تکبر نہ کرے (اور سوچے کہ) وہ اپنا پاخانہ اپنے ساتھ اٹھائے پھرتا ہے۔ (علل الشرائع)

۳۔ عیص بن ابومھیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ عمرو ابن عبید (معتزلہ کے مشہور عالم) نے آپ سے سوال کیا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب بھی آدمی قضاء حاجت کرتا ہے تو پیچھے ضرور دیکھتا ہے کہ کیا نکل رہا ہے؟ فرمایا: جب بھی کوئی آدمی یہ (فطری) کام انجام دینے لگتا ہے تو خدائے عزوجل ایک فرشتے کو مقرر کرتا ہے جو اسے اس کی گردن سے پکڑ کر جھکاتا ہے اور اسے دکھاتا ہے کہ اس مقام سے جو کچھ خارج ہو رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟ (ایضاً)

۴۔ محمد بن ابی عمیر کئی ایک اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے فرزند آدمؑ پر تعجب ہے جس کی ابتداء ایک نطفہ (گندیدہ) ہے اور انتہاء مردار اور وہ ان دونوں کے درمیان پاخانہ کا ظرف بن کر کھڑا ہے۔ پھر وہ تکبر کس طرح کرتا ہے؟ (ایضاً)

۵۔ ابو اسامہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر انسان پاخانہ کرتے وقت جب تک اپنے براز پر نگاہ نہیں ڈال لیتا اسے چین نہیں آتا؟ فرمایا: زمین میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس کے ہمراہ دو فرشتے مقرر نہ ہوں۔ جب وہ اس حالت میں ہوتا ہے تو وہ اس کی گردن کو نیچے

جو فضلہ ہے اور اس سے کچھ نہیں ہوتا سوائے بدبو کے تو گویا اسے دیکھو جس کی خاطر تو دنیا میں سعی و کوشش کرتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہے۔ (علل الشرائع، الفروع)

باب ۲۹

قضائے حاجت کے وقت کراماً کاتبین سے کیا کہنا مستحب ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو بیت الخلاء کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اپنا دایاں بایاں فرشتوں کی طرف توجہ فرما کر ان سے فرماتے تھے: "مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ تمہارا میرا خدا ضامن ہے کہ میں جب تک تمہارے پاس واپس نکل آ جاؤں گا اس وقت تک کوئی برا کام نہیں کروں گا" (یا یہ کہ اپنی زبان سے کوئی کلام نہیں کروں گا)۔ (تہذیب الاحکام، من لا یحضرہ الفقیہ)

باب ۳۰

بیت الخلاء میں زیادہ دیر بیٹھنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے مکررات کو قلم زد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جناب لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیت الخلاء میں زیادہ دیر بیٹھنے سے بواسیر کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ پس بیٹے نے اس جملہ کو بیت الخلاء کے دروازہ پر لکھ دیا۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دو روایتیں نقل کی ہیں کہ فرمایا: "**طول الجلوس علی الخلاء یورث الباسور**" (الفقیہ، علل الشرائع، خصال)

۳۔ فاضل طبرسی مجمع البیان میں جناب لقمانؑ کے تذکرہ میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ان کا غلام بیت الخلاء میں داخل ہوا اور اس نے وہاں بہت دیر کر دی تو جناب لقمانؑ نے اسے پکار کر کہا: قضائے حاجت پر زیادہ دیر بیٹھنا جگر کو کمزور کرتا ہے، بواسیر کا باعث بنتا ہے اور اس کی وجہ سے گرمی دماغ کی طرف چڑھتی ہے پس وہاں آرام و اعتدال سے بیٹھو اور آرام و اعتدال سے اٹھو۔ پس ان کی یہ (حکیمانہ) بات بیت الخلاء کے دروازے پر لکھ دی گئی۔ (مجمع البیان)

باب ۲۱

بیت الخلاء میں مسواک کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن اشیم سے روایت کرتے ہیں کہ معصوم نے فرمایا: اشنان[1] کا کھانا بدن کو کمزور کرتا ہے، ٹھیکری سے جسم ملنا جسم کو بوسیدہ کرتا ہے۔ اور بیت الخلاء میں مسواک کرنا گندہ دہنی کا باعث ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۲۲

سخت زمین پر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور اس کے لئے بلند جگہ یا بہت خاک والی جگہ تلاش کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے فرمایا: کہ آدمی کی دینی واقفیت اور دانشمندی میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پیشاب کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کرے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب (اور اس کے چھینٹوں) سے بچنے کے سلسلہ میں سب لوگوں سے زیادہ سخت تھے۔ چنانچہ آنحضرتؐ جب پیشاب کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو کسی بلند جگہ یا زیادہ خاک والی (نرم) جگہ تلاش فرماتے تھے تاکہ آپؐ پر پیشاب کے چھینٹے نہ پڑ جائیں۔ (التہذیب۔ الفقیہ۔ العلل)

۳۔ سلیمان جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ گزاری۔ چنانچہ جب پچھلی رات ہوئی تو آپ اٹھے اور ایک طرف بلند جگہ پر جا کر پیشاب کیا۔ پھر وضو کیا اور (واپس آکر) فرمایا: کہ آدمی کی دینی واقفیت اور دانشمندی میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ پیشاب کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کرے۔ بعد ازاں اپنا پائجامہ زمین پر بچھایا اور اس پر کھڑے ہو کر نماز تہجد ادا فرمائی۔ (التہذیب)

---

[1] ایک قسم کی بوٹی ہے جس سے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۳

پیشاب سے بچنا واجب ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پیشاب کو معمولی سمجھ کر اس سے اجتناب کرنے میں سہل انگیزی نہ کرو۔ (علل الشرائع)

۲۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا: چار شخص ایسے ہیں جو (اپنے عذاب و عقاب کی شدت کی وجہ سے) دوزخیوں کو بھی اذیت پہنچائیں گے۔ اور ان کو جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ اور وہ ہائے افسوس ہائے ہلاکت پکارتے ہوں گے۔ ان میں سے ایک آدمی سے جو اپنی انتڑیاں کھینچے پھر رہا ہوگا۔ کہا جائے گا کہ (رحمت خدا سے) بہت دور شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے ہماری اذیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ باوجودیکہ ہم پہلے ہی اذیت میں مبتلا ہیں۔ وہ کہے گا کہ اس کا قصور یہ تھا کہ وہ (دنیا میں) پروا نہیں کرتا تھا۔ کہ اس کے جسم کے کس حصے پر پیشاب لگا ہے۔ (عقاب الاعمال "آمالی شیخ صدوق")

۳۔ زید بن علی اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: فشار قبر تین چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے (۱) چغل خوری کرنا۔ (۲) پیشاب (سے اجتناب نہ کرنا)۔ (۳) اپنے اہل و عیال سے الگ تھلگ رہنا۔ (اور ان کے حقوق ادا نہ کرنا)۔ (علل الشرائع)

۴۔ جناب احمد بن محمد البرقی" باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: فشار قبر کا سب سے بڑا سبب پیشاب ہے (یعنی اس سے اجتناب نہ کرنا ہے)۔ (المحاسن للبرقی۔ وعقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض روایتیں اس سے پہلے (باب ۲ و باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

جاری یا کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور دیگر چند مناہی کا بیان

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ اماممین میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا:

(۱) (رات کو) کھڑے ہوکر پانی نہ پیو۔ (۲) صاف پانی میں پیشاب نہ کرو۔ (۳) کسی قبر کا طواف نہ کرو۔ (۴) کسی مکان میں تنہا نہ سوؤ۔ (۵) اور ایک جوتا پہن کر نہ چلو۔ کیونکہ شیطان سب سے زیادہ بندہ کے پاس اس وقت آتا ہے جب وہ ان کاموں میں سے کسی ایک کام میں مشغول ہوتا ہے (اور اسے تکلیف پہنچاتا ہے) عین ممکن ہے کہ اس وقت آدمی کو کوئی ایسی تکلیف (دیوانگی وغیرہ) پہنچ جائے۔ جو کبھی اس سے الگ نہ ہو۔ مگر یہ کہ خدا چاہے۔ (الفروع)

۲۔ حکم ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا۔ ایک آدمی پانی میں پیشاب کرتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں۔ (جائز تو ہے) مگر اس کے متعلق شیطان سے خطرہ ہے۔ (التہذیب)

۳۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے جاری پانی میں بغیر ضرورت کے پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ پانی میں بھی کچھ مخلوق رہتی ہے۔ (ایضاً والاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا نسیان کا باعث ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ حسین ابن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی۔ اور فرمایا: اس سے عقل جا سکتی ہے (اور دیوانگی آسکتی ہے)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مقصد (کراہت) پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے قبر پر براز کرنے کے سلسلہ میں ذکر ہو چکی ہیں۔ اور جو حرمت کی نفی پر دلالت کرتی ہیں وہ آب جاری میں پیشاب کرنے کے حرام نہ ہونے کے باب میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (باب ۳۳ میں) میں آئیں گی جو کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

تخلی کے وقت سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے ننگا بیٹھنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکرر ہیں انکو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے کہ کوئی شخص پیشاب کرتے وقت سورج یا چاند کی طرف اس طرح منہ کر کے بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہو۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ بوقت تخلی نئے چاند (یا مطلق چاند) کی طرف منہ کرو اور نہ پشت۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ (پیشاب کرتے وقت) سورج اور چاند کی طرف منہ نہ کرو۔ (الفروع)

باب ۲۶

پیشاب کے استنجاء میں کم از کم پانی پیشاب کے اس قطرہ کے دو برابر ہونا چاہیئے جو سر حشفہ پر پیشاب کے بعد باقی رہ جاتا ہے ہاں تین بار دھونا مستحب ہے اور صرف پانی ڈالنا کافی ہے ملنے کی ضرورت نہیں ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن العلاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر جسم کو پیشاب لگ جائے تو؟ فرمایا: اس پر دو مرتبہ پانی ڈالو۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود نشیط بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ پیشاب کے استنجاء میں کم از کم کس قدر پانی لازم ہے؟ فرمایا: (پیشاب کے بعد) سر حشفہ پر جس قدر تری باقی رہ جائے اس کے دو برابر (یعنی دو قطرے)۔ (التہذیبین)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ (امام محمد باقر علیہ السلام) (علی ما ذکرہ صاحب منتقی الجمان) بول کے استنجاء میں تو تین بار پانی ڈالتے تھے۔ مگر براز میں ڈھیلوں اور کپڑے کے ٹکڑوں پر بھی اکتفا کر لیتے تھے۔ (تہذیب الاحکام)

۴۔ نشیط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: پیشاب کے استنجاء میں اس قدر پانی کافی ہے جس قدر سر حشفہ پر تری ہوتی ہے۔ (یعنی ایک قطرہ)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے (پہلے تو اس حدیث کی سند پر بحث کی ہے کہ مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس سابقہ روایت کی برابری نہیں کر سکتی جس میں کم از کم اس تری کے دو برابر پانی کو لازم قرار دیا گیا ہے اور پھر بنا بر تسلیم اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ ممکن ہے کہ ضمیر کا مرجع بول ہو یعنی اس نے جس قدر پیشاب کیا ہے اس قدر پانی سے استنجاء کر سکتا ہے۔ اس طرح تو پانی کی مقدار اس سے بہت زیادہ ہو جائے گی۔ جو ہم نے لازم قرار دی ہے۔

۵۔ داؤد صرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو کئی بار دیکھا۔ کہ جب وہ پیشاب کر چکتے تو چھوٹا سا کوزہ

سے لے کر اسی وقت اس پر پانی ڈالتے (استنجاء کرتے) تھے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب ابن ادریس حلّی آخر سرائر میں کتاب نوادر احمد بن ابی النصر بزنطی سے روایت کرتے ہیں موصوف کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام رضا علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر پیشاب جسم کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اس پر دو مرتبہ پانی ڈال دو۔ آخر وہ (پیشاب) بھی تو پانی ہی ہے (لہٰذا ہاتھ سے ملنا واجب نہیں ہے)۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۹ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں کہ پیشاب کے استنجاء میں پانی کے سوا کوئی چیز کافی نہیں ہے اور آئندہ بھی (باب ۳۱ میں) ایسی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

نیند اور ریح کی وجہ سے استنجاء کرنا واجب ہے اور نہ مستحب

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ نیند سے اٹھ کر استنجاء کئے بغیر وضو کیا کرتے تھے اور (ایک بار) آپ نے تعجب کرتے ہوئے ایک آدمی کا نام لے کر فرمایا: کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب اس کی ریح خارج ہو جائے تو وہ استنجاء کرتا ہے؟

(تہذیب الاحکام کذا فی الفقیہ عن الرضا علیہ السلام)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر آدمی کی ریح خارج ہو جائے تو آیا اس پر استنجاء کرنا واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیبین)

باب ۲۸

جب بول و براز میں سے صرف ایک حدث خارج ہو تو صرف اسی مقام کا دھونا (استنجاء کرنا) واجب ہے نہ دونوں کا!

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے (ایک طویل حدیث کے ضمن میں کہ) فرمایا: جب کوئی آدمی صرف پیشاب کرے اور اس کے سوا اس سے اور کوئی چیز (غائط وغیرہ) خارج نہ ہو تو اس پر صرف اپنے عضو خاص کا دھونا واجب ہے۔ اس صورت میں وہ اپنی مقعد کو نہیں دھوئے گا۔ اور اگر اس کی

مقعد سے کوئی چیز (براز وغیرہ) خارج ہو تو پھر اس پر صرف مقعد کا دھونا لازم ہوگا۔ عضو خاص کو نہیں دھوئے گا۔ (التہذیبین)

باب ۲۹

استنجاء میں صرف ظاہری حصہ کا دھونا واجب ہے نہ کہ باطنی کا

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابو محمود سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے استنجاء کے متعلق حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مقعد کے صرف ظاہری حصہ کو دھویا جائے۔ اس کے اندر انگلی داخل کر کے باطنی حصہ کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ زرارہ اور محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ''نفساء'' (جس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہو) کی طہارت کے متعلق سوال کیا کہ جب وہ پاک ہو جائے۔ مگر پانی سے استنجاء نہ کر سکتی ہو۔ کیونکہ اسے استنجاء میں پانی استعمال کرنے میں بانجھ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو آیا (اس صورت میں) اس کے لئے یہ گنجائش ہے کہ (اندام نہانی کے ظاہری حصہ (اس کے کناروں) کو تو پانی سے دھو لے اور خود اسے کپاس وغیرہ سے صاف کر لے؟ فرمایا: ہاں اس کے داخلی حصہ کو کپاس وغیرہ سے صاف کر سکتی ہے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۳۷ میں) جہاں استنجاء کے لئے بیٹھنے کی کیفیت بیان کی جائے گی۔ نیز نجاسات کے باب میں کچھ ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

براز کے استنجاء میں آدمی کو اختیار ہے کہ تین غیر مستعمل پتھر یا ڈھیلے استعمال کرے یا پانی۔ ہاں البتہ دونوں کو جمع کرنا افضل ہے اور اگر تین سے زیادہ کی ضرورت ہو تو مستحب ہے کہ طاق عدد استعمال کرے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پتھروں ڈھیلوں سے طہارت کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حسین بن علی علیہما السلام تین عدد پتھر یا ڈھیلے استعمال کرتے تھے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ برید بن معاویہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: براز میں تو پتھروں اور ڈھیلوں سے بھی طہارت ہو

سکتی ہے۔ مگر بول میں پانی ہی لازم ہے۔ (التہذیبین)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور احمد بن محمد بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ سنت اس طرح جاری ہوئی ہے کہ براز میں تین غیر مستعمل پتھروں یا ڈھیلوں سے مقعد کو صاف کر لیا جائے۔ پھر پانی ضروری نہیں ہے ہاں (افضل یہ ہے کہ) اس کے بعد پانی سے بھی استنجاء کر لیا جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ وجوب استنجاء کے باب (۱۳ و ۲۶ وغیرہ) میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (ج ۳ باب ۷ اور نماز استخارہ کے بیان میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

پیشاب کے استنجاء میں صرف پانی پر اکتفا کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب پیشاب کی دھار ختم ہو جائے تو اس پر پانی ڈالو۔ (الفروع۔ التہذیب)

۲۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک ایسی جگہ پیشاب کیا۔ جہاں پانی موجود نہ تھا اور اس نے (بامر مجبوری) پتھر (یا ڈھیلے) سے مقام بول کو خشک کیا۔ بعد ازاں اسے اس مقام پر اور رانوں پر پسینہ آیا۔ (اور ادھر کی تری ادھر لگ گئی تو؟) فرمایا: (پانی ملنے پر) اپنے عضو خاص اور رانوں کو دھوئے۔ (التہذیب)

۳۔ یہاں نجاست لگنے پر بنی اسرائیل کے نجس گوشت کو کاٹنے والی وہ روایت درج ہے۔ جو اس سے پہلے کتاب الطہارۃ کے پہلے باب کی حدیث نمبر ۴ میں گزر چکی ہے۔ فراجع۔

۴۔ روح بن عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پیشاب کیا۔ اور میں ان کے سرہانے کھڑا تھا۔ اور میرے پاس چمڑے کا چھوٹا سا ظرف (یا کہا) کہ ایک لوٹا تھا۔ جب پیشاب کی دھار ختم ہوئی۔ تو آپؑ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ کہ (پانی دو) چنانچہ میں نے پانی پیش کیا۔ جس سے انہوں نے وہیں استنجاء کیا۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ عبداللہ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی پیشاب کرتا ہے۔ مگر اس کے پاس پانی نہیں ہوتا۔ تو وہ (بامر مجبوری) دیوار (وغیرہ) سے عضو کو خشک کرتا ہے؟ فرمایا: ہر خشک چیز پاک ہوتی ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت (چونکہ ہمارے مسلمات کے خلاف ہے اس لئے) یا تو تقیہ پر محمول ہے کہ یہ (وضو) انی پکانا) ان کا طریقہ ہے۔ یا اس غرض کے لئے جواز پر محمول ہے کہ اگر چہ اس سے طہارت تو حاصل نہ ہوگی مگر اس طریقہ سے نجاست کے پھیلاؤ کو تو روکا جا سکتا ہے۔ سابقاً (باب ۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

بول و براز کے مقام خروج کے درمیان والی جگہ کا دھونا واجب نہیں ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے۔ کہ دونوں سرینوں اور حشفہ کے درمیان والی جگہ کو دھونے یا مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (کیونکہ جب وہاں نجاست لگی ہی نہیں تو پھر اسے دھونے کی ضرورت کیا ہے؟) (التہذیب والاستبصار)

باب ۳۳

بغیر ضرورت کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ نورہ لگایا ہوا ہو نیز بلند جگہ پر بیٹھ کر ہوا میں پیشاب کے چھینٹے اڑانا مکروہ ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے۔ کہ کوئی شخص مکان کی چھت پر یا کسی اور بلند جگہ پر بیٹھ کر پیشاب کو ہوا میں اڑائے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۲۔ ابن ابی عمیر ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنجناب سے دریافت کیا۔ کہ اگر آدمی نے نورہ لگایا ہوا ہو۔ (اور بیٹھنے سے عارضہ فتق کا اندیشہ ہو) تو وہ کھڑا ہو کر پیشاب کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: (بلا عذر) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ اگر کوئی شخص نورہ لگا کر بیٹھ جائے تو اس سے فتق (خصیتیں کے پھیل جانے) کے عارضہ کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حکم ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ آیا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: (حرام تو نہیں ہے مگر) خطرہ ہے کہ اسے شیطان پاگل نہ بنا دے (لہٰذا مکروہ ہے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مختلف ابواب میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۴

براز کے لئے پتھروں اور ڈھیلوں کی بجائے پانی استعمال کرنا مستحب ہے خصوصاً اس کے لئے جس کا پیٹ نرم ہو۔ (اسہال لگے ہوئے ہوں) اور اگر براز مقعد سے تجاوز کر جائے۔ تو پھر پانی ہی لازم ہے۔ اور بواسیر والے آدمی کے لئے ٹھنڈے پانی سے استنجاء کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار فرمایا: اے گروہ انصار! خداوند عالم نے تو تم سے قابل ستائش حسن سلوک کیا ہے اب تم (اس کے جواب میں) کیا کرنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم پانی سے استنجاء کریں گے۔ (التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ٹھنڈے پانی سے استنجاء کرنا بواسیر کو ختم کرتا ہے۔ (ایضاً والخصال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ پہلے لوگ روئی اور پتھروں سے استنجاء کیا کرتے تھے۔ انصار میں سے ایک شخص نے کوئی ایسی غذا کھائی جس سے اس کا پیٹ نرم ہوگیا (اسہال لگ گئے) تو اس نے پانی سے استنجاء کیا۔ پس خدا نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: "ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین" (خدا توبہ اور طہارت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری کو بلوا بھیجا۔ تو وہ ڈر گیا۔ کہ کہیں اس کے خلاف کوئی تکلیف دہ آیت نازل نہ ہوئی ہو۔ الغرض جب وہ حاضر ہوا تو آنحضرتؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو نے آج کوئی (نیا) کام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ کہ ہاں ایک غذا کھائی تھی۔ جس سے میرا پیٹ نرم ہوگیا۔ جسکی وجہ سے میں نے آج

پانی سے استنجاء کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تجھے مبارک ہو۔ کہ خدا نے تیرے حق میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ "ان اللہ یحب" الآیۃ۔۔۔۔۔ پس تو پہلا توبہ کرنے والا اور پہلا طہارت کرنے والا شخص ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شخص براء بن معرور انصاری تھا۔ (الفقیہ)

۴۔ اس سلسلہ کی ایک روایت جو کہ بروایت حسین بن منصب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: براء بن معرور انصاری کی وجہ سے تین سنتیں جاری ہوئیں (۱) اس نے پانی سے استنجاء کیا۔ تو خدا نے آیت نازل کی "ان اللہ یحب التوابین" الآیۃ۔۔۔۔۔ پس پانی سے استنجا شروع ہوا۔ (۲) جب اس کی وفات کا وقت آیا تو وہ مدینہ سے دور تھا۔ اس نے حکم دیا کہ اس کا رخ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کر دیا جائے۔ (۳) اور اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کی (کہ کار خیر میں صرف کیا جائے) اس لئے خداوند عالم نے (مرتے وقت) قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔ اور ایک تہائی مال کی وصیت کرنے کا طریقہ جاری ہوا۔ (الخصال)

۵۔ فاضل طبرسیؒ نے اپنی تفسیر میں آیت مبارکہ "واللہ یحب المتطہرین" کے معنی میں بیان کیئے ہیں۔ کہ خدا ان بندوں سے پیار کرتا ہے۔ جو بول و براز کا استنجاء پانی سے کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: یہ معنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہیں۔ (مجمع البیان)

باب ۳۵

ہڈی اور گوبر سے استنجاء کرنا مکروہ ہے ہاں البتہ ڈھیلے پتھر سے اور روئی اور ان جیسی چیزوں سے جائز ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مغیث مرادی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ہڈی، مینگنی یا لکڑی سے (براز کا) استنجا کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہڈی اور گوبر تو جنوں کی غذا ہے۔ جس کا انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد لیا تھا۔ (کہ انہیں ان کے لئے چھوڑ دیا جائے) اس لئے ان چیزوں سے استنجا نہیں کرنا چاہیئے۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ پیشاب کا استنجا تین بار پانی سے اور پاخانہ کا ڈھیلے اور پتھر سے کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جنات کا ایک وفد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہمیں (غذا کے لئے) کچھ عطا فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے ان کو ہڈی اور گوبر عطا فرمایا۔ لہٰذا ان

چیزوں سے استنجا نہیں کرنا چاہیئے۔ (الفقیہ)

۴۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے کی ممانعت فرمائی۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ آیا استنجا کی کوئی حد ہے؟ فرمایا: نہیں۔ صرف اس مقام کو صاف کردے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ہمارے بعض علماء نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ہر وہ پاک چیز (جو قابل احترام نہ ہو) اور نجاست کو زائل کردے اس سے استنجا کرنا جائز ہے۔ (وھو فی محلہ)

باب ۳۶

زمزم یا زمرد کی انگوٹھی پہن کر بول و براز کرنا جائز ہے ہاں البتہ استنجا کے وقت اس کا اتارنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الحسین ابن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپؑ اس نگینہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جو زمزم سے حاصل کیا جاتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ ہاں البتہ جب استنجا کرنا چاہے تو اسے اتار دے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت کو شیخ کلینیؒ نے فروع کافی میں نقل کیا ہے۔ مگر اس میں "زمزم" کی جگہ "زمرد" وارد ہے مگر اس کے ایک نسخہ میں فقیہ اور تہذیب کی طرح "زمزم" وارد ہے اور یہی ارجح[1] ہے۔ اور اس سے وہ پتھر مراد ہے۔ جو صفائی کرتے وقت کوڑے کرکٹ میں سے حاصل کیا جائے۔ لہٰذا اس پر یہ ایراد وارد نہیں ہوسکتا کہ مسجد کے کنکر کا اٹھانا جائز نہیں ہے (کیونکہ جو جھاڑو دیتے وقت کوڑے کرکٹ میں آجائے وہ جائز ہے)۔

---

[1] فاضل کاشانی الوافی میں بیان فرماتے ہیں کہ زیادہ نسخوں میں "زمرد" موجود ہے۔ اور یہی صحیح ہے کیونکہ کوئی ایسا پتھر ہمیں معلوم نہیں ہے جو زمزم سے لایا جاتا ہو۔ (بخلاف زمرد کے جو ایک مشہور و معروف پتھر ہے۔ وافی)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۷

استنجا کرتے وقت بھی پاخانہ پھرنے کے وقت کی مانند بیٹھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جس میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ استنجا کرتے وقت آدمی کس طرح بیٹھے؟ فرمایا جس طرح پاخانہ کرتے وقت بیٹھتا ہے۔ (بائیں پاؤں پر قدرے زور دے کر) اور یہ کہ صرف ظاہری نجاست کو دھوئے اندر کا دھونا لازم نہیں ہے۔ (الفقیہ۔ کذا فی۔ الفروع۔ والتہذیب)

باب ۳۸

آزاد عورت اگر شوہر کی بیماری کے علاوہ اس کی شرم گاہ دھوئے تو مکروہ ہے اور اگر غیر شادی شدہ کنیز اپنے مالک کی شرم گاہ دھوئے تو جائز ہے اور باقی سب لوگوں کے لئے ایسا کرنا (بحالت اختیاری) حرام ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوبؒ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آیا عورت اپنے شوہر کی شرم گاہ دھو سکتی ہے؟ فرمایا: کیوں؟ آیا ایسا کسی بیماری کی وجہ سے ہے؟ عرض کیا: نہیں! ویسے؟ فرمایا: میں ایک آزاد عورت کے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں البتہ کنیز کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: آیا شوہر اپنی بیوی کے ردبر و نہا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ وہ اس سے جو کام (مقاربت) کرتا ہے۔ وہ تو اس سے بہت بڑا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: کہ باب النکاح میں بعض ایسی روایتیں آئیں گی جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۹

جو شخص بیت الخلاء میں داخل ہو اور وہاں گندی جگہ پر سے اسے روٹی کا کوئی ٹکڑا ملے تو اسے پاک کرنا اور باہر نکل کر اسے کھانا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بیت الخلاء میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ روٹی کا ایک ٹکڑا گندی جگہ پر پڑا ہوا ہے۔ امامؑ نے اسے اٹھایا۔ اور پانی سے پاک صاف کیا۔ اور اپنے غلام کے حوالے کیا۔ اور فرمایا کہ اس کو اپنے پاس رکھ۔ تا کہ باہر نکل کر میں اسے کھا سکوں۔ چنانچہ جب آپؑ باہر تشریف لائے تو غلام سے فرمایا: وہ لقمہ کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! میں نے اسے کھالیا ہے۔! امامؑ نے فرمایا: ایسا لقمہ کسی کے شکم میں قرار نہیں پکڑتا مگر یہ کہ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (پھر فرمایا) جا تو آزاد ہے! کیونکہ میں ایک جنتی شخص کو غلام بنائے رکھنا پسند نہیں کرتا۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک بار حضرت امام حسین علیہ السلام بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو وہاں دیکھا کہ ایک لقمہ پڑا ہے۔ امامؑ نے وہ لقمہ اٹھایا اور غلام کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے باہر نکلنے کے بعد مجھے یہ لقمہ دے دینا۔ مگر غلام نے وہ لقمہ کھالیا۔ جب امامؑ باہر تشریف لائے تو فرمایا: اے غلام! وہ لقمہ لاؤ! اس نے عرض کیا۔ میرے آقا! وہ تو میں نے کھالیا۔ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: تو خدا کی خوشنودی کے لئے آزاد ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: آپؑ نے اسے (اتنی معمولی بات پر) آزاد کر دیا؟ فرمایا: میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کہیں کوئی لقمہ پڑا ہوا پائے۔ اور اسے (گرد و غبار سے) صاف کرکے (یا کثافت سے پاک کرکے) کھا جائے۔ تو اس کے پیٹ میں قرار پکڑنے سے پہلے خدا اسے آتش جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور میں ایسے شخص کو غلام بنا کر نہیں رکھنا چاہتا جسے خدا نے دوزخ سے آزاد کر دیا ہو۔ (عیون اخبار الرضا۔ وصحیفۃ الرضا)

باب ۴۰

روٹی کے ساتھ پاخانہ صاف کرنا حرام ہے

تربت حسینیہ اور دیگر کھانے والی چیزوں سے استنجاء کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن شمر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک حدیث کے ضمن میں فرما رہے تھے کہ ایک قوم جو ایک نہر کے کنارے آباد تھی۔ اور اسے خدا نے بڑی فراوانی سے نعمت (مال و دولت) سے نواز تھا۔ مگر وہ لوگ فضول خرچ تھے۔ لہٰذا انہوں نے (کفران نعمت کرتے ہوئے) گندم کے خالص آٹے کی روٹیاں پکا کر رکھ دیں۔ جس سے وہ اپنے بال بچوں کا بول و براز صاف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان روٹیوں کا ایک پہاڑ سا بن گیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ایک نیک آدمی ان لوگوں کی ایک ایسی عورت کے پاس سے گزرا جو روٹی سے اپنے بچے کی غلاظت صاف کر رہی تھی۔ اس آدمی نے کہا۔ افسوس ہے تم پر۔ خدا سے ڈرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو تبدیل نہ کرو۔ یہ سن کر وہ عورت کہنے لگی: گویا کہ تو ہمیں بھوک سے ڈراتا ہے۔؟ سن جب تک ہماری یہ نہر جاری ہے۔ ہمیں بھوک کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آخرکار خدا کو غصہ آ ہی گیا۔ اور اس نے نہر کو کمزور کر دیا (یعنی بارش کا برسانا اور فصل کا اگانا بند کر دیا)۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان لوگوں کے فقر و فاقہ کی نوبت بایں جا رسید کہ وہ لوگ وہی نجس روٹیاں تول تول کر باہم تقسیم کرتے تھے۔ اور وقت گزارتے تھے۔ (الفروع والمحاسن)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: روٹی کے احترام اور اس کی اہانت اور اس سے استنجا کرنے کی ممانعت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ اور اسی طرح تربت حسینیہ کے ساتھ تبرک حاصل کرنے اور اس کے اکرام و احترام کے متعلق بھی بہت سی روایتیں وارد ہیں جو اپنے مقام پر آئیں گی۔ انشاء اللہ۔ جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں (کہ اس تربت مقدس سے بول و براز صاف کرنا جائز نہیں ہے) نیز قبل ازیں کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے کی اس لئے ممانعت وارد ہوئی ہے کہ یہ جنوں کی غذا ہے۔ تو انسانی غذا کا بطریق اولیٰ احترام لازم ہے۔ بہرحال یہ دلیل جیسی بھی ہو احوط یہی ہے۔

وضو کے ابواب کا بیان

(اس سلسلہ میں کل ستاون (۵۷) باب ہیں)

باب ۱

نماز اور اس جیسی (مشروط بطہارت) عبادتوں کے لئے وضو کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں۔ جن میں سے دو مکررات کو قلم انداز کر کے باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اے زرارہ! کوئی نماز نہیں ہوتی مگر طہارت کے ساتھ۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ نیز یہی راوی انہی حضرت سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اے زرارہ! وضو کرنا فرض ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کے فرائض کیا ہیں؟ فرمایا: (۱) وقت۔ (۲) طہارت۔ (۳) قبلہ۔ (۴) قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ (۵) رکوع۔ (۶) سجود۔ (۷) اور دعا۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ نماز کی ابتداء وضو سے ہوتی ہے۔ اور اس کی تحریم (جس سے حلال چیزیں جیسے کھانا' پینا اور کلام کرنا وغیرہ حرام ہو جاتی ہیں) تکبیر (اللہ اکبر کہنا ہے) اور اس کی تحلیل (جس کے سابقہ حرام چیزیں پھر حلال ہو جاتی ہیں) سلام ہے۔ (الفروع۔ کذا فی الفقیہ عن علی علیہ السلام میں)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو ایمان کا جزء ہے۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نماز کے (بڑے بڑے) تین حصے ہیں۔ ایک حصہ طہارت ہے۔ ایک حصہ رکوع اور ایک حصہ سجود ہے۔ (الفقیہ۔ کذا فی۔ الفروع۔ والتہذیب)

۷۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے (وضو کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: کہ (نماز کی) ابتداء میں وضو کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ تاکہ جب بندہ راز و نیاز کی باتیں کرنے کے لئے اپنے خدائے جبار کے

دربار میں حاضر ہو تو پاک و پاکیزہ ہو اور اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے ہر قسم کی نجاست و کثافت سے پاک وصاف ہو۔ علاوہ بریں اس کا یہ بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاہلی وسستی دور ہوتی ہے۔ اونگھ جاتی رہتی ہے۔ دل ودماغ اپنے خالق جبار کے حضور میں حاضر ہونے کے لائق ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نماز جنازہ کا وضو کے بغیر پڑھنا اس لئے جائز جانتے ہیں کہ (دراصل یہ نماز نہیں ہے بلکہ صرف دعا ہے کیونکہ) اس میں نہ رکوع ہے اور نہ سجود۔ (حالانکہ ان کے بغیر کوئی نماز نماز نہیں ہوتی پس معلوم ہوا کہ) وضو صرف اس حقیقی نماز میں واجب ہوتا ہے جس میں رکوع وسجود ہوتا ہے۔

(عیون اخبار الرضا وعلل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔ کچھ مقدمہ عبادات (کے باب اول) اور نواقض وضو کے مختلف ابواب (مثلاً باب ۱، ۲، ۳، ۴ اور ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (وضو کے باب ۲، ۳، ۲۰ اور ۲۶ وغیرہ) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

طہارت کے بغیر نماز پڑھنا حرام ہے اور باطل بھی اگرچہ بحالت تقیہ ہی ہو

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ کسی شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ میں ایک ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) گروہ کے پاس سے گزرتا ہوں جن کی نماز قائم ہو چکی ہوتی ہے۔ مگر میں باوضو نہیں ہوتا۔ اب اگر ان کے ساتھ نماز میں شامل نہیں ہوتا تو وہ بھانت بھانت کی باتیں کریں گے۔ (گویا تقیہ کا مقام ہے) تو کیا ان کے ساتھ (بغیر وضو) نماز پڑھ لوں؟ اور پھر واپس لوٹ کر وضو کر کے نماز پڑھ لوں؟ (یہ سن کر) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! جو شخص وضو کے بغیر نماز پڑھتا ہے۔ وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اسے زمین نگل جائے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہران الجمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک دینی پیشوا کو قبر میں اٹھا کر بٹھایا گیا۔ اور (عذاب کے فرشتوں کی طرف سے) اس سے کہا گیا۔ کہ ہم تمہیں خدائے قہار کے عذاب کے سو تازیانے لگانا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا۔ مجھ میں اتنے تازیانے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے وہ برابر تعداد گھٹاتے گئے۔ اور وہ یہی جواب دیتا رہا۔ کہ مجھ میں طاقت برداشت نہیں ہے۔ بالآخر ایک تازیانہ تک نوبت پہنچی۔ اس نے کہا مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے۔ فرشتوں نے کہا: اب اس کے بغیر تو کوئی چارہ کار نہیں

ہے۔ اس نے کہا: آخر تم کس جرم کی پاداش میں مجھے یہ تازیانے مارنا چاہتے ہو؟ کہا اس لئے کہ تم نے ایک دن وضو کے بغیر نماز پڑھی تھی۔ اور ایک کمزور آدمی کے پاس سے گزرے تھے مگر اس کی مدد نہیں کی تھی۔ اس کے بعد فرشتوں نے اسے خدا کے عذاب کا ایک ایسا تازیانہ مارا جس سے اس کی قبر آگ سے پر ہوگئی۔ (علل الشرائع۔ عقاب الاعمال۔ الفقیہ۔ محاسن برقی)

۳۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آٹھ آدمی ایسے ہیں جن کی نماز خدا قبول نہیں کرتا۔ پھر ان میں ایک وضو نہ کرنے والے کو بھی شمار[1] کیا۔ (المحاسن للبرقی وکذا فی۔ الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں کچھ یہاں اور کچھ اس سے پہلے نواقض وضو میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ابواب وضو میں) اور قواطع نماز اور نماز قضا وغیرہ مقامات پر آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جو شخص تمام وضو یا اس کا کچھ حصہ عمداً یا سہواً ترک کرکے نماز پڑھے تو اس پر وقت کے اندر اس نماز کا اعادہ کرنا اور وقت کے بعد اس کی قضا کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا۔ جس نے وضو تو کیا مگر وہ سر کا مسح کرنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں نماز پڑھنا شروع کر دی؟ فرمایا: نماز چھوڑ کر سر کا مسح کرے اور اس کے بعد نماز کا اعادہ کرے۔ (التہذیب)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص سر یا پاؤں کا مسح کرنا یا وضو کے ان افعال میں سے کوئی فعل بھول جائے۔ جن کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ تو اس پر وضو اور نماز کا اعادہ لازم ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن مہزیار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ (امام علی نقی علیہ السلام نے) فرمایا: جب کوئی شخص نجس کپڑے میں نماز پڑھ بیٹھے۔ (جبکہ اسے اس کی نجاست کا پہلے علم نہ ہو) تو صرف وقت کے اندر اعادہ کرے گا۔ (اور وقت کے بعد قضا لازم نہیں ہے) لیکن اگر کوئی شخص جنب ہو یا باوضو نہ ہو۔ (اور غسل اور وضو کرنا بھول جائے اور نماز پڑھ بیٹھے) تو تمام پڑھی ہوئی

---

[1] چونکہ پوری حدیث فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے اسے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ فرمایا: آٹھ آدمی ایسے ہیں جن کی نماز خدا قبول نہیں کرتا۔ (۱) بھگوڑا غلام۔ (۲) شوہر کی نافرمان بیوی۔ (۳) زکوٰۃ نہ دینے والا۔ (۴) وہ پیش نماز جسے مقتدی ناپسند کریں۔ (۵) وضو نہ کرنے والا۔ (۶) بالغ لڑکی جو اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھے۔ (۷) بول و براز روک کر نماز پڑھنے والا۔ (۸) نشہ سے مدہوش۔ (المحاسن والفقیہ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نمازوں کا (وقت کے اندر) اعادہ کرنا (اور وقت کے بعد قضا کرنا) لازم ہوگی کیونکہ کپڑے کا معاملہ بدن کے معاملہ سے مختلف ہے۔ اسی طریقہ پر عمل کرو۔ انشاء اللہ۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تمہیں نماز پڑھتے وقت یاد آجائے کہ تم نے وضو کے واجبات میں سے کسی واجبی جزء کو ترک کر دیا ہے تو نماز توڑ کر پہلے وضو کو مکمل کرو۔ پھر نماز کا اعادہ کرو۔

(التہذیب۔ کذا فی الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نماز کا اعادہ صرف پانچ چیزوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ (۱) طہارت کے بغیر پڑھی جائے۔ (۲) وقت (کہ اس سے پہلے پڑھی جائے)۔ (۳) قبلہ (اس کی جہت کے خلاف پڑھی جائے)۔ (۴) رکوع (کہ نہ کیا جائے)۔ (۵) سجدہ (کہ دونوں سجدے ترک ہو جائیں)۔ (الفقیہ۔ الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (کنویں اور جوٹھے پانی کے باب میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض اس کے بعد (وضو کے باب ۴۱ و ۴۲ وغیرہ میں) اور نماز قضا کے ضمن میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو طہارت واجب ہو جاتی ہے اور وقت سے پہلے طہارت کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب (نماز کا) وقت داخل ہو جائے تو وضو اور نماز دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔ اور نماز طہارت کے بغیر نہیں ہوتی۔ (التہذیب والفقیہ)

۲۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ہر نماز کے دو وقت ہوتے ہیں۔ ((۱) وقت فضیلت۔ (۲) وقت اجزاء ان میں سے پہلا وقت افضل ہے۔ (التہذیب)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خدا کے نزدیک محبوب ترین وقت پہلا وقت ہے پس جب نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ تو نماز فریضہ پڑھو۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ نماز صبح کا افضل وقت کون سا ہے؟ فرمایا: طلوع فجر (صبح صادق) (یہاں تک کہ فرمایا) جب بندہ صبح کی نماز طلوع فجر کے وقت پڑھتا ہے۔ تو اسے

رات والے فرشتے (جو کہ جا رہے ہوتے ہیں) اور دن والے فرشتے (جو کہ آ رہے ہوتے ہیں) دونوں لکھ لیتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شہید اولؒ اپنی کتاب الذکریٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مروی ہے۔ کہ جس شخص نے نماز کا وقت داخل ہونے تک وضو نہیں کیا۔ اس نے نماز کا احترام نہیں کیا۔ (مطلب یہ کہ نماز کے احترام کی خاطر اس کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کر لینا چاہیئے)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی (باب ۱۵ میں) کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

طواف واجب کے لئے طہارت کرنا واجب ہے اور مستحبی طواف اور دیگر افعال حج بجالانے کے لئے طہارت کرنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کوئی شخص (واجبی) طواف کے سوا دوسرے اعمال حج وضو کے بغیر بجالائے۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ (واجبی) طواف میں طہارت لازم ہے۔ کیونکہ اس میں نماز ہے (اور نماز وضو کے بغیر نہیں ہو سکتی!) ہاں البتہ (دوسرے افعال حج میں بھی) وضو کرنا افضل ہے۔ (الفقیہ والتہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اپنے مقام پر (الطواف باب ۳۸ حدیث اول ج ۵ میں) بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ۔

باب ۶

طلب حاجت کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور اس سلسلہ میں جدوجہد کرتے وقت وضو نہ کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص وضو کے بغیر حاجت طلب کرے اور پھر اس کی حاجت پوری نہ ہو تو وہ اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔ (التہذیب)

۲۔ (ہم) حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے اس شخص سے تعجب ہے جو باوضو ہو کر حاجت براری کی کوشش کرتا ہے کہ کس طرح اس کی حاجت پوری نہیں ہوتی؟ (الفقیہ)

باب ۷

جب تک کوئی حدث صادر نہ ہو اس وقت تک بہت سی نمازوں کو ایک ہی وضو سے پڑھا جا سکتا ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی شخص ایک ہی وضو سے رات دن کی تمام (پنجگانہ) نمازیں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جب تک کوئی حدث سرزد نہ ہو۔ پھر عرض کیا: اسی طرح ایک تیمم سے بھی رات دن کی سب نمازیں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جب تک کوئی حدث صادر نہ ہو۔ یا پانی دستیاب نہ ہو جائے (یا عذر برطرف نہ ہو جائے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی (نواقض وضو کے باب ۱و۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ بھی تیمم کے باب میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

اگر حدث سرزد نہ بھی ہو تب بھی ہر نماز کے لئے بالخصوص مغرب عشا اور صبح کے لئے وضو کی تجدید کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو نظر انداز کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے۔ کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ امامؑ نے میرے روبرو نماز ظہر و عصر ادا فرمائی اور جب نماز مغرب کا وقت داخل ہوا تو آپؑ نے پانی طلب کر کے وضو فرمایا اور مجھے بھی فرمایا کہ وضو کروں میں نے عرض کیا: کہ میں تو باوضو ہوں۔ فرمایا: اگرچہ باوضو ہو (پھر بھی کرو۔ پھر) فرمایا: جو شخص نماز مغرب کے لئے وضو کرے اس کا یہ وضو سوائے کبیرہ گناہوں کے باقی دن بھر کے سب گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص نماز صبح کے لئے وضو کرے اس کا یہ وضو سوائے کبیرہ گناہوں کے رات بھر کے تمام گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (الفروع والمحاسن)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو قتادہ سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نماز عشاء

کے لئے وضو کی تجدید کرنا (گناہوں کو) مٹاتا ہے۔ نہ بخدا ہاں بخدا[1]۔ (ثواب الاعمال۔ الفقیہ)

۳۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص حدث کے حرز دہوئے بغیر وضو کی تجدید کرے تو خدا استغفار پڑھے بغیر اس کی توبہ (قبول کرتے) کی تجدید کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ من لا یحضرہ الفقیہ کی ایک روایت میں اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی موجود ہے کہ فرمایا: وضو پر وضو کرنا نور پر نور ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فریضہ نماز اور ہر نماز کے لئے وضو کی تجدید کرتے تھے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ پس تم وضو کرو۔

(کذا فی الخصال۔ المحاسن للبرقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (نواقض وضو کے باب ا میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۳۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۹

باطہارت ہو کر سونا مستحب ہے اگرچہ تیمم ہی ہو

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد محمد بن کردوس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص طہارت کرے۔ پھر اپنے بستر خواب پر جائے۔ تو وہ اس حالت میں رات گزارے گا کہ اس کا بستر مسجد سمجھا جائے گا (اور سونے والا عبادت گزار شمار ہوگا)۔ (الفروع۔ ثواب الاعمال۔ المحاسن للبرقیؒ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص طہارت کرے اور پھر بستر خواب پر جائے۔ تو وہ اس حال میں رات گزارے گا۔ کہ اس کا بستر مسجد سمجھا جائے گا۔ اور اگر اسے (سونے سے پہلے) یاد آجائے کہ وہ باوضو نہیں ہے تو بستر پر ہی تیمم کرلے وہ خواہ کسی چیز سے بنا ہوا ہو۔ وہ اس حال میں جب تک خدا کا ذکر کرتا رہے گا۔ نماز گزار شمار ہوتا رہے گا۔ (الفقیہ۔ کذا فی۔ التہذیب والمحاسن للبرقی)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے جناب سلمان (محمدی) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے (ایک طویل حدیث کے ضمن میں)

---

[1] بظاہر مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کو نہیں مٹاتا نہ بخدا۔ اور صغیرہ گناہوں کو مٹاتا ہے ہاں بخدا۔ اس طرح "نہ" اور "ہاں" کا تضاد ختم ہو جاتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا جو شخص باطہارت ہو کر سو جائے تو (وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ) گویا اس نے تمام رات عبادت خدا میں جاگ کر گزاری ہے۔ (الآمالی۔ معانی الاخبار)

۴۔ ابوبصیرؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مسلمان جب آدمی کو چاہیئے کہ وہ بغیر وضو کے نہ سوئے اور اگر پانی نہ مل سکے تو مٹی سے تیمم کر لے کیونکہ مؤمن کی روح (حالت خواب میں) خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوتی ہے۔ وہ اس کو بابرکت بناتا ہے۔ پس اگر اس کا وقت (مقرر) آ جائے تو اسے اپنی پوشیدہ رحمت میں رکھ لیتا ہے۔ اور اگر ہنوز اس کا وقت مقرر نہ آیا ہو تو اسے اپنے امین ملائکہ کی معیت میں واپس اس کے جسم میں لوٹا دیتا ہے۔ (علل الشرائع، الخصال)

باب ۱۰

مسجدوں میں داخل ہونے کے لئے طہارت کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علاء بن فضیل سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم مسجد میں داخل ہو اور پھر وہاں کچھ دیر بیٹھنے کا ارادہ ہو تو طہارت کے بغیر داخل نہ ہو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم بن حکیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تم پر لازم ہے کہ مساجد میں حاضری دو۔ کیونکہ یہی مساجد زمین میں خدا کے گھر ہیں۔ جو شخص باطہارت (پاک پاکیزہ) ہو کر ان میں آ جائے گا۔ تو خدا اسے گناہوں سے پاک کر دے گا۔ اور اسے اپنے زائروں میں شمار کرے گا۔ (الامالی)

۳۔ ابوسعید خدریؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے خدا تمہاری خطائیں معاف کر دے اور نیکیوں میں اضافہ کر دے؟ عرض کیا گیا: ہاں۔ یا رسول اللہ! فرمایا: باوجود مشکلات کے کامل وضو کرنا، ان مسجدوں کی طرف چل کر بکثرت جانا، اور ایک نماز پڑھ کر دوسری کے وقت کا انتظار کرنا (پھر فرمایا) جو شخص گھر سے باطہارت ہو کر نکلے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھے۔ پھر وہاں بیٹھ کر دوسری نماز کا انتظار کرے۔ تو فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ**۔ ترجمہ: (یا اللہ! اسے بخش دے۔ یا اللہ! اس پر رحم فرما)۔ (ایضاً)

۴۔ کلیب صیداوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ

زمین میں مسجدیں میرے گھر ہیں پس مبارک باد ہے اس بندہ کے لئے جو اپنے گھر میں طہارت کرے اور پھر میرے گھر میں آ کر میری زیارت کرے۔ آگاہ باشید جس کی زیارت کی جائے۔ اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زیارت کرنے والے کا اکرام کرے۔ (ثواب الاعمال، الفقیہ، علل الشرائع)

۵۔ عبداللہ بن جعفرؑ بن محمدؑ اپنے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ مسجدیں زمین میں میرے گھر ہیں، جو آسمان والوں کے لئے اس طرح چمکتی ہیں جس طرح زمین والوں کے لئے ستارے چمکتے ہیں۔ مبارک بادی ہے۔ اس شخص کے لئے جس کا گھر مسجدیں ہوں، مبارک بادی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے گھر میں وضو کر کے میرے گھر میں آ کر میری زیارت کرے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ہر اس ہستی پر لازم ہے کہ جس کی زیارت کی جائے کہ زیارت کرنے والے کا اکرام واحترام کرے۔ ان لوگوں کو جو اندھیروں میں چل کر مسجدوں کی طرف جاتے ہیں۔ بروز قیامت چمکتی ہوئی اور بلند روشنی کی بشارت دے دو۔ (علل الشرائع وثواب الاعمال)

باب ۱۱

جب جب آدمی سونا چاہے، جب آدمی سے کوئی حدث صادر ہو جائے اسی طرح جب کوئی شخص ہمیشہ باطہارت رہنا چاہے اس کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ آیا جب آدمی کو سونا چاہیئے؟ فرمایا: جب تک وضو نہ کرے تب تک اس کے لئے سونا مکروہ[1] ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمی ارشاد القلوب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص سے کوئی حدث صادر ہو اور وہ وضو نہ کرے تو اس نے مجھ پر جفا کی ہے اور جس سے کوئی حدث صادر ہو اور وہ وضو کرے مگر نماز نہ پڑھے تو اس نے مجھ پر جفا کی ہے۔ اور جس شخص سے کوئی حدث صادر ہو اور وہ وضو کرے پھر نماز بھی پڑھے اور اس کے بعد دین و دنیا کے بارے میں مجھ سے کوئی دعا کرے۔ اور میں اسے پورا نہ کروں۔ تو پھر میں نے اس پر جفا کی ہے۔ حالانکہ میں جفا کرنے والا پروردگار نہیں ہوں۔ (ارشاد القلوب دیلمی)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ یہ وضو نہ رفع حدث کے لئے ہے اور نہ ہی اباحت نماز وغیرہ کے لئے بلکہ صرف حالت جنب میں سونے کی کراہت کے ازالہ کے لئے ہے کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسنادخود انس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اے انس باطہارت زیادہ کرو۔ اس سے خدا تمہاری زندگی دراز کرے گا۔ اور اگر رات دن باطہارت رہ سکو تو ضرور ایسا کرو۔ کیونکہ اگر طہارت کی حالت میں مر گئے تو تمہاری موت شہادت کی موت ہوگی۔ (آمالی شیخ مفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تعقیبات کے باب میں اس قسم کی بعض روایات آئیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ جو شخص کسی ضروری کام کی وجہ سے تعقیبات نہ پڑھ سکے تو اسے طہارت پر باقی رہنا چاہیئے اور اس سے پہلے (باب ۹ میں) اس قسم کی بعض روایات گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

قرآن کو چھونے اور اس کے لکھنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور محدث اور جب آدمی کے لئے قرآن کی کتابت کا مس کرنا حرام ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص بغیر وضو قرآن کی تلاوت کرے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ قرآن کے حرفوں کو مس نہ کرے۔ (الفروع۔ التہذیب۔ والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود حریز سے اور وہ ایک اور آدمی سے نقل کرتے ہیں۔ جس نے ان کو اس واقعہ کی خبر دی۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کو حکم دیا کہ بیٹا قرآن پڑھو۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں باوضو نہیں ہوں! فرمایا: کتابت کو مس نہ کرو۔ صرف ورق کو ہاتھ لگاتے جاؤ۔ اور پڑھتے جاؤ۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ دونوں حدیثیں جب کو بھی شامل ہیں کیونکہ وہ بھی باوضو نہیں ہے (لہذا کتابت کو مس کئے بغیر وہ بھی قرآن کی تلاوت تو کر سکتا ہے مگر حروف کو مس نہیں کر سکتا)۔

۳۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: قرآن کو وضو کے بغیر اور جنابت کی حالت میں مس نہ کرو۔ اور نہ ہی اس کے خط کو مس کرو۔ اور نہ ہی اسے گلے میں لٹکاؤ۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: **"لا یمسہ الا المطھرون"** (کہ اسے مس نہیں کرتے مگر پاک لوگ)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ اور دیگر علماء نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔ یعنی بے طہارت آدمی اگر حروف قرآنی کے علاوہ صرف مصحف کو بھی ہاتھ لگائے تو مکروہ ہے۔

۴۔ جناب علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص بغیر وضو کے قرآن کو تختیوں یا کاغذوں پر لکھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث یا تو استحباب پر محمول ہے (کہ اگر لکھتے وقت حروف کو ہاتھ نہ بھی لگے تو بھی مستحب یہ ہے کہ بے وضو قرآن نہ لکھا جائے)۔ یا اس بات پر محمول ہے کہ چونکہ کتابت کرتے وقت لازماً حروف کو ہاتھ لگ جاتا ہے۔ (اس لئے بلاوضو کتابت کرنے کی ممانعت کی گئی ہے)۔

۵۔ فاضل طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں آیت مبارکہ "**لا یمسہ الا المطھرون**" (کہ اسے مس نہیں کرتے مگر پاک لوگ) کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا: اسے وہ لوگ مس کر سکتے ہیں۔ جو ہر قسم کے حدث اور جنابت سے پاک ہوں۔ پھر فرمایا: جنب، حائض اور محدث کے لئے قرآن (یعنی اس کے حروف) کو مس کرنا جائز نہیں ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (جنابت کے باب ۱۸ اور حیض کے باب ۳۷ میں) بعض ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مقصد پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۳

حاملہ عورت سے جماع کرنے، دوبارہ، سہ بارہ جماع کرنے اور ایک کنیز سے مباشرت کر کے دوسری سے کرنے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو سعید خدری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام اپنی وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! جب عورت حاملہ ہو جائے تو اس سے وضو کے بغیر ہمبستری نہ کرو۔ ورنہ اگر بچہ پیدا ہوا تو وہ دل کا اندھا اور ہاتھ کا بخیل[1] ہوگا۔ (الفقیہ، الامالی، علل الشرائع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ نے کتاب الدلائل میں روایت کی ہے جیسا کہ جناب علی بن عیسیٰ اربلی نے کشف الغمہ میں ان سے نقل کیا ہے حسن بن علی وشاء کہتے ہیں کہ فلاں بن محرز نے بیان کیا کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام جب اپنی بیوی سے دوبارہ مباشرت کرنا چاہتے تھے۔ تو پہلے نماز والے وضو کی طرح وضو کرتے تھے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس قسم کے ارشادات میں گو بظاہر خطاب معصوم کو ہوتا ہے۔ مگر اصل مقصد دوسرے لوگوں کو احکام شریعت سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ گویا یہاں "ایاک اعنی و اسمعی یا جارۃ" (کہتا تو تجھ سے ہوں مگر سن تو اسے پڑوسن) والا قانون جاری ہوتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کہ آپ امام رضا علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کریں؟ وشّاء بیان کرتے ہیں کہ جب میں آنجناب (امام رضا) کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے از خود میرے سوال کیے بغیر فرمایا کہ ابو عبداللہ علیہ السلام ایک بار مجامعت کرنے کے بعد جب دوبارہ کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو پہلے نماز والے وضو کی طرح وضو کر لیتے تھے۔ اور جب پھر ارادہ کرتے تو پھر اسی طرح وضو کر لیتے تھے۔ (کشف الغمہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب النکاح میں آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۴

حیض والی عورت کے لئے مستحب ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے بمقدار اداء نماز (مصلیٰ پر بیٹھ کر) ذکر خدا کرے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب عورت حائض ہو جائے۔ تو اس کے لئے نماز پڑھنا تو جائز نہیں ہے۔ مگر اسے چاہیئے کہ ہر نماز کے وقت نماز والے وضو کی طرح وضو کر کے کسی پاک جگہ پر بیٹھ جائے۔ اور بمقدار اداء نماز خدا کا ذکر اور اس کی تسبیح و تہلیل اور تحمید کرے پھر بیشک اپنے کاروبار میں مصروف ہو جائے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض وہ حدیثیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ اپنے مقام (ج ۷ باب ۱۵۵ از مقدمات نکاح میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

وضو کرنے کی کیفیت اور اس کے بعض احکام کا بیان

(اس باب میں کل چھبیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے۔ کہ میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ وضو کی ایک حد مقرر ہے جو اس حد سے تجاوز کرے گا۔ اسے کوئی اجر و ثواب نہیں دیا جائے گا۔ اور میرے والد فرماتے تھے کہ وہ شخص صرف (خدا سے یا اس کی شریعت سے) جھگڑتا ہے۔ یا (وسواس کی وجہ سے ادھر ادھر پانی ڈالتا ہے یا وہ صرف پانی سے

لطف اندوز ہوتا ہے[1])۔ ایک شخص نے عرض کیا: وضو کی وہ واجبی حد کیا ہے؟ فرمایا: منہ اور ہاتھوں کا دھونا اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک بار فرمایا کیا میں تمہارے سامنے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ عملی طور پر بیان نہ کروں؟ ہم نے عرض کیا: ہاں۔ (ضرور کریں) پس امام نے ایک پیالہ طلب کیا۔ جس میں کچھ پانی تھا۔ اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔ پھر اپنی کلائیوں سے کپڑا ہٹایا پھر پیالہ میں دائیں ہتھیلی ڈالی پھر فرمایا جب ہاتھ پاک ہو تو اس طرح کرنا چاہیئے (ورنہ پہلے اسے پاک کر لینا چاہیئے) پھر اسے پانی سے لبریز کر کے پیشانی پر رکھ کر اور بسم اللہ پڑھ کر اسے اپنی ریش مبارک کے اطراف پر انڈیل دیا۔ پھر اپنی ظاہری پیشانی اور منہ اور اس کی دونوں جانبوں پر ہاتھ پھیرا صرف ایک بار ایسا کیا۔ پھر بایاں ہاتھ پانی میں ڈبویا اور چلو بھر کر دائیں ہاتھ کی کہنی پر ڈالا اور پھر دائیں کلائی پر اس طرح ہاتھ پھیرا کہ پانی انگلیوں کے سروں سے بہ نکلا۔ (یہ بھی ایک بار کیا) اس کے بعد دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا اور چلو بھر کر بائیں ہاتھ کی کہنی پر ڈالا اور پھر اس ہاتھ کی کلائی پر اس طرح ہاتھ پھیرا کہ پانی انگلیوں کے سروں سے بہہ نکلا بعد ازاں باقی ماندہ تری سے سر کے اگلے حصہ پر اور دونوں پاؤں کی پشت پر مسح کیا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ایک ہے۔ اور ایک ہی کو پسند کرتا ہے۔ لہٰذا وضو کے لئے تمہیں تین چلو کافی ہیں۔ یعنی ایک چلو منہ کے لئے اور دو چلو دونوں ہاتھوں کے لئے۔ پھر دائیں کی تری سے اپنے سر اور دائیں پاؤں کی پشت کا مسح کرو۔ اور بائیں ہاتھ کی تری سے اپنے بائیں پاؤں کی پشت پر مسح کرو۔ زرارہ کہتے ہیں کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ایک آدمی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کرنے کے طریقہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اور آنجنابؑ نے اسی طرح عملی طور پر اسے وضو کر کے دکھایا تھا[2]۔ (الفروع۔ کذا فی۔ الفقیہ)

۳۔ زرارہ اور بکیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ انہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کی کیفیت بتائیں؟ امامؑ نے ایک طشت یا ایک کھلے منہ والا لوٹا منگوایا (اشتباہ راوی کو ہے) پھر اس میں دایاں ہاتھ ڈال کر اس سے ایک چلو بھرا اور اسے منہ پر ڈال کر اس سے منہ دھویا۔ پھر بایاں ہاتھ ڈال کر اور چلو بھر کر دائیں بازو کو کہنی سے لے کر کف

---

[1] مخفی نہ رہے کہ ترجمہ میں یہ اختلاف روایت میں وارد شدہ ایک لفظ میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔ عام نسخوں میں "یتلذذ" موجود ہے جبکہ بعض میں "یتلدد" مذکور ہے جس سے اصل مدعا پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] مخفی نہ رہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کی صفت و کیفیت بیان کرنے والی یہ روایت مؤلف علام نے مذکورہ بالا سلسلہ سند کے علاوہ چھ (۶) اور مختلف طرق سے نقل فرمائی ہے۔ جو فروع کافی تہذیب الاحکام اور استبصار میں مذکور ہیں۔ مگر ہم نے اپنی روش کے مطابق باقی طرق کو مکرر سمجھ کر قلم انداز کر دیا ہے۔ اور اسی ایک روایت پر اکتفا کیا ہے۔ فتذکر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

دست تک (یعنی انگلیوں کے سروں تک) اوپر سے نیچے کی طرف دھویا۔ اور پانی کو نیچے سے اوپر نہ جانے دیا۔ پھر بائیں ہاتھ سے چلو بھر کر بائیں ہاتھ کو اسی طرح دھویا۔ جس طرح دائیں کو دھویا تھا۔ پھر اپنے ہاتھوں کی تری سے سر اور پاؤں کا مسح کیا۔ اور اس مسح کے لئے نیا پانی نہیں لیا۔ پھر فرمایا (پاؤں کے مسح کے لئے) تسمہ کے نیچے ہاتھ داخل کرنے کی ضرورت نہیں (بلکہ صرف ظاہری حصہ پر مسح کر لینا کافی ہے) راوی کہتا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: خدا فرماتا ہے: **یا ایها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم** (خدا نے اس آیت مبارکہ میں) چونکہ منہ اور ہاتھوں کے دھونے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ وضو کرنے والا منہ کا کوئی حصہ دھوئے بغیر نہ چھوڑے اسی طرح کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سروں تک ہاتھوں کا کوئی حصہ بغیر دھوئے نہ چھوڑے۔ پھر فرمایا: خدا فرماتا ہے: "**وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین**" (اس میں سر اور پاؤں کے بعض حصہ پر مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے) لہٰذا اگر وضو کرنے والا سر اور پاؤں کے کعبین اور انگلیوں کے درمیان والے بعض حصوں پر مسح کرے تو اس کے لئے کافی ہوگا۔ راوی کہتا ہے: ہم نے عرض کیا وہ کعبین کہاں ہیں؟ (جن تک پاؤں کا مسح کرنا ہے؟) امامؑ نے قدم اور پنڈلی کی ہڈی والے جوڑ اور پنڈلی والی ہڈی سے ذرا نیچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں! ہم نے ٹخنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ یہ کیا ہیں؟ فرمایا: یہ تو پنڈلی کی ہڈیاں ہیں۔ مگر کعب اس سے قدرے نیچے ہے۔ ہم نے عرض کیا: خدا آپ کی صلاح وفلاح کو ہمیشہ برقرار رکھے۔ آیا ایک چلو منہ کے لئے اور ایک ہاتھ کے لئے کافی ہے؟ فرمایا: ہاں جب چلو خوب بھر لو۔ اور دو چلو تو ان سب کے اوپر ہیں۔ (اور بلا مبالغہ کافی ووافی ہیں)۔ (الفروع۔ کذا فی۔ التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہاں دو چلو سے مراد وہی سابقہ دو چلو ہیں۔ جو پہلے ذکر ہو چکے ہیں۔ (ایک منہ کے لئے اور ایک ہاتھوں کے لئے۔ نہ یہ کہ منہ اور ہاتھوں کے لئے دو دو چلو) زیادہ نہیں تو اس مطلب کا احتمال تو ہے اور جب یہ صورت حال ہے۔ تو اس سے دو دو مرتبہ دھونے کا استحباب ثابت نہیں ہو سکتا۔ (**کذا افاد العلامة المجلسی فی مرآة العقول۔ فلا تغفل**)

۴۔ عمر بن اذینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب (شب معراج) مجھے آسمان پر لے جایا گیا۔ تو خدا نے مجھے وحی فرمائی۔ یا محمدؐ! صاد (نامی چشمہ) کے قریب جاؤ۔ اور اپنے اعضاء سجدہ کو دھوؤ اور انہیں پاک وصاف کرو۔ اور اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو۔ پس آنحضرتؐ صاد (نامی چشمہ) کے قریب گئے۔ جو عرش الٰہی کی دائیں ساق سے نکلتا ہے۔ اور آنحضرتؐ نے دائیں ہاتھ سے پانی لیا۔ اور اسی وجہ سے دائیں ہاتھ سے وضو کرنا مقرر ہو گیا۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ اس سے منہ دھوؤ۔ کیونکہ تم نے میری عظمت وجلالت (کے آثار) کو دیکھنا ہے۔ پھر اپنے دونوں دائیں اور بائیں بازوؤں کو دھوؤ کہ تم

نے ان سے مصور ے کلام (قرآن) کو پکڑنا ہے۔ پھر ہاتھوں کی باقیماندہ تری سے سر اور پاؤں کا ٹخنوں تک مسح کرو کہ اس کی وجہ سے میں تمہیں برکت دوں گا اور اس جگہ تیرے قدم رکھواؤں گا۔ جس پر آج تک کسی نے تیرے سوا قدم نہیں رکھا۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ الحذاء سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو (کسی تکلیف کی وجہ) بمقام "جمع" (مزدلفہ) وضو کرایا اور اس سے پہلے آپ نے پیشاب کیا تھا۔ اور میں نے ان کو پانی پکڑوایا تھا جس سے انہوں نے استنجاء کیا تھا۔ اس کے بعد میں نے ایک چلو آپ کے منہ پر ڈالا جس سے آپ نے منہ دھویا۔ (دوسری روایت میں یہ ہے) کہ آپ نے خود پانی کا چلو لیا جس سے منہ دھویا۔ (کما فی التہذیب) پھر ایک چلو دائیں بازو پر اور ایک چلو بائیں بازو پر ڈالا۔ جس سے آپ نے دونوں بازو دھوئے۔ پھر وضو کی باقیماندہ رطوبت سے سر اور پاؤں کا مسح کیا۔ (التہذیبین)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ وہ بمقام مکہ لوگوں کے سامنے حدیثیں بیان کر رہے تھے۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ثقیف کے ایک شخص سے فرمایا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی سوال کرتا۔ کہ تو اس لئے آیا ہے۔ کہ اپنے وضو اور نماز کے متعلق سوال کرے۔ اور یہ کہ ان سے تجھے کیا اجر ملے گا؟ تو سمجھ لو کہ جب تم ہاتھ پانی میں ڈالتے ہو۔ اور کہتے ہو: **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ تو اس سے تمہارے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو تم نے ہاتھوں سے کیے ہوتے ہیں۔ اور جب منہ دھوتے ہو تو اس سے تمہارے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں جو تمہاری آنکھوں اور منہ نے کیے ہوتے ہیں۔ اور جب تم اپنے بازوؤں کو دھوتے ہو تو اس سے تمہارے دائیں بائیں ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اور جب سر اور پاؤں پر مسح کرتے ہو تو اس سے تمہارے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں جو تم نے ان قدموں سے چل کر کئے ہوتے ہیں۔ یہ تو ہے وضو میں سے تمہارا حصہ! (اس کے بعد) جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔ اور رو بقبلہ ہو کر (دعاء توجہ پڑھ کر) سورہ حمد اور اس کے بعد حسب توفیق کوئی سورہ پڑھ کر رکوع میں جاتے ہو۔ اور پھر مکمل رکوع و سجود کر کے اور تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر فارغ ہوتے ہو تو اس سے تمہارے وہ تمام گناہ جو تم نے سابقہ پڑھی ہوئی نماز اور اس نماز کے درمیان کئے تھے۔ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ تمہارا وہ حصہ ہے۔ جو تمہیں نماز سے ملتا ہے۔ (الفقیہ، الفروع، الامالی للشیخ الصدوق)

۷۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث العلل (جس میں احکام شرعیہ کے علل و اسباب بیان کئے گئے ہیں) میں فرمایا: خدا نے وضو میں منہ اور ہاتھوں کے دھونے اور سر اور پاؤں کا مسح کرنے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ بندہ جب اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو اس کے سامنے انہی اعضاء و جوارح کو ظاہر کرتا ہے جن کا وضو میں دھونا یا جن پر مسح کرنا واجب ہے۔ چنانچہ وہ رو بقبلہ ہوتا ہے۔ یا سجدہ کرتا ہے۔ اور خشوع و خضوع کرتا ہے۔ تو منہ سے

اور سوال کرتا ہے۔ اور بیم ورجا کا اظہار کرتا ہے۔ تو ہاتھوں سے اور رکوع و سجود سے اس کا استقبال کرتا ہے تو سر سے۔ اور اٹھتا اور بیٹھتا ہے۔ تو پاؤں سے۔ پھر وضو میں جو فرق رکھا گیا ہے کہ منہ اور ہاتھوں کو دھویا جاتا ہے اور سر اور پاؤں کا مسح کیا جاتا ہے۔ ایسا کیوں نہیں کیا گیا کہ سب اعضاء کو دھویا جاتا یا سب پر مسح کیا جاتا؟ فرمایا: اس کے بہت سے علل اور اسباب ہیں: (۱) منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ سب سے بڑی عبادت رکوع و سجود ہیں (کیونکہ یہ سب سے بڑی عبادت نماز کے سب سے بڑے رکن ہیں) اور ظاہر ہے کہ رکوع و سجود منہ اور ہاتھوں سے کیے جاتے ہیں۔ نہ کہ سر اور پاؤں سے)۔ (۲) دوسرا سبب یہ ہے کہ عام لوگ ہر وقت سر اور پاؤں نہیں دھو سکتے۔ اور سردی، سفر، مرض اور رات و دن میں ان کا دھونا سخت دشوار ہوتا ہے۔ اس کے برعکس منہ اور ہاتھوں کا دھونا بہ نسبت سر اور پاؤں کے دھونے کے آسان ہوتا ہے۔ اور شرعی احکام ان لوگوں کو مدنظر رکھ کر مقرر کیے جاتے ہیں۔ جو تندرست لوگوں میں سے سب سے زیادہ کمزور ہوتے ہیں۔ پھر ان میں طاقتور اور کمزور سب باہم شریک ہوتے ہیں۔ (۳) تیسرا سبب یہ ہے کہ سر اور پاؤں پگڑی اور موزے وغیرہ کی وجہ سے بالعموم کھلے نہیں ہوتے۔ (اس لئے ان پر مسح) اور منہ اور ہاتھ جو بالعموم کھلے ہوتے ہیں۔ (اس لئے ان کا دھونا فرض کیا گیا) اس کے علاوہ بھی کئی وجوہ ہیں۔

(عیون اخبار الرضا، علل الشرائع)

۸۔ نیز فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام (ایک مفصل مکتوب میں) لکھا۔ خالص اسلام یہ ہے کہ گواہی دی جائے کہ خدا واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے (یہاں تک کہ فرمایا) پھر اسی طرح وضو کرنا ہے جس طرح خدا نے حکم دیا ہے۔ یعنی منہ اور ہاتھوں کا دھونا اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا اور یہ سب کچھ ایک ایک بار کرنا چاہیے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوقؒ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ چند یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرتؐ سے چند مسائل پوچھے۔ منجملہ ان مسائل کے ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ۔ یا محمدؐ! یہ بتائیں کہ وضو میں ان اعضاء اربعہ (منہ، ہاتھ، سر اور پاؤں) کی تخصیص کیوں کی گئی ہے۔ جبکہ سارے بدن میں سب سے زیادہ صاف ستھرے اعضاء یہی ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: جب شیطان نے (اپنے جھوٹے حلفیہ بیان سے) جناب آدمؑ کو وسوسہ ڈالا اور وہ اس مخصوص درخت کے قریب گئے۔ اور اس درخت کی طرف نگاہ کی تو ان کے چہرہ کا پانی چلا گیا۔ (چہرہ بے رونق ہو گیا) پھر اٹھے اور درخت کی طرف بڑھے تو یہ پہلا قدم تھا جو خطا (خدا کے امر ارشادی کے خلاف) اٹھا۔ (جسے منصب نبوت کے پیش نظر ترک اولیٰ کہا جاتا ہے)۔ پھر ہاتھ سے اس کا پھل توڑا اور کھایا جس نے ان کی سب زیب و زینت رخصت ہو گئی اور کپڑے اتر گئے۔ جس کی وجہ سے جناب آدمؑ سر پر ہاتھ رکھ کر رو دئے۔ پس جب خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول فرمائی (اور ظاہری آن بان کو بحال فرمایا) تو خدا نے ان پر اور ان کی ذریت پر ان چار اعضاء کا پاک و صاف کرنا فرض قرار دے دیا۔ چنانچہ منہ کا دھونا

(جس میں آنکھیں بھی داخل ہیں) اس لئے واجب کیا۔ کہ آنکھوں سے اس درخت کو دیکھا تھا' ہاتھوں کا دھونا اس لئے واجب قرار دیا کہ ان سے پھل توڑا تھا' سر کا مسح اس لئے واجب قرار دیا کہ اس پر ہاتھ رکھا تھا اور پاؤں کا مسح اس لئے واجب قرار دیا کہ ان سے چل کر ادھر گئے تھے۔ (علل الشرائع۔ الفقیہ)

۱۰۔ شیخ موصوف نے اپنی کتاب امالی میں اسی سابقہ روایت کے ساتھ یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امت پر کلی کرنا سنت قرار دیا۔ تاکہ منہ حرام سے پاک ہو جائے اور ناک میں پانی ڈالنا سنت قرار دیا تاکہ اس پر دوزخ کی بدبو حرام ہو جائے۔

یہود نے سوال کیا: یا محمدؐ! اس وضو کرنے والے کی جزا کیا ہے؟ فرمایا: آدمی جب پہلے پہل پانی کو ہاتھ لگاتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اور جب کلی کرتا ہے تو خدا اس کے دل و زبان کو حکمت و دانائی سے منور کر دیتا ہے۔ اور جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو خدا اس کو جہنم سے امان عطا کر کے جنت کی خوشبو عطا فرماتا ہے۔ اور جب منہ دھوتا ہے تو خدا اس کے چہرہ کو اس دن (قیامت) سفید کرتا ہے جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ اور جب اپنی کلائیوں کو دھوتا ہے۔ تو خدا اس کی برائیاں جھاڑ دیتا ہے۔ اور جب پاؤں پر مسح کرتا ہے۔ تو اس کے قدموں کو اس دن پل صراط سے گزار دیتا ہے۔ جس دن کچھ لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔ (الامالی للشیخ الصدوقؒ)

۱۱۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: یہ ہیں شرائع دین اس شخص کے لئے جو ان سے تمسک کرنا چاہے۔ اور جسے خدا ہدایت کرنا چاہے۔ (۱) اس طرح مکمل وضو کرنا جس طرح خدا نے اپنی ناطق کتاب میں کرنے کا حکم دیا ہے یعنی منہ اور ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا اور سر اور پاؤں کا کعبین تک مسح کرنا ایک ایک بار اور دو دو بار کرنا بھی جائز ہے اور جو شخص خفین (موزوں) پر مسح کرتا ہے وہ خدا' اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب کی مخالفت کرتا ہے۔ اس کا وہ وضو نا تمام ہے اور اس کی نماز ناکافی ہے (قابل قبول نہیں ہے)۔ (الخصال)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود ابو اسحاق ہمدانی سے اور وہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے جناب محمد بن ابو بکر کو مصر کا والی (گورنر) بناتے وقت ان کے نام جو عہد نامہ لکھا تھا اس میں فرمایا: وضو پر خوب غور کرو۔ کیونکہ اس کا نماز کے اتمام و اکمال سے تعلق ہے۔ تین بار کلی کرو' تین بار ناک میں پانی ڈالو اس کے بعد منہ دھوؤ۔ پھر دایاں بازو۔ پھر بایاں بازو۔ پھر اپنے سر اور پاؤں پر مسح کرو کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وضو نصف ایمان ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۳۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: نماز کی کنجی طہارت (وضو) ہے۔ اس کی تحریم تکبیر اور تحلیل سلام ہے اور خدا طہارت کے

بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔ اور نہ اس صدقہ کو قبول کرتا ہے جو مال چرا کر دیا جائے۔ اور نماز کی سب سے بڑی طہارت جس کے بغیر خداوند نماز قبول کرتا ہے اور نہ کوئی اور عبادت وہ طہارت وہ سید المرسلین محمد اور سید الوصیین علیؑ اور ان کے دوستوں سے محبت کرنا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا ہے۔ (تفسیر منسوب بامام حسن عسکریؑ)

۱۴۔ نیز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ (مؤمن) وضو کرتے ہوئے منہ دھوتا ہے۔ تو اس کے چہرے کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اور جب پاؤں کا مسح کرتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اور اگر وضو کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیتا ہے تو پھر اس کے تمام اعضاء گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اور اگر وضو یا غسل جنابت کے آخر میں یہ دعا پڑھتا ہے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّكَ وَخَلِيْفَتُكَ بَعْدَ نَبِيِّكَ وَاَنَّ اَوْلِيَائَهٗ خُلَفَائُكَ وَاَوْصِيَائُكَ" تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت کے خشک پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اور پھر اس کے ہر ہر قطرہ وضو سے خدا ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو خدا کی تسبیح و تقدیس اور تہلیل و تکبیر کرتا ہے اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ اور اس عمل کا ثواب اس وضو کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ پھر خدائے کریم حکم دیتا ہے اور اس کے وضو اور غسل پر رب العزت کی مہروں میں سے ایک خاص مہر لگائی جاتی ہے۔ (ایضاً)

(انتهى بقدر الحاجة) مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث خاصی طویل ہے۔ اور بہت بڑے ثواب پر مشتمل ہے۔

۱۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابو جریر رقاشی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نماز کے لئے کس طرح وضو کروں؟ فرمایا: وضو کے بارے میں زیادہ گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے کی ضرورت ہے۔ ہاں البتہ چہرہ کو اوپر سے نیچے تھوڑے سے پانی سے بطور مسح دھوؤ۔ پھر اسی طرح ہاتھوں کو تھوڑے سے پانی سے مسح کرنے کی مانند دھوؤ۔ بعد ازاں سر اور پاؤں کا مسح کرو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حدیث میں لفظ مسح منہ اور ہاتھوں کے متعلق مجازی معنوں یعنی دھونے پر محمول ہے۔ (مطلب یہ کہ بالکل تھوڑے سے پانی سے وضو کرو) اور سر اور پاؤں میں اپنے حقیقی معنوں پر محمول ہے۔

۱۶۔ جناب سید علی بن الحسین المرتضیٰ اپنے رسالہ محکم والمتشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالے سے باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا قرآن کا "محکم" اسے کہتے ہیں جس کی تاویل اس کی تنزیل میں ہو۔ (یعنی اس کا مفہوم بالکل واضح ہو) جیسے "**یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلواۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروؤسکم وارجلکم الی الکعبین**" یہ آیت ان محکم آیتوں میں سے ہے جن کی تاویل ان کی تنزیل میں ہے۔ اور وہ ان سے زیادہ کسی تاویل کی محتاج نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اور جہاں تک وضو کے حدود کا تعلق ہے۔ وہ (یہ ہیں) منہ اور ہاتھوں کا دھونا اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا ہے۔ باقی اور جو کچھ ان حدود کے ساتھ متعلق و متصل ہے۔ وہ نیت واجب ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو ان کو پہنچانے اور ان کی بجا آوری پر قدرت بھی رکھتا ہو۔ (رسالہ المحکم والمتشابہ)

۱۷۔ جناب سید ابن طاؤس باسناد خود عیسیٰ بن مستفاد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت امیر علیہ السلام اور جناب خدیجہؑ نے اظہار اسلام کیا۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: کہ جبرئیلؑ میرے پاس موجود ہیں۔ وہ تم دونوں کو بیعت اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کی کچھ شرطیں ہیں۔ مثلاً خدا کی وحدانیت کی گواہی دینا۔ (الی ان قال) باوجود شدائد و مشکلات کے کامل وضو کرنا یعنی منہ اور ہاتھوں کا دھونا۔ اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا اور سردی ہو یا گرمی بہرحال غسل جنابت کرنا' نماز قائم کرنا' جائز طریقہ پر زکوٰۃ وصول کرنا' اور پھر صحیح مقام پر اسے خرچ کرنا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اور شبہ کے وقت آگے بڑھنے کی بجائے ٹھہر جانا۔ (کتاب الطرف للسید بن طاؤسؒ)

۱۸۔ نیز حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جناب مقدادؓ سلمانؓ اور ابوذرؓ سے فرمایا: آیا تم شرائع اسلام کو جانتے ہو عرض کیا صرف اس قدر جانتے ہیں جس قدر خدا اور رسولؐ نے ہمیں بتایا ہے۔ فرمایا: وہ شرائع تو بے شمار ہیں (ہاں البتہ ان میں سے چند یہ ہیں) گواہی دو کہ خدا واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے (الی ان قال) میرا قبلہ جو مسجد الحرام کا ایک حصہ ہے وہ تمہارا قبلہ ہے۔ اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرے وصی اور مؤمنوں کے امیر ہیں اور میرے اہل بیتؑ کی مودت واجب و لازم ہے اور اس کے علاوہ نماز پڑھنا' زکوٰۃ و خمس ادا کرنا' حج بیت اللہ کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' ماہ رمضان کے روزے رکھنا' غسل جنابت کرنا اور وضو کامل کرنا یعنی منہ اور کہنیوں سمیت ہاتھوں کا دھونا اور سر اور پاؤں کا کعبین تک مسح کرنا۔ اور خف (موزہ)' خمار (دوپٹہ) اور عمامہ (پگڑی) پر مسح نہ کرنا (الی ان قال) یہ ہیں شروط اسلام اور اس کے شرائع اور ہنوز جو شرائط باقی رہ گئی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مقدمہ عبادات (باب ۵ و ۶) میں اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو نیت کے وجوب اور اس کے

احکام (اخلاص وغیرہ) پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (ابواب میں سے باب ۱۶ و ۲۳ و ۲۵ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

پانی پر نظر کرتے وقت، استنجا کرتے وقت اور ناک میں پانی ڈالتے وقت اور دیگر اعضاء وضو کے دھونے (اور مسح کرتے وقت) منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے اور وضو کے لئے دوسرے آدمی سے پانی منگوانا جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن کثیر ہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے بیٹے محمد بن الحنفیہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اپنے اس بیٹے کو حکم دیا کہ بیٹا پانی لاؤ تاکہ میں نماز کے لئے وضو کروں چنانچہ جناب محمد پانی لائے اور آپؑ نے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور یہ دعا پڑھی: **بسم اللّٰہ وباللّٰہ والحمد للّٰہ الذی جعل الماء طھورا ولم یجعلہ نجساً** ۔ پھر جا کر استنجا کیا اس وقت یہ دعا پڑھی: **اللھم حصن فرجی واعفہ واستر عورتی وحرمنی علی النار** ۔ امامؑ فرماتے ہیں پھر تین بار کلی کی اور یہ دعا پڑھی: **اللھم لقنی حجتی یوم القاک واطلق لسانی بذکرک** ۔ پھر ناک میں پانی ڈالا اس وقت یہ دعا پڑھی: **اللھم لا تحرم علی ریح الجنۃ واجعلنی ممن یشم ریحھا و روحھا وطیبھا** ۔ پھر منہ دھویا اور اس وقت یہ دعا پڑھی: **اللھم بیض وجھی یوم تسود فیہ الوجوہ** ۔ پھر دایاں بازو دھویا اس وقت یہ دعا پڑھی: **اللھم اعطنی کتابی بیمینی والخلد فی الجنان بیساری وحاسبنی حساباً یسیراً** ۔ اس کے بعد بایاں بازو دھویا تب یہ دعا پڑھی: **اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا تجعلھا مغلولۃ الی عنقی واعوذ بک من مقطعات النیران** ۔ پھر سر کا مسح کیا اور اس وقت یہ دعا پڑھی: **اللّٰھم غشنی برحمتک وبرکاتک وعفوک** ۔ اس کے بعد پاؤں کا مسح کیا اور اس حال میں یہ دعا پڑھی: **اللّٰھم ثبتنی علی الصراط یوم تزل فیہ الاقدام واجعل سعیی فیما یرضیک عنی** ۔ پھر سر اٹھا کر محمد بن الحنفیہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے محمد! جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور میری ان دعاؤں کی طرح دعائیں پڑھے تو خدا اس کے وضو کے پانی کے ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرے گا جو اس کی تقدیس، تسبیح اور تکبیر کرے گا۔ اور خدا اس کے اس عمل کا ثواب قیامت تک اس

وضو کرنے والے کے نامہ عمل میں درج کرے گا۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ، المقنع، ثواب الاعمال، الآمالی، والمحاسن للبرقی)

۲۔ جناب سعید بن ہبۃ اللہ راوندی باسناد خود عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ میرے لئے پانی رکھو تا کہ میں وضو کروں[1]۔ (الخرائج والجرائح راوندی)

باب ۱۷

چہرہ کے وہ حدود جن کا وضو میں دھونا واجب ہے اور یہ کہ کنپٹیوں کا دھونا واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (میرے آقا) مجھے چہرہ کی وہ حد بتائیں جس کے وضو میں دھونے کا خدا نے حکم دیا ہے؟ فرمایا: چہرہ کی وہ حد جس کے دھونے کا خدا نے حکم دیا ہے اور جس میں کسی کو بھی کمی یا بیشی کرنے کا حق نہیں ہے کہ اگر زیادہ کرے گا تو اسے اجر نہیں ملے گا۔ اور اگر کم کرے گا تو گنہگار ہوگا (اور وضو بھی باطل ہو جائے گا) طول میں (سر کے بال کے) اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نچلے سرے تک (اور عرض میں) جس مقدار کو ہاتھ کا انگوٹھا اور درمیانی انگلی گھیر لے۔ بس جس مقدار کو (عرض میں) دو انگلیاں گھیر لیں۔ وہ چہرہ[2] ہے جس کا دھونا واجب ہے۔ اور جو اس کے علاوہ ہے وہ چہرہ نہیں ہے۔

راوی نے عرض کیا کہ کنپٹی[3] چہرہ میں داخل ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا جس میں چہرہ کی وہ مقدار دریافت کی تھی (جس کا وضو میں دھونا واجب ہے) امامؑ نے جواب میں لکھا کہ

---

[1] ان دونوں حدیثوں سے وضو کے لئے دوسرے آدمی سے پانی منگوانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] یا اس کا مطلب بقول شیخ بہائی علیہ الرحمہ یہ ہے کہ سر کے بال اگنے سے لے کر ٹھوڑی تک انگوٹھے اور درمیانی انگلی کو رکھ کر اگر گھمایا جائے اور اس سے دائرہ کی شکل بن جائے گی تو طول و عرض میں جو مقدار اس دائرہ کے اندر آ جائے یہ شرعاً وہ چہرہ ہے جس کا بلا کم و کاست وضو میں دھونا واجب ہے۔ فتدبر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[3] کنپٹی جسے عربی میں صدغ کہا جاتا ہے وہ پست جگہ جو آنکھ اور کان کے درمیان ہوتی ہے آنکھ اور کان کے درمیان چار انگشت بستہ کا فاصلہ ہوتا ہے اس کا تھوڑا سا حصہ بقدر ایک انگشت انگوٹھا اور انگلی کے درمیان آ جاتا ہے جس پر بال نہیں ہوتے اور کچھ حصہ بقدر تین انگشت نہیں آتا جس پر بال ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر آدمی کی دو کنپٹیاں ہوتی ہیں۔ فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(پیشانی کی طرف سے) بالوں کی ابتدا سے لے کر آخر چہرہ (ٹھوڑی) تک اور اسی طرح (پیشانی کی) دونوں جبینیں[1] بھی چہرہ میں داخل ہیں۔ (الفروع و التہذیب)

باب ۱۸

کانوں کا نہ منہ کے ساتھ دھونا واجب ہے اور نہ سر کے ساتھ مسح کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کان نہ منہ میں داخل ہیں اور نہ سر میں۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ کانوں کا اندرونی حصہ چہرہ میں داخل ہے اور ان کا بیرونی حصہ سر میں؟ فرمایا: نہ ان کا دھونا واجب ہے اور نہ مسح کرنا (مقصد یہ کہ ان لوگوں کی یہ بات درست نہیں ہے)۔ (الفروع، التہذیب، استبصار)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رکاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کان سر میں داخل ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا جب سر کا مسح کروں تو کانوں کا بھی کروں۔ فرمایا: ہاں۔ (پھر فرمایا) گویا میں اپنے والد کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کی گردن میں بٹ تھا اور جب وہ سر منڈواتے تھے تو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ پانی ان کی گردن سے نیچے گر رہا ہوتا تھا۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں چونکہ یہ روایت حسب ظاہر ہمارے مسلمات کے خلاف ہے اس لئے اس کی کوئی تاویل ضروری ہے۔ لہٰذا اس کی چند تاویلیں کی گئی ہیں: (۱) جناب شیخ طوسیؒ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ عامۃ المسلمین کے نظریہ کے مطابق ہے اور ظاہر قرآن کے خلاف ہے فاضل شیخ حسن نے بھی منتقی الجمان میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔ (۲) اس روایت میں وضو کی کوئی صراحت نہیں ہے لہٰذا ممکن ہے کہ سوال غسل کے بارے میں ہو اور مسح سے مراد پانی ڈالنے کے بعد جسم پر ہاتھ پھیرنا ہو جس کا قرینہ روایت کا وہ جملہ ہے کہ "میں دیکھتا تھا کہ ان کی گردن سے پانی نیچے بہہ رہا ہوتا تھا۔ (۳) ممکن ہے کہ یہ سوال و جواب لوہے کے استرے سے سر منڈوانے کے بعد پانی ملنے سے متعلق ہو جس کا قرینہ یہ جملہ ہے کہ "جب امامؑ بال کٹواتے تھے یا سر منڈواتے تھے" (پہلے گزر چکا ہے کہ جہاں لوہا لگ جائے اس پر پانی ملنا مستحب ہے)۔ واللہ اعلم۔

---

[1] جبینین: پیشانی کا وہ کنارا جو ابرو کے آخری بال اگنے کی جگہ تک ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر آدمی کے دو جبین ہوتے ہیں جو چہرہ کے دونوں طرف ہوتے ہیں۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۹

وضو میں منہ دھونے کی ابتداء اوپر سے اور ہاتھوں میں کہنیوں سے واجب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہیثم بن عروہ التمیمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کا ارشاد "**فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق**" پڑھ کر اور کف دست پر ہاتھ رکھ کر اور کہنیوں کی طرف پھیرتے ہوئے پوچھا کیا اس طرح وضو کیا جائے؟ فرمایا: اس طرح اس کی تنزیل نہیں ہے اس کی تنزیل یوں ہے: "**فاغسلوا وجوهكم وايديكم من المرافق**" پھر اپنا ہاتھ کہنیوں سے لے کر انگلیوں تک پھیرا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں (چونکہ اس روایت سے حسب ظاہر تحریف قرآن کا گمان ہوتا ہے لہٰذا اس کی کوئی مناسب تاویل ضروری ہے اس لئے مؤلف علام نے اس کی چند تاویلیں ذکر کی ہیں **اولاً**: بظاہر مشہور یہ روایت ضعیف ہے۔ **ثانیاً**: ممکن ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی قرات میں "**الی**" کی جگہ "**من**" ہو (اور اس قسم کا قرائتی اختلاف کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے **ثالثاً**: یہاں تنزیل سے تفسیر و تاویل مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ نزل الشیخ علی کذا (کہ شیخ نے فلاں حدیث کو اس معنی پر محمول کیا ہے) خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہاں آیت وضو میں حرف "**الی**" بمعنی "**من**" استعمال ہوا ہے یا "**الی**" بمعنی "**مع**" ہے لہٰذا بنا بر مشہور مطلب یہ ہوگا کہ (دھوؤ ہاتھوں کو کہنیوں سمیت) **رابعاً**: اگر "**الی**" کو اس کے اصل معنی پر باقی رکھا جائے تو پھر اسے "عضوِ مغسول" کی حد بندی پر محمول کیا جائے گا (کہ ہاتھ کے اتنے حصہ کو دھونا ہے) نہ کہ دھونے کی کیفیت پر کہ کس طرح دھونا ہے اور چونکہ سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کی سیرت سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ کہنیوں سے دھونے کی ابتدا کرتے تھے اس لئے ہمیں بھی ادھر سے ہی ابتدا کرنی چاہیے۔ **خلاصہ** فرقہ حقہ کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے اور نصوص متواترہ موجود ہیں کہ کہنیوں سے ابتدا کر کے انگلیوں کے سرے تک ہاتھوں کو دھونا واجب ہے لہٰذا اگر کوئی روایت اس کے خلاف وارد ہوئی ہے تو وہ ناقابل عمل متصور ہوگی۔ واللہ اعلم۔

باب ۲۰

الٹا مسح کرنا بھی جائز ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: الٹا یا سیدھا مسح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیبین)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بمقام منیٰ پاؤں کا مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا کہ آپ قدم کی پشت پر کبھی انگلیوں سے شروع کر کے کعبین تک اور کبھی کعبین سے شروع کر کے انگلیوں تک مسح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ پاؤں کے مسح میں بڑی وسعت ہے جو چاہے سیدھا مسح کرے اور جو چاہے الٹا مسح کرے اس سلسلہ میں اس کے لئے گنجائش ہے انشاء اللہ[۱]۔

(الفروع۔التہذیب۔الاستبصار۔قرب الاسناد)

باب ۲۱

مسح کے لئے اگر ہاتھوں سے رطوبت بالکل خشک ہو جائے تو پھر داڑھی، ابرو یا پلکوں سے تری حاصل کرنا واجب ہے مگر جدید پانی استعمال نہیں کیا جا سکتا اور اگر وضو کی رطوبت بالکل ختم ہو جائے تو پھر از سر نو وضو کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود خلف بن حماد سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس شخص نے امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص سر کا مسح کرنا بھول جاتا ہے اور اس وقت اسے یاد آتا ہے جب وہ نماز شروع کر چکا ہوتا ہے تو؟ فرمایا: اپنی ڈاڑھی سے تری لے کر وہیں سر کا مسح کرلے (اور اس کے بعد پاؤں کا بھی) عرض کیا اگر اس کی ڈاڑھی نہ ہو تو؟ فرمایا: پھر اپنے ابرووں یا پلکوں سے تری حاصل کرے۔(التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امامؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سر کا مسح کرنا بھول

---

[۱] بایں ہمہ احوط یہ ہے کہ سیدھے مسح پر اکتفا کی جائے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

جائے اور نماز شروع کر دے کہ اگر اس کی ڈاڑھی میں اس قدر رطوبت ہے کہ جس سے سر اور پاؤں کا مسح کر سکے تو اسی حالت میں ایسا کرے اور نماز پڑھتا رہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا میں وضو کے بعد اس تری سے جو ہاتھوں پر باقی رہ گئی ہے سر کا مسح کروں؟ فرمایا: نہیں بلکہ جدید پانی میں ہاتھ ڈبو کر مسح کر۔ (ایضاً)

۴۔ معمر بن خلاد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی کے لئے یہ کافی ہے کہ سر کے مسح سے بچی ہوئی رطوبت سے پاؤں کا مسح کرے؟ امامؑ نے سر کے اشارہ سے کہا: نہ۔ عرض کیا جدید پانی سے کرے۔ امامؑ نے سر کے اشارہ سے کہا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان دونوں روایتوں کو تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ مخالفین کے مذہب کے موافق ہیں اور دوسری روایت میں امامؑ کا سر کے اشارہ سے ہاں نہ کرنا بھی اس بات کا واضح قرینہ موجود ہے کہ امامؑ نے مقام تقیہ میں ایسا فرمایا ہے۔ (وھذا اوضح من ان یخفٰی)

۵۔ اسی طرح جعفر بن عمارہ بن ابی عمارہ والی روایت جس میں اس کا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرنا کہ ہاتھوں کی باقیماندہ تری سے سر کا مسح کروں؟ اور امامؑ کا یہ جواب دینا کہ نہیں بلکہ جدید پانی لے۔ مذکور ہے کہ یہ روایت بھی تقیہ پر محمول ہے کیونکہ علاوہ اس کے یہ روایت شیعی مسلمات کے خلاف اور مخالفین کے مذہب کے مطابق ہے۔ اس کے تمام راوی بھی یا زیدی ہیں یا سنی العقیدہ[1] ہیں۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وضو میں سر کا مسح کرنا بھول جاؤ تو اپنے وضو کی تری سے سر کا اور (پھر) پاؤں کا مسح کرو اور اگر ہاتھوں میں تراوٹ باقی نہ رہی ہو تو پھر ڈاڑھی سے لو۔ اور اگر تمہاری ڈاڑھی نہیں ہے تو پھر اپنے ابروؤں اور پلکوں سے لو اور اس سے سر اور پاؤں کا مسح کرو اور اگر وضو کی تری کچھ بھی باقی نہ رہی ہو تو پھر از سر نو وضو کرو۔ (الفقیہ)

---

[1] چنانچہ احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ زیدی جارودی ہے (ملاحظہ ہو رجال ابوعلی حائری ص ۴۲) از فضل بن یوسف از محمد بن عکاشہ از جعفر بن عمارہ بن ابوعمارہ سنی العقیدہ ہے اور ضعیف ہے (رجال ابوعلی حائری ص ۷۶)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۲

سر کا مسح سر کے اگلے حصہ پر کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سر کا مسح اس کے اگلے حصہ پر ہے۔ (التہذیب' الاستبصار' کذا فی' الفروع عن ابی ایوب عن الصادقؑ)

۲۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے سر کا مسح کرنا ہو اور سر پر پگڑی بندھی ہوئی ہو؟ فرمایا: پگڑی کو صرف اس قدر اوپر اٹھائے کہ ایک انگلی اندر داخل کرکے سر کے اگلے حصہ پر مسح کر سکے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (باب ۱۵ میں) وضو کی کیفیت کی (کم و بیش جو چھبیس (۲۶) عدد حدیثیں) گزر چکی ہیں وہ بھی اس مطلب پر واضح دلالت کرتی ہیں (کیونکہ ان سب میں سر کے اگلے حصہ پر مسح کرنے کا تذکرہ ہے)۔ (فراجع)

۳۔ حسین بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے سر پر پگڑی ہو اور وہ سر کے پچھلے حصہ سے انگلی پگڑی کے نیچے داخل کرکے مسح کرے تو کافی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (یہ روایت سابقہ روایتوں کے منافی نہیں ہے) کیونکہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ آدمی ہاتھ تو سر کے پچھلے حصہ سے داخل کرے مگر مسح اس کے اگلے حصہ پر کرے۔

۴۔ حسین بن علاء بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سر کا مسح کرو خواہ اگلے حصہ پر کرو اور خواہ پچھلے حصہ پر۔ (التہذیب) جناب شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن زیاد سے اور وہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب کوئی شخص وضو سے فارغ ہو چکے تو پانی کا ایک چلو لے اور اس سے گردن کا مسح کرے تو یہ امر آتش دوزخ سے اس کی آزادی کا باعث بن جائے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت بھی تقیہ پر محمول ہے علاوہ بریں بظاہر یہ گردن پر مسح کرنے کی بات وضو سے خارج ہے اور ایک علیحدہ فعل ہے (جیسا کہ خود الفاظ روایت سے عیاں ہے کہ جب وضو سے فارغ ہو چکے تو پانی کا چلو لے) لہٰذا یہ روایت ہمارے مسلمات کے منافی نہیں ہے۔ (کما لا یخفیٰ)

باب ۲۳

چہرہ اور ہاتھوں کی سب واجبی مقدار کا دھونا واجب ہے مگر سر اور پاؤں کے مسح میں تمام سر اور عرض میں تمام پاؤں کا مسح کرنا واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپ مجھے یہ بتائیں گے کہ آپ نے یہ کہاں سے فرمایا ہے کہ سر اور پاؤں کے صرف بعض حصہ پر مسح کرنا کافی ہے؟ امام نے مسکرا کر فرمایا: اے زرارہ! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح فرمایا ہے اور خدا نے قرآن میں بھی اسی طرح نازل فرمایا ہے۔ کیونکہ خدا (قرآن میں فرماتا ہے **فاغسلوا وجوهكم** (دھوؤ اپنے چہروں کو) اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ تمام چہرہ دھونا چاہیئے پھر خدا نے منہ کے ساتھ ملا کر فرمایا: "**وايديكم الى المرافق**" (اور دھوؤ ہاتھوں کو کہنیوں سمیت) اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ تمام ہاتھ کو نہیں دھونا بلکہ صرف کہنیوں سے انگلیوں تک دھونا ہے۔ اس کے بعد خدا نے سابقہ کلام سے کچھ فاصلہ کرکے دوسرا حکم دیتے ہوئے فرمایا: "**وامسحوا برؤسكم**" (اور مسح کرو سروں کے بعض حصہ کا) اس "باء" (بعضیت) کی وجہ سے ہم نے یہ سمجھا کہ سر کے صرف بعض حصہ کا مسح کرنا ہے۔ پھر خدا نے پاؤں کو سر سے اس طرح ملا کر جس طرح منہ کے ساتھ ہاتھوں کو ملایا تھا فرمایا: "**وارجلكم الى الكعبين**" اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ اسی طرح پاؤں کے بھی صرف بعض حصہ کا مسح کرنا ہے۔ اور پیغمبر اسلام نے (اپنے قول و فعل سے) اس کی تفسیر کرکے بتائی مگر لوگوں نے (اس کی نگہداشت نہ کی) اور اسے ضائع کر دیا۔

(الفقیہ، علل الشرائع، الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ ایک آدمی کا موزہ پھٹا ہوا ہے (اور وہ اسے اتارے بغیر) اندر ہاتھ داخل کرکے اپنے قدموں کی پشت پر مسح کر لیتا ہے تو آیا یہ کافی ہے؟ فرمایا: ہاں! (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس طرح وضو فرمایا کہ پہلے منہ دھویا اس کے بعد دونوں ہاتھ دھوئے بعد ازاں سر کا مسح کیا پھر جوتے پہنے ہوئے پشت پا پر پاؤں کا مسح کیا اور تسمہ

کے نیچے ہاتھ داخل نہیں کیا[1]۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ وبکیر فرزندان اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مسح کے متعلق فرمایا: جوتے کے اوپر مسح کرو اور تسمہ کے نیچے ہاتھ نہ لے جاؤ اور جب سر کے بعض حصہ کا اور انگلیوں کے سرے اور کعبین کے درمیان والے پاؤں کے بعض حصہ کا مسح کر لو تو یہ کافی ہے۔ (التہذیبین)

۵۔ عبداللہ بن حسین اپنے باپ حسین بن زید (الشہید) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت سر کا مسح اس طرح نہ کرے جس طرح مرد کرتا ہے عورت جب صبح کے وقت مسح کرے تو اوڑھنی اتار کے کرے اور جب ظہرین اور مغربین کے لئے وضو کرے تو پھر پیشانی[2] پر مسح کرے۔ (التہذیب)

۶۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب وضو کرو تو اپنے پاؤں کے ظاہر اور باطن پر مسح کرو پھر عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: اس طرح پھر ایک ہاتھ کعب (ٹخنے) کے اوپر رکھا اور دوسرا پاؤں کے نیچے رکھا اور پھر (اس طرح) مسح کیا (کہ گویا پاؤں دھو رہے ہیں)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے اسی طرح ایک اور روایت جو بروایت ابوبصیر انہی حضرت سے مروی ہے۔ جس میں سر کے اگلے اور پچھلے حصے اور پاؤں کے ظاہر و باطن پر مسح کرنے کا حکم وارد ہے۔ اسے بھی حضرت شیخ نے تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ (یہ ہمارے مسلمات اور نصوص صحیحہ وصریحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے) حق کے خلاف ہے۔ لہٰذا بنا بر تسلیم صحت محمول بر تقیہ ہے۔ (کما لا یخفیٰ علیٰ من جال خلال تلک الدیار)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قدم کی پشت پر مسح کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا (اور پھر دین میں قیاس کرنا روا بھی ہوتا) تو میں خیال کرتا کہ بہ نسبت پشت پا کے پاؤں کے تلوؤں کا مسح کرنا زیادہ مناسب ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵، ۱۷ اور ۱۹ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد باب ۲۲، ۲۵ اور باب ۳۴ وغیرہ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

---

[1] اس دور کا عربی جوتا آج کل کے ہوائی چپل سے ملتا جلتا ہوتا تھا جس کے اوپر والے حصہ پر صرف ایک تسمہ ہوتا تھا۔ ورنہ پشت پا ظاہر ہوتی تھی اس لئے بآسانی اس کے اوپر سے بآسانی مسح کر لیا جاتا تھا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اس روایت پر اصحاب امامیہ کا عمل نہیں ہے اور پھر شاید یہ حکم اس دور کی عورت کے ساتھ عسر وحرج کے ازالہ کی خاطر مخصوص ہو کیونکہ اس دور میں عورتیں پٹی کی طرح بہت کس کر خمار اوڑھنی تھیں جس کا کھولنا مشکل ہوتا تھا اور آج جو حال ہے وہ عیاں را چہ بیاں کا مصداق ہے اور ممکن ہے کہ پیشانی سے اس سے متصل سر کا کچھ بالائی حصہ مراد ہو واللہ اعلم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۴

مسح میں کم از کم کتنی مقدار کافی ہے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسٰی سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اس حال میں وضو کیا تھا کہ سر پر پگڑی بندھی ہوئی تھی فرمایا: پگڑی کو صرف اتنا اوپر اٹھائے کہ نیچے سے ایک انگلی داخل کر کے سر کے اگلے حصہ پر مسح کر لے (تاکہ اس پر مسح کرنے کا اطلاق ہو جائے)۔ (التہذیبین)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین (بن زید) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص پگڑی باندھ کر وضو کرتا ہے کیونکہ سردی وغیرہ کی وجہ سے اس کے لئے پگڑی اتارنا قدرے مشکل ہے تو؟ فرمایا: ایک انگلی اس کے اندر داخل کرے (اور مسح کرے)۔ (الفروع)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: عورت کے لئے کافی ہے کہ سر کے اگلے حصہ پر بقدر تین انگشت مسح کرے اور بیشک اوڑھنی نہ اتارے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۴۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ پاؤں کا مسح کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی پاؤں کی انگلیوں پر رکھی اور پھر اس کو کعبین (بندپا) تک کھینچ کر مسح کیا۔ راوی نے عرض کیا میں آپ پر نثار ہو جاؤں! اگر کوئی شخص صرف دو انگلیوں سے مسح کرے تو؟ فرمایا: نہ بلکہ پوری ہتھیلی سے کرے۔

(ایضاً وقرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے سابقہ اور آئندہ والی حدیثوں کے پیش نظر (جن سے صرف مسمّی مسح کا کافی ہونا ظاہر ہوتا ہے) اس روایت اور امام کے عمل کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ کہ پوری ہتھیلی سے مسح کرنا مستحب ہے۔ (وھو فی محلہ)

۵۔ معمر بن عمر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سر کا مسح بقدر تین انگشت کافی ہے۔ اور اسی طرح پاؤں کا مسح بھی[1]۔ (الفروع، التہذیبین)

---

[1] احوط یہی ہے کہ کم از کم بمقدار تین انگشت مسح کیا جائے۔ ہاں البتہ اس میں کچھ قدرے اختلاف ہے کہ سر کے مسح میں یہ تین انگشت عرض میں مراد ہیں۔ یا طول میں؟ اگرچہ مشہور یہ ہے۔ کہ عرض میں تین انگشت ہونی چاہئیں۔ بیشک طول میں خواہ ایک انگشت سے بھی کیا جائے۔ مگر چونکہ بعض فقہاء طول میں بھی تین انگشت کے قائل ہیں۔ بنابریں احوط یہ ہے کہ سر کا مسح طول و عرض ہر دو میں بقدر تین انگشت کیا جائے اور اسی طرح پاؤں کے مسح میں بھی عرضاً تین انگشت ہونے چاہئیں واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جوتا پہنے ہوئے پاؤں کا مسح کیا۔ اور تسمہ کے نیچے ہاتھ داخل نہیں کیا۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے نعل عربی (عربی جوتے) پر محمول کیا ہے۔ اور چونکہ وہ اوپر سے کھلے ہوتے ہیں۔ صرف معمولی سا تسمہ ہوتا ہے اس لئے پشت پا پر پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتے۔ (کما سبق تحقیقہ)

باب ۴۵

وضو میں پاؤں پر مسح کرنا واجب ہے اور ان کا دھونا کافی نہیں ہے

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں مسح کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ سر کے اگلے حصہ پر مسح کرو۔ اور پھر پاؤں پر مسح کرو۔ اور مسح پا میں پہلے دائیں پاؤں پر کرو۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک شخص کی عمر ساٹھ ستر (۶۰/۷۰) سال ہو جاتی ہے۔ مگر خدا اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اس (پاؤں) کو دھوتا ہے خدا نے جس کے مسح کرنے کا حکم[1] دیا ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار، علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غالب بن ھذیل سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پاؤں کے مسح کے متعلق سوال کیا فرمایا: جبرئیل امین تو مسح کا ہی حکم لے کر نازل ہوئے تھے۔ (التہذیبین)

۴۔ نیز حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام اور ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا۔ اور پاؤں پر مسح کیا۔ (التہذیب)

۵۔ نیز انہی دونوں حضرات سے مروی ہے فرمایا: قرآن تو صرف مسح کا حکم لے کر نازل ہوا تھا (ابن عباس نے اتنا اور اضافہ کیا کہ) مگر لوگوں نے اس کا انکار کر کے دھونے پر اصرار کیا۔ (ایضاً)

۶۔ ابن عباس سے مروی ہے۔ کہا وضو کیا ہے؟ دو دھونے اور دو مسح کرنے کا نام ہے۔ (ایضاً)

۷۔ غالب بن ھذیل بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (**وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین**) میں "ارجلکم" کی "لام" پر زیر ہے یا زبر؟ فرمایا: زیر

[1] پس جب خدا کی حکم عدولی کی وجہ سے وضو باطل ہے تو اس سے جو نماز پڑھی جائے گی وہ بھی لامحالہ باطل اور ناقابل قبول ہوگی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ابو ہمام حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کتاب اللہ میں اصل فرض تو صرف مسح ہے اور دھونا صرف صفائی و ستھرائی کے لئے ہے۔ (اور جب صاف ہوں تو پھر دھونے کی اصلاً کوئی ضرورت نہیں ہے)۔ (تہذیبین)

۹۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ اماموں میں سے ایک امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم اگر وضو کرو اور پاؤں کا مسح کرنے کی بجائے ان کو دھوؤ اور پھر یہ خیال کرو کہ یہی فرض ہے تو یہ وضو نہیں ہے۔ پھر فرمایا: پاؤں پر مسح کرنے سے ابتدا کرو اور اگر (کسی کثافت وغیرہ کے ازالہ کے لئے) پاؤں کو دھونا چاہو تو (پہلے دھوؤ لو اور) آخر میں پاؤں پر مسح کرو۔ تاکہ وضو کا اختتام فرض پر ہو۔ (ایضاً، کذا فی الفروع)

۱۰۔ ایوب بن نوح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں مسح پا کے متعلق سوال کیا تھا؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ وضو تو صرف مسح پا سے ہوتا ہے اور یہی واجب ہے لیکن اگر کوئی دھوئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس دھونے کے جواز کو صفائی ستھرائی پر محمول کیا ہے جس طرح اس سے پہلی روایت میں صراحت موجود ہے۔ نیز اسے تقیہ پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان کے بعض فقہاء اس تخییر کے قائل ہیں۔

۱۱۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص باقی تمام وضو ٹھیک کرتا ہے سوائے پاؤں کے کہ ان کو پانی میں ڈبو دیتا ہے۔ فرمایا: اس کے لئے یہ کافی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ خوف اور تقیہ کے مقام پر محمول ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسا کرنا صرف اضطراری صورت میں جائز ہے۔ نہ کہ اختیاری صورت[1] میں۔

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک شخص چالیس سال تک خدا کی عبادت کرتا ہے مگر وضو میں اس کی اطاعت نہیں کرتا یعنی خدا نے جس چیز (پاؤں) کے مسح کرنے کا حکم دیا ہے وہ اس کو دھوتا ہے (اس لئے اس کی عبادت صحیح اور قابل قبول نہیں ہے)۔ (الفقیہ)

---

[1] اس قسم کی ایک اور روایت بھی اس کے بعد مذکور ہے۔ اور وہ منسوب بھی جناب امیر علیہ السلام کی طرف ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب یہ بات تواتر اور اجماع و اتفاق سے ثابت ہے کہ سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کا مذہب و نظریہ پاؤں کا مسح کرنا ہے تو اس کے بعد جو روایت بھی اس کے خلاف نظر آئے گی وہ یا تو بوجہ سند مردود ہوگی (جیسا کہ اس متعلقہ روایت کے جملہ راوی یا زیدی ہیں یا سنی) اور سند کی صحت کی صورت میں تقیہ وغیرہ کی اضطراری کیفیت پر محمول ہوگی۔ ورنہ معصوم کے کلام میں ہرگز تناقض و اختلاف نہیں ہو سکتا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(نوٹ) اس کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث مذکور ہے جو قبل ازیں باب ۱۵ اور حدیث نمبر ۶ میں گزر چکی ہے جس میں آنحضرتؐ نے ایک ثقفی شخص سے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے بے پایاں ثواب بیان فرمائے ہیں۔ (فراجع)

باب ۲۶

وضو کرتے وقت بسم اللہ اور منقولہ دعائیں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے نیز کھاتے پیتے' لباس پہنتے اور ہر اچھا کام کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب وضو کرنے لگو تو یہ دعا پڑھو: **اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین والحمد للہ رب العالمین**۔ (الفروع۔ التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پانی میں ہاتھ ڈالتے وقت یہ دعا پڑھو: **بسم اللہ و باللہ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین والحمد للہ رب العالمین**۔ (التہذیب)

۳۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص وضو کرتے وقت خدا کا نام لے (یعنی بسم اللہ پڑھے) تو گویا اس نے غسل کیا ہے۔ (تہذیبین۔ علل الشرائع۔ ثواب الاعمال)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابومحمد! جو شخص وضو کرتے وقت خدا کا نام لے (بسم اللہ پڑھے) تو اس کی برکت سے اس کا تمام جسم پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ اور جو بسم اللہ نہ پڑھے تو پھر اس کے جسم کا صرف وہ حصہ پاک ہوتا ہے جس تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے وضو کرکے نماز پڑھی۔ آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: اپنے وضو اور نماز کا اعادہ کر چنانچہ اس نے ہر دو کا اعادہ کیا۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا: اپنے وضو اور نماز کا اعادہ کر۔ اس نے پھر وضو کرکے نماز پڑھی۔ آنحضرتؐ نے پھر حکم دیا کہ وضو اور نماز کا اعادہ کر وہ شخص (تھک ہار کر) حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنجناب سے صورت حال بیان کی۔ آنجنابؑ نے اس سے دریافت کیا کہ آیا تو نے وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھ چنانچہ اس نے ایسا کیا اور پھر جب نماز پڑھ کے آنحضرت کی خدمت میں

حاضر ہوا تو اب آنحضرتؐ نے وضو اور نماز کے اعادہ کرنے کا حکم نہ دیا (اس سے بسم اللہ کے پڑھنے کا سنت مؤکدہ ہونا روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہو جاتا ہے)۔ (ایضاً)۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام جب وضو کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

بسم اللّٰہ وباللّٰہ وخیر الاسماء و اکبر الاسماء للّٰہ وقاھر لمن فی السماء وقاھر لمن فی الارض الحمد للّٰہ الذی جعل من الماء کل شئ حی۔ واحی قلبی بالایمان اللّٰھم تب علی وطھرنی واقض لی بالحسنی وارنی کل الذی احب وافتح لی بالخیرات من عندک یا سمیع الدعاء۔ (الفقیہ)

۷۔ نیز باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک وضو نہ کرے جب تک اس سے پہلے اللہ کا نام نہ لے۔ یعنی پانی کو ہاتھ لگانے سے پہلے پڑھے: **بسم اللّٰہ وباللّٰہ اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین**۔ اور جب وضو سے فارغ ہو چکے تو پھر یہ پڑھے: **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ**۔ جب ایسا کرے گا۔ تو مغفرت کا حق دار بن جائے گا۔ (الخصال۔ کذا فی المحاسن)

۸۔ جناب برقیؒ باسناد خود علاء بن فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے مگر خدا کا نام نہ لے۔ (بسم اللہ نہ پڑھے) تو اس کے وضو میں شیطان کی شرکت ہو جائے گی۔ پھر فرمایا: جب کوئی شخص کچھ کھائے یا کچھ پیئے یا کپڑا پہنے۔ (یا کوئی اور اچھا کام کرے) تو اسے چاہیئے کہ اس پر خدا کا نام لے۔ اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو اس میں شیطان کی شرکت ہو جائے گی۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ و ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (باب ۱۷ از ذکر میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

وضو کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کا پیشاب اور نیند کی وجہ سے ایک بار پاخانہ کے سبب سے دو بار اور جنابت کے باعث تین بار دھونا مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (وضو کرنے کے لئے) پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے کتنی بار اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالے؟ فرمایا: پیشاب کی وجہ سے ایک بار پاخانہ کی وجہ سے دو بار اور جنابت کی وجہ سے تین بار۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حریز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ (پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) چاہیئے کہ آدمی سو کر جاگے تو ایک بار اور پیشاب و پاخانہ کرے تو دو بار اور جنابت کی وجہ سے تین بار ہاتھ دھوئے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں پیشاب کی وجہ سے جو دو بار ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ افضلیت پر محمول ہے یا پھر اس صورت پر محمول ہے کہ اس نے پیشاب کے ساتھ پاخانہ بھی کیا ہو کہ دونوں کے اجتماع کی صورت میں دو بار ہاتھ دھویا جائے گا۔

۵۔ عبدالکریم بن عتبہ الہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے پیشاب کیا (اور استنجا کیا) اور اس کے دائیں ہاتھ کو کسی چیز نے مس بھی نہیں کیا تو کیا وہ وضو کرنے کے لئے اسے دھوئے بغیر برتن میں ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ پھر عرض کیا وہ سو کر جاگا۔ اور پیشاب بھی نہیں کیا۔ آیا وہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ معلوم اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے (کس کس مقام کو مس کیا ہے؟) اسے چاہیئے کہ پہلے ہاتھ دھوئے۔ (التہذیبین، الفروع، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے نہ وجوب پر۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے پانی کے ابواب (باب ۱۴ آب مضاف اور جوٹھے پانی کے باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (جنابت کے باب ۴۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

مستحبی ہاتھ دھونے سے پہلے ہاتھوں کا پانی میں ڈالنا جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی پیشاب کرتا ہے۔ مگر اس کا دایاں ہاتھ کسی چیز کو نہیں چھوتا تو آیا (وہ اسے دھوئے بغیر) پانی میں ڈبو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اگرچہ جنب بھی ہو۔ (التہذیبین کذا فی الفروع)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کوئی شخص جنب ہو جائے مگر اس کے ہاتھ کو منی وغیرہ نہ لگی ہو تو وہ (بغیر دھوئے) اسے پانی میں ڈال سکتا ہے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بہت سی حدیثیں اس سے پہلے پانی کے مختلف ابواب باب ۸ از آب مطلق، جوٹھا پانی باب ۷ اور وضو کے باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (غسل جنابت باب ۴۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

واجبی وضو سے پہلے تین بار کلی کرنا اور تین بار ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے مگر واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے چار مکررات کو قلم انداز کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ سنت ہے۔ اگر تم بھول کر ترک کر جاؤ تو وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ فرمایا: یہی تو وضو کے (مستحبی) اجزاء میں سے ہے۔ لیکن اگر بھول جاؤ تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا وضو میں سے نہیں ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وضو کے واجبات میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ مستحبی اجزاء میں سے ہیں۔ جیسا کہ سابقہ اور لاحقہ حدیثیں اس پر شاہد ہیں۔

۵۔ نیز زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہ فرض ہے اور نہ سنت۔ (ایضاً)

جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا وجوب (جس طرح قرآن سے ثابت نہیں ہے) سنت سے بھی ثابت نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ مطلب ہو کہ یہ دونوں فرض وضو کے مستحبی اجزاء میں سے بھی نہیں ہیں۔ بلکہ دو مستقل مستحب کام ہیں۔ گو بوقت وضو بجا لائے جاتے ہیں۔ (بہر حال ان کا استحباب لاکلام ہے) جیسا کہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا کہ یہ سنن حنیفیہ (ابراہیمیہ) میں سے ہیں۔ اور اس سے پہلے کیفیت وضو میں متعدد ایسی حدیثیں بیان کی جا چکی ہیں۔

جو ان کے مستحب ہونے پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں۔ فراجع۔

۶۔ یہی مطلب ان حدیث عسکریؑ اور حدیث صادقیؑ کا ہے جن میں وارد ہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا غسل و وضو میں سے نہیں ہے۔ (التہذیب والفروع)

۷۔ ابوبصیر مرادی اور ابوبکر حضرمی وغیرہ کی روایات صادقیہ میں وارد ہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا وضو میں سے نہیں ہے بلکہ یہ تو باطن میں سے ہیں۔ (الفروع، علل الشرائع)

ان کا مطلب بھی وہی ہے کہ یہ واجبی اجزاء میں سے نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق باطن سے ہے جبکہ وضو کے واجبی اجزاء کا تعلق ظاہر سے ہے۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تمہیں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ امر بخشش گناہ اور شیطان کے دور بھاگنے کا باعث ہے۔ (ثواب الاعمال)

۹۔ نیز باسناد خود حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت (غیر مؤکدہ) ہے اور منہ اور ناک کی پاکیزگی اور صفائی کا باعث ہے اور پانی کا اوپر چڑھانا سر کی صحت کا باعث ہے اور بدن کے لئے اور سر کے تمام دردوں کے لئے تنقیہ کا موجب ہے۔ (الخصال)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں ہے (بلکہ سنت غیر مؤکدہ ہے) لہٰذا (اگر یہ ترک ہو جائیں) تو ان کی وجہ سے نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں جس شد و مد کے ساتھ ان کے اجزاء وضو ہونے کی نفی کی گئی ہے اس سے اصلی مقصد مخالفین پر رد کرنا ہے جو بڑی سختی سے ان کی پابندی کرتے ہیں بلکہ بعض تو ان کو واجب[1] بھی جانتے ہیں۔ (بہرحال) مسواک کے باب میں بھی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو ان کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں انشاءاللہ۔ واللہ اعلم۔

---

[1] حنبلیوں کے نزدیک وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے (ملاحظہ ہو کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۵۱ طبع مصر)

باب ۳۰

وضو کرتے وقت منہ پر آہستہ سے چھینٹے مارنا مستحب ہے اور اس سلسلہ میں زیادہ مبالغہ کرنا اور وضو کے متعلق زیادہ گہرائی میں جانا مکروہ ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن مشیرہ سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص وضو کرے تو اسے چاہیئے کہ منہ پر پانی مارے کیونکہ اگر اسے اونگھ آ رہی تھی تو ایسا کرنے سے چونک کر جاگ پڑے گا اور اگر سردی ہے تو چونک جائے گا اور اس طرح اسے ٹھنڈک کا احساس نہیں ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، علل الشرائع)

۲۔ سکونی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وضو کرتے وقت چھینٹوں کی طرح منہ پر پانی نہ مارو ہاں البتہ اوپر سے تھوڑا تھوڑا کر کے چھڑکو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابو جریر رقاشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں نماز کے لئے کس طرح وضو کروں؟ فرمایا: وضو کے متعلق زیادہ گہرائی میں نہ جاؤ اور نہ بہت زور سے منہ پر پانی کے تھپیڑے مارو۔ (قرب الاسناد)

باب ۳۱

وضو میں ایک چلو یقیناً کافی ہے دوسرے اور تیسرے چلو کا حکم؟

(اس باب میں کل تیس (۳۰) حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کر کے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود میسر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو ایک ایک بار ہے۔ اور پھر کعب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ پشت قدم پر (ابھرا ہوا مقام) ہے۔ (التہذیبین، الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خدا ایک ہے اسی لئے وہ ایک کو پسند کرتا ہے (لہذا) وضو میں تمہیں صرف تین چلو کافی ہیں۔ ایک چلو منہ کے لئے اور دو چلو دونوں ہاتھوں کے لئے پھر دائیں کی تری سے سر کا مسح کرو۔ اور بعد ازاں اس دائیں ہاتھ کی تری سے دائیں پاؤں کی پشت پر اور بائیں ہاتھ کی تری سے بائیں پاؤں کی پشت پر مسح کرو۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو ایک ایک مرتبہ فرض ہے۔ دو مرتبہ پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ اور تین بار تو بدعت ہے۔ (تہذیبین)

۴۔ عبداللہ بن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جس شخص کو یہ یقین نہیں ہے کہ ایک ایک بار وضو کرنا کافی ہے اسے دو دو بار کرنے پر بھی کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو دو دو مرتبہ ہے۔ جو اس سے زیادہ کرے گا۔ اسے اجر نہیں ملے گا۔ پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو کرنے کے طریقہ کار کی حکایت کی اور ایک بار منہ دھویا اور ایک ایک بار اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر وضو کی تری سے سر اور پاؤں کا مسح کیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ (جب سابقہ اور آئندہ روایات سے ثابت ہے کہ وضو ایک ایک بار ہے تو پھر) اس روایت میں وارد شدہ لفظ دو دو کا مفہوم یہ ہوگا۔ کہ وضو میں دو دھونے ہیں (منہ اور ہاتھ) اور دو مسح ہیں (سر اور پاؤں)۔ یا اس دو دو بار کو تجدید وضو پر محمول کیا جائے گا (اس طرح دو دو بار دھونا اور مسح کرنا صادق آ جائے گا) یا زیادہ سے زیادہ دو بار دھونے کو جواز پر محمول کیا جائے گا۔ نہ کہ اس کے استحباب پر یا پھر اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالکریم بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: حضرت علیؑ کا وضو صرف ایک ایک مرتبہ ہوتا تھا۔ (الفروع۔ التہذیبین)

حضرت شیخ ثقۃ الاسلام کلینی مذکورہ بالا روایت کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام ایک ایک بار وضو کیا کرتے تھے۔ اور یہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ وضو ایک ایک بار ہے۔ کیونکہ آپ کو جب بھی دو ایسے کام درپیش ہوتے تھے جن میں خدا کی رضا ہوتی تھی۔ تو آپ ان دو میں سے وہ کام کرتے تھے جو احتیاط کے زیادہ قریب ہوتا تھا۔ اور جو بدن پر زیادہ سخت اور دشوار ہوتا تھا۔

۷۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے پانی منگوایا اور اس سے ایک چلو بھرا اور اس سے تمام منہ دھویا پھر ایک چلو بھرا اس سے تمام دایاں ہاتھ دھویا پھر ایک چلو بھرا اور اس سے تمام بایاں ہاتھ دھویا پھر سر اور پاؤں کا مسح کیا اور فرمایا: یہ اس شخص کا وضو ہے جو وضو کی حد سے تجاوز نہ کرے۔ (الفروع)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس صرف بمقدار ایک چلو پانی ہو تو اسی ایک چلو کے تین حصے کرے ایک حصہ منہ کے لئے ایک حصہ دائیں بازو کے لئے اور ایک حصہ بائیں بازو کے لئے اور پھر اسی تری سے سر اور پاؤں کا مسح کرے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا وضو صرف ایک ایک بار ہوتا تھا پھر فرمایا یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر خدا نماز قبول نہیں کرتا (دوسری روایت میں امامؑ نے حلفیہ بیان میں کہا ہے کہ آنحضرتؐ کا وضو صرف ایک ایک بار ہوتا تھا)۔ (الفقیہ)

۱۰۔ نیز فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ فرمایا وضو خدا کے حدود میں سے ایک حد ہے۔ خدا تو یہ دیکھنا (دکھانا) چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کون کرتا ہے اور نافرمانی کون کرتا ہے؟ اور (ان نواقض وضو میں سے) کوئی چیز مؤمن (کے اعضاء وضو) کو نجس نہیں کرتی اس لئے تیل سے چپڑنے کی مانند تھوڑا سا پانی کافی ہے۔ (الفقیہ)

۱۱۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنے وضو میں حد سے تجاوز کرے گا وہ اس حد کا توڑنے والا قرار پائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز فرمایا جو شخص دو بار وضو کرے گا اسے اجر و ثواب نہیں دیا جائے گا۔ (ایضاً)

جناب شیخ صدوقؒ اس کی توجیہ و تاویل میں فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وضو پر خدا نے اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے اس شخص نے وہ وضو نہیں کیا اس لئے وہ ثواب کا مستحق نہیں ہے۔

۱۳۔ ابوجعفر احول اس شخص سے روایت کرتے ہیں۔ جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ امامؑ نے فرمایا: خدا نے تو ایک ایک بار وضو فرض کیا تھا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے لئے اسے دو دو بار مقرر کیا۔ (الفقیہ)

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ اولاً تو یہ روایت منقطع الاسناد ہے۔ (جس کی وجہ سے نا قابل اعتماد ہے) ثانیاً یہ انکار پر مبنی ہے۔ نہ اخبار پر یعنی امامؑ نے یہ خبر نہیں دی کہ رسول خداؐ نے دو دو بار وضو مقرر کیا ہے بلکہ اس بات کا (اور جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں ان کا) انکار کرتے ہوئے فرمایا بھلا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ خدا کے حدود و قیود سے تجاوز کریں جبکہ خدا فرماتا ہے: ومن یتعد حدود اللّٰہ فقد ظلم نفسہ۔ (جس نے اللہ کے حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا) ایسی ہی ایک اور روایت آنجنابؑ سے مروی ہے۔ جو کہ اس حدیث کی طرح منقطع الاسناد ہے:

۱۴۔ مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فریضہ نماز کے لئے وضو کی تجدید فرماتے تھے۔ (ایضاً)

۱۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس روایت میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ دو دو بار وضو فرماتے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ تجدید کرتے تھے۔ (نہ یہ کہ دو دو بار ہاتھ دھوتے تھے) جناب شیخ کے نزدیک ان روایتوں کا مطلب یہی ہے جن میں وارد ہے کہ دو دو بار وضو کرنا افضل ہے یا دو دو بار وضو کرنا کامل وضو[1] ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام اپنے مفصل مکتوب میں جو

---

[1] بظاہر یہ تاویل بالکل علیل معلوم ہوتی ہے۔ واللہ العالم۔ فانظر و دوالتفصیل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔خالص اسلام تحریر فرمایا ہے اس میں شہادت توحید کے علاوہ (چند اور عقائد حقہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں) پھر اسی طرح وضو کرنا جس طرح خدا نے حکم دیا ہے۔ (یعنی ایک ایک بار منہ اور دونوں ہاتھ دھونا اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرنا۔ (عیون الاخبار)

۱۷۔ مگر عیون میں انہی جناب سے جو دوسری روایت مروی ہے۔ اس میں یہ وارد ہے کہ فرمایا: ایک بار وضو کرنا فریضہ ہے۔ اور دو بار کرنا اسباغ الوضو (کامل وضو) ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ ابراہیم بن معرض بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کوفہ کے لوگ حضرت امیر علیہ السلام کے بارے میں ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ایک بار پیشاب کیا پھر وضو کیا پھر نعلین کے اوپر مسح کیا۔ بعد ازاں فرمایا: یہ اس شخص کا وضو ہے۔ جو کوئی احداث نہ کرے امام علیہ السلام نے تمام حکایت سن کر فرمایا: ہاں یہ صحیح ہے۔ آنجناب نے ایسا کیا تھا اور ایسا فرمایا تھا۔ راوی نے کہا کہ پیشاب سے بڑھ کر اور کون سا حدث ہوگا؟ امام نے فرمایا: حدث سے آپ کی مراد وضو کے حد سے تجاوز کرنا ہے۔ (یعنی یہ اس شخص کا وضو ہے جو وضو میں اس کی حد سے تجاوز نہ کرے)۔ (معانی الاخبار)

۱۹۔ جناب ابن ادریس حلی نوادر بزنطی کے حوالہ سے ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جان لو کہ وضو میں فضیلت صرف ایک بار ہے۔ اور جو شخص دو بار سے زیادہ کرے گا۔ اسے کوئی اجر و ثواب نہیں دیا جائے گا۔ (سرائر ابن ادریس حلی)

۲۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور دوسری روایت میں باسناد خود صفوان سے اور وہ دونوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو دو دو بار ہے۔ (تہذیب، استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو حدیثوں کی تاویل وہی ہے جو اوپر حدیث نمبر ۱۴، ۱۵ کے ذیل میں حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بیان کی ہے۔ (فراجع) مگر شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے چونکہ ان مختلف روایات (جن میں سے بعض میں ایک ایک بار اور بعض میں دو دو بار وارد ہے) یہ توجیہ کی ہے کہ ایک بار دھونا واجب ہے۔ اور دو بار دھونا سنت ہے۔[1] مگر اس تاویل سے یہ تضاد

---

[1] یہی موقف حضرت شیخ صدوق، حضرت شیخ حر عاملی صاحب وسائل اور دیگر بعض علماء اعلام جیسے حضرت شیخ یوسف بحرانی صاحب حدائق ناضرہ نے اختیار کیا ہے۔ اور محقق کاشانی نے الوافی میں یہ نظریہ اختیار کیا ہے۔ کہ ایک بار سے مراد ایک بار دھونا اور دو بار سے مراد دو چلو ہیں۔ یعنی خدا نے وضو میں ایک ایک بار منہ اور ہاتھوں کا دھونا فرض قرار دیا ہے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ایک بار دھونے کے لئے دو دو چلو مقرر فرمائے ہیں۔ ان احادیث کی بظاہر اس سے بھی بہتر تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ ایک چلو کو واجب اور دو دو چلو کو اسباغ اور استحباب پر محمول کیا جائے۔ بشرطیکہ چلو زیادہ نہ بھرا جائے۔ ورنہ ایک بھرپور چلو سے بھی اسباغ کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ متاخر فقہاء و علماء نے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ والی تاویل کو زیادہ پسند کیا ہے۔ کہ (ایک بار دھونا واجب اور دو بار دھونا سنت ہے) اگرچہ یہ تاویل قوت سے خالی نہیں ہے مگر چونکہ یہ مسئلہ انتہائی پیچیدہ ہے اور یہ مرحلہ بہت دشوار گزار ہے۔ اور علماء کبار کے اختلاف آراء و انظار کی آماجگاہ ہے۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ صرف ایک بار دھونے اور وہ بھی ایک چلو کے ساتھ پر اکتفا کیا جائے۔ **والاحتیاط سبیل النجاۃ واللہ سبحانہ اعلم باحکامہ او القائمون مقامہ بمعالم حلالہ و حرامہ**۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

رفع نہیں ہوتا اس لئے بہتر یہ ہے کہ یہ دوبار والی روایت کو تقیہ پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ مخالفین ایک بار کی مخالفت کرتے ہوئے نہ صرف دو بار بلکہ تین تین بار (منہ اور ہاتھوں کو دھونے کی روایات نقل کرتے[1] ہیں)۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو بار دھونے کو جواز کی آخری حد قرار دیا جائے۔ نہ یہ کہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ یا اس میں کوئی فضیلت ہے۔ اس طرح ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ نے بھی فروع کافی میں ایک بار اور دو بار کی روایتیں درج کرنے کے بعد ایک بار والی روایات کو ترجیح دیتے ہوئے دو بار کو صرف جواز و اباحت کی آخری حد قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو اس حد سے تجاوز کرے گا یعنی تین بار دھوئے گا اس کا وضو باطل ہو جائے گا۔ اور وہ ایسا سمجھا جائے گا جیسے کوئی شخص ظہر کی نماز (چار کی بجائے) پانچ رکعت (۲) پڑھے۔ (الفروع)

باب ۳۲

تقیہ اور خوف کے وقت تین تین مرتبہ وضو میں دھونا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے اسی طرح پاؤں کا دھونا وغیرہ بھی

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن زربی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا: تین تین بار کیا کر (یعنی منہ اور ہاتھوں کو تین تین بار دھویا کر۔ جیسا کہ مخالفین کرتے ہیں۔ یا بقول حضرت شیخ بہائی: منہ ہاتھ اور پاؤں تینوں کو دھویا کر جس طرح مخالفین کا شعار ہے) پھر فرمایا کیا تو بغداد اور ان کے لشکروں میں حاضر نہیں ہوتا؟ میں نے عرض کیا: ہاں ہوتا ہوں۔ داؤد کا بیان ہے کہ میں ایک دن مہدی عباسی کے گھر میں وضو کر رہا تھا کہ ان میں سے بعض نے مجھے وضو کرتے ہوئے دیکھ کر پکارا جبکہ مجھے اس کا کوئی علم نہ تھا۔ کہ وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو کہتا ہے کہ تو فلانی (یعنی رافضی) ہے جبکہ تو تو اس طرح وضو کرتا ہے۔ (جو اہل سنت کا طریقہ ہے) تب میں نے (دل میں) کہا کہ اسی مقصد کے لئے امامؑ نے مجھے تین تین بار وضو کرنے کا حکم دیا تھا۔ (التہذیب)

۲۔ جناب شیخ محمد بن عمر عبدالعزیز کشی اپنی کتاب الرجال میں باسناد خود داؤد رقی " سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ (وضو میں) دھونے کی مقدار کیا ہے۔ فرمایا: جو کچھ خدا نے واجب کیا ہے۔ وہ تو صرف ایک بار ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی کمزوری (عقل) کی وجہ سے ایک عدد کا اضافہ کیا۔ اور جو شخص تین تین بار دھوئے گا اس کی تو نماز ہی نہیں ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو مشکوۃ المصابیح ص ۳۷ و ۳۸ طبع بمبئی، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۵۹ و ۶۰ پر تیسرے غلہ کے استحباب پر مذاہب اربعہ کا اتفاق نقل کیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(کیونکہ جب وضو باطل ہے تو نماز بھی لامحالہ باطل ہوگی) داؤد رقی کہتے ہیں کہ میں ابھی وہیں بیٹھا تھا کہ داؤد بن زربی[1] حاضر ہوا اور اس نے بھی آنجناب سے وضو میں دھونے کی تعداد کے متعلق سوال کیا۔ امامؑ نے فرمایا: تین تین بار اور مزید برآں اسے فرمایا کہ جو اس سے کم تر دھوئے گا۔ اس کی نماز نہیں ہوگی۔ داؤد رقی بیان کرتا ہے کہ (امامؑ کا یہ بیان سن کر) میرے بدن کا بند بند کانپ اٹھا اور قریب تھا کہ شیطان میرے اندر داخل ہو کر مجھے گمراہ کر دے۔ کہ دو آدمیوں کے ایک ہی سوال کے اس طرح (دو متضاد جواب یعنی چہ؟) امامؑ نے میری طرف دیکھا جب کہ میرا رنگ بدل چکا تھا۔ اور فرمایا: اے داؤد ٹھہر جا۔ (خاموش باش با ہوش باش) یہ (یعنی حکم امامؑ میں شک کرنا) کفر ہے۔ یا پھر (مخالفت کی صورت میں) گردنوں کا اڑانا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم وہاں سے نکلے اور داؤد بن زربی کی رہائش گاہ ابوجعفر منصور (دوانقی عباسی) کے باغ کے قریب تھی۔ اور دوانقی کے پاس داؤد بن زربی کی یہ شکایت کی جا چکی تھی۔ کہ وہ رافضی ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں آتا جاتا ہے۔ اس شکایت پر منصور نے کہا میں بھی اس کو وضو کرتے دیکھوں گا۔ پس اگر اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے طریقہ پر وضو کیا۔ تو میں اس شکایت کی تصدیق کرتے ہوئے اسے تہ تیغ کر دوں گا۔ پس ایک دن جب داؤد بن زربی نے نماز کی تیاری کرتے ہوئے وضو کرنا شروع کیا تو منصور نے اپنی جگہ سے اسے جھانکا جہاں سے داؤد اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ (بہر حال) جب داؤد نے حکم امامؑ کے مطابق اسباغ وضو کرتے ہوئے تین تین بار دھونا شروع کیا۔ تو ابھی اس کا وضو مکمل بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ منصور نے آدمی بھیج کر اسے بلا بھیجا۔ داؤد کہتا ہے کہ جب میں اس کے ہاں گیا تو اس نے مجھے مرحبا کہا اور چھوٹتے ہی کہا: اے داؤد! میرے پاس تمہاری غلط شکایت کی گئی تھی حالانکہ تو ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ تمہارا وضو رافضیوں کی طرح نہیں ہے۔ لہٰذا۔ (وہ بدگمانی) مجھے معاف کرنا پھر حکم دیا کہ ان کو ایک لاکھ درہم انعام دیا جائے۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں: پھر (کچھ عرصہ کے بعد) ایک بار میں اور داؤد بن زربی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اکٹھے ہو گئے۔ داؤد زربی نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ نے دنیا میں ہمارے خون کی حفاظت کی ہے اور ہم امیدوار ہیں کہ (آخرت میں بھی) آپ کے یمن و برکت سے ضرور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ امامؑ نے فرمایا: خداوند عالم تمہارے اور تمہارے تمام مومن بھائیوں کے ساتھ ایسا کرے گا[2] انشاءاللہ۔ پھر امامؑ نے داؤد بن زربی کو حکم دیا کہ ذرا داؤد رقی کو بھی اپنا

---

[1] یہ شخص حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے تھا اور ویسے (تقیۃً) ہارون عباسی کے خواص میں سے شمار ہوتا تھا۔ (ملاحظہ ہو ارشاد مفید و رجال ابوعلی حائری)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] یعنی انہیں ضرور جنت الفردوس میں داخل کرے گا۔ انشاء اللہ۔ یہ سطریں لکھتے وقت مسرت اشتیاق جنت اور سب سے بڑھ کر ولایت اہل بیتؑ کے گوہر گرانمایہ کے حصول پر آنکھوں سے اشک شادمانی جاری ہیں۔ واہ واہ سبحان اللہ امام ہو تو ایسا ہو۔ والحمد للہ بارگاہ قاضی الحاجات میں دست دعا بلند ہے کہ وہ اس راقم آثم کی تمام اہل ایمان سمیت دنیا میں شر اعداء سے حفاظت فرمائے۔ اور آخرت میں جنت الفردوس کی جاگیر عطا فرمائے۔ ووفقنی لخدمة دینه المبین مادمت حیاً و رزقنی حسن الخاتمة اذا اماتنی فاقول کما قال اخی فی الدین دعبل الخزاعی رحمه الله تعالیٰ۔

۔۔۔انی وان خفت فی الدنیا و ایام اهلها وانی لا رجو الامن بعد وفاتی۔

اللّٰهم حقق رجائی فی الدنیا و الاخرة بجاه النبی وآله الطاهرینؑ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ماجرا اور اپنی تمام روئیداد سناؤ۔ تاکہ ان کی گھبراہٹ دور ہو جائے (چنانچہ جب جناب داؤد رزبی اپنا واقعہ سنا چکا تو تب) امامؑ نے (داؤد رقی " کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: اس لئے میں نے اسے تین تین بار دھونے کا فتویٰ دیا تھا۔ کیونکہ وہ اس دشمن (دوانقی) کے ہاتھوں قتل ہونے کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ پھر اس کے بعد فرمایا: اے داؤد (بن زربی) (خطرہ ٹل گیا) اب صرف دو دو بار[1] دھونا اور ہرگز اس سے زیادہ بار نہ دھونا اور اگر اس سے زیادہ بار دھویا تو تمہاری نماز نہیں ہوگی۔ (رجال کشی)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضل سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ جناب علی بن یقطین" نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا۔ جس میں وضو کرنے کا طریقہ دریافت کیا گیا تھا؟ امامؑ نے انہیں جواب میں لکھا۔ تمہارا خط ملا اور وضو کے متعلق تم نے جس اختلاف کا تذکرہ کیا ہے اس سے آگاہ ہوا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تین مرتبہ کلی کر کے تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال پھر تین مرتبہ منہ دھو اور ڈاڑھی کے بالوں میں حلال کر۔ (یعنی مخالفین کی طرح بالوں میں انگلیاں ڈال کر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچا) پھر تین تین بار کہنیوں تک ہاتھوں کو دھو پھر سارے سر کا مسح کر۔ اور کانوں کے اندر باہر بھی مسح کر بعد ازاں پاؤں کو ٹخنوں تک تین تین مرتبہ دھو۔ اور اس کی ہرگز خلاف ورزی نہ کر۔ جب امامؑ کا جوابی مکتوب گرامی جناب علی بن یقطین کو ملا تو ان کو تعجب تو بہت ہوا۔ کیوں کہ امامؑ نے جو جواب لکھا تھا وہ تمام شیعہ قوم کے عمل کے خلاف تھا مگر (زبان اعتراض دراز کرنے کی بجائے سر تسلیم خم کرتے ہوئے) کہا: میرا آقا! بہتر جانتا ہے۔ جس نے حکم دیا ہے۔ میرا کام تو ان کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ وبس۔ چنانچہ اس کے بعد جناب علی بن یقطین نے حکم امامؑ کی تعمیل کرتے ہوئے تمام شیعہ برادری کے خلاف اسی طرح وضو کرنا شروع کر دیا۔ ادھر ہارون عباسی کے پاس ان کی شکایت کی جا چکی تھی۔ کہ وہ رافضی ہیں۔ پس ایک دن ہارون نے اس طرح ان کا امتحان لیا کہ انہیں خبر ہی نہ ہونے دی (یعنی چھپ کر ان کو وضو کرتے ہوئے دیکھا) پس جب ان کے طریقہ وضو پر اس کی نظر پڑی تو وہیں سے پکار کر کہا اے علی بن یقطین وہ شخص جھوٹا ہے جو گمان کرتا ہے کہ تو رافضی ہے (پس اس طرح ہارون کا شک رفع ہو گیا) اور اس کی نگاہ میں جناب ابن یقطین کا حال (پہلے سے بھی زیادہ) بہتر ہو گیا۔ (ادھر یہ واقعہ رونما ہوا ادھر) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا خط علی بن یقطین کے نام پہنچ گیا جس میں لکھا تھا کہ اے علی بن یقطین! اس وقت (خط ملتے ہی) اس طرح وضو کر جس طرح خدا کا حکم ہے: یعنی منہ کو ایک بار دھو فریضہ سمجھ کر اور دوسری بار اسباغ وضو (اس کے کامل ہونے) کی خاطر اور اسی طرح (دو بار) دونوں ہاتھوں کو دھو کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سروں تک اور وضو کی باقیماندہ تری سے سر کے اگلے حصہ اور پاؤں کے ظاہری حصہ پر مسح کر کیونکہ ہمیں تمہارے بارے میں جو خطرہ تھا۔ وہ اب ٹل گیا ہے۔ والسلام۔ (ارشاد شیخ مفید")

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس واقعہ نیز آئندہ حدیث میں جناب علی بن یقطین کے واقعہ سے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ کے موقف کی تائید مزید ہوتی ہے۔ کہ وضو میں ایک بار دھونا واجب اور دو بار سنت ہے فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ جناب سعد بن عبداللہ باسناد خود عثمان بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا میں نے آپؑ کے والد ماجد سے وضو کے متعلق سوال کیا تھا۔ انہوں نے تو ایک ایک بار دھونے کا حکم دیا تھا۔ آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: یہ تو اس لئے پوچھ رہا ہے کہ تیرا خیال ہے میں اپنے والدؑ کے جواب کے خلاف جواب دوں گا۔ (پھر فرمایا) تین تین بار دھو اور انگلیوں اور انگلیوں میں خلال کر[1]۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تقیہ کے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ جو اپنے اپنے مقام پر بیان کی جائیں گی۔ جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ وضو میں بقدر ضرورت تقیہ واجب ہے (جس سے مطلب برآری ہو جائے۔ یعنی جان و مال اور ناموس بچ جائے۔ واللہ الموفق)۔

باب ۳۳

وضو میں موالات[2] واجب ہے اور اگر وضو کرتے وقت یعنی اعضا کو دھوتے یا مسح کرتے وقت اس قدر دیر کی جائے کہ سابقہ عضو خشک ہو جائے تو اس سے وضو باطل ہو جاتا ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو میں بعض اعضاء کو دوسرے اعضاء کے پیچھے رکھو۔! (الفروع)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کچھ وضو کر چکو اور پھر کوئی ضروری کام کرنا پڑ جائے۔ جس کی وجہ سے سابقہ عضو خشک ہو جائے تو پھر از سر نو وضو کرو۔ کیونکہ اس طرح وضو کے حصے بخرے نہیں کیئے جا سکتے ہیں۔ (الفروع، علل الشرائع، التہذیب، والاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ بعض اوقات میں وضو کر رہا ہوتا ہوں۔ کہ اتفاقاً پانی ختم ہو جاتا ہے۔ میں کنیز کو (پانی لانے کے لئے) بلاتا ہوں۔ اور وہ پانی لانے میں اس قدر دیر کر دیتی ہے۔ کہ میرے اعضاء خشک ہو جاتے ہیں تو؟ فرمایا: وضو کا اعادہ کرو۔ (التہذیبین، الفروع)

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بھی خوف و تقیہ سے دوچار تھا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] موالات کے معنی ہیں پے در پے کام کرنا اور یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو کرتے وقت ترتیب کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ دوسرے عضو کو دھونے یا اس کا مسح کرنے تک پہلا عضو خشک نہ ہو جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کما فی مدینۃ العلم للصدوق) کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اگلا عضو دھونے سے پہلے پچھلا عضو خشک ہو جائے تو؟ فرمایا: پہلا عضو خشک ہو یا نہ، تم دوسرا عضو دھوؤ۔ میں نے عرض کیا: غسل جنابت کا بھی یہی حکم ہے؟۔۔۔ فرمایا: ہاں! اس کی ابتداء سر دھونے سے کرو۔ پھر اس کے بعد دوسرے جسم پر پانی ڈالو۔ عرض کیا اگر چہ درمیان میں دن کا بعض حصہ بھی گزر جائے۔ فرمایا: ہاں۔ (کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔ (التہذیبین الذکریٰ)

(جہاں تک غسل کا تعلق ہے۔ تو اس کا حکم تو یہی ہے مگر وضو کے متعلق چونکہ یہ روایت دیگر تمام سابقہ اور لاحقہ روایات کے خلاف ہے۔ اس لئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ آدمی وضو کرنا ختم نہ کرے۔ ہاں البتہ سخت ہوا یا گرمی کی شدت کی وجہ سے پہلا عضو خشک ہو جائے تو یہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ وضو کا اعادہ تب واجب ہوتا ہے کہ جب فضا و ہوا معتدل ہو۔ مگر آدمی اتنی دیر تک وضو کا سلسلہ قطع کر دے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے۔ نیز یہ بھی امکان ہے کہ یہ روایت مقام تقیہ میں وارد ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ بہت سے مخالفین کا مذہب ہے۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حکیم بن حکیم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر کوئی شخص وضو میں بازو (کا دھونا) یا سر (کا مسح کرنا) بھول جائے تو؟۔۔۔ فرمایا: وضو کا اعادہ کرے۔ کیونکہ وضو کا بعض حصہ دوسرے بعض کے بعد ہوتا ہے۔ (علل الشرائع، کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ وضو کے اعادہ کرنے کا حکم صرف اس صورت میں ہے۔ کہ جب پہلا عضو خشک ہو چکا ہو۔ (ورنہ بھولے ہوئے عضو اور اس کے بعد والے اعضاء کا دھونا یا مسح کرنا ترتیب کے حصول کے لئے کافی ہوتا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہوتی)۔

باب ۳۴

وضو میں ترتیب واجب ہے ہاں البتہ دونوں پاؤں کا اکٹھا مسح کرنا جائز ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو کے درمیان اسی طرح ترتیب کو قائم رکھو جس طرح خدا نے حکم دیا ہے۔ بس ابتداء چہرہ سے کرو۔ پھر ہاتھوں کو دھوؤ اس کے بعد سر کا مسح کرو۔ پھر پاؤں کا۔ اور کسی عضو کو دوسرے پر ہرگز مقدم نہ کرو۔ ورنہ حکم خدا کی خلاف ورزی ہو جائے گی۔ اور اگر سر سے پہلے پاؤں کا مسح کر بیٹھو تو پہلے سر کا مسح کرو پھر پاؤں کے مسح کا اعادہ کرو۔ الغرض تم اس عضو سے ابتداء کرو جس سے خدا نے ابتداء کی ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: پاؤں پر مسح کرو اور دائیں پاؤں سے شروع کرو۔ (الفروع)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ نے مخالفین کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ کار نقل کیا ہے کہ وہ وضو کرتے وقت ہمیشہ دائیں[1] جانب سے ابتدا کرتے تھے۔ (آمالی فرزند طوسیؒ)

۴۔ جناب نجاشی باسناد خود عبدالرحمن بن محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع سے (جو جناب امیر علیہ السلام کے کاتب تھے) اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنجناب فرماتے تھے۔ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے وضو کرے تو جسم کی بائیں جانب سے پہلے دائیں جانب سے ابتداء کرے۔ (رجال نجاشی)

۵۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے امام العصر والزمانؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ جس میں یہ سوال کیا تھا کہ پاؤں کا مسح کس طرح کیا جائے آیا دائیں پاؤں سے ابتداء کی جائے یا دونوں کا اکٹھا کیا جائے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ دونوں کا اکٹھا کیا جائے اور اگر الگ الگ کرنا چاہیں تو پھر ابتداء دائیں پاؤں سے کریں۔ (احتجاج طبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۵و۱۶ اور باب ۲۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (باب ۳۵ وغیرہ میں) آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۵

اگر کوئی شخص عمداً یا سہواً گزشتہ ترتیب کی خلاف ورزی کرے تو اس پر واجب ہے کہ اس طرح وضو کا اعادہ کرے کہ جس سے ترتیب حاصل ہو جائے بشرطیکہ پہلا عضو خشک نہ ہوگیا ہو اور یہی حکم ترک شدہ عضو کا ہے

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ ایک شخص (وضو میں) منہ سے پہلے ہاتھ دھوتا ہے یا ہاتھ دھونے سے پہلے پاؤں کا مسح کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس عضو سے ابتداء کرے جس سے خدا نے ابتدا کی ہے۔ اور (بے ترتیب) انجام دیے ہوئے حصہ کا اعادہ کرے۔

(التہذیب والاستبصار)

---

[1] (ملاحظہ ہو مشکوۃ المصابیح ص ۳۸ فصل دوم مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے دائیں ہاتھ سے پہلے بایاں دھویا تھا۔ فرمایا: پہلے دایاں ہاتھ دھوئے اس کے بعد بائیں ہاتھ کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو سر کا مسح کرنا بھول کر نماز شروع کر بیٹھا تھا۔ فرمایا: اگر اس کی ڈاڑھی میں اس قدر تری ہے جس سے سر کا اور اس کے بعد پاؤں کا مسح کر سکے تو ایسا کرے اور نماز پڑھتا رہے۔ پھر فرمایا: اور اگر کوئی شخص فریضہ وضو میں سے کسی فرض (دھونے یا مسح کرنے) کو بھول جائے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے فراموش کردہ عضو کا فرض بجالائے۔ اس کے بعد والے اعضاء کے دھونے یا مسح کرنے کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص سر کا یا پاؤں کا مسح کرنا یا ان اعضاء میں سے کسی عضو (کا دھونا) بھول جائے جن کا تذکرہ خدا نے قرآن مجید میں کیا ہے تو اس پر وضو اور نماز کا اعادہ کرنا لازم ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس وقت یاد آئے کہ جب سابقہ عضو خشک ہو چکا ہو۔ جیسا کہ سابقاً تفصیل گزر چکی ہے۔ (ورنہ صرف فراموش کردہ عضو سے شروع کر کے باقی کو بجالانا پڑتا ہے)۔

۵۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے حج میں طواف سے پہلے سعی کرنے والی حدیث کے ضمن میں فرمایا: کیا تم غور نہیں کرتے کہ اگر تم وضو میں دائیں ہاتھ سے پہلے بائیں ہاتھ کو دھولو۔ تو تم پر لازم ہوگا کہ (پہلے دائیں ہاتھ کو دھو کر) پھر بائیں کو دوبارہ دھوو۔ (ایسے میں پہلے طواف کر کے اس کے بعد پھر سعی کا اعادہ کرو)۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وضو کیا مگر اپنا بایاں ہاتھ دھونا بھول گیا؟ فرمایا: وہ صرف اپنا بایاں ہاتھ دھوئے۔ اور اس کے علاوہ اسے باقی وضو کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً و قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بائیں ہاتھ سے پہلے دھوئے ہوئے اعضاء کو دوبارہ نہ دھوئے ہاں البتہ اس کے بعد والے اعضاء یعنی سر اور پاؤں کا مسح کرے۔ وبس۔

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص دایاں ہاتھ دھونا بھول جائے اور بایاں ہاتھ دھو کر سر اور پاؤں پر مسح کرلے۔ اور بعد میں یاد آئے۔ تو اسے چاہیئے کہ پہلے دائیں ہاتھ کو دھوئے پھر بائیں کو اور اس کے بعد سر اور پاؤں کا مسح کرے اور اگر بعد میں یاد آئے کہ وہ بایاں بازو دھونا بھول گیا تھا۔ تو صرف بایاں بازو دھوئے (اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے) اور جن اعضاء (منہ اور دایاں بازو) کو دھو چکا ہے۔ ان کا

اعادہ نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ اگر کوئی شخص صفا کی بجائے مروہ سے طواف (سعی) شروع کرے تو؟ فرمایا: اس طواف کا اعادہ کرے۔ پھر فرمایا: کیا تم غور نہیں کرتے کہ اگر کوئی شخص وضو میں دایاں ہاتھ دھونے سے پہلے بایاں ہاتھ دھولے تو وہ وضو کا اعادہ کرے گا۔ (یعنی پہلے دایاں دھوئے گا اور اس کے بعد بایاں اور پھر سر و پا کا مسح کرے گا)۔ (علل الشرائع)

۹۔ جناب ابن ادریس حلیؒ نوادر بزنطی کے حوالہ سے ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر تم بائیں ہاتھ سے ابتداء کرو پھر سر اور پاؤں کا مسح کرو مگر بعد میں یقین ہو جائے کہ (دائیں بازو کا دھونا چھوڑ آئے ہو) تو تم پہلے اپنا دایاں ہاتھ دھوؤ گے۔ پھر بایاں اور آخر میں سر اور پاؤں کا مسح کرو گے۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص وضو کرے اور (بھول کر) دائیں ہاتھ سے پہلے بایاں دھولے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: جہاں سے غلطی کی ہے وہاں سے وضو کا اعادہ کرنے (بنابریں) پہلے دایاں بازو دھوئے پھر بایاں اس کے بعد سر اور پاؤں کا مسح کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۳ و ۳۴ اور ۴۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ فراجع۔

باب ۳۶

جس شخص کے اعضاء وضو پر بارش کا پانی لگ جائے اور (وہ نیت کر کے) اس پانی سے منہ اور ہاتھوں کو دھولے اور سر اور پاؤں کا مسح کرے تو کافی ہے

(اس حدیث میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص باوضو نہ ہو۔ اور اس کے اعضاء وضو پر بارش برسے جس سے اس کا سر، داڑھی، جسم۔ دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں تر ہو جائیں تو آیا اس کے وضو کے لئے کافی ہے؟ فرمایا: اگر (نیت کر کے اور ہاتھ پھیر کر) ان (اعضاء) کو دھوئے تو کافی ہے۔ (التہذیب والاستبصار، کذا فی قرب الاسناد)

باب ۳۷

سر کے چمڑے یا اس کے بالوں پر مسح کرنا واجب ہے اور کسی حائل پہ جیسے مہندی، خضاب، دوا، پگڑی یا ڈاڑھی پر سوائے سخت ضرورت کے مسح کرنا جائز نہیں ہے

(اس باب میں صرف پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جس نے سر پر مہندی لگائی ہوئی ہو اور وضو کرے آیا اسے اسی مہندی پر مسح کرنا چاہیئے؟ فرمایا: اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ جب تک مسح کا پانی سر کے چمڑے (یا اس کے بالوں) تک نہ پہنچائے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی الوشاء سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے ہاتھوں پر دوا کا لیپ ہو تو آیا اس کے لئے کافی ہے کہ اس لیپ پر (بطور جبیرہ) مسح کرے؟ فرمایا: ہاں اس کے لئے ایسا کرنا کافی ہے۔ (التہذیب والاستبصار، کذا فی عیون الاخبار)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے متعلق کہ جس نے سر منڈوا کر اس پر مہندی لگائی ہوئی ہو اور پھر وضو کرنا چاہے؟ فرمایا: ہاں وضو کر کے مہندی پر مسح کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ جب لیپ اور مہندی اتارنے میں ضرر و زیاں کا اندیشہ ہو تو تب ایسا کرنا روا ہے۔ جیسا کہ صاحب منتقی الجمان اور دیگر علماء نے بیان کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ مہندی سے مہندی کا رنگ مراد ہو (جو مہندی دھونے کے بعد باقی رہ جاتا ہے)۔

۴۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا عورت اپنی اوڑھنی پر مسح کر سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ اپنے سر پر کرے۔ (المسائل من البحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۸ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو پگڑی کے حکم پر دلالت کرتی ہیں۔ اور پہلے (باب ۱۵، ۱۶، ۲۱ اور ۲۲ میں بھی) ایسی بعض روایات گزر چکی ہیں۔ جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۸

کسی سخت ضرورت یا زبردست تقیہ کے بغیر موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا۔ آیا تقیۃً موزوں پر مسح کرنا جائز ہے؟ فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ میں ان میں ہرگز تقیہ نہیں کرتا۔ (۱) نشہ آور چیز کا پینا۔ (۲) موزوں پر مسح کرنا۔ (۳) اور متعۃ الحج (حج قران وافراد کو حج تمتع سے بدلنا) زرارہ بیان کرتے ہیں۔ کہ امامؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم پر واجب ہے کہ تم بھی ان میں تقیہ نہ کرو (بلکہ صرف اپنی ذات کے بارے میں فرمایا ہے کہ میں ان میں تقیہ نہیں کرتا)۔ (کتب الاربعہ)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا مریض کے لئے گنجائش ہے کہ وہ موزوں پر مسح کرلے۔۔۔۔؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب مسح کرنا ممکن ہو۔ مشقت سے ہی سہی مگر موزے اتار کر پاؤں پر مسح کرنا ممکن ہو۔ (ورنہ بصورت دیگر ان پر مسح ہوسکتا ہے)

۳۔ سلیم بن قیس ہلالی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت امیرالمؤمنینؑ نے خطبہ دیا۔ اور اس میں فرمایا کہ مجھ سے پہلے حکام نے چند ایسے کام کیے ہیں۔ کہ جن میں انہوں نے جان بوجھ کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے اگر آج میں لوگوں کو ان کاموں کے ترک کرنے پر مجبور کروں تو میرا لشکر (جس میں اکثریت انہی حکام کے ماننے والوں کی ہے) تتر بتر ہو جائے گا (پھر فرمایا) تمہارا کیا خیال ہے اگر میں حکم دوں اور (کعبۃ اللہ کے) مقام ابراہیمؑ کو اس کے اصل مقام پر پہنچاؤں؟۔۔۔ (اس قسم کی چند مثالیں پیش کرتے کرتے یہاں تک فرمایا) اور موزوں پر مسح کرنے کو حرام قرار دے دوں (یعنی اس کی حرمت کا اعلان کردوں) نیز نبیذ پینے پر حد جاری کروں، دونوں متعوں (متعۃ النساء اور متعۃ الحج) کے جواز کا حکم دے دوں (اعلان کردوں) پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھنے اور نماز میں باآواز بلند بسم اللہ پڑھنے کا حکم دے دوں تو تم لوگ یقیناً مجھ سے جدا ہو جاؤ گے! (روضۂ کافی)

۴۔ کلبی نسابہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں سوال کیا کہ آپ موزوں پر مسح کرنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ امامؑ نے مسکرا کر فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور خدا ہر چیز کو اس کی اصل کی طرف لوٹائے گا اور وہ اس چمڑے کو (جس سے موزہ بنایا گیا تھا) جب بکری کی طرف لوٹا دے گا تو موزوں پر مسح کرنے والوں

کا وضو کہاں جائے گا؟ (الاصول)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الورد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ابوظبیان نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام نے موزوں پر مسح کیا؟ فرمایا: ابوظبیان نے جھوٹ بولا ہے۔ (پھر فرمایا) کیا تم تک حضرت امیر علیہ السلام کا یہ قول نہیں پہنچا کہ فرمایا "موزوں پر مسح کرنے سے پہلے قرآن نازل ہو چکا تھا۔ (جس نے پاؤں پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے) راوی نے عرض کیا آیا اس میں کچھ گنجائش ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ دشمن سے تقیہ کرو۔ یا برف کی وجہ سے پاؤں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

(التہذیب والاستبصار)

۶۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار عمر بن الخطاب نے اصحاب نبی کو اکٹھا کیا جن میں حضرت علی علیہ السلام بھی تھے۔ اور سوال کیا کہ آپ لوگ موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اس پر مغیرہ بن شعبہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے!۔ اس پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: سورہ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد؟ (جس میں آیت وضو کے اندر پاؤں پر مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے) مغیرہ نے کہا یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے!۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: موزوں پر مسح کرنے سے پہلے قرآن نازل ہو چکا ہے۔ سورہ مائدہ آپ کی وفات حسرت آیات سے دو[1] یا تین ماہ پہلے نازل ہو چکی تھی۔ (تہذیب الاحکام)

۷۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان سے موزے اور پگڑی پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا: ان پر مسح نہ کرو۔ (ایضاً)

۸۔ رقیہ بن مصقلہ (جو عراق میں مخالفین کا مفتی تھا) بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے چند مسائل دریافت کیے۔ منجملہ ان کے ایک مسئلہ یہ تھا کہ آپؑ موزوں پر مسح کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: عمر تو مسافر کے لیے تین دن تک اور حاضر کے لئے ایک شب و روز تک جائز جانتا تھا۔ مگر میرے والد (امام زین العابدین علیہ السلام) اسے سفر و حضر میں جائز نہیں جانتے تھے۔ رقیہ بیان کرتا ہے۔ کہ جب میں باہر نکلنے لگا اور دروازہ کی دہلیز تک پہنچا تو امامؑ نے مجھے واپس بلایا۔ اور پھر فرمایا: عام لوگ اپنی رائے (وقیاس) سے مسئلے بتاتے تھے۔ لہٰذا کبھی غلط اور کبھی درست جواب دیتے تھے۔ مگر میرے والد (بوجہ عصمت وعلم لدنی) اپنی رائے (وقیاس) سے جواب نہیں دیتے تھے۔ (بلکہ شرع اقدس کا حقیقی حکم بتاتے تھے)۔ (ایضاً)

---

[1] یہ دو تین ماہ کی تشکیک بظاہر راوی کے اشتباہ پر مبنی ہے۔ امامؑ کو اصل حقیقت میں شک نہیں ہو سکتا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حبابہ والبیہ سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔کہ فرمارہے تھے کہ ہم[1] اہل بیتؑ موزوں پرمسح نہیں کرتے لہٰذا جو شخص ہمارا شیعہ ہے اسے بھی چاہیئے کہ اس سلسلہ میں ہماری اقتداء کرے اور ہمارے طریقہ پر عملدرآمد کرے۔(الفقیہ)

۱۰۔ جناب شیخ صدوقؒ بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے۔کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عربی) نعلین پر مسح کیا۔جس پر مغیرہ نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ بھول گئے ہیں؟ فرمایا: بلکہ تم بھول گئے ہو ورنہ میرے پروردگار نے تو مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔کہ عربی جوتا اوپر سے خالی ہوتا ہے۔صرف ایک تسمہ ہوتا ہے۔جو پشت پا پرمسح کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

۱۱۔ جناب شیخ بیان کرتے ہیں۔کہ جناب عائشہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ حسرت وندامت میں وہ شخص ہوگا۔جو دیکھے گا کہ اس کا وضو (اس کے چمڑے کی بجائے) کسی دوسرے (حیوان) کے چمڑے پر ہوگا۔(ایضاً)

نیز جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موزے کا صرف ایک جوڑا تھا۔جو نجاشی (بادشاہ حبشہ) نے بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔اس کا پشت پاوالا حصہ شگافتہ تھا۔ایک بار آنحضرتؐ وہ موزہ پہنے ہوئے تھے کہ پاؤں پرمسح کیا۔تو لوگوں نے خیال کیا کہ شاید آنحضرتؐ نے موزوں پرمسح کیا ہے۔علاوہ بریں موزہ پرمسح کرنے والی یہ روایت صحیح السند نہیں ہے۔(ایضاً)

۱۲۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔کہ اگر کسی شخص کا موزہ پھٹا ہوا ہو۔اور وہ اس میں ہاتھ داخل کرکے پشت پا پرمسح کرے تو کافی ہے؟ فرمایا: ہاں۔(ایضاً)

۱۳۔ فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے رسالہ میں جو خالص اسلام تحریر فرمایا تھا اس میں وضو کا ذکر کرکے فرمایا: کہ جو شخص موزہ پرمسح کرتا ہے وہ خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے اور خدا کے فریضہ اور اس کی کتاب کا تارک ہے۔(عیون الاخبار)

۱۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادخود حسان مدائنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے موزوں پرمسح کرنے کے متعلق سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: ان پرمسح نہ کرو۔اور جو ایسا کرتا ہے اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھو۔(قرب الاسناد)

---

[1] اس حدیث شریف کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ ہم اہل بیت نشہ آور چیز استعمال نہیں کرتے بلی مچھلی نہیں کھاتے اور موزوں الخ۔۔۔۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسنادِ خود قیس بن ربیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ابواسحاق سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے جواب میں بیان کیا۔ کہ میں نے لوگوں کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ میری ملاقات بنی ہاشم کے ایک بزرگ سے ہوئی۔ جس کی مانند میں نے کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا تھا۔ جنہیں محمدؑ ابن علیؑ ابن الحسینؑ (امام محمد باقر علیہ السلام) کہا جاتا تھا۔ ان سے میں نے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اس سے روکا۔ اور بتایا کہ حضرت علیؑ موزوں پر مسح نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ موزوں پر مسح کرنے سے پہلے کتاب اللہ نازل ہو چکی ہے۔ ابو اسحاق بیان کرتے ہیں۔ پس جب آنجنابؑ نے مجھے اس کی ممانعت فرمائی ہے تو پھر میں نے کبھی ان پر مسح نہیں کیا۔

(ارشاد شیخ مفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ کیفیت وضو وغیرہ ابواب میں بہت سی حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (ج ۳ نماز جماعت باب ۳۳ میں آئیں گی) جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس نص خاص کے علاوہ (جو اس باب کی نمبر ۵ میں) گزر چکی ہے تقیہ اور ضرورت والی حدیثیں اپنے عموم کے ساتھ موزوں پر مسح کرنے کو بھی شامل ہیں۔ (کہ بوقت ضرورت و تقیہ ایسا کیا جا سکتا ہے)۔

باب ۳۹

جب اعضاء وضو میں سے کسی عضو پر پٹی بندھی ہوئی ہو اور اسے کھولنا اور اس کے نیچے پانی پہنچانا سخت دشوار ہو تو اس کے اوپر ہاتھ پھیرنا کافی ہے اور زخم کے اندرونی حصہ کا دھونا واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلم انداز کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ شخص جس کا (وضو والا کوئی عضو) ٹوٹا ہوا ہو۔ اور اس پر پٹیاں بندھی ہوئی ہوں۔ یا جس کے (اعضاء وضو پر) کوئی زخم ہو وہ کس طرح وضو کرے؟ یا وہ غسل جنابت یا غسل جمعہ کس طرح کرے؟ فرمایا: جہاں تک پانی پہنچ سکتا ہے یعنی جس عضو پر کوئی پٹی وغیرہ نہیں ہے۔ اسے تو دھوئے اور جسے نہیں دھو سکتا (پٹی اور زخم والی جگہ) اسے چھوڑ دے نہ پٹی اتارے اور نہ زخم سے کھیلے (بلکہ اس کے اوپر صرف تر ہاتھ پھیر دے)۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کے بازو یا اعضاء وضو میں سے کسی عضو پر زخم ہو اور اس کے اوپر پٹی بندھی ہوئی ہو کہ وہ کس طرح وضو کرے؟ آیا اس کے اوپر تر ہاتھ پھیرے؟ فرمایا: اگر تو اسے پانی نقصان دیتا ہو۔ تب تو پٹی کے اوپر تر ہاتھ پھیرے۔ اور اگر پانی نقصان نہ دیتا ہو۔ تو پھر پٹی

اتار کر اسے دھوئے۔ (یا پٹی کے اوپر اس قدر پانی ڈالے کہ چمڑے تک پہنچ جائے) پھر راوی نے زخم کے بارے میں دریافت کیا کہ دھوتے وقت کیا کروں؟ فرمایا: اس کے اردگرد والے مقام کو دھوؤ۔ (اور اس مقام کے اوپر صرف ہاتھ پھیر دو)۔ (الفروع والتہذیبین)

۳۔ عبدالاعلیٰ مولیٰ آل سام بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں پھسل کر گر پڑا جس سے میرا ناخن ٹوٹ گیا۔ جس کی وجہ سے میں نے انگلی پر پٹی باندھ دی۔ اب وضو کس طرح کروں؟ فرمایا: یہ اور اس جیسے مسائل اللہ کی کتاب سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: کہ اس نے دین میں کوئی تنگی نہیں بنائی۔ لہٰذا اس (پٹی) پر تر ہاتھ پھیر دو۔ (الفروع' کافی' تہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص کا ناخن ٹوٹ جائے تو آیا اس پر گوند لگا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ کوئی ایسی چیز لگائے جسے وضو کے وقت اتار سکے۔ اور ایسی چیز اس کے اوپر باندھے جس کے نیچے سے (چمڑے تک) پانی پہنچ سکے۔ (تہذیب والاستبصار)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ یہ حالت اختیاری کا حکم ہے (کہ گوند نہ لگائے کوئی اور چیز لگائے) لیکن اگر اضطرار کی کیفیت ہو تو پھر اس کے لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۵۔ یہی عمار انہی حضرت سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص کی کلائی یا اعضاء وضو میں سے کوئی اور عضو ٹوٹ جائے۔ اور اس پر ایسی پٹی بندھی ہوئی ہو جسے وہ کھول سکتا ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: جب وضو کرنا چاہے۔ تو پانی کے کسی برتن میں اس ٹوٹی ہوئی جگہ کو اس طرح ڈبوئے کہ چمڑے تک پانی پہنچ جائے پس کافی ہے پٹی کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)
مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب ایسا کرنا ممکن ہو۔ (اور پانی نقصان بھی نہ پہنچاتا ہو) ورنہ دشواری کی شکل میں صرف اس کے اوپر ہاتھ کا پھیرنا کافی ہے جیسا کہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

۶۔ کلیب اسدی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کا کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہو (اور اس پر پٹی بندھی ہوئی ہو) تو نماز کس طرح پڑھے؟ فرمایا: اگر (پانی کے استعمال سے) اسے کچھ خطرہ ہے تو پھر (وضو کرتے وقت) پٹی پر صرف ہاتھ پھیر دے اور نماز پڑھے۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی الوشاء سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ پر (بطور ضماد) دوا لگی ہوئی ہو (جس کی وجہ سے چمڑے تک پانی نہ پہنچ سکے) تو آیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس کے اوپر تر ہاتھ پھیر دے؟ فرمایا: ہاں ایسا کرنا کافی ہے۔ (عیون الاخبار)

۸۔ عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے پوچھا کہ جس شخص کا کوئی عضو ٹوٹ جائے۔ اور اس پر پٹیاں بندھی ہوئی ہوں۔ وہ وضو کس طرح کرے؟ اور اگر جنب ہو جائے تو غسل کس طرح کرے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: وضو اور غسل میں ان (پٹیوں) کے اوپر تر ہاتھ پھیر دے۔ پھر عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ایسے ٹھنڈے علاقہ میں ہو کہ اسے جسم پر (ٹھنڈا) پانی ڈالنے سے جان کے تلف ہونے کا خدشہ ہو تو؟ جواب میں آنحضرتؐ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: **ولا تقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیماً** (اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ خدا تم پر بڑا مہربان [1] ہے)۔

باب ۴۰

وضو کرتے (اور کلائی پر پانی ڈالتے) وقت عورت کلائی کی اندر والی جانب اور مرد باہر والی جانب پانی ڈالنے سے ابتداء کرے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن بزیع سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خداوند عالم نے نماز کے وضو میں عورتوں پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ کلائیوں کے اندرونی حصہ سے اور مرد پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ بیرونی حصہ سے دھونے کی ابتداء کرے۔ (الفروع، کذا فی الفقیہ والتہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علماء شیعہ نے اس حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ بنابریں یہاں فرض کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا نے اس طرح مقرر کیا ہے۔ اور یہ بیان کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہاں لفظ فرض وجوب کے معنی میں نہیں ہے۔ جیسا کہ محقق حلیؒ نے کتاب المعتبر میں صراحت کی ہے۔ (مگر شیخ بہائی علیہ الرحمہ نے کتاب الحبل المتین میں لکھا ہے کہ اس حکم کا استحباب پر محمول کرنا بعید ہے)۔ (فراجع)

باب ۴۱

وضو میں انگوٹھی، کنگن اور بازو بند وغیرہ کے نیچے پانی پہنچانا واجب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر عورت نے کنگن یا بازو بند ایسا تنگ پہنا ہوا ہو کہ اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس کے

---

[1] مقصد یہ ہے کہ اس صورت میں تیل کی طرح پانی مل لینا کافی ہے۔ اور اگر بالفرض ایسا بھی نہ کیا جا سکے تو پھر تیمم کر لیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نیچے پانی جاتا ہے یا نہ؟ تو وہ وضو یا غسل کرتے وقت کیا کرے؟ فرمایا: اسے حرکت دے تاکہ پانی اس کے نیچے پہنچ جائے۔ یا اسے اتار دے، پھر عرض کیا کہ اگر ایسی تنگ انگوٹھی پہنی ہوئی ہو کہ پتہ نہ چل سکے کہ وضو کرتے وقت اس کے نیچے پانی پہنچتا ہے یا نہ تو؟ فرمایا: اگر یقین ہو کہ پانی اس کے نیچے نہیں پہنچتا تو پھر وضو کرتے وقت اسے اتار[1] لے۔ (الفروع کذا فی التہذیب)

۲۔ حسین بن العلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر کسی شخص کی (انگلی میں تنگ) انگوٹھی ہو تو غسل کرتے وقت کیا کرے؟ فرمایا: اسے الٹا دے اور وضو کے متعلق فرمایا: کہ اسے پھیر دے۔ پھر فرمایا: اگر ایسا کرنا بھول جاؤ۔ یہاں تک کہ نماز شروع کر دو۔ تو میں تمہیں نماز کے اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے بھی اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۲

جس شخص کو اپنے افعال وضو میں سے کسی فعل کے بجالانے میں شک ہو اور وہ ہنوز وہیں موجود ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس مشکوک فعل اور اس کے بعد والے افعال کو بجالائے اور اگر اس جگہ کو چھوڑنے کے بعد شک پڑے تو پھر اس شک کی پروانہ کرے مگر تب جب کہ یقین ہو

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم ہنوز وضو والی جگہ پر بیٹھے ہو اور تمہیں شک پڑ جائے کہ تم نے اپنے بازو دھوئے ہیں یا نہ؟ تو جب کسی ایسے عضو کے دھونے یا مسح کرنے میں شک پڑ جائے جس کے دھونے یا مسح کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے تم ان مشکوک اعضاء کو دھوؤ۔ یا ان پر مسح کرو۔ لیکن اگر وضو کر چکنے اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہونے اور نماز یا کسی اور کام میں مشغول ہو جانے کے بعد تمہیں کسی ایسے عضو کے دھونے یا مسح کرنے میں شک پڑے۔ جس کا دھونا یا جس پر مسح کرنا منجاب اللہ تم پر واجب ہے۔ تو پھر تم پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (یعنی اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے)۔ پس اگر (اس حالت میں شک پڑ جائے) کہ تم نے سر کا مسح کیا ہے یا نہ؟ (علی القاعدۃ تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہاں البتہ احتیاطاً) اگر ڈاڑھی میں کچھ تری موجود ہو تو اس سے پہلے سر کا پھر دونوں پاؤں کا مسح کرلو۔ اور اگر تری نہ ملے تو اپنے سابقہ یقین کو (کہ وضو کیا ہے) اس شک سے نہ توڑو۔ اور نماز کا سلسلہ جاری رکھو۔

---

[1] ایک نسخہ میں یوں ہے کہ اس صورت میں انگوٹھی کو حرکت دے دے۔ (قرب الاسناد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہاں البتہ اگر کسی عضو کے رہ جانے کا یقین ہو جائے کہ تمہارا وضو مکمل نہیں تھا تو پھر (نماز توڑ کر بھی) اس عضو کا اعادہ کرو۔ اور اس کے بعد والے اعضاء بھی (بشرطیکہ سابقہ کی تری ہنوز خشک نہ ہوئی ہو تو اور اگر اس کی تری خشک ہو چکی ہو تو پھر موالات کے فوت ہو جانے سے سارا وضو از سر نو کرنا پڑ جائے گا۔ (جیسا کہ باب ۳۸ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے)۔ (الفروع والتہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب تمہیں وضو کے بارے میں شک پڑ جائے۔ جبکہ تم وضو سے فارغ ہو کر (اور اس جگہ سے اٹھ کر) کسی اور کام میں مشغول ہو چکے ہو تو تمہارے اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(پھر فرمایا) شک اس وقت تک قابل توجہ (و تدارک) ہوتا ہے جب تک تم اس سے تجاوز نہ کر چکے ہو۔ (بلکہ ہنوز اس میں مشغول ہو۔ اور اس جگہ پر موجود ہو)۔ (التہذیب وکذا فی السرائر)

۳۔ ابو یحییٰ الواسطی بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں (میں وضو میں) منہ دھوتا ہوں پھر ہاتھ دھوتا ہوں۔ مگر شیطان مجھے شک میں مبتلا کر دیتا ہے کہ شاید میں نے ہاتھ نہیں دھویا؟ (تو اب میں کیا کروں؟) فرمایا: اگر تو کلائی پر پانی کی ٹھنڈک محسوس کرے تو اس شیطانی شک کی پروا نہ کر اور اسے دوبارہ نہ دھو۔ (التہذیب)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتا ہے تو اسے وضو میں شک پڑ جاتا ہے (تو اب وہ کیا کرے؟) فرمایا: اس کی نماز ٹھیک ہے (اور وضو بھی) اس کے اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے۔ کہ تمہاری جو نماز اور طہارت گزر چکی ہے۔ بعد ازاں (شک کی صورت میں) اگر تھوڑا سا خیال بھی ہو۔ کہ ٹھیک بجا لایا تھا۔ تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ہاں البتہ اگر کمی کا یقین ہو جائے تو پھر اعادہ کرنا پڑے گا)۔ (ایضاً)

۶۔ بکیر بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص وضو کر چکنے کے بعد شک کرے تو؟ فرمایا: جب وہ وضو کر رہا تھا۔ تو اس شک والی موجودہ حالت سے اسے زیادہ یاد تھا۔ (کہ ٹھیک وضو کر رہا ہے لہٰذا اس شک کی کوئی پروا نہ کرے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس عنوان کی بعض صورتیں (جیسے پہلی حدیث کی ایک شق) استحباب پر محمول ہیں۔ اور بعض صورتیں

مجمل ہیں (جیسے حدیث نمبر ۵) ان کو سابقہ تفصیل (جو باب ۳۵ میں گزر چکی ہے) پر محمول کیا جائے گا۔

باب ۴۳

جب کوئی شخص وضو کرتے وقت منہ کا کچھ حصہ دھونا بھول جائے تو اس کے لئے جسم کے بعض حصہ (دوسرے اعضاء وضو) سے تری لے کر اس حصہ کو تر کر دینا کافی ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ اگر کسی شخص کی وضو کرتے ہوئے منہ کی دھونے والی واجبی مقدار میں سے کچھ جگہ خشک رہ جائے تو؟ فرمایا: اس کے لئے کافی ہے کہ جسم کے کسی حصہ (اعضاء وضو میں) سے کچھ تری لے کر اس خشک جگہ کو تر کر دے (اور بعد ازاں دونوں ہاتھوں کو دھوئے اور سر اور پاؤں پر مسح کرے)۔ (الفقیہ، عیون الاخبار)

باب ۴۴

جس شخص کو وضو کرنے کا یقین ہو مگر بعد میں حدث کے سرزد ہونے میں شک ہو تو اس پر وضو کرنا واجب نہیں ہے اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو پھر وضو کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ (اپنے والد بکیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جب تمہیں حدث کے سرزد ہونے کا یقین ہو تو وضو کرو اور خبردار۔ جب تک (وضو کے بعد) حدث کے صادر ہونے کا یقین نہ ہو تب تک ہرگز وضو نہ کرو۔ (الفروع۔ التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں بھی اور مبطلات وضو میں بھی کئی ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جن میں وارد ہے کہ کبھی یقین کو شک سے نہ توڑو۔ بلکہ یقین کو یقین سے توڑو۔۔۔ نیز (شکیات نماز) میں تین اور چار رکعت کے درمیان شک کے بیان میں بھی اس قسم کی بعض حدیثیں آئیں گی جو اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

۲۔ جناب عبداللہ ابن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے دادا علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی باوضو تھا۔ پھر اسے شک لاحق ہوا کہ آیا اس کا وضو قائم ہے یا نہ؟ فرمایا: اگر حالت نماز میں یہ شک پڑے تو نماز چھوڑ دے اور وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے اور اگر نماز کے بعد شک پڑے تو پھر وہی پڑھی ہوئی نماز کافی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ (چونکہ یہ روایت سابقہ قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس کی کوئی تاویل کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے) کہ یہ روایت استحباب پر محمول ہے اور آخری فقرہ اس کا واضح قرینہ ہے اور ممکن ہے کہ یہاں وضو سے مراد استنجا ہو۔ (یعنی اس شخص کو پیشاب کرنے کا تو یقین ہو مگر اس کے بعد استنجا کرنے میں شک ہو تو اس پر استنجاء کر کے وقت کے اندر نماز کا اعادہ واجب ہوگا مگر یہ کہ وقت ختم ہو جائے۔ (تو اس صورت میں قضا واجب نہیں ہے)۔

باب ۴۵

وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا جائز ہے مگر اس کا ترک کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں۔ جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ وضو کے بعد تولیہ سے اعضاء وضو کو خشک کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ ابو بکر حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد کپڑے سے اسے خشک کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ کپڑا پاک صاف ہو۔ (ایضاً)

۳۔ اسماعیل بن فضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے نماز کے لئے وضو کیا پھر اپنے کرتہ کے نچلے حصہ سے اپنے چہرہ کو خشک کیا۔ پھر فرمایا: اے اسماعیل! تم بھی ایسا کیا کرو کیونکہ میں بھی ایسا کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا جبکہ وہ حالت احرام میں تھے۔ پھر رومال سے منہ خشک کیا۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب شیخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے تولیہ استعمال کرے اس کے نامہ

اعمال میں ایک نیکی لکھی جائے گی اور جو وضو کرکے تولیہ استعمال نہ کرے حتیٰ کہ خود بخود اعضاء وضو خشک ہو جائیں تو اس کے نامہ اعمال میں تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں [1]۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال، کذا فی الفروع والمحاسن)

۶۔ جناب برقیؒ نے باسناد خود عبداللہ بن سنان اور محمد بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس مضمون کی تین حدیثیں روایت کی ہیں۔ فرمایا: حضرت امیرؑ کے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ جب آپ وضو فرماتے تھے تو اس سے منہ خشک کرتے تھے پھر گھر کی جاءنماز میں ایک میخ پر اسے ٹانگ دیتے تھے۔ جسے کوئی اور استعمال نہیں کرتا تھا۔ (المحاسن للبرقی)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ تولیہ استعمال کرنے والی حدیثوں میں تقیہ کا احتمال ہے (کیونکہ مخالفین کے ہاں ایسا کرنا مستحب ہے) اور ممکن ہے کہ ان کو حرمت کی نفی پر محمول کیا جائے (کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے) اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں وضو سے نماز کے علاوہ ویسے ہاتھ منہ دھونا اور پھر منہ کا تولیہ سے خشک کرنا مراد ہو۔ (واللہ العالم)

باب ۴۶

وضو میں بالوں میں خلال کرکے پانی کو ان کی تہہ تک پہنچانا واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص وضو کرتا ہے آیا وہ ڈاڑھی کے اندر ہاتھ لے جائے؟ (یعنی کیا ایسا کرنا ضروری ہے؟) فرمایا: نہ۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امام

---

[1] مؤلف علام نے صرف اس ایک روایت کی خاطر اس قدر تاویلیں کی ہیں جس میں رومال استعمال کرنے پر صرف ایک نیکی اور اس کے استعمال نہ کرنے پر تیس نیکیاں نامہ اعمال میں لکھے جانے کا تذکرہ ہے۔ مگر یہ روایت بچند وجوہ مخدوش ہے (۱) یہ روایت صحیح السند نہیں ہے۔ بلکہ ضعیف ہے (ملاحظہ ہو مرآۃ العقول ج ۳ ص ۳۴)۔ (۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا خود اس کے خلاف عمل کرنا اور اسماعیل بن فضیل کو ایسا کرنے کا حکم دینا اس کے ناقابل اعتبار ہونے کی ناقابل رد دلیل ہے۔ (۳) اگر تولیہ استعمال کرنے سے امامؑ کا مقصد اس کا جواز ثابت کرنا ہوتا تو پھر ایک آدھ بار ایسا کرنا کافی تھا مگر روایات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امیرؑ کا یہ معمول تھا کہ وہ نماز کے لئے وضو کرکے رومال استعمال فرمایا کرتے تھے اور مؤلف علام کی آخری تاویل اس لئے بھی کمزور ہے کہ جناب برقیؒ کی روایت میں صراحت موجود ہے کہ آنجنابؑ نماز کے لئے وضو کرکے رومال استعمال کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء (جیسے علامہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء نے شرح تبصرہ میں) اس فعل کو مستحب قرار دیا ہے بہرحال ان حقائق کی روشنی میں اگر یہ فعل مستحب نہیں ہے تو یقیناً مکروہ بھی نہیں ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ جو چمڑا (ڈاڑھی کے) بالوں کے نیچے ہے اس کے دھونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: جو کچھ بالوں کے نیچے ہے۔ اس کو دھونے کی بندوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے نہ چھیڑیں بس اس کے اوپر پانی ڈال دینا کافی ہے[1]۔ (التہذیب' کذافی' الفقیہ)

باب ۴۷

وضو کرنے میں دوسرے آدمی سے مدد لینا مکروہ ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی الوشاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے سامنے پانی کا قبضے والا لوٹا رکھا ہوا تھا جس سے آپؑ نماز کے لئے وضو کرنا چاہتے تھے۔ میں قریب گیا تا کہ ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالوں امامؑ نے فرمایا: حسن! رک جاؤ! میں نے عرض کیا: آپؑ مجھے کیوں روکتے ہیں؟ آیا آپ نہیں چاہتے کہ میں آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال کر اجر و ثواب حاصل کروں؟ امامؑ نے فرمایا: کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو ثواب حاصل کرے اور میں وزر و وبال میں مبتلا ہو جاؤں؟ میں نے عرض کیا وہ کس طرح؟ فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ فرماتا ہے: "من کان یرجو لقاء ربه "۔ الآیۃ۔ (جو شخص خدا کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ نیک عمل بجالائے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ) میں نماز کے لئے وضو کر رہا ہوں۔ اور نماز عبادت ہے۔ تو میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس میں کوئی شخص میرا شریک ہو۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام جب وضو فرماتے تھے تو کسی کو (اعضاء وضو پر) پانی ڈالنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ جب اس سلسلے میں ان سے عرض کیا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ اپنی نماز میں کسی کو شریک کروں۔ جبکہ خدا فرماتا ہے جو شخص خدا کی خوشنودی چاہتا ہے وہ نیک عمل بجالائے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (الفقیہ' المقنع' علل الشرائع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی ان میں میرا شریک ہو۔ (۱) ایک وضو جو میری نماز کے لئے ہے۔ (۲) دوسرا صدقہ جو میرے ہاتھ سے سائل کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ جو کہ دراصل خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ (الخصال)

---

[1] کیونکہ خدا نے منہ دھونے کا حکم دیا ہے۔ (جس میں بال بھی شامل ہیں) منہ کا چمڑا دھونے کا حکم نہیں دیا ہے۔ کما لایخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک بار حضرت امام رضا علیہ السلام مامون عباسی کے پاس تشریف لے گئے جو وضو کر رہا تھا۔ اور نوکر پانی ڈال رہا تھا۔ امامؑ نے فرمایا: اے امیر! اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر چنانچہ مامون نے نوکر کو ہٹا دیا۔ اور بدست خود وضو کیا۔ (ارشاد شیخ مفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل کیفیت وضو کے بیان میں ایسی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دوسرے سے مدد لینا جائز ہے۔ لہٰذا ان حدیثوں کی کوئی مناسب تاویل کرنا ضروری ہے۔ اور وہ چند ہو سکتی ہیں (۱) ایسا کرنے کو جواز پر محمول کیا جائے اور اس کے ترک کرنے کو فضیلت پر۔ (۲) ان کو تقیہ پر محمول کیا جائے (کیونکہ مخالفین کے ہاں ایسا کرنا بلا اشکال جائز ہے)۔ (۳) ان کو ضرورت پر محمول کیا ہے۔ اور ان کو بلا ضرورت پر (بہرحال دوسرے آدمی سے پانی ڈلوانا حرام نہیں ہے)۔

باب ۴۸

جب کوئی شخص کسی وجہ سے خود طہارت کرنے سے عاجز ہو تو دوسرا شخص اسے طہارت کرا سکتا ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سخت درد میں مبتلا تھے کہ ان کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آ گئی جبکہ وہ بہت ٹھنڈی جگہ پر قیام پذیر تھے۔ خود امامؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے غلاموں کو بلایا۔ اور ان سے کہا کہ مجھے اٹھا کر لے جاؤ اور مجھے غسل کراؤ۔ چنانچہ وہ مجھے اٹھا کر لے گئے اور مجھے چند لکڑیوں پر بٹھا کر مجھ پر پانی ڈالا اور مجھے غسل کرایا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر وہ تمام عمومی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ جو مختلف ابواب میں بکھری ہوئی ہیں۔ (منجملہ ان کے ایک حدیث وہ ہے جو اس سے پہلے باب ۱۵ کیفیت وضو میں گزر چکی ہے جس میں ابو عبیدہ حذاء کا امام محمد باقر علیہ السلام کو وضو کرانا مذکور ہے)۔ (فراجع)

باب ۴۹

جس شخص کا ہاتھ یا پاؤں کٹا ہوا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے دریافت کیا کہ جس شخص کا ہاتھ کٹا ہوا ہو۔ وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس جگہ کو دھوئے جہاں سے عضو کٹا ہوا[1] ہے۔(الفروع)

۲۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا۔ کہ جس شخص کا ہاتھ کہنی سے کٹا ہوا ہو۔ وہ کس طرح وضو کرے؟ فرمایا: کاندھے میں سے جو حصہ باقی ہے اس کو دھوئے۔(ایضاً کذافی الفقیہ والتہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا۔ جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ فرمایا: دونوں کو دھوئے گا۔(الفروع والتہذیب)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں (چونکہ حدیث میں وضو یا غسل کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ لہٰذا اگر اس سوال و جواب سے مراد وضو ہے۔ کہ ایسے میں ایسا شخص وضو کس طرح کرے؟) تو امام! کا یہ فرمانا کہ ہاتھ پاؤں کو (یعنی باقیماندہ حصہ کو) دھوئے گا۔ تقیہ پر محمول ہے۔ یا پھر یہ حدیث غسل پر محمول ہے۔(نہ کہ وضو پر)(مطلب یہ کہ ایسا شخص غسل کرنے میں باقیماندہ ہاتھ پاؤں کو دھوئے گا)۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ جس شخص کا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا ہو۔ وہ کس طرح وضو کرے؟ فرمایا: (ہاتھ کی) اس جگہ کو دھوئے جہاں سے ہاتھ کاٹا گیا ہے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ حدیثیں اس صورت پر محمول ہیں کہ جب اس عضو کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو۔ جس کا وضو میں دھونا یا جس پر مسح کرنا واجب ہے۔ اور اگر وہ سارا عضو کٹا ہوا ہو۔(جس کا دھونا یا جس پر مسح کرنا واجب تھا) تو پھر یہ حکم استحباب پر محمول ہوگا (ورنہ وجوب ساقط ہے)۔

---

[1] ناظر خبیر پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ اس سلسلہ کی تمام روایات اجمال و ابہام سے خالی نہیں ہیں ان سے اصل مطلب اخذ کرنا جوئے شیر لانے سے کم مشکل نہیں ہے ہاں البتہ اس سلسلہ میں وارد شدہ تمام اخبار و آثار اور فقہائے کرام کے فتاویٰ و آراء کا جامع خلاصہ یہ ہے کہ یہاں چند صورتیں ہیں۔ نمبر(۱) ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھ کہنی سے نیچے سے کٹے ہوئے ہوں۔(۲) کہنی سے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں۔(۳) کاندھے سے کٹے ہوئے ہوں۔(۴) کہنی سے کٹے ہوئے ہوں۔ پہلی صورت میں باقیماندہ حصہ کا دھونا واجب ہے۔ دوسری صورت میں اس حصہ کا دھونا واجب نہیں ہے۔ مگر احوط ہے تیسری صورت میں دھونا واجب نہیں ہے۔ چوتھی صورت میں دھونے کا وجوب ساقط ہے۔ مگر احوط یہ ہے کہ بالائی حصہ کو دھولیا جائے۔ اور یہی تفصیل کٹے ہوئے پاؤں کے مسح کی ہے۔ واللہ العالم۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵۰

وضو ایک مد[1] پانی کے ساتھ اور غسل ایک صاع پانی کے ساتھ کرنا مستحب ہے اور اس مقدار کو قلیل جاننا جائز نہیں ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے ایک مد کے ساتھ وضو اور ایک صاع کے ساتھ غسل کیا کرتے تھے۔ اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ کی صراحت کے مطابق ایک مد ڈیڑھ رطل مدنی کا اور ایک صاع چھ رطل مدنی اور نو رطل عراقی کا ہوتا ہے۔

(تہذیب الاحکام)

۲۔ سلیمان بن حفص مروزی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: غسل پانی کے ایک صاع سے اور وضو پانی کے ایک مد کے ساتھ کرنا چاہیئے اور (فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاع پانچ مد کا تھا۔ اور ایک مد ۲۸۰ دوسو اسی درہم کا ہوتا ہے۔ اور ایک درہم چھ دانق کے برابر ہوتا ہے اور ایک دانق نخود کے چھ دانوں کے برابر ہوتا ہے۔ اور نخود کا ایک دانہ اوسط درجہ کے دو دانہ جو کے مطلق برابر ہوتا ہے۔ (التہذیبین والفقیہ)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں: کہ میں نے ان (اماميںؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ غسل کے لئے پانی کی کتنی مقدار درکار ہے؟ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صاع سے غسل اور ایک مد سے وضو کیا ہے۔ اور آنحضرتؐ کے عہد میں ایک صاع پانچ مد کا ہوتا تھا۔ (تہذیب والاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو ایک مد اور غسل ایک صاع کے ساتھ ہوتا ہے اور میرے بعد کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے۔ جو اس مقدار کو کم سمجھیں گے اور وہ میری سنت و روش کے خلاف ہوں گے اور جو شخص میری سنت پر قائم رہے گا۔ وہ پاکیزہ مکان (جنت الفردوس) میں میرے ساتھ ہوگا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مقام کی مزید تحقیق اور مزید متعلقہ حدیثیں جنابت اور زکوٰۃ فطرہ کے بیان میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] مروجہ اوزان کے مطابق ایک مد گیارہ چھٹانک ساڑھے تین تولہ کا ہوتا ہے۔ اور جب ایک صاع پانچ مد کا تصور کیا جائے۔ تو اس کا وزن تین سیر دس چھٹانک اور اڑھائی تولہ بنے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵۱

وضو اور غسل میں پانی کا پاک ہونا شرط ہے اور نجس پانی سے وضو اور غسل کرنا باطل ہے اور جو نماز اس سے پڑھی جائے گی وہ باطل ہوگی اور اس طہارت اور نماز کا اعادہ واجب ہوگا

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید مرتضیٰ (علم الھدیٰ) اپنے رسالہ محکم ومتشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے فرمایا: وہ رخصت جو ممانعت کے بعد اطلاق واجبات کا نام ہے۔ (اس کی مثال یہ ہے) کہ خداوند عالم نے اپنے بندوں پر پاک وصاف پانی سے وضو اور غسل جنابت کرنا واجب قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے مونہوں کو دھوؤ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت۔ اور مسح کرو اپنے سروں کا اور پاؤں کا کعبین تک۔ اور اگر جنب ہو تو طہارت (غسل جنابت) کرو۔ اور اگر مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص پاخانہ کرکے آئے یا عورتوں سے مباشرت کی ہو اور پانی نہ مل سکے تو پھر پاک وپاکیزہ مٹی سے تیمم کرو۔ پس اس صورت میں خدا کی طرف سے (پہلا) فریضہ تو پانی سے غسل کرنا ہے۔ اور اگر پانی موجود ہو تو اس کے سوا اور کوئی چیز جائز نہیں ہے۔ ہاں جب پانی نہ مل سکے تو پھر پاک وپاکیزہ مٹی سے تیمم کرنے کی رخصت ہے۔ (المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں آب مطلق کے (باب ۳ و باب ۱۳) میں گزر چکی ہیں اور کچھ تیمم، نجاسات اور قضاء نماز کے ابواب میں آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

وضو میں ایک مد سے بھی کم مقدار کافی ہے یعنی صرف اتنی مقدار کافی ہے کہ جس پر دھونے کا نام صادق آجائے۔ اگرچہ تیل ملنے کی مانند ہو اور بہت پانی استعمال کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو خداوند عالم کے حدود میں سے ایک حد ہے۔ خدا تو یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کون کرتا ہے۔ اور نافرمانی کون؟ مؤمن کو

کوئی چیز نجس نہیں کرتی (کیونکہ حدث ایک باطنی کثافت ہے نہ ظاہری نجاست) اس لئے تیل کی طرح پانی سے چپڑنا کافی ہے۔(الفروع، کذا فی الفقیہ والتہذیب، علل الشرائع)

۲۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خدا نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ جو وضو میں پانی کا اسراف کرنا لکھتا ہے۔ جس طرح کہ وضو کے حدود سے تجاوز کرنے کو لکھتا ہے۔(الفروع)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب پانی تمہارے چمڑے کو چھوئے تو کافی ہے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: اگر پانی عام مل جائے تو کامل وضو کرو ورنہ تھوڑا سا پانی بھی کافی ہے۔(تہذیبین)

۵۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ غسل جنابت اور وضو کے لئے اس قدر پانی کافی ہے جس قدر مالش کے لئے تیل کافی ہوتا ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کیفیت وضو آب مضاف (باب ۱۰) اور آب مستعمل (باب ۱۵) وغیرہ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ آئندہ غسل جنابت کے ابواب میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

وضو کرتے وقت آنکھوں کا کھلا رکھنا مستحب ہے اور اعضاء کے اندرونی حصہ تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرتے وقت آنکھیں کھلی رکھا کرو۔ شاید کہ تم اس کی برکت سے دوزخ کی آگ کو نہ دیکھو۔(الفقیہ، المقنع، ثواب الاعمال، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وہ حدیثیں جو دوسرے حکم (کہ اعضاء کے اندرونی حصہ تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہے) پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ اس سے پہلے (باب ۲۹ میں) کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ بھی (نجاسات کے باب ۲۴ میں) آئیں گی۔ جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

کامل[1] وضو کرنے کا بیان

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلم انداز کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد سے) اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! درجے تین ہیں (۱) سردیوں کے باوجود کامل وضو کرنا۔ (۲) ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ (۳) اور رات دن نماز باجماعت کی طرف چل کر جانا۔ یا علیؑ! سات صفتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں۔ اس نے گویا حقیقت ایمان کو مکمل کر لیا۔ اور اس کے لئے جنت کے سب دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (۱) جو کامل وضو کرے۔ (۲) جو نماز احسن طریقہ سے پڑھے۔ (۳) جو مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (۴) جو اپنے قہر و غضب پر کنٹرول کرے۔ (۵) اپنی زبان کو قید میں رکھے۔ (۶) جو اپنے گناہ پر استغفار کرے۔ (۷) اہل بیت رسالت کی خیر خواہی کا حق ادا کرے۔ (الفقیہ، الخصال)

۲۔ ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے خدا تمہاری خطائیں معاف کر دے۔ اور نیکیوں میں اضافہ کر دے؟ عرض کیا گیا: ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا: شدائد و مصائب میں بھی کامل وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ سے زیادہ چل کر جانا۔ اور ایک نماز پڑھ چکنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ (آمالی شیخ صدوقؒ)

۳۔ داؤد بن سلیمان الفرا حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہم وہ خانوادہ ہیں کہ جن کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ ہمیں کامل طہارت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ہم اچھی نسل کی گھوڑی پر گدھا نہیں

---

[1] کامل وضو سے مراد یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام مستحبات وآداب کے ساتھ وضو کیا جائے۔ جس میں وضو سے پہلے دو بار ہاتھ دھونا پھر تین تین بار کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور پھر بھرپور چلو سے منہ اور پھر اسی طرح ایک ایک بھرپور چلو سے دائیں بائیں ہاتھوں کا دھونا اور بعد ازاں سر اور پاؤں کا مکمل مسح کرنا شامل ہے۔ بہت سے علماء نے منہ اور ہاتھوں کے دو دو بار دھونے کو کامل وضو قرار دیا ہے۔ (وھو لا یخلو عن قوۃ) مگر باب ۳۱ میں آپ اس اختلاف کا ایک نمونہ دیکھ چکے ہیں جو دوسری بار منہ ہاتھ دھونے میں ہے۔ (واللہ العالم)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

چڑھاتے۔ (عیون الاخبار)

۴۔ انس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کامل وضو کرو اس کی برکت سے پل صراط سے اس طرح گزر جاؤ گے جس طرح بادل گزرتا ہے۔ سلام تمام کرو (ہر ملاقاتی کو پہلے سلام کرو) اس سے تمہارے گھر کی خیر و برکت میں اضافہ ہوگا۔ پوشیدہ طور پر بہت صدقہ دیا کرو۔ کہ یہ پروردگار کے قہر و غضب کی آگ کو بجھا دے گا۔ (خصال صدوق ")

۵۔ جناب برقی " باسناد خود حسین بن ابو العلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سب سے پہلی نماز جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی وہ وہ تھی جو آپ نے (شب معراج) آسمان پر خدا کی بارگاہ میں عرش الٰہی کے سامنے پڑھی۔ خدا نے آپؐ کو وحی کے ذریعہ حکم دیا کہ صاد نامی چشمہ کے قریب جائیں اور کامل وضو کریں اور اپنے اعضاء سجدہ کو پاک وصاف کریں۔ اور اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھیں۔ راوی نے عرض کیا: یہ صاد کیا ہے؟ فرمایا: ایک چشمہ ہے جو عرش الٰہی کے ستونوں میں سے ایک ستون کے نیچے سے جاری ہے۔ پس آنحضرتؐ نے وہاں کامل وضو کیا اور پھر عرش الٰہی کی طرف منہ کر کے (نماز پڑھی)۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵، ۱۸، ۲۵ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (ج ۲ افعال نماز میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵

اس برتن سے وضو کرنے کا حکم جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں یا اس میں چاندی لگی ہوئی ہو؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس طشت میں یا اس لوٹے وغیرہ سے وضو کرنے کے متعلق جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں۔ یا جس میں چاندی لگی ہوئی ہو۔ فرمایا: نہ اس لوٹے سے وضو کیا جائے اور نہ ہی اس (طشت) میں وضو کیا جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (نجاست کے باب ۶۵، ۶۶، و ۶۷ میں) سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کے سلسلہ میں اس قسم کی اور بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

وضو کا پانی پاخانہ میں ڈالنا مکروہ ہے ہاں البتہ گھر کے اس سوراخ میں اس کا ڈالنا جائز ہے جو ہر قسم کے پانی کو جذب کرتا ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن الحسن الصفار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ آیا یہ جائز ہے کہ میت کو غسل دیا جاے۔ اور غسل کا پانی پاخانہ کے کنویں میں ڈال دیا جائے۔ یا آدمی وضو کرے اور وضو کا پانی اس کنویں میں ڈال دے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اگر اس قسم کا پانی گھر کے اس سوراخ میں ڈال دیا جائے۔ جس میں ہر قسم کا پانی بہا دیا جاتا ہے۔ اور وہ اسے جذب کر لیتا ہے۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے[1]۔

(الفروع)

باب ۵۷

جو وضو بول و براز کی وجہ سے کیا جائے وہ مسجد میں کرنا مکروہ ہے۔ بخلاف اس وضو کے جو اس حدث کی وجہ سے کیا جائے جو مسجد میں ہی صادر ہوا ہو

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسجد کے اندر وضو کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے اس وضو کو مکروہ قرار دیا جو بول براز کی وجہ سے کیا جائے۔(الفروع والتہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود بکیر بن اعین سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حدث مسجد میں صادر ہو (جیسے وہاں ریح خارج ہو جائے یا نیند آ جائے) تو اس کی وجہ سے مسجد کے اندر وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

---

[1] امام علیہ السلام کے اس جواب سے مستفاد ہوتا ہے کہ غسل میت اور وضو کا پانی اگر پاخانہ (لیٹرین) میں ڈالا جائے تو یہ مکروہ ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

مسواک کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) باب ہیں)

باب ۱

مسواک کرنا مستحب مؤکد ہے مگر واجب نہیں ہے اور ہمیشہ مسواک کرنے کا استحباب اور دیگر چند مستحب خصلتوں کا تذکرہ

(اس باب میں کل چالیس حدیثیں ہیں جن میں سے اٹھارہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بائیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیلؑ نے مسواک کرنے کی مجھے اس قدر مسلسل وصیت کی کہ مجھے یہ اندیشہ دامن گیر ہو گیا کہ مسواک کرتے کرتے میرے دانت گھس نہ جائیں۔یا پوپلے ہو کر گر نہ جائیں۔(الفروع)

۲۔ ابو اسامہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: رسولوں کی سنتوں میں سے ایک سنت مسواک کرنا بھی ہے۔(ایضاً)

۳۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: تین چیزیں انبیاء کو عطا کی گئی ہیں (۱) عطر لگانا۔ (۲) بیواؤں سے شادی کرنا۔(۳) مسواک کرنا۔(ایضاً)

۴۔ ابو جمیلہ بیان کرتے ہیں۔کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیلؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تین چیزوں کے ساتھ نازل ہوئے۔(۱) مسواک کرنا۔(۲) خلال کرنا۔(۳) اور پچھنے لگانا۔(الفروع' الفقیہ' المحاسن)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس سلسلہ کی پہلی حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے (بحکم رب جلیل) پڑوسی کے بارے میں مجھے اس قدر وصیت کی کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید اسے میری وراثت میں شریک کر دیں گے۔نیز غلام کے بارے میں اس قدر وصیت کی کہ مجھے گمان ہوا کہ اس کی آزادی کے لئے کچھ مدت مقرر کر دیں گے۔جس کے بعد وہ خود بخود آزاد ہو جائے گا۔

دوسری روایت میں اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی مذکور ہے۔فرمایا: اور عورت کے بارے میں اس قدر وصیت کی کہ مجھے گمان ہوا

کہ شاید اسے طلاق نہیں دی جاسکے گی۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مہزم اسدی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ مسواک میں دس اچھی خصلتیں ہیں۔ (۱) منہ کو پاک وصاف کرتا ہے۔ (۲) پروردگار کو راضی وخوشنود کرتا ہے۔ (۳) فرشتوں کی فرحت وانبساط کا باعث ہوتا ہے۔ (۴) یہ سنت ہے۔ (۵) یہ مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ (۶) آنکھوں کو جلا دیتا ہے۔ (۷) بلغم کو دور کرتا ہے۔ (۸) دانتوں کی زردی کو دور کرتا ہے۔ (۹) دانتوں کو سفید کرتا ہے۔ (۱۰) کھانے کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ (یعنی معدہ کی اصلاح کرتا ہے)۔ (الفروع، المحاسن للبرقیؒ)

۷۔ دوسری روایت میں جو بروایت ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ اس میں مسواک میں بارہ خصلتیں گنوائی گئی ہیں۔ دس تو یہی ہیں جو اوپر مذکور ہیں اور مزید دو یہ ہیں۔ (۱) قوت حافظہ میں اضافہ کرتا ہے۔ (۲) نیکیوں کو دوگنا کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن، الفقیہ، الخصال، الثواب)

۸۔ حنان اپنے والد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: (اسلام سے پہلے ایک بار) کعبہ نے (زبان حال سے) بارگاہ ایزدی میں مشرکوں کے (بدبودار) سانسوں سے اپنی اذیت تا کی کی شکایت کی۔ ارشاد قدرت ہوا: اے کعبہ! قرار پکڑ! میں تجھے ان لوگوں کے عوض ایسے لوگ دوں گا جو درختوں کی (نرم) ٹہنیوں سے (اپنے مونہوں کی) صفائی کریں گے۔ پس جب خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث برسالت فرمایا تو جبرائیل (امینؑ) کے ذریعہ ان کو مسواک اور خلال کرنے کی وحی فرمائی۔ (الفروع، الفقیہ، تفسیر القمی، المحاسن)

۹۔ حماد بن عیسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مسواک کرنا آشوب چشم کو دور کرتا ہے۔ اور نور بصارت کو جلا دیتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے مسواک کرنے کی اس قدر وصیت کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید وہ اسے (بحکم پروردگار) فریضہ قرار دے دیں گے۔ (الفقیہ)

۱۱۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے حضرت علیؑ کے نام اپنی وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! تین چیزیں قوت حافظہ کو زیادہ کرتی ہیں۔ اور بلغم کو دور کرتی ہیں۔ (۱) لبان[1] کھانا۔ (۲) مسواک

---

[1] ایک قسم کی گوند ہے جس کو فارسی میں "کندر" کہا جاتا ہے۔ قوت حافظہ بڑھانے کے لئے اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرنا۔(۳) قرآن کی تلاوت کرنا۔ یا علیؑ! مسواک کرنا سنت ہے یہ منہ کو پاک صاف کرتا ہے تا آخر (یہاں اس کے وہ پورے بارہ فائدے بیان کیے گئے ہیں جو اوپر حدیث نمبر ۶ و ۷ میں مذکور ہیں۔ (ایضاً)

۱۲۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء و مرسلین کی سنت ہیں۔ (۱) عطر لگانا۔ (۲) مسواک کرنا۔ (۳) عورتوں سے عقد و ازدواج کرنا۔ (۴) مہندی لگانا۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب لوگ گروہ در گروہ دین اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے تو ان میں بنی ازد بھی تھے۔ جو سب لوگوں سے بڑھ کر رقیق القلب تھے اور منہ کے میٹھے تھے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! ان کی رقت قلب (کی وجہ تو معلوم ہے) ان کے منہ کیوں میٹھے (خوشبودار) ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی مسواک کیا کرتے تھے۔ (ایضاً و علل)

۱۴۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے ایک طہور (پاک و پاک کنندہ) ہوتا ہے۔ اور منہ کا طہور مسواک ہے۔ (الفقیہ)

۱۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مروی ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مسواک کرنے میں کیا فضیلت ہے؟ تو وہ رات کے وقت لحاف میں اپنے ساتھ مسواک لے کر سوتے۔ (ایضاً)

۱۶۔ نیز فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت مسواک کیا کرتے تھے۔ مگر پھر بھی واجب نہیں ہے لہٰذا اگر چند دن نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ حسین بن الجہم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پانچ سنت کام ایسے ہیں کہ جن کا سر سے تعلق ہے۔ اور پانچ کا جسم سے۔ پس وہ کام جو سر سے متعلق ہیں۔ وہ یہ ہیں (۱) مسواک کرنا۔ (۲) مونچھیں کٹوانا۔ (۳) بالوں میں کنگھی کرنا۔ (۴) کلی کرنا۔ (۵) ناک میں پانی ڈالنا اور جو جسم سے متعلق ہیں۔ وہ یہ ہیں (۱) ختنہ کرنا۔ (۲) زیر ناف بالوں کا مونڈنا۔ (۳) زیر بغل بال لینا۔ (۴) ناخن کاٹنا۔ (۵) استنجاء کرنا۔ (خصال صدوقؒ)

۱۸۔ جعفر بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ دس چیزوں میں گویا افسوں و منتر ہے۔ (۱) چلنے پھرنے میں۔ (۲) سواری پر سوار ہونے میں۔ (۳) پانی میں غوطہ لگانے میں۔ (۴) سر سبز و شاداب جگہ دیکھنے میں۔ (۵) کھانے میں۔ (۶) پینے میں۔ (۷) خوبصورت عورت دیکھنے میں۔ (۸) مباشرت کرنے میں۔ (۹) مسواک کرنے میں۔ (۱۰) لوگوں سے باتیں کرنے میں۔ (خصال شیخ صدوقؒ)

۱۹۔ نیز باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ مسواک کرنا خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔ نبی کی سنت ہے۔ اور منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ (ایضاً)

۲۰۔ ابراہیم بن ابوالبلاد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مسواک کرنا بلغم کو زائل کرتا ہے اور عقل میں اضافہ کرتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۲۱۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ اور تم پر مسواک کرنا لازم ہے کیونکہ یہ منہ کو پاک وصاف کرتا ہے۔ اور یہ اچھی سنت ہے۔ (آمالی شیخ صدوقؒ)

۲۲۔ جناب حسن بن علی بن شعبہؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: یا علیؑ! مسواک ضرور کرو۔ کیونکہ یہ منہ کو صاف کرتا ہے۔ پروردگار کی خوشنودی کا باعث ہے۔ آنکھوں کو جلا دیتا ہے۔ اور دانتوں میں خلال کرنا تمہیں محبوب ملائکہ بنائے گا۔ کیونکہ فرشتوں کو اس شخص کی بدبو سے اذیت ہوتی ہے۔ جو غذا کھا کر خلال نہیں کرتا۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) اور کچھ باب الاطعمۃ والاشربہ میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

مسواک نہ کرنا مکروہ ہے اور تین دن کے بعد تو مسواک کرنا مستحب مؤکد ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مسواک کے بارے میں فرمایا کہ ہر تین دن میں اسے ہرگز ترک نہ کرو۔ اگرچہ ایک بار کرو۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ مرزبان بن نعمان مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے کیا ہوا ہے۔ کہ میں دیکھتا رہا ہوں کہ تمہارے دانت زرد ہیں (ان پر میل کچیل ہے) اور تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ کہ مسواک نہیں کرتے؟ (الفروع، المحاسن)

۳۔ جناب برقی باسناد خود ابویحییٰ واسطی سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ آپؑ کا کیا خیال ہے۔ آیا یہ سب لوگ انسان ہیں؟ فرمایا: جو لوگ مسواک نہیں کرتے ان کو تو الگ کردو۔ (کہ وہ انسان کہلانے کے حقدار نہیں ہیں)۔ (المحاسن للبرقیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیں گی جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں)۔

باب ۳

وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو جو وصیت فرمائی اس میں فرمایا: یا علیؑ! میں تمہیں اپنی ذات کے متعلق چند خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں انہیں یاد کرو۔ (اور ان پر عمل کرو) پھر فرمایا: یا اللہ! ان کی مدد کر (بعد از آں چند خصلتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا) وضو کے وقت مسواک ضرور کیا کرو۔ (روضہ کافی)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! ہر نماز کے وضو کے وقت مسواک کیا کرو۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مسواک کرنا وضو کا ایک حصہ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا کہ اگر یہ بات میری امت پر گراں نہ گزرتی تو میں ان کو ہر نماز کے وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا واجبی حکم دے دیتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ ابواب میں بھی (جیسے باب ۴ و ۶ و ۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جو شخص وضو سے پہلے مسواک کرنا بھول جائے اس کے لئے مستحب ہے کہ وضو کے بعد کرے نیز مسواک کے بعد تین بار کلی کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود معلی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے وضو کے بعد مسواک کرنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: مسواک وضو سے پہلے ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا اگر کوئی شخص پہلے کرنا بھول جائے تو؟ فرمایا: پھر بعد میں کرے ہاں البتہ اس کے بعد تین بار کلی کرے۔ (المحاسن للبرقی، کذا فی الفروع)

۲۔ مرسلا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا کہ جو شخص مسواک کرے اس کے بعد اسے کلی بھی کرنی چاہیئے۔ (المحاسن)

باب ۵

ہر نماز سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: (یا علیؑ) ہر نماز کے لئے تم پر لازم ہے کہ مسواک کیا کرو۔ (الفروع، کذافی المحاسن)

۲۔ عبداللہ بن میمون قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وہ دو رکعت نماز جو مسواک کر کے پڑھی جائے۔ اس ستر رکعت نماز سے بہتر ہے جو مسواک کے بغیر پڑھی جائے۔ (الفروع، والفقیہ)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص مسواک کر کے وضو کرے اور پھر اٹھ کر نماز پڑھے تو فرشتہ اس کے منہ پر منہ رکھتا ہے۔ اور وہ شخص (قرآن اور ذکر خدا کا) جو لفظ منہ سے نکالتا ہے یہ اسے نگل جاتا ہے۔ (المحاسن للبرقی)
دوسری روایت میں وارد ہے کہ اگر وہ مسواک کے بغیر وضو کر کے نماز پڑھے تو پھر وہ فرشتہ ایک طرف کھڑا ہو کر صرف اس کی قرائت سنتا ہے (مگر اسے نگلتا نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ رفاعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مسواک کر کے پڑھی ہوئی دو رکعت نماز مسواک کے بغیر پڑھی ہوئی چار رکعتوں سے افضل[1] ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مسواک کرنے میں دس صفتیں پائی جاتی ہیں (۱) منہ کو پاک وصاف کرتا ہے۔ (۲) پروردگار کی رضامندی کا سبب

---

[1] اس سلسلہ کی روایت نمبر ۲ میں مسواک والی دو رکعت کو بغیر مسواک کی ستر رکعت سے افضل بتایا گیا ہے بظاہر یہ اختلاف فضیلت مسواک کرنے والے شخص کی نیت، شخصیت اور اس کے مرتبہ ومقام کے اختلاف پر مبنی ہے۔ کیونکہ

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر (واللہ العالم)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے۔(۳) دانتوں کو سفید کرتا ہے۔(۴) دانتوں کی زردی کو دور کرتا ہے۔(۵) بلغم کو کم کرتا ہے۔(۶) غذا کی خواہش پیدا کرتا ہے۔(۷) نیکیوں کو کئی گنا کرتا ہے۔(۸) اس سے سنت قائم ہوتی ہے۔(۹) اس کی وجہ سے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔(۱۰) مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔اور یہ قرآنی راستہ ہے جس سے وہ گزرتا ہے۔(پھر فرمایا) مسواک کر کے پڑھی گئی دو رکعت نماز بغیر مسواک کے پڑھی ہوئی ستر رکعت سے خدا کو زیادہ پسند ہے۔(الخصال)

۶۔ نیز اپنی کتاب المقنع میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے لئے مسواک کیا کرتے تھے۔(المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جو حدیثیں اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔وہ کچھ پہلے (باب او باب ۳ میں) گزر چکی ہیں۔اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۷ اور باب ۹) میں آئیں گی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

بوقت سحر اور سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ کار تھا۔کہ جب نماز عشاء پڑھ چکتے تو حکم دیتے کہ ان کے وضو کا پانی اور مسواک ان کے سرہانے رکھ دیا جائے۔پھر جس قدر خدا چاہتا وہ سوتے پھر اٹھتے اور مسواک کر کے وضو کرتے اور چار رکعت نماز ادا کرتے پھر سو جاتے۔پھر جاگتے اور مسواک کر کے وضو کرتے اور نماز پڑھتے۔امامؑ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے: "**لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ**" (تمہارے لئے پیغمبر اسلام کی سیرت وکردار میں بہترین نمونہ عمل موجود ہے)۔آخر حدیث میں امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب بھی سو کر اٹھتے تھے تو مسواک کرتے تھے۔(الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: جب رات کو نیند سے بیدار ہو تو کہو۔الحمد اللہ۔(یہاں تک کہ فرمایا) پھر مسواک کر کے وضو کرو۔(ایضاً)

۳۔ ابوبکر بن ابوسمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: جب رات کو (نیند سے) اٹھو تو مسواک کرو۔کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو فرشتہ تمہارے پاس آئے گا۔اور اپنا منہ تمہارے منہ پر رکھے گا۔اور تم جس (قرآنی) حرف کی تلاوت کرو گے۔اور زبان سے (ذکر خدا کا) جو (اچھا) لفظ بولو گے وہ اسے لے کر آسمان پر چڑھ جائے گا۔پس تمہارا منہ خوشبودار ہونا چاہیے۔(الفروع، العلل)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم فرش خواب سے اٹھو تو آسمانی افق پر نظر ڈالو اور کہو: الحمدللہ۔ پھر مسواک ضرور کرو۔ کیونکہ بوقت سحر وضو سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد وضو کرو۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ آدمی جب رات کو (نیند سے) اٹھے تو مسواک کرے اور خوشبو سونگھے۔ کیونکہ آدمی جب رات کو (عبادت خدا کے لئے) اٹھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھتا ہے۔ پس اس کے منہ سے جو قرآنی حروف نکلتے ہیں۔ وہ اس فرشتہ کے پیٹ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ وغیرہ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر عمومی دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ آئندہ بھی آئیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۷

تلاوت قرآن کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود اسماعیل بن ابان الخیاط سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن کے راستہ کو پاک وصاف کرو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! قرآن کا راستہ کون سا ہے؟ فرمایا: تمہارے منہ! پھر عرض کیا گیا۔ کہ اسے کس چیز سے صاف کیا جائے؟ فرمایا: مسواک سے!۔ (المحاسن)

۲۔ عیسٰی بن عبداللہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تمہارے منہ تمہارے پروردگار کے راستوں میں سے ایک راستہ ہیں۔ پس ان مونہوں میں سے خدا کو سب سے زیادہ محبوب وہ منہ ہے جو سب سے زیادہ خوشبودار ہو۔ پس جس طرح بھی ہو سکے ان کو خوشبودار بناؤ!۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں پس ان کو مسواک کرکے پاک وپاکیزہ رکھو۔ (الفقیہ، والمقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ و ۶ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

مسواک عرض میں کرنا مستحب ہے اور یہ کہ مسواک درخت کی شاخوں کا ہونا چاہیئے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سرمہ لگاؤ تو طاق (جیسے ایک سلائی تین یا پانچ سلائیاں) اور مسواک کرو تو عرض میں۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے۔ کہ کعبہ نے بارگاہ خدا میں مشرکوں کے نجس سانسوں کی شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ میں ان کے عوض یہاں ایسی قوم بساؤں گا۔ جو درختوں کی شاخوں سے مسواک کریں گے۔ (ایضاً)

باب ۹

ایک مرتبہ ہی مسواک کرنا کافی ہے اگرچہ انگلیوں سے کیا جائے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا۔ جو نماز شب کے لئے اٹھتا ہے۔ اور باوجود مسواک کرنے کی قدرت رکھتے ہوئے بھی صرف اپنے ہاتھ (یعنی انگلی) سے مسواک کرتا ہے تو؟ فرمایا: جب طلوع صبح کا اندیشہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ، کذا فی قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر تین دن میں کم از کم ایک بار مسواک کرنا ترک نہ کرو۔ (الفروع)

۳۔ نیز آپ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کمترین درجہ کا مسواک یہ ہے کہ اپنی انگلی سے دانتوں کو ملا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: وضو کرتے وقت انگوٹھے اور انگشت شہادت سے مسواک کرنا بھی مسواک (کی ایک قسم) ہے۔ (تہذیب الاحکام)

باب ۱۰

جب کبرسنی کی وجہ سے دانت کمزور ہو جائیں تو مسواک کرنے کا استحباب ساقط ہو جاتا ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ الفقیہ میں (مرسلا) اور علل الشرائع میں مسنداً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو سال پہلے اپنے دانتوں کی کمزوری کی وجہ سے مسواک کرنا ترک کر دیا تھا۔(الفقیہ، علل الشرائع)

باب ۱۱

حمام اور بیت الخلاء میں مسواک کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث مناہی میں حمام کے اندر مسواک کرنے کی ممانعت فرمائی۔(الفقیہ)

۲۔ مروی ہے کہ حمام میں مسواک کرنا دانتوں کی بیماری کو عام کرتا ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔کہ (تخلی کے باب ۲۱ میں) احکام خلوت کے ضمن میں ایسی بعض حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں۔جو بیت الخلاء میں مسواک کرنے کے مکروہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔اور یہ کہ ایسا کرنا بدبوئے دہن کا باعث ہوتا ہے۔فراجع۔

باب ۱۲

روزہ دار کے لئے مسواک کرنا جائز ہے اگرچہ تر شاخ سے ہو۔مگر تر سے مسواک کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابوالعلا سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ روزہ دار کے لئے مسواک کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: ہاں دن کے جس حصہ میں چاہے کر سکتا ہے۔(الفروع)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ روزہ دار کے لئے تر شاخ سے مسواک کرنا مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر (خشک) مسواک کو پانی سے تر کرکے پھر اسے جھاڑ دے تاکہ اس میں پانی کا کوئی قطرہ باقی نہ رہ جائے۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ کتاب الصوم (باب ۲۸ ممایمسک عنہ الصائم) میں بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو ان دونوں حکموں پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

متعدد مسواکوں سے (یکے بعد دیگرے) مسواک کرنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام جب خراسان میں تھے تو جب نماز صبح پڑھ چکتے تھے تو طلوع آفتاب تک جائے نماز پر بیٹھے رہتے۔ پھر ان کی خدمت میں ایک پوٹلی پیش کی جاتی تھی۔ جس میں کئی مسواک ہوتے تھے۔ اور آپؑ یکے بعد دیگرے ان سے مسواک کرتے تھے۔ بعد ازاں کندر لائی جاتی تھی۔ جسے آپ چباتے تھے۔ پھر قرآن مجید لایا جاتا تھا جس کی آپ تلاوت فرماتے تھے۔ (من لایحضرہ الفقیہ)

﴿آداب حمام اور نظافت و زینت کے ابواب اور یہ ابواب غسلوں کا مقدمہ ہیں﴾

(اس سلسلہ میں کل ایک سو پندرہ (۱۱۵) باب ہیں)

باب ۱

حمام میں داخل ہوتے وقت آتش دوزخ کو یاد کرنا اور حمام بنانا مستحب ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسلم الجبلی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: حمام بہت اچھا مقام ہے جو (اپنی گرمی سے) آتش دوزخ کو یاد کراتا ہے۔ اور میل کچیل کو دور کرتا ہے۔ اور عمر (بن الخطاب) نے کہا۔ حمام بہت برا مقام ہے جو شرم گاہ کو ظاہر کرتا ہے اور پردہ دری کرتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا مگر لوگوں نے (غلطی سے) حضرت علیؑ کا فرمان عمر کی طرف اور عمر کا قول حضرت علیؑ کی طرف منسوب کر دیا (جبکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے)۔ (الفروع)

۲۔ عبید اللہ الدابقی (الرافعی، الرافقی، الوافقی) بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن مدینہ کے ایک حمام میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ وہاں ایک سن رسیدہ بزرگ بیٹھے ہیں۔ جو اس حمام کے نگران تھے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ حمام کس کا ہے؟ اس نے کہا: یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہے۔ میں نے پوچھا: آیا وہ خود بھی اس میں داخل ہوتے تھے؟ اس نے کہا: ہاں۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تمام بیماریاں تین (چیزوں کی وجہ سے) ہیں۔ اور دوائیں بھی تین۔۔۔ بیماریوں (کا مرکز) یہ تین چیزیں ہیں۔ (۱) خون۔ (۲) سودا۔ (۳) بلغم۔ اور شفاء و دوا (کا مرکز) یہ تین چیزیں ہیں۔ (۱) خون کی دوا پچھنے لگوانا ہے۔ (۲) بلغم کا علاج حمام میں جانا ہے۔ (۳) اور سوداء کا علاج چلنا پھرنا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حمام (اس لحاظ سے) کہ چونکہ پردہ دری کرتا ہے اور چھپانے کی لائق چیز کو ظاہر کرتا ہے۔ بری جگہ ہے اور حمام (اس لحاظ سے) اچھی جگہ ہے کہ وہ آتش دوزخ کی گرمی کو یاد دلاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت علیؑ اور عمر اکٹھے حمام میں داخل ہوئے عمر نے کہا: حمام بڑا برا گھر ہے۔ جس میں مشقت زیادہ اور حیا کم ہوتی ہے (یہ سن کر) حضرت علیؑ نے فرمایا: حمام بہترین گھر ہے۔ جو اذیت و تکلیف کو دور کرتا ہے اور دوزخ کی آگ کو یاد دلاتا ہے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب شیخ طوسی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں (حمام میں) نشتر لگائے جاتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: حمام بہترین جگہ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: آئندہ (باب ۲ میں) بھی اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں آئیں گی اور حمام کی مذمت میں جو بعض حدیثیں وارد ہوئی ہیں تو یہ یا تو محمول بر تقیہ ہیں۔ یا حمام میں بہت زیادہ جانے پر محمول ہیں۔ یا اس صورت پر محمول ہیں کہ جب شرمگاہ نہ ڈھانپی جائے۔ جیسا کہ اس مذمت کی علت سے ظاہر ہے۔ (کہ یہاں شرم گاہ ظاہر ہوتی ہے اور پردہ دری ہوتی ہے)۔ واللہ اعلم۔

باب ۲

ایک دن کے وقفہ سے حمام جانا مستحب ہے اور ہر روز جانا مکروہ ہے سوائے اس شخص کے جو بہت موٹا ہو اور دبلا ہونا چاہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان جعفری سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حمام میں ایک دن جانا اور دوسرے دن نہ جانا گوشت بڑھاتا ہے۔ (موٹاپا آور ہے) اور ہر روز حمام جانا گردوں کی چربی کو پگھلاتا ہے۔ (جس سے کمزوری اور لاغری پیدا ہوتی ہے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ نیز سلیمان جعفری بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک بار ایسا بیمار ہوا کہ میرا گوشت جاتا رہا اور بالکل دبلا پتلا ہو گیا۔ اور اسی حالت میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا گوشت دوبارہ آجائے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن حمام میں جانے کو لازم پکڑ۔ اس سے تمہارا گوشت عود کر آئے گا۔ اور خبردار ہر روز حمام نہ جانا کہ ایسا کرنا سل کی بیماری کا باعث ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز سلیمان جعفری امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص دبلا ہو اور موٹا ہونا چاہے تو اسے چاہیئے کہ وہ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن حمام جائے اور جو شخص موٹا ہو اور دبلا ہونا چاہے تو اسے چاہیئے کہ وہ ہر روز حمام جائے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

فرمایا: تین چیزیں موٹاپا آور ہیں۔ اور تین چیزیں لاغری آور ہیں۔ پس جو تین چیزیں موٹاپا آور ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) ہمیشہ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن حمام میں جانا۔ (۲) عمدہ خوشبو کا سونگھنا۔ (۳) نرم و نازک لباس کا پہننا۔ اور جو تین چیزیں لاغری آور ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) ہمیشہ انڈا۔ (۲) مچھلی۔ (۳) اور تازہ کھجور کھانا۔ (الخصال)

باب ۳

حمام وغیرہ میں ہر ناظر محترم سے شرمگاہ کا چھپانا واجب ہے اور سوائے حلال کے باقی کسی بھی مرد و زن کی شرمگاہ پر نظر کرنا حرام ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: آدمی کو چاہیئے کہ اپنے بھائی کی عورت[1] (قابل ستر مقام) پر نگاہ نہ کرے۔ (التہذیب)

۲۔ حمزہ بن احمد بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے یا کسی اور شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حمام میں داخل ہونے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس میں داخل ہو تو تہمند باندھ کر اور اپنی آنکھ کو نیچا رکھ۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب آدمی (حمام میں جائے اور) اپنے اوپر پانی ڈالنا چاہے تو کیا اس طرح کپڑا اتار دے کہ اس کا قابل پوشش مقام نظر آ جائے؟ یا اس پر اس طرح پانی ڈالا جائے (کہ وہ ننگا ہو جائے) یا وہ لوگوں کے قابل ستر مقامات کو دیکھے؟ امام علیہ السلام نے جواباً فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) ایسا کرنے کو ہر شخص کے لئے ناپسند کرتے تھے[2]۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] ''عورت'' عربی میں آدمی کے اس حصہ کو کہتے ہیں۔ جس کے کھلا رکھنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اب اس کی حد کیا ہے؟ عورت کے متعلق تو قریب قریب سب امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ اس کا سارا بدن عورت ہے سوائے منہ، ہاتھ کے پنجے اور قدم کے کہ ان میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ البتہ مرد کی عورت کے بارے میں امت مسلمہ میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہمارے برادران اسلامی میں مشہور قول یہ ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک تمام درمیانی حصہ عورت ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں مشہور قول یہ ہے کہ صرف آگا اور پیچھا عورت ہے۔ و بس۔ **ولا نقض والا برام مخل آخر**۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] مخفی نہ رہے کہ یہاں لفظ ''کراہت'' حرمت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ وھو شائع فی الاخبار۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا: جو شخص حمام میں داخل ہو اور آنکھیں نیچی رکھے۔ تا کہ کسی بھائی کی شرمگاہ پر اس کی نظر نہ پڑے تو بروز قیامت خدا اسے جہنم کے گرم پانی سے محفوظ رکھے گا۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! کبھی تہمد کے بغیر حمام میں داخل نہ ہونا کیونکہ (نامحرم کی شرمگاہ پر) نگاہ کرنے والا اور (جس کی شرمگاہ) پر نگاہ کی جائے دونوں ملعون ہیں۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آداب تخلی میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ تہمند باندھ کر حمام میں داخل ہونے کے باب میں اور کتاب النکاح میں آئیں گی انشاء اللہ۔ اور کچھ حدیثیں اس کے برخلاف بھی آئیں گی جن کی ہم وہاں توجیہہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

باب ۴

قابل ستر چیز کی وہ حد جس کا چھپانا واجب ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حکیم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا یا کہا کسی اور شخص نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے دوسرے کپڑے اتارے ہوئے تھے اور قابل ستر مقام پر کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: ران ''عورت'' (قابل ستر) نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابو یحییٰ الواسطی بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: (قابل ستر) صرف دو مقام ہیں۔ ایک آگا دوسرا پیچھا اور دبر تو سرینوں سے چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ پس جب اپنے آلہ تناسل اور خصیتین کو کسی چیز سے چھپا لو تو گویا تم نے ستر عورت کر لیا ہے۔ (الفروع۔ التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک اور روایت میں یوں مروی ہے کہ فرمایا: دبر تو سرینوں سے چھپی ہوئی ہے۔ البتہ قُبُل کو (اگر کچھ اور نہ مل سکے تو) ہاتھوں سے ہی چھپا لو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (جلد ۲ باب ۱۰ از ملابس میں) اس قسم کی بعض اور حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

ناف اور گھٹنہ اور ان کے درمیان والے ران کے حصہ کا ڈھانپنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر نبال سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حمام جانے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: تم حمام میں جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں امامؑ نے پانی گرم کرنے کا حکم دیا۔ (پس جب پانی گرم ہوگیا) تو امامؑ نے ناف سے لے کر گھٹنوں تک تہمند باندھا۔ پھر پانی میں داخل ہوئے۔ اور فرمایا: تم بھی ایسا ہی کیا کرو۔ (الفروع)

باب ۶

شہوت کے بغیر حیوانات اور غیر مسلمان لوگوں کے قابل ستر مقام کو دیکھنا جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ کئی آدمیوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو مسلمان نہیں ہے۔ اس کے مقام ستر پر نگاہ ڈالنا ایسا ہے جیسے گدھے کے مقام ستر پر نگاہ ڈالنا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: صرف اہل اسلام کے قابل ستر مقام کی طرف نظر کرنا ناپسندیدہ (حرام) فعل ہے۔ ورنہ جہاں تک غیر مسلمان کے قابل پوشش مقام کا تعلق ہے۔ اس کی طرف نظر کرنا ایسا ہے جیسے گدھے کے مخصوص مقام کی طرف نظر کرنا[۱]۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ (باب ۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[۱] واہ وا کیا بلیغ تشبیہ ہے۔ گویا اس میں خداوند عالم کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے۔ "**اولئك كالانعام بل هم اضل**" (کافر مشرک لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بدتر و گمراہ تر ہیں)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو مسلمان نہیں ہے وہ لائق احترام نہیں ہے۔ بلکہ حیوانوں کے مانند ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہے لہٰذا اس کے مقام ستر پر نگاہ کرنا ایک گدھے کے ستر کی طرف نگاہ کرنے کے مانند ہے۔ اور اس میں کسی قسم کے تعجب اور اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۷

جب بیٹے یا باپ کی کنیز یا اپنی بیوی یا کوئی اور قرابتدار موجود ہو تو ننگے غسل کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عتبہ الہاشمی سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کسی مرد کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنی زوجہ کی خادمہ (کنیز) کے روبرو تہمند باندھے بغیر غسل کرے؟ فرمایا: اگر بیوی اتنی بات کو حلال[1] کردے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اس کی اجازت سے آگے تجاوز نہ کرے۔(التہذیب)

۲۔ سعد بن اسماعیل اپنے باپ اسماعیل سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔کہ آیا کوئی شخص اپنے بیٹے کی یا اپنے والد کی مملوکہ یا اس کی بیوی کی مملوکہ خادمہ کے روبرو کپڑے اتار کر غسل کر سکتا ہے؟ فرمایا: بیٹے کی مملوکہ کے سامنے غسل کرنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔کہ یہ جواب اس صورت سے مخصوص ہے کہ جب بیٹا صغیر السن ہو اور اس کا باپ بوجہ ولی ہونے کے اس کی مملوکہ کنیز کی قیمت مقرر کرکے قیمت اپنے بیٹے کے کھاتے میں ڈال دے اور کنیز کو خرید کر اپنی ملکیت بنا لے۔اس صورت میں اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہو جائے گا۔جیسا کہ کتاب النکاح میں اس کا مفصل بیان آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

مؤمن کی لغزشوں اور اس کے عیبوں کی جستجو کرنا حرام ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حذیفہ بن منصور سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

---

[1] اسے تحلیل کہتے ہیں۔یعنی اپنی مملوکہ کو کسی کے لئے حلال قرار دینا ہاں البتہ یہ بات ملحوظ رکھی جانی چاہیئے کہ مالک نے کس حد تک اجازت دی ہے پس جس قدر مالک حلال کرے گا۔اس مقدار پر اکتفا کیا جائے گا۔اگر وہ صرف اس کی طرف نگاہ کرنے یا اسے ہاتھ لگانے یا بوس و کنار کرنے کی اجازت دے تو صرف یہ امور اور اگر مباشرت کی بھی اجازت دے تو وہ بھی جائز متصور ہوگی۔اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔کیونکہ ہر مالک کو اپنے مال میں شرعاً ہر قسم کے تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ورنہ وہ مالک مالک ہی نہیں ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں: ''مومن کی عورت (قابل ستر چیز) مؤمن پر حرام ہے۔'' اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس کا وہ مطلب نہیں جو لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مؤمن کی کوئی لغزش دیکھے یا اس سے کوئی قابل گرفت بات سنے اور پھر یہ اسے اس لئے یاد رکھے کہ کبھی مناسب موقع پر اسے طعنہ دے سکے تو یہ حرام ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ جو کہا جاتا ہے۔ مؤمن کی عورت (قابل ستر چیز) مؤمن پر حرام ہے یہ صحیح ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ آیا اس سے اس کا نچلا حصہ مراد ہے؟ فرمایا: تیرا یہ خیال درست نہیں ہے بلکہ اس سے مؤمن کے راز کو فاش کرنا مراد ہے۔ (التہذیب ومعانی الاخبار)

۳۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ''مؤمن کی قابل پوشش چیز جو مؤمن پر حرام ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا کپڑا ہٹ جائے اور یہ اس کے مقام خاص کی طرف نگاہ کرے تو یہ حرام ہے۔ بلکہ اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اس پر نکتہ چینی کرے یا اسے عیب لگائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ ان حدیثوں میں اور (باب ۳ و ۴ میں) گزشتہ حدیثوں میں کوئی تنافی اور تضاد نہیں ہے۔ بلکہ دونوں قسم کی حدیثوں پر نظر غائر کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ ''مؤمن کی عورت'' جو کہ مؤمن پر حرام ہے اس کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ اس کی شرمگاہ پر نظر کرنا حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کی عیب جوئی اور گلہ گوئی کرنا حرام ہے کتاب الحج کے ابواب العشرہ میں اس قسم کی متعدد حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

حمام میں تہمند باندھ کر داخل ہونا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے حمام میں داخل ہونے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تہمند باندھ کر اس میں داخل ہو۔ (التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ننگا ہوتا ہے۔ تو شیطان اسے اپنا مرید بنانے کی خاطر اس میں لالچ کرتا ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو چھپاؤ (تہمند باندھو)۔ (ایضاً)

۳۔ سعدان بن مسلم کا بیان ہے کہ ایک دن میں حمام کے درمیانی مکان میں (نہا رہا) تھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام داخل ہوئے۔ جنہوں نے نورہ لگایا ہوا تھا۔ اور (مزید احتیاط کی خاطر) نورہ کے اوپر تہمند بھی باندھا ہوا تھا۔ (ایضاً والفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے والد (سدیر) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں، میرا باپ، میرا دادا اور میرا چچا ہم اکٹھے (مدینہ کے ایک) حمام میں داخل ہوئے۔ ایک بزرگ کپڑے اتارنے والے کمرے میں موجود تھے۔ انہوں نے ہم سے پوچھا: تم کون ہو؟ تمہیں تہمند باندھنے سے کیا امر مانع ہے؟ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ مؤمن کی قابل ستر چیز مؤمن پر حرام ہے۔ (اس پر نگاہ کرنا حرام ہے) پس میرے والد نے میرے چچا کے پاس ایک سوتی کپڑا بھیجا جن کو پھاڑ کر چچا نے چار حصے کئے۔ پھر ہم میں سے ہر ایک شخص نے ایک ٹکڑا لے کر باندھا اور پھر حمام میں داخل ہوئے۔ ہم نے اسی بزرگ کے متعلق استفسار کیا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ (الفروع والفقیہ)

۵۔ رفاعہ بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: کہ جو شخص خدا پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ بغیر تہمند باندھے حمام میں داخل نہ ہو۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن حکم ایک مرد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: بغیر تہمند باندھے حمام میں داخل نہ ہو اور آنکھ نیچی رکھ۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے اپنی وصیت میں حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: خداوند عالم نے میری امت کے لئے چند چیزوں کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ (پھر چند چیزیں شمار کرنے کے بعد فرمایا) منجملہ ان کے ایک مکروہ بات یہ ہے کہ تہمند باندھے بغیر حمام میں داخل ہوں۔ (الفقیہ)

۸۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص تہمند باندھ کر حمام میں داخل ہوتا ہے تو خداوند عالم اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے قبل ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ کہ یہ واجب نہیں ہے (باب ۴) اور آئندہ بھی کچھ حدیثیں (باب ۱۰ و ۱۱ و ۱۶ اور ۳۱ میں) آئیں گی جو ان دونوں حکموں پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

تہمند باندھے بغیر پانی میں داخل ہونا مکروہ ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے کہ آدمی تہمند باندھے بغیر پانی میں داخل ہو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیر آسمان تہمند باندھے بغیر غسل کرنے اور نہروں میں تہمند باندھے بغیر داخل ہونے کی ممانعت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ پانی کے بھی کچھ اہل اور ساکن (فرشتے) ہوتے ہیں۔ (جن سے ستر پوشی کرنا چاہیئے)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے نقل کی جاچکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۱۶ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جب کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو تہمند باندھے بغیر غسل کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے خصوصاً زیر آسمان

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو وہاں آدمی تہمند باندھے بغیر غسل کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی ننگا نہاتا ہے تو؟ فرمایا: جب اسے کوئی نہ دیکھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے قبل (باب ۱۰ میں) اس فعل کے مکروہ ہونے پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

اگر کوئی شخص اپنی کنیزوں سمیت حمام میں داخل ہو مگر چادر کے ساتھ تو جائز ہے اور ان کا ننگا ہونا مکروہ ہے اور عورتیں بھی حمام میں داخل ہو سکتی ہیں

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنجناب کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سعد بن عبدالملک اپنی کنیزوں سمیت حمام میں جاتا ہے؟ فرمایا: اگر اس پر اور اس کی کنیزوں پر چادر ہو تو پھر کیا مضائقہ ہے؟ ہاں البتہ گدھوں کی طرح ان کو ننگا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ایک دوسرے کے مقام ستر کو دیکھتے پھریں۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ آئندہ (باب ۱۵ میں بھی) ایسی بعض حدیثیں آئیں گی جن میں مذکور ہے کہ حمام میں مباشرت جائز ہے۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا بھی حمام میں جانا جائز ہے (اگرچہ سخت مکروہ ہے کما سیاتی)۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۳

حمام میں منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے اور اس کے دوسرے چند احکام و آداب

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب حمام میں داخل ہو تو کپڑے اتارتے وقت یہ دعا پڑھو: **اللّٰھم انزع عنی ربقۃ النفاق وثبتنی علی الایمان** ۔ اور جب پہلی کوٹھری[1] میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھو: **اللّٰھم اذھب عنی الرجس النجس وطھر جسدی وقلبی** ۔ پھر تھوڑا سا گرم پانی لے کر سر پر اور دونوں پاؤں پر ڈالو۔ اور اگر ہو سکے تو اس کا ایک گھونٹ پی

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس دور میں حمام بالعموم چار کمروں پر مشتمل ہوا کرتے تھے۔(مستدرک الوسائل) مگر آج تو یہ حالت ہے کہ

وہ شاخ ہی نہ رہی جس پر آشیانہ تھا

(احقر مترجم عفی عنہ)

بھی لو کہ ایسا کرنا مثانہ کا تنقیہ کرتا ہے۔ اور کچھ دیر اس دوسری (نیم گرم) کوٹھڑی میں توقف کرو۔ اور جب تیسری (گرم) کوٹھڑی میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھو: **نعوذ باللّٰہ من النار و نسأله الجنة**۔ اور جب تک اس گرم کمرے سے باہر نہ نکلو۔ اس وقت تک برابر یہ دعا پڑھتے رہو۔ خبردار حمام میں ٹھنڈا پانی یا آب جو نہ پینا کیونکہ یہ معدہ کو خراب کرتا ہے۔ اور نہ ہی یہاں جسم پر سرد پانی ڈالنا کیونکہ ایسا کرنا بدن کو کمزور کرتا ہے۔ ہاں البتہ جب غسل کر کے باہر نکلو تو پھر بے شک پاؤں پر ٹھنڈا پانی ڈالو کہ یہ تمہارے بدن سے (ہر قسم کی) بیماری کو کھینچ لے گا۔ اور جب کپڑے پہنو تو اس وقت یہ دعا پڑھو: "**اللّٰھم البسنی التقویٰ و جنبنی الردیٰ**" پس جب ایسا کرو گے تو ہر قسم کی بیماری سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

(الفقیہ، الامالی)

۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خبردار! حمام میں پہلو کے بل نہ لیٹنا کیونکہ ایسا کرنا گردوں کی چربی کو پگھلاتا ہے (جس سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے) خبردار! حمام میں چت بھی نہ لیٹنا کیونکہ ایسا کرنا دبیلہ[1] نامی بیماری کا باعث ہے۔ خبردار! پاؤں کے تلوؤں کو ٹھیکری نہ رگڑنا کیونکہ ایسا کرنا پھلبہری کی بیماری کا باعث ہوتا ہے۔ خبردار! حمام میں کنگھی نہ کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنا بالوں کی عام وبائی بیماری کا موجب ہوتا ہے۔ خبردار! حمام میں مسواک نہ کرنا کیونکہ ایسا کرنا دانتوں کا عام وبائی بیماری کا سبب ہوتا ہے۔ خبردار! سر کو مٹی سے نہ دھونا کیونکہ ایسا کرنا جلد کو بدنما بنا دیتا ہے۔ خبردار! سر اور چہرہ کو رومال (تولیہ) سے نہ رگڑنا کہ ایسا کرنا چہرہ کی رونق کو لے جاتا ہے۔ خبردار! حمام کے غسالہ سے (وہ پانی جو لوگوں کے نہانے سے جمع ہوتا ہے) ہرگز غسل نہ کرنا۔ (علل الشرائع)

۳۔ یوسف بن السخت مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حمام میں پہلو کے بل نہ لیٹنا کہ ایسا کرنا گردوں کی چربی پگھلاتا ہے، حمام میں کنگھی نہ کرنا کہ ایسا کرنا بالوں کو باریک کرتا ہے۔ (جس کی وجہ سے بالآخر وہ گر جاتے ہیں) اپنے سر کو مٹی سے نہ دھونا کہ ایسا کرنا غیرت کو لے جاتا[2] ہے۔ اور ٹھیکری[3] سے نہ رگڑنا کہ ایسا کرنا پھلبہری کی بیماری کا موجب ہے اور چہرہ کو تولیہ وغیرہ سے نہ رگڑنا کیونکہ ایسا کرنا چہرہ کی رونق کو لے جاتا ہے۔ (الفروع)

---

۱ پیٹ کی ایک بیماری۔ "پیٹ کی گلٹی یا پھوڑا"۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲ بعض روایات میں یہ صراحت وارد ہے کہ اس سے مراد مصر کی مٹی ہے۔

۳ بعض روایات میں شام کی ٹھیکری کی تخصیص وارد ہے باب ۲۳ ملاحظہ ہو۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۴

جس شخص نے حمام میں تہمند باندھا ہوا ہو اس کو سلام کرنا مستحب ہے اور جس نے نہ باندھا ہوا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعدان بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں حمام کی درمیانی کوٹھڑی میں تھا۔ کہ حضرت امام رضا علیہ السلام حمام میں داخل ہوئے۔ جبکہ انہوں نے نورہ لگایا ہوا تھا۔ اور اس پر تہمند بھی باندھا ہوا تھا۔ آتے ہی فرمایا: السلام علیکم۔ میں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ اور پھر جلدی سے اس کوٹھڑی میں داخل ہو گیا جس میں حوض تھا۔ اور غسل کر کے باہر نکل گیا۔ (قرب الاسناد، التہذیب، الفقیہ)

حضرت شیخ صدوق" یہ روایت درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے تہمند باندھا ہوا ہو اسے سلام کرنا جائز ہے۔ بنابریں حمام میں سلام کرنے کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے۔ تو وہ اس شخص کے ساتھ مخصوص ہوگی۔ جس نے تہمد نہ باندھا ہوا ہو۔

۲۔ محمد بن حسین بن ابوالخطاب مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کو سلام نہیں کرنا چاہیئے (۱) جو جنازہ کے ساتھ جا رہا ہو۔ (۲) جو نماز جمعہ کی طرف جا رہا ہو۔ (۳) جو حمام میں نہا رہا ہو۔ (خصال صدوق)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کی وجہ ابھی اوپر معلوم ہو چکی ہے (کہ اس سے بغیر تہمند باندھے نہانے والا مراد ہے)۔

باب ۱۵

حمام کے اندر جس شخص نے تہمند باندھا ہوا ہو اس کے لئے قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے اور جس نے نہ باندھا ہوا ہو اس کے لئے مکروہ ہے نیز حمام اور پانی میں مباشرت کرنا بھی جائز ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ آیا حضرت امیر علیہ السلام حمام میں قرآن کی تلاوت کرنے سے منع کرتے تھے؟ فرمایا: نہ۔ انہوں نے تو صرف اس شخص کو اس کی ممانعت فرمائی ہے جو ننگا ہو۔ لیکن جس نے تہمند باندھا ہوا ہو اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں

ہے۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کوئی شخص حمام کے اندر (تہمند باندھ کر) محض خدا کی خوشنودی کی خاطر۔ نہ کہ اپنے حسن صوت کی نمائش کی خاطر قرآن کی تلاوت کرنا چاہے۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۳۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا میں حمام کے اندر قرآن کی تلاوت اور عورت سے مباشرت کرسکتا ہوں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ایضاً، کذا عن الرضا علیہ السلام کما فی التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یزید بن معاویہ العجلی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ اگر کوئی شخص پانی کے اندر اپنی کنیز سے مباشرت کرنا چاہے تو؟ فرمایا: پانی کے اندر مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(التہذیب)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے (امامینؑ میں سے ایک) امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حمام کے اندر قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے؟ فرمایا: جب تم نے تہمند باندھا ہوا ہو تو پھر اگر چاہو تو اس کی تلاوت کرسکتے ہو۔(ایضاً)

باب ۱۶

اپنی زوجہ کو سخت ضرورت کے بغیر حمام، شادی اور ماتم میں جانے کی اور پتلے کپڑے پہننے کی اجازت دینا مکروہ ہے۔ اور اگر اس کے گناہ میں مبتلا ہونے یا تہمت لگنے یا کسی اور خرابی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر تو یہ اجازت دینا حرام ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے (یعنی اسے حمام میں جانے کی اجازت نہ دے) اور اسے حمام میں نہ بھیجے (الفروع۔ کذا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں عورت کو حمام میں بھیجنے کی ممانعت فرمائی ہے۔(الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے

آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کے نام وصیت نامہ میں فرمایا۔ یا علیؑ! جو شخص اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا خداوند عالم اسے ناک کے بل اوندھا جہنم میں ڈالے گا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اس اطاعت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: بیوی اس سے حمام، شادی میں اور نوحہ[1] و ماتم کی بزم میں جانے اور پتلے کپڑے پہننے کی اجازت مانگے۔ اور وہ اسے اجازت دے دے۔ (الفقیہ، الخصال، عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جنازہ، نکاح اور تجارت کے ابواب میں ایسی روایتیں آئیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں کا ماتم، حقوق الناس کی ادائیگی، نوحہ اور جنازہ کی مشایعت کے لئے جانا جائز ہے نیز ان روایتوں سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اور آئمہ طاہرینؑ کی مستورات بھی ان مقاصد کے لئے گھروں سے باہر نکلی ہیں نیز قبل ازیں (باب ۱۲ و ۱۵ میں) وہ روایتیں گزر چکی ہیں جو کنیزوں کے حمام میں جانے اور حمام میں ان سے مباشرت کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں یہ سب باتیں ہمارے عنوان بیان کی صحت کا قرینہ و ثبوت ہیں (کہ بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے اور عند الضرورت جائز ہے) واللہ اعلم۔

۴۔ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا: جو شخص خدا و حشر پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے۔ جس پر شراب پی جاتی ہو، جو شخص خدا و قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو، جو شخص خدا اور روز حشر و نشر پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی اہلیہ کو یہ آزادی نہ دے کہ وہ حمام میں جائے۔ (خصال شیخ صدوقؒ)

باب ۱۷

نہار منہ، سخت بھوک اور شکم پری کی حالت میں حمام میں جانا مکروہ ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حمام میں اس وقت داخل ہو جب پیٹ میں کوئی چیز ہو۔ جو معدہ کی حرارت کو بجھا سکے (جو گرم پانی سے غسل کرنے سے پیدا ہوتی ہے)۔ (الفروع)

۲۔ رفاعہ بن موسیٰ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کوئی حمام میں جانا چاہے۔ تو پہلے کچھ کھا لے۔ راوی نے عرض کیا۔ ہمارے ہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نہار منہ حمام جانا بہت اچھا ہے۔ فرمایا: نہیں! بلکہ پہلے

---

[1] ماتم سے مراد عورتوں کا وہ مخصوص اجتماع ہے جو کسی مرنے والے کی موت پر اس کے گھر ہوتا ہے۔ جس میں ہر قسم اور ہر قماش کی عورتیں شامل ہوتی ہیں۔ اور نوحہ سے بھی ایسے اجتماع میں کسی عام (آدمی) پر نوحہ کرنا مراد ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کچھ کھالینا چاہیئے۔ تاکہ صفراء وسوداء کی شدت کو ختم کرسکے۔ اور پیٹ کی گرمی کو دور کرسکے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نہار منہ حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جب تک کچھ غذا نہ کھالو اس وقت تک حمام میں داخل نہ ہو۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو بدن کو کمزور کرتی ہیں بلکہ بسا اوقات اسے قتل کردیتی ہیں (۱) خشک اور باسی گوشت کے ٹکڑے کھانا۔ (۲) شکم پری کی حالت میں حمام میں جانا۔ (۳) اور بوڑھی عورت سے مباشرت کرنا۔ (الفقیہ)

باب ۱۸

نورہ (پوڈر) سے قابل ستر مقام کا ڈھانپنا کافی ہے اور نورہ و تہمند دونوں کا اکٹھا کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ الرافقی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں ایک دن مدینہ کے ایک حمام میں داخل ہوا تو مجھے حمام کے مالک نے بتایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس حمام میں تشریف لاتے تھے اور پہلے اپنے زیر ناف بالوں پر نورہ لگاتے تھے۔ اور مقام خاص کے اردگرد کپڑا لپیٹ لیتے تھے۔ پھر مجھے بلاتے تھے۔ اور میں ان کے تمام جسم پر نورہ لگاتا تھا۔ ایک دن میں نے ان سے عرض کیا۔ جو مقام آپ نہیں چاہتے تھے کہ میں دیکھوں۔ میں نے تو اسے دیکھ لیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں وہ مقام تو نورہ سے چھپا ہوا تھا۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ عمر بن علی بن عمر بن یزید اپنے چچا محمد بن عمر سے اور وہ اس آدمی سے جس نے ان سے بیان کیا ہے روایت کرتے ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن امامؑ حمام میں داخل ہوئے اور نورہ لگایا اور جب نورہ نے بدن کو خوب ڈھانپ لیا تو آپ نے (غسل خانہ میں جاکر) تہمند اتار دیا۔ آپ کے غلام نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ تو ہمیں تہمند باندھنے کی تاکیدی وصیت فرماتے تھے۔ اور آپ نے خود تہمند اتار[1] دیا ہے! فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نورہ نے قابل ستر

[1] مخالفین اس روایت کی بنا پر اہل حق پر زبان اعتراض دراز کیا کرتے ہیں کہ امامؑ کے قول و فعل میں تضاد پایا جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ) بڑے اختصار کے ساتھ جواباً عرض ہے کہ **اولاً** تو یہ روایت سند کے اعتبار سے مجہول ہے اور اس وجہ سے ناقابل استدلال ہے۔ **ثانیاً**: بنابر تسلیم روایت میں یہ تو کوئی صراحت نہیں ہے۔ (اور نہ ہی اس سے پہلی روایت میں ایسی کوئی صراحت ہے) کہ امامؑ نے غلام کے روبرو تہمند اتار دیا۔ بلکہ روایت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب امامؑ حمام کے اندر تشریف لے گئے۔ اور تہمند اتار کر باہر پھینکا تب غلام نے وہ سوال کیا جو روایت میں مذکور ہے۔ قبل ازیں باب ۳ میں واضح کیا جا چکا ہے۔ کہ صرف ناظر محترم سے ستر پوشی لازم ہے۔ غسل خانہ کے اندر تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لئے میری کتاب تجلیات صداقت کی طرف رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مقام کو ڈھانپ لیا تھا۔ (الفروع)

۳۔ سعدان بن مسلم کی روایت اس سے پہلے (باب ۱۲ احدیث نمبر۱) میں گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے نورہ کے اوپر تہمند باندھی ہوئی تھی۔ (جس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں کو جمع کرنا افضل ہے)۔

(التہذیب' الفقیہ' قرب الاسناد)

باب ۱۹

سردیوں اور گرمیوں میں حمام سے نکل کر پگڑی باندھنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیف بن عمیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام سے باہر تشریف لائے اور لباس زیب بدن فرمایا تو سر پر عمامہ باندھا۔ اور مجھ سے فرمایا: جب حمام سے باہر نکلو تو سر پر عمامہ (پگڑی) باندھو۔ سیف بن عمیرہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے موسم سرما و گرما میں حمام سے باہر نکل کر پگڑی باندھنی کبھی ترک نہیں کی۔ (الفروع' الفقیہ)

باب ۲۰

حمام میں چت لیٹنا' پہلو کے بل لیٹنا' کسی چیز پر تکیہ لگانا اور ٹھیکری سے رگڑنا مکروہ ہے اور کپڑے کے ٹکڑوں سے ملنا جائز ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ ہرگز کوئی شخص حمام میں چت نہ لیٹے کیونکہ ایسا کرنا گردوں کی چربی کو پگھلاتا ہے۔ اور کوئی شخص پاؤں کو ٹھیکری سے نہ رگڑے کیونکہ ایسا کرنا جذام (کوڑھ) کا موجب ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن علی بن جعفر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص حمام سے کوئی ٹھیکری لے اور پھر اس سے اپنے جسم کو رگڑے تو اگر اسے پھلبہری کی بیماری لاحق ہو جائے تو سوائے اپنے اور کسی کی ملامت نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے: فرمایا کہ ٹھیکری سے جسم کو رگڑنا جسم کو کمزور کرتا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد السلمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ٹھیکری سے جسم کو رگڑنا اس کی کمزوری اور کھجلی کا باعث ہوتا ہے۔ فرمایا: کپڑے کی دھجیوں سے جسم کو ملنا لازم پکڑو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) بھی اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آئندہ باب ۲۳ میں بھی اس قسم کی بعض اور روایتیں آئیں گی۔ جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ یہ حکم صرف شام کی ٹھیکری کے ساتھ مخصوص ہے اور اسے اپنے عموم پر باقی رکھنا بھی ممکن ہے۔ (وھو الاولیٰ)۔

باب ۲۱

بیٹے کا باپ کے ہمراہ اور باپ کا بیٹے کے ہمراہ حمام میں داخل ہونا مکروہ ہے اور ان کا ایک دوسرے کی شرم گاہوں پر نظر کرنا حرام ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفر سے اور وہ بعض آدمیوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کے ہمراہ حمام میں داخل نہ ہو۔ تا کہ وہ اس کی شرمگاہ کی طرف نگاہ نہ کرے۔ فرمایا: والد کے لئے اپنے بیٹے کی شرم گاہ اور بیٹے کے لئے اپنے والد کی شرم گاہ پر نظر کرنا جائز نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمام کے اندر تہمند باندھے بغیر کسی کی جائے ستر دیکھنے والے اور جس کی دیکھی جائے ان دونوں پر لعنت کی ہے۔ (الفروع)

۲۔ حنان بن سدیر اپنے باپ (سدیر) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن وہ حمام میں داخل ہوئے تو اس میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بیٹے امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ صدوق ؒ نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے۔ کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امامؑ کے لئے اپنے بیٹے کے ہمراہ حمام میں داخل ہونا جائز ہے۔ دوسروں کے لئے ایسا کرنا روا نہیں ہے۔ کیونکہ امامؑ صغر سنی ہو یا کبر سنی ہر حال میں معصوم ہوتا ہے لہٰذا وہ حمام وغیرہ میں کسی کے مقام ستر پر نظر نہیں کرتا[1]۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر

---

[1] اس سے بہتر تاویل یہ ہے کہ کراہت کو اس صورت کے ساتھ مختص قرار دیا جائے کہ جب باپ بیٹا ننگے ہوں اور اگر وہ تہمند باندھے ہوئے ہوں تو پھر کسی کے لئے کوئی کراہت نہیں ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: والد کا اپنے بیٹے پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو اس کے نام سے نہ پکارے، اس کے آگے نہ چلے، اس سے پہلے نہ بیٹھے اور اس کے ہمراہ حمام میں داخل نہ ہو۔ (الفقیہ)

باب ۲۲

کسی ایک شخص کے لئے سارا حمام خالی کرانا کراہت کے ساتھ جائز ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن زرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حمام والے سے دریافت کیا کہ وہ حمام کون سا ہے جس میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام داخل ہوا کرتے ہیں۔ حمام والے نے کہا: اگر تم حمام میں جانا چاہتے ہو تو پھر جلدی کرو۔ ایک گھنٹہ کے بعد پھر موقعہ نہ مل سکے گا۔ میں نے کہا کیوں؟ کہا: اس لئے کہ ابن الرضا (حضرت محمد تقیؑ کا لقب) حمام میں تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کیا ان کے ہمراہ دوسرا کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا؟ اس نے کہا جب وہ تشریف لاتے ہیں تو ہم ان کے لئے حمام خالی کرا دیتے ہیں۔ (الاصول)

۲۔ ابو بصیر روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام میں داخل ہوئے۔ حمام کے مالک نے عرض کیا کیا آپ کے لئے حمام خالی کرادوں؟ فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مومن ہلکے بوجھ والا[1] ہوتا ہے۔ (الفروع)

باب ۲۳

مصری مٹی سے سر دھونا اور شامی ٹھیکری سے جسم رگڑنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مصری مٹی سے سر نہ دھوؤ۔ کیونکہ یہ مٹی حمیت وغیرت کو لے جاتی ہے۔ اور دیوثی کا باعث بنتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود احمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ

---

[1] اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امامؑ کی رائے معلوم کی جائے تو وہ اس تکلف کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے لئے سارا حمام خالی کرایا جائے لیکن اگر کوئی شخص خود بخود ایسا کرے جیسا کہ سابقہ روایت میں مذکور ہے تو یہ چیزے دیگر است۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مصری مٹی سے سر نہ دھوؤ۔ اور نہ اس کے آبخوروں میں پانی پیؤ کہ ایسا کرنا ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے۔ اور غیرت کو لے ڈوبتا ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ کیا واقعی؟ آنحضرتؐ نے ایسا فرمایا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سر کو مٹی سے نہ دھوؤ۔ کیونکہ یہ چہرے کو بدصورت بناتی ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ یہ بے غیرتی کا باعث ہے اور ٹھیکری سے نہ رگڑو کہ یہ پھلبہری کی موجب ہے۔ فرمایا مروی ہے۔ کہ یہ مصری مٹی اور شامی ٹھیکری کے ساتھ مخصوص ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے (باب ۲۰ وغیرہ) میں اس قسم کی بعض روایتیں گزر چکی ہیں جن میں اس تخصیص کے بغیر ہر قسم کی مٹی اور ٹھیکری سے سر دھونے اور جسم کو رگڑنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۲۴

حمام سے نکلنے والے کو دعا دینا اور اس کا جواب میں دعا کرنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مسکان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہم چند آدمی حمام میں داخل ہوئے جب باہر نکلے تو ہماری امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ عرض کیا حمام سے (آپ نے یہ سن کر) فرمایا: "**انقی اللہ غسلکم**" ہم نے جواب میں عرض کیا: "**جعلنا فداک**" پھر ہم ان کے ہمراہ گئے۔ اور وہ حمام میں داخل ہوئے۔ اور ہم باہر ان کا انتظار کرنے لگے۔ جب باہر تشریف لائے۔ تو ہم نے عرض کیا: "**انقی اللہ غسلک**" آپ نے جواب میں فرمایا: "**طھرکم اللہ**۔" (الفروع)

۲۔ ابومریم انصاری بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام حسن علیہ السلام حمام سے باہر نکلے تو انہیں ایک آدمی ملا جس نے کہا: "**طاب استحمامک**" امامؑ نے فرمایا: "اے احمق! وہاں گرم جگہ پر بیٹھ کر کیا کرو گے۔ اس نے کہا: "**طاب حمیمک**" امامؑ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ حمیم کے معنی پسینہ کے بھی ہیں۔ (یہ کیا دعا ہوئی؟) اس نے کہا: "**طاب حمامک**" امامؑ نے فرمایا جب میرا حمام خوشگوار ہوا تو اس سے مجھے کیا ملا؟ بعد میں فرمایا کہ یوں کہو: "**طھر ما طاب منک و طاب ما طھر منک**"۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب تم حمام سے نکلو اور تمہارا

بھائی تمہیں دعا دیتے ہوئے کہے: "طاب حمامك" تو تم جواب میں کہو "انعم الله بالك"۔

(الفقیہ، الخصال)

باب ۲۵

خطمی سے سر دھونا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن السمط سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ناخنوں کا کاٹنا، لبوں کا لینا اور سر کا خطمی سے دھونا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔ اور رزق کو کشادہ کرتا ہے۔(الفروع۔ الفقیہ)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خطمی کے ساتھ سر کا دھونا میل کچیل کو اور خس و خاشاک کو دور کرتا ہے۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خطمی کے ساتھ سر دھونا وردسر سے امان، فقر و فاقہ اور سر کی بھوسی سے پاکی کا باعث ہے۔(ثواب الاعمال)

۴۔ سفیان بن السمط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خطمی کے ساتھ سر دھونا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے، رزق کو وسیع کرتا ہے اور فرمایا یہ تو گویا افسوں ہے۔(ایضاً)

۵۔ منصور بن یونس بزاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خطمی کے ساتھ سر کا دھونا رزق کو اس طرح کھینچتا ہے جس طرح کھینچنے کا حق ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں نماز جمعہ (کے باب ۳۲ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

بیری کے پتوں سے سر دھونا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بزاج سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ فرما رہے تھے کہ بیری کے پتوں سے سر دھونا رزق کو اس طرح کھینچتا ہے۔ جس طرح کھینچنے کا حق ہے۔(الفروع)

۲۔ محمد بن الحسین العلوی اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اظہار اسلام کا حکم دیا۔ اور سلسلہ وحی جاری ہوا۔ تو جب آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی قلت اور مشرکوں کی کثرت دیکھی تو آنحضرت کو اس سے سخت ہم وغم ہوا۔ خداوند عالم نے جبرئیل امینؑ کو سدرۃ المنتہیٰ کے کچھ پتے دے کر بھیجا جب آپؐ نے ان سے سر دھویا تو آپ کا رنج وغم دور ہو گیا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بیری کے پتوں سے سر دھوؤ۔ کیونکہ ہر ملک مقرب اور ہر نبی مرسل نے اس کی تقدیس کی ہے۔ جو شخص اس کے پتوں سے غسل کرے گا تو ستر دن تک خدا اس سے شیطانی وسوسہ کو دور کرے گا۔ اور جس سے خدا شیطانی وسوسہ کو دور کرے گا۔ وہ گناہ نہیں کرے گا۔ اور جو ستر دن تک کوئی گناہ نہیں کرے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (الفقیہ)

۴۔ زید النرسی بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیری کے پتوں سے سر دھویا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بیری کے پتوں سے سر دھونا روزی کو کھینچتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

باب ۲۷

سخت گرم حمام میں داخل ہونا اور اس میں نمدہ رکھنا جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام حمام میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تھے تو حمام کو تین دن تک گرم کرنے کا حکم دیتے تھے پس وہ اس قدر گرم ہو جاتا تھا۔ کہ ان کے لئے اس میں داخل ہونا ممکن نہیں رہتا تھا۔ اس لئے پہلے ان کے سیاہ فام غلام داخل ہوتے تھے۔ اور وہ ان کے لئے نمدے رکھتے تھے۔ اس کے باوجود جب آپ اس میں داخل ہوتے تو کبھی بیٹھتے تھے اور کبھی اٹھتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ بشیر نبال بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حمام کے بارے میں دریافت کیا؟ امامؑ نے فرمایا: کیا تم حمام میں جانا چاہتے ہو؟ عرض کیا: ہاں! راوی کہتا ہے: پس امامؑ نے حمام کو گرم کرنے کا حکم دیا۔ (پس جب وہ خوب گرم ہو گیا) تو آپ اس میں داخل ہوئے۔ (ایضاً)

باب ۲۸

نورہ لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیم الفراء سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نورہ لگانا صفائی ستھرائی ہے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۲۔ خلف بن حماد ایک شخص سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک بھتیجے کو کسی کام کے لئے کہیں بھیجا۔ پس جب وہ واپس آیا۔ تو امام علیہ السلام نے نورہ لگایا ہوا تھا۔ (امامؑ نے اس سے فرمایا: تم بھی نورہ لگاؤ۔ اس نے عرض کیا ابھی تین دن ہوئے کہ لگایا تھا) امامؑ نے فرمایا: ٠ پھر بھی) نورہ لگانا صفائی ستھرائی کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو نصر حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نورہ لگانا مسنون ہے اور جسم کی پاکیزگی کا باعث ہے۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ باسناد خود علی بن یقطین سے اور وہ اپنے والد یقطین سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب جسم کے بال لمبے ہو جائیں۔ تو وہ پشت کے پانی (مادہ منویہ) کو قطع کرتے ہیں۔ جوڑوں کو ڈھیلا کرتے ہیں۔ کمزوری اور سل کی بیماری کا موجب بنتے ہیں۔ اور نورہ لگانا (جو بالوں کا صفایا کرتا ہے) پشت کے پانی میں اضافہ کرتا ہے۔ بدن کو قوی کرتا ہے۔ گردوں کی چربی کو بڑھاتا ہے اور جسم کو موٹا کرتا ہے۔ (سرائر ابن ادریسؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے مسواک کے (باب ۱۴ و ۱۸) میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (باب ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

نورہ لگاتے وقت تھوڑا سا نورہ لے کر اسے سونگھنا اور اسے ناک کے کنارے پر رکھ کر جناب سلیمانؑ پر درود بھیجنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیار سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا:

کہ جو شخص نورہ لگانا چاہے اسے چاہیئے کہ انگلی کے ساتھ تھوڑا سا لے کر سونگھے اور ناک کے کنارے پر رکھے اور کہے: ''**صلی اللّٰہ علی سلیمان بن داؤد کما امرنا بالنورۃ** '' تو اسے نورہ نہیں جلائے گا اور ضرر نہیں پہنچائے گا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی یہی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ مگر فرق اس قدر ہے کہ اس میں دعا کے الفاظ یہ ہیں: ''**اللھم ارحم سلیمان بن داؤد کما امرنا بالنورۃ**''۔ (الفقیہ)

باب ۳۰

نورہ لگاتے وقت منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سدیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص نورہ لگاتے وقت یہ دعا پڑھے: ''**اللھم طیب ما طھر منی و طھر منی ما طاب منی و ابدلنی شعراً طاھراً لا یعصیك اللھم انی تطھرت ابتغاء سنة المرسلین وابتغاء رضوانك ومغفرتك فحرم شعری وبشری علی النار وطھر خلقی وزد عملی واجعلنی ممن یلقاك علی الحنفیة السمحة (السھلة) ملة ابراھیم خلیلك ودین محمد صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم حبیبك و رسولك عاملاً بشرائعك تابعاً لسنة نبیك آخذاً به متأدبا بحسن تأدیبك وتأدیب رسولك صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم وتادیب اولیائك الذین غذوتھم بأدبك وزرعت الحكمة فی صدورھم وجعلتھم معادن لعلمك صلواتك علیھم۔**''

تو خداوند عالم اسے دنیا میں ہر قسم کی میل کچیل اور گناہوں سے پاک و صاف کر دے گا اور ان بالوں کے عوض جو اس سے زائل ہوں گے اسے وہ بال عطا فرمائے گا۔ جو گناہ نہیں کریں گے۔ اور اس کے ہر ہر موئے بدن کے بدلے ایک فرشتہ پیدا کرے گا۔ جو قیامت تک اس کے لئے تسبیح خدا کرے گا۔ اور ان فرشتوں کی ایک تسبیح زمین والوں کی ہزار تسبیح کے برابر ہوتی ہے۔ (الفروع)

باب ۳۱

قابل ستر مقام پر خود نورہ لگانا اور دوسرے بدن پر دوسروں سے لگوانا مستحب ہے۔ اس سلسلہ میں تقدیم و تاخیر میں اختیار ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر نبال سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حمام میں داخل ہوئے۔ اور تہمند باندھا اور اپنے گھٹنوں سے لے کر ناف تک کے حصہ کو ڈھانپ لیا پھر حمام والے کو حکم دیا کہ تہمند کے باہر والے حصہ کو نورہ لگائے۔ چنانچہ جب وہ لگا چکا تو اسے فرمایا اب تم باہر چلے جاؤ۔ پھر اپنے ہاتھ سے تہمند کے نیچے والے حصہ پر نورہ لگایا پھر فرمایا تم بھی ایسا ہی کرو۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام میں نورہ لگایا کرتے تھے۔ جب مقام ستر تک پہنچتے تو نورہ لگانے والے سے فرماتے تم الگ ہو جاؤ پھر اس مقام پر خود لگاتے تھے۔ (الفقیہ)

باب ۳۲

اگرچہ نورہ لگائے تھوڑا وقت گزرا ہو تاہم دو دن بعد بھی پھر بھی نورہ لگانا سنت ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت صادق آل محمد علیہ السلام کے ہمراہ حمام میں داخل ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: اے عبدالرحمن نورہ لگاؤ۔ میں نے عرض کیا ابھی چند روز ہوئے ہیں۔ لگایا تھا۔ فرمایا: پھر بھی لگاؤ۔ یہ تو صفائی اور پاکیزگی ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن عبداللہ بن علی بن الحسین بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس وقت حمام میں داخل ہوئے۔ جبکہ میں حمام سے نکل رہا تھا۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! کیا تم نورہ نہیں لگاؤ گے؟ میں نے عرض کیا: چند دن ہوئے ہیں کہ لگایا تھا۔ فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ یہ طہارت و پاکیزگی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوبصیر کے ہمراہ حمام میں گیا اس اثنا میں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا۔ کہ نورہ لگا رہے تھے۔ ابوبصیر ان کے قریب گئے اور سلام عرض کیا۔ امامؑ نے (جواب سلام کے بعد) فرمایا: اے ابوبصیر! نورہ لگاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے تو پرسوں لگایا تھا۔ اور آج تیسرا دن ہے۔ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ نورہ صفائی

ستھرائی ہے لہذا نورہ لگاؤ۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے اور ابوبصیر کو حکم دیا کہ نورہ لگاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ ابھی صرف تین دن گزرے ہیں کہ لگایا تھا۔ فرمایا: پھر بھی لگاؤ۔ کیونکہ یہ پاکیزگی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن حکیم الارقط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک کام کے سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ حمام میں ہیں۔ میں وہیں حاضر خدمت ہوا دیکھا کہ آپ نورہ لگا رہے ہیں۔ میں نے اپنا مدعا عرض کیا۔ (امام نے اس کا مناسب جواب دینے کے بعد) فرمایا: کیا تم نورہ نہیں لگاؤ گے؟ میں نے عرض کیا ابھی پرسوں لگایا ہے۔ فرمایا پھر بھی لگاؤ۔ کیونکہ نورہ لگانا طہارت ہے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۳

ہر پندرہ دن میں ایک بار نورہ لگانا مستحب ہے اور بیس دن کے بعد لگانا مؤکد ہے اگرچہ بیس دن کے بعد قرض ہی لینا پڑے اور چالیس دن کے بعد تو زیادہ مؤکد ہے اور یہی حکم زیر ناف بال مونڈنے کا ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نورہ لگانے کے سلسلہ میں سنت یہ ہے کہ ہر پندرہ دن میں ایک بار لگایا جائے۔ اور اگر بیس دن گزر جائیں اور تمہارے پاس اس کے خریدنے کے لئے پیسے نہ ہوں تو خدا کے بھروسہ پر قرضہ لے لو۔

(التہذیب، کذا فی الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مؤمن کے لئے پسند کرتا ہوں کہ ہر پندرہ دن میں ایک بار ضرور نورہ لگائے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ محمد بن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نورہ میں سنت یہ ہے کہ ہر پندرہ دن میں ایک بار لگایا جائے۔ اور جس شخص پر اکیس دن گزر جائیں اور وہ نورہ نہ لگائے تو اگر یہ دیر پیسے نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے تو خدا کے بھروسہ پر قرض لے اور نورہ لگائے اور جس کو چالیس دن

گزر جائیں اور وہ بلاوجہ نورہ نہ لگائے۔ تو وہ نہ مؤمن ہے اور نہ ہی (کامل الاسلام) مسلمان اور نہ ہی اس کا کوئی احترام ہے۔ (الخصال)

۴۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ زیر ناف بال مونڈنے میں چالیس دن سے زیادہ دیر نہ کرے اور اگر اس کے پاس رقم نہ ہو تو چالیس دن کے بعد قرضہ نہ لے اور مزید تاخیر نہ کرے[۱]۔ (ایضاً)

باب ۳۴

موسم گرما میں زیادہ نورہ لگانا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: گرمیوں میں ایک بار نورہ لگانا سردیوں میں دس بار لگانے سے بہتر ہے۔ (الفروع)

باب ۳۵

نورہ کے بعد تمام بدن پر مہندی لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن موسیٰ سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص حمام میں جائے۔ اور وہاں نورہ لگائے اور اس کے بعد سر سے پاؤں تک مہندی لگائے گئے تو یہ عمل اس کے لئے دیوانگی، کوڑھ، پھلبہری اور گوشت خورہ سے اگلا نورہ لگانے تک امان کا باعث ہوگا۔ (الفروع)

۲۔ احمد بن ابوعبداللہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص نورہ لگائے اور بعد ازاں مہندی لگائے۔ تو اس سے فقر و فاقہ دور ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۔ مخفی نہ رہے کہ نورہ لگانے کی کوئی خاص خصوصیت نہیں ہے۔ مقصد تو صرف بالوں کی صفائی اور اپنی ستھرائی ہے وبس۔ وہ خواہ جس طریقہ سے حاصل ہو جائے فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ احمد بن عبدوس بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو حمام سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ جو مہندی لگانے کی وجہ سے گلاب کے پھول کی طرح نظر آرہے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: جو شخص نورہ لگائے اور اس کے (دھونے کے) بعد مہندی لگائے تو وہ جذام اور برص سے محفوظ رہے گا۔ (الفقیہ' کذا فی عیون الاخبار عن علی علیہ السلام)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدوس بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مہندی لگانا' بدبو کو دور کرتا ہے۔ چہروں کی رونق کو بڑھاتا ہے۔ منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ اور اولاد کو حسین و جمیل بناتا ہے۔ الحدیث۔ (التہذیب)

باب ۳۶

ہاتھ پر مہندی لگانا نیز نورہ کے بعد ناخنوں پر مہندی لگانا اور حمام سے باہر نکل کر بطور شکرانہ دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک آدمی کے ہمراہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس موجود تھے۔ کہ اس شخص نے آپ کے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔ جن پر مہندی کا رنگ اچھی طرح چڑھا ہوا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے۔ کہ بعض اہل مدینہ نے ایک دوسرے سے کہا دیکھو ان کے ہاتھوں پر کس طرح مہندی کا رنگ چڑھا ہوا ہے؟ امامؑ نے اس شخص کی طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا: اس (مہندی لگانے) میں کچھ (مصلحت) تو وہ ہے جو تو جانتا ہے۔ اور کچھ وہ ہے جو تو نہیں جانتا پھر میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا: جو شخص نورہ لگانے سے فراغت پانے کے بعد سر سے پاؤں تک بدن پر مہندی لگائے۔ تو وہ تین بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (۱) جنون۔ (۲) جذام۔ (۳) اور برص۔ (الفروع)

۲۔ حکم بن عتبہ (عیینہ) بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے جبکہ آپ نے اپنے ناخنوں پر مہندی لگائی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ اے حکم! تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ جبکہ آپ نے لگائی ہوئی ہے۔ البتہ ہمارے ہاں نوجوان لگاتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: جب ناخنوں کو نورہ لگ جاتا ہے۔ تو وہ اس کا رنگ اس طرح تبدیل کر دیتا ہے کہ وہ مُردوں کے ناخنوں کی مانند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی رنگت کو مہندی کے ساتھ تبدیل کرو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد احمد بن ابوعبداللہ اور وہ اپنے والد سے اور وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کی طرف دیکھا جو حمام سے نکلا تھا۔ اور اس کے دونوں ہاتھوں پر مہندی لگی ہوئی تھی۔ اور فرمایا: کیا تجھے یہ بات پسند ہوتی اگر خدا تیرے ہاتھ اسی طرح (اسی رنگ میں) پیدا کرتا؟ اس شخص نے عرض کیا نہ بخدا۔ پھر اس نے (معذرت کے لہجہ میں) کہا۔ میں نے تو یہ اس لئے لگائی ہے کہ آپ کی جانب سے مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ جو شخص حمام میں داخل ہو اس پر اس کا (مہندی کا) اثر نمایاں ہونا چاہیئے۔ امامؑ نے فرمایا: اس روایت کا وہ مطلب نہیں ہے۔ جو تو نے سمجھا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص حمام سے صحیح وسالم نکل آئے تو اسے دو رکعت نماز شکرانہ پڑھنی چاہیئے۔

(معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ (چونکہ یہ روایت حسب ظاہر مذکورۃ الصدر عنوان کے منافی معلوم ہوتی ہے اس لئے اس کی کوئی مناسب تاویل ضروری ہے جو یہ ہے) کہ یہ روایت اس مطلب کے انکار میں صریح نہیں ہے شاید امامؑ نے یہ ساری تمہید (کیا تجھے یہ بات پسند ہے؟) اس لئے باندھی تھی کہ اس شخص کو روایت کے غلط معنی سمجھنے پر تنبیہ کی جائے۔ (کہ حمام میں جانے والے پر اس کا اثر نمایاں ہونا چاہیئے کا مطلب مہندی لگانا نہیں ہے بلکہ نماز شکر پڑھنا ہے) ظاہر ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی مذکورۃ الصدر عنوان کے استحباب کے منافی نہیں ہیں۔ اس سلسلہ کی پہلی روایت میں حکم اور بعض اہل مدینہ کا جو انکار مروی ہے۔ تو وہ مخالفین کی طرف سے ہے۔ اور اس روایت میں جو کچھ مذکور ہے اس میں تقیہ کا احتمال بھی ہے۔ اور اسے افراط پر حمل کرنے کا بھی امکان ہے کہ حد سے زیادہ مہندی لگانا اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر چیز میں اعتدال اچھا ہوتا ہے۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن موسیٰ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک بار آپؑ حمام سے برآمد ہوئے اور آپ کے ہاتھوں پر مہندی کا رنگ تھا۔ زبیر کے خاندان سے کنید نامی ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ اس نے چھوٹتے ہی امامؑ سے کہا۔ کہ آپ کے ہاتھوں پر یہ رنگ کیا ہے؟ فرمایا: یہ مہندی کا رنگ ہے! افسوس ہے تم پر اے کنید (تو مہندی پر اعتراض کرتا ہے) حالانکہ میرے والد (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے جو اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے بڑے عالم تھے۔ مجھ سے اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص حمام میں جائے اور وہاں نورہ لگائے اور اس کے بعد سر سے پاؤں تک بدن پر مہندی لگائے تو یہ اس کے اگلے نورہ لگانے تک چار بیماریوں سے امان کا باعث ہوتی ہے۔ (۱) دیوانگی۔ (۲) کوڑھ۔ (۳) پھلبہری۔ (۴) گوشت خورہ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہاں بھی انکار وایراد مخالف کی جانب سے ہے۔ اور امامؑ نے عام سے خاص پر استدلال کیا ہے۔ (جب سارے بدن پر مہندی لگانا مستحب ہے تو سارے بدن میں ہاتھ بھی تو شامل ہیں۔ ان پر بھی مہندی لگانی مستحب

ہو گی)۔(الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ہر قسم کے خضاب (رنگ) میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ خضاب اور مہندی لگانے کی حدیثوں میں جو عموم واطلاق پایا جاتا ہے۔ وہ ہاتھوں پر مہندی لگانے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ کما یأتی انشاء اللہ۔

باب ۳۷

جس شخص نے نورہ لگایا ہوا اس کے لئے کھڑے پیشاب کرنا جائز ہے اور اس کے لئے بیٹھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص نے نورہ لگایا ہوا ہو تو آیا وہ کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص نورہ لگا کر بیٹھے تو اس سے اسے فتق کی بیماری لاحق ہونے کا اندیشہ[1] ہے۔(الفقیہ)

باب ۳۸

نورہ لگانے کے بعد چھان آٹا اور تیل وغیرہ بدن پر ملنا جائز ہے اور اس میں اسراف نہیں ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نورہ لگاتا ہے۔ اور اس کے بعد آٹے میں تیل ملا کر بدن پر ملتا ہے تاکہ نورہ کی بدبو زائل ہو جائے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت

---

[1] اسی وجہ سے اسے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ فلا تغفل۔(احقر مترجم عفی عنہ)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بدن پر تیل ملا آٹا ملتے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ لوگ تو اسے مکروہ جانتے ہیں۔ فرمایا: نہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ نورہ لگانے کے بعد بدن پر آٹا ملنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ لوگ تو یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ یہ اسراف ہے۔ فرمایا: جو چیز بدن کی اصلاح کرے اس میں کوئی اسراف نہیں ہے میں خود کئی بار میدہ میں تیل ملا کر بدن پر ملتا ہوں۔ (پھر فرمایا) اسراف اس چیز میں ہے۔ کہ جو مال کو تلف کرے اور بدن کو ضرر وزیاں پہنچائے۔ (ایضاً)

۴۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم بعض اوقات حالت سفر میں ہوتے ہیں۔ اور ہمارے پاس چھان بورہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم آٹا بدن پر مل لیتے ہیں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ ساری خرابی اس چیز میں ہے۔ جو بدن کو نقصان پہنچائے اور مال کو تلف کرے۔ لیکن جو چیز بدن کی اصلاح کرے اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) میں خود بسا اوقات غلام کو حکم دیتا ہوں اور وہ خالص آٹے میں تیل ملا کر مجھے دیتا ہے۔ اور میں اسے بدن پر ملتا ہوں۔ (ایضاً والمحاسن)

۵۔ اسحاق بن عبدالعزیز ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سفر مکہ میں بقصد احرام جاتے ہیں۔ اور ہمارے پاس چھان بورہ نہیں ہوتا اس لئے نورہ لگانے کے بعد ہم آٹا بدن پر ملتے ہیں۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی وجہ سے میرے دل میں کیا خیال پیدا ہوتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اسراف کا خوف؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: جو چیز بدن کی اصلاح کرے اس میں کوئی اسراف[1] نہیں ہے۔

---

[1] ان احادیث شریفہ میں "اسراف" (جو کہ شرعاً حرام ہے اور جس کے معنی بالعموم فضول خرچی کیئے جاتے ہیں) کی بڑی جامع و مانع تعریف بیان کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں دو مکمل قاعدے اور ضابطے بیان کیئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر وہ چیز جس سے بدن کی اصلاح ہو وہ اسراف نہیں ہے۔ (لا اسراف لذا قیل فی الخیر) دوسرا یہ کہ جس چیز سے مال تلف ہو اور بدن کو نقصان پہنچے وہ اسراف ہے۔ اگر ان قواعد میں غور وفکر کیا جائے تو اس سے بڑے دوررس نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اور اس سے ارباب دانش وبینش کو حقہ اور سگریٹ نوشی کا حکم بآسانی معلوم ہو سکتا ہے؟ جس سے مال تلف ہوتا ہے۔ یہ ہمہ تو عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے تمباکو نوشی مضر صحت ہے اور اس سے بدن کو نقصان پہنچتا ہے اس پر قریباً قریباً تمام اطباء اور ڈاکٹرز کا اتفاق ہے۔ نتیجہ؟ اگر گویم زبان سوزد۔ بہرحال

کردم اشارتے ومکرر نمی کنم

کیونکہ

عاقلاں را اشارتے کافیست

(احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا: میں خود کئی بار حمیدہ میں تیل ملا کر بدن پر ملتا ہوں۔ (پھر فرمایا) اسراف صرف اس چیز میں ہے کہ جو مال کو تلف کرے اور بدن کو نقصان وزیاں پہنچائے۔ **(انما الاسراف فیما اتلف المال و اضر بالبدن)**۔

(الفروع۔ التہذیب)

باب ۳۹

نورہ کے اوپر تہمند باندھنا مکروہ نہیں ہے (بلکہ مستحب ہے)

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعدان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حمام کی وسطی کوٹھڑی میں موجود تھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام داخل ہوئے جنہوں نے نورہ لگایا ہوا تھا اور نورہ کے اوپر تہمند باندھا ہوا تھا۔

(التہذیب کذا فی الفقیہ)

باب ۴۰

بدھ کے دن نورہ لگانا مکروہ ہے مگر حمام جانا مکروہ نہیں ہے اور جمعہ وغیرہ دنوں میں نورہ لگانا مکروہ نہیں ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ آدمی کو چاہیئے کہ بدھ کے دن نورہ لگانے سے اجتناب کرے کیونکہ یہ دائمی نحس دن ہے۔ ہاں باقی تمام دنوں میں لگا سکتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ جعفری حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ناخن منگل کے دن کاٹو اور حمام میں بدھ کے دن جاؤ۔ (عیون الاخبار)

۳۔ فتال نیشاپوری روضۃ الواعظین میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پانچ چیزیں پھلبہری کا باعث بنتی ہیں۔ (۱) جمعہ اور بدھ کے دن نورہ لگانا۔ (۲) سورج کی گرمی سے گرم شدہ پانی سے وضو اور غسل کرنا۔ (۳) جنابت کی حالت میں کچھ کھانا۔ (۴) حیض کی حالت میں مجامعت کرنا۔ (۵) شکم پری کی حالت میں کچھ کھانا۔

(روضۃ الواعظین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (ج ۳ باب ۳۸ نماز جمعہ میں) ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ جمعہ کے دن نورہ لگانا مکروہ نہیں ہے بنابریں یہ روایت جس میں بروز جمعہ نورہ لگانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے نسخ یا تقیہ پر محمول ہوگی (یعنی یا تو یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے یا پھر محمول بر تقیہ ہے)۔

باب ۴۱

مرد اور عورت ہر دو کے لئے خضاب کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے نیز ہر قسم کا خضاب جائز ہے اور عورت کے لئے مستحب ہے کہ حیض ختم ہونے کے بعد خضاب کرے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب کیا ہے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام کو (جو خضاب نہیں کرتے تھے) خضاب کرنے سے نہیں روکا تھا مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان نے جو کہ حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ "یہ (ڈاڑھی) اس (سر) کے خون سے خضاب کی جائے گی" (آپؑ کو خضاب نہ کرنے پر آمادہ کیا) جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام خضاب کرتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ عباس بن موسیٰ الوراق حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ لوگ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ نے سیاہ خضاب کیا ہوا ہے۔ انہوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی۔ فرمایا: میں اپنی عورتوں سے محبت کرتا ہوں (جو کہ سنت انبیاء ہے) لہٰذا ان کی خاطر بناوٹی زینت کرتا ہوں (دوسرے نسخہ کے مطابق فرمایا) ان کی خاطر بالوں کو رنگتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خضاب کرنے میں تین خصلتیں ہیں (۱) میدان حرب و ضرب میں (دشمنوں کے دل میں) رعب داب۔ (۲) اپنی عورتوں کے دل میں محبت و پیار۔ (۳) اور قوت باہ میں اضافہ و ازدیاد۔ (ایضاً)

۴۔ حنان بن سدیر اپنے باپ (سدیر) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں' میرا باپ' میرا دادا' اور میرا چچا ہم سب مدینہ کے ایک حمام میں داخل ہوئے ہم نے دیکھا کہ کپڑے اتارنے والی کوٹھڑی میں ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ہم سے پوچھا تم کون ہو۔ (سوال و جواب کے بعد) جب ہم گرم کوٹھڑی میں پہنچے تو وہ بزرگ میرے دادا کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: اے بوڑھے تم خضاب کیوں نہیں کرتے؟ میرے دادا نے عرض کیا۔ میں نے ایک ایسے بزرگ کو دیکھا ہے جو

مجھ سے اور آپ سے بہتر تھے وہ خضاب نہیں کرتے تھے میرے دادا کا یہ جواب سن کر وہ بزرگ اس قدر غضبناک ہوئے کہ ہم نے حمام کے اندر ان کا قہر وغضب محسوس کیا۔ پھر پوچھا وہ بزرگ کون تھے۔ جو مجھ سے بہتر تھے۔ میرے دادا نے عرض کی کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو دیکھا ہے۔ کہ وہ خضاب نہیں کرتے تھے۔ میرے دادا کا یہ جواب سن کر اس بزرگ نے سر جھکا لیا۔ اور ان کا پسینہ بہنے لگا۔ اور فرمایا تو نے بالکل ٹھیک اور بجا کہا ہے پھر فرمایا: اگر تم خضاب کرو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب کیا ہے۔ جو حضرت علی علیہ السلام سے بھی بہتر و برتر تھے۔ اور اگر نہ کرو تو حضرت علی علیہ السلام کی سیرت میں تمہارے لئے گنجائش ہے! راوی (سدیر) کہتا ہے کہ ہم جب حمام سے باہر نکلے تو اس بزرگ کے متعلق پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ اور ان کے ہمراہ ان کے صاحبزادے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہیں۔ (الفقیہ، الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ خضاب کرنا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور ان کی سنت ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر قسم کے خضاب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خضاب کرنے کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے۔ اور یہ ان کا (خضاب آلود) بال ہمارے پاس موجود ہے۔ (ایضاً)

۸۔ زبیر بن العوام بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھاپے کو تبدیل کرو اور اپنے آپ کو یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہ نہ بناؤ (جو خضاب نہیں کرتے)۔ (الخصال)

۹۔ ابوہریرہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بڑھاپے کو تبدیل کرو اور اپنے آپ کو یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہ[1] نہ بناؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے یہ دونوں روایتیں جو بطریق مخالفین ایک زبیر بن العوام سے اور دوسری ابوہریرہ سے مروی ہے۔ نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے۔ کہ میں نے یہ روایتیں اس لئے نقل کی ہیں تاکہ ان ناصبیوں پر حجت تمام ہو جائے۔ جو شیعیان علیؑ پر ان کے خضاب کرنے کی وجہ سے زبان اعتراض دراز کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان روایتوں کا انکار کرنے کی جرات نہیں کر سکتے جو انہی کے راویوں سے مروی ہوں جو ہمارے حق میں ان کے خلاف حجت ہے۔

۱۰۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خضاب کیوں نہیں کرتے۔ جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب کیا ہے؟ فرمایا: میں امت کے شقی ترین آدمی کا انتظار کر رہا ہوں۔ کہ وہ

---

[1] ابوہریرہ کی یہ روایت تھوڑے سے اختلاف الفاظ کے ساتھ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۷ مطبع بمبئی میں بھی مذکور ہے فراجع۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

آئے اور میری اس سفید ڈاڑھی کو میرے سر کے خون سے (سرخ) خضاب کرے۔ فرمایا: یہ ایک عہد و پیمان ہے۔ جس کی خبر مجھے میرے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں مسواک (کے باب او باب ۳۵ و ۳۶) میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (باب ۴۲ و ۴۳ تا باب ۵۲ میں) آئیں گی اور دوسرے حکم (کہ ایام حیض کے بعد خضاب کرنا چاہیئے) پر دلالت کرنے والی حدیثیں حیض کے باب ۴۳ میں آئیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

خضاب پر پیسہ خرچ کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن مہران سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: خضاب کرنے میں ایک درہم خرچ کرنا اس سو (۱۰۰) درہم سے افضل ہے۔ جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ اس میں چودہ (۱۴) خصلتیں ہیں: (۱) کانوں سے ریح خارج کرتا ہے۔ (۲) آنکھوں کے پردہ کو دور کرتا ہے۔ (۳) ناک کو نرم کرتا ہے۔ (۴) منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ (۵) مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ (۶) غشی کو دور کرتا ہے۔ (۷) شیطانی وسوسہ کو کم کرتا ہے۔ (۸) ملائکہ اس کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔ (۹) اہل ایمان اس سے خرم ہوتے ہیں۔ (۱۰) اس سے کافروں کا غم و غصہ بڑھتا ہے۔ (۱۱) یہ زینت ہے۔ (۱۲) یہ خوشبو ہے اور بہترین چیز ہے۔ (۱۳) قبر میں (عذاب سے) برائت ہے۔ (۱۴) اس سے نکیرین حیا کرتے ہیں۔

(الفروع، کذا فی الخصال، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد سے) اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام اپنے وصیت نامہ میں فرمایا: یا علیؑ! خضاب میں ایک درہم خرچ کرنا راہ خدا میں ہزار درہم خرچ کرنے سے افضل ہے۔ اس میں چودہ خصلتیں ہیں۔ (پھر یہاں وہی سابقہ چودہ خصلتیں گنوائی گئی ہیں۔ جو سابقہ حدیث میں مذکور ہیں۔ صرف دو فقروں میں فرق ہے۔ (۱) "آنکھوں کے پردہ کو دور کرتا ہے" کی بجائے آنکھوں کو جلا بخشتا ہے" اور "غشی کو دور کرتا ہے" کی بجائے "کمزوری و لاغری کو دور کرتا ہے۔" وارد ہے)۔ (الفقیہ)

باب ۴۳

خضاب کرنے میں کچھ جگہ کا خالی چھوڑنا مکروہ ہے اور اگر کہیں سے اس کا رنگ اتر جائے تو اس پر دوبارہ خضاب کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خبردار! خضاب میں بالوں سے رنگ زائل نہ ہونے دو۔ (یا خضاب کرتے وقت ڈاڑھی میں کچھ جگہ خالی نہ چھوڑو) کیونکہ یہ سختی ہے اور باعث حزن ہے۔(الفروع)

۲۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مہندی اور وسمہ کا خضاب کرتے تھے۔ اور جب آپؑ شہید ہوئے۔ تو آپؑ کے رخساروں سے خضاب کا رنگ اترا ہوا تھا۔(ارشاد شیخ مفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ چیز اس پر محمول ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ یا پھر مجبوری پر اور دوبارہ خضاب نہ کر سکنے پر محمول ہے۔**(وھو الانسب بحال الامام علیہ السلام)**۔

باب ۴۴

بڑھاپے میں خضاب کرنا مستحب ہے مگر واجب نہیں ہے اور مصیبت زدہ لوگوں کے لئے مستحب بھی نہیں ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسکین بن ابی الحکم سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک بار ایک سفید ریش شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آنحضرتؐ نے اس کی سفید ریش پر نگاہ کی تو فرمایا: نور ہے۔ پھر فرمایا: جو شخص اسلام میں سفید ریش ہوگا اس کے لئے بروز قیامت نور ہوگا۔ کچھ دنوں کے بعد وہی شخص مہندی لگا کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ تو جب آنحضرت کی نظر اس کی (سرخ) ڈاڑھی پر پڑی تو فرمایا: اب نور بھی ہے اور اسلام بھی۔ پھر اس نے سیاہ خضاب کیا۔ اور جب بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوا تو آنحضرتؐ نے اس کے خضاب کو دیکھ کر فرمایا: اب نور بھی ہے، اسلام بھی ہے، ایمان بھی ہے، اپنی عورتوں کے دل میں محبت بھی ہے اور تمہارے دشمن کے دلوں میں رعب اور ہیبت بھی ہے۔(الفروع)

۲۔ جناب سید رضیؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس

حدیث کے معنی دریافت کیے گئے جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ "بڑھاپے کو تبدیل کرو اور اپنے آپ کو یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہہ نہ بناؤ"۔ فرمایا: یہ حکم اس وقت تھا جب اسلام کم اور کمزور تھا۔ اب جبکہ (بفضلہ تعالیٰ) اسلام پھیل چکا ہے اور مضبوط و مستحکم ہو چکا ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہے وضع قطع اختیار کرے۔ (نہج البلاغہ)

۳۔ نیز جناب سید رضیؒ نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ یا امیر المومنینؑ! اگر آپ سفید ریش کو بدل دیتے (خضاب کرتے) تو کس قدر اچھا ہوتا؟ فرمایا: خضاب کرنا زینت ہے۔ اور ہم مصیبت زدہ لوگ ہیں یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے صدمہ سے دوچار ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد خضاب کے ابواب میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

سر اور ڈاڑھی میں خضاب کرنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص الاعور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ آیا سر اور ریش میں خضاب کرنا سنت ہے؟ فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا کہ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے کیوں خضاب نہیں کیا؟ فرمایا: ان کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد نے اس سے باز رکھا تھا کہ "آپ کی یہ ڈاڑھی آپ کے سر کے خون سے خضاب کی جائے گی۔" (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (باب ۴۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ ابواب میں آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

سیاہ رنگ کا خضاب کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن الجہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سیاہ رنگ کا خضاب کیے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے سیاہ خضاب کیا ہے؟

فرمایا: خضاب کرنے میں اجر وثواب بھی ہے۔ اور خدائے حکیم خضاب کرنے اور اپنے آپ کو بنانے یا سنوارنے کے ذریعہ سے عورتوں کی پاکدامنی کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔ (تاکہ کسی اور کی طرف رغبت نہ کریں) (پھر فرمایا) عورتوں نے پاک دامنی کا دامن اس لئے بھی چھوڑ دیا ہے کہ ان کے شوہروں نے ان کی خاطر بننا سنورنا چھوڑ دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہمیں تو یہ اطلاع ملی ہے کہ مہندی لگانا سفید بالوں میں اضافہ کرتا ہے۔ فرمایا: کیا چیز سفید بالوں میں اضافہ کرتی ہے؟ (پھر فرمایا) سفید بال خود بخود ہر روز بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۲۔ جابرؒ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کچھ لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ امامؑ نے سیاہ رنگ کا خضاب کیا ہوا ہے۔ انہوں نے آپ سے اسکی وجہ پوچھی؟ آپؑ نے اپنا ہاتھ اپنی ریش مبارک کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوہ میں لوگوں کو سیاہ خضاب کرنے کا حکم دیا تا کہ اس کے ذریعہ سے وہ کافروں اور مشرکوں پر قوت وطاقت حاصل کریں۔ (الفروع)

۳۔ حسین بن عمر بن یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سیاہ خضاب کرنا (اپنی) عورتوں کے لئے اُنس ومحبت اور اپنے دشمنوں کے لئے ہیبت اور رعب داب کا باعث ہوتا ہے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ خدا کے اس ارشاد کہ "**واعدوا لهم ما استطعتم من قوة**" (جس قدر ہو سکتا ہے۔ کافروں کے خلاف اپنی قوت کو مجتمع کرو) کی تفسیر میں امامؑ نے فرمایا کہ سیاہ خضاب کرنا بھی اسی قوت میں داخل ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ شی الیمانی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تمہارے تمام خضابوں میں سے مجھے سیاہ رنگ کا خضاب زیادہ پسند ہے۔ (ثواب الاعمال)

۶۔ سلیمان بن جعفر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سیاہ رنگ کا خضاب عورتوں کے لئے زیب و زینت اور دشمنوں کے لئے ذلت و رسوائی اور نکبت و پسپائی کا باعث ہے۔ (ایضاً)

باب ۴۷

زرد اور سرخ رنگ کا خضاب کرنا اور زرد پر سرخ کو اور سرخ پر سیاہ کو ترجیح دینا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس نے ڈاڑھی زرد کی ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: یہ کتنی اچھی ہے۔ اس کے بعد پھر ایک دن حاضر ہوا

باب ۵۲

عورت کے لئے زیور اور ہاتھوں کے رنگ کو ترک کرنا مکروہ ہے اگرچہ سن رسیدہ ہو اور شوہر دار بھی نہ ہو

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ عورت کے لئے یہ بات زیبا نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو (زیور سے) بالکل خالی رکھے۔ اگرچہ گردن میں کوئی ہار ہی ڈال لے۔ اور نہ ہی اسے چاہیئے کہ ہاتھ کو کسی رنگ سے خالی چھوڑے اگرچہ تھوڑی سی مہندی ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگرچہ عورت سن رسیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

(الفقیہ والآمالی)

۲۔ فاضل طبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو رخصت دی ہے۔ کہ سر پر سیاہ خضاب کرے فرمایا اور آنحضرتؐ نے عورت کو (ہاتھ) رنگنے کا حکم دیا ہے۔ شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار۔ شوہر دار تو خیر اپنے شوہر کے لئے زیب و زینت کرے۔ اور جو غیر شوہر دار ہے وہ اس لئے کرے تا کہ اس کا ہاتھ مردوں کے ہاتھ کے مشابہ نہ ہو۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (ج ۲ باب ۵۸) از لباس مصلی اور باب النکاح میں آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۳

دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت اور اپنی عورتوں سے ملاقات کے وقت خضاب کرنا مستحب ہے

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ سابقہ ابواب میں (جیسے باب ۴۱، ۴۲ و ۴۴ و ۴۶ و ۴۷ میں) متفرق طور پر اس قسم کی بہت سی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض میں تو یہ صراحت موجود ہے کہ ابتداء اسلام میں خضاب کرنے کے حکم کی علت یہ تھی کہ اس سے دشمنوں کے دلوں میں ہیبت اور رعب داب پیدا کیا جائے۔ (اور اپنی عورتوں کے دلوں میں انس ومحبت کے جذبات کو ابھارا جائے) واللہ اعلم۔

باب ۵۴

مرد اور عورت کے لئے سرمہ لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سرمہ لگانا منہ کو میٹھا کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ خلف بن حماد ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سرمہ لگانا (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔ بینائی کو تیز کرتا ہے اور لمبا سجدہ کرنے میں مدد دیتا ہے کہ آنکھوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۳۔ ابن فضال بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سرمہ لگانا قوت جماع میں اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سرمہ لگانا (پلکوں کے) بال اگاتا ہے، آنسو خشک کرتا ہے، تھوک کو خوشبودار بناتا ہے۔ اور بینائی کو جلا دیتا ہے۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن مقاتل سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرے ہیں۔ فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ سرمہ لگائے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں آئندہ (باب ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ میں) بھی آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵

اثمد نامی پتھر کا سرمہ لگانا خصوصاً اس کا وہ سرمہ جس میں مشک نہ ہو مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیم فراری (فراوی) سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بستر خواب پر سونے لگتے تھے۔ تو آنکھ میں اثمد کے سرمہ کی طاق طاق سلائیاں لگاتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ عبد اللہ بن فضیل ہاشمی اپنے باپ اور چچا سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اثمد کا سرمہ لگانا منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ اور آنکھوں کی پلکوں کو مضبوط بناتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن حسن بن عاصم اپنے باپ (حسن) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص بغیر مشک کے اثمد کا سرمہ لگا کر سوئے وہ جب تک ایسا کرتا رہے گا کالے موتیا سے محفوظ رہے گا۔ (ایضاً)

باب ۵۶

سرمہ کی طاق سلائیاں لگانا مستحب ہیں واجب نہیں ہیں

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص سرمہ لگائے اسے طاق طاق لگانا چاہیئے پس جو ایسا کرے گا وہ اچھا کرے گا۔ اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب سرمہ لگاؤ تو طاق طاق لگاؤ۔ اور جب مسواک کرو تو عرض میں کرو (نہ کہ طول میں)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (بھی باب ۵۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

رات کو سوتے وقت دائیں آنکھ میں چار اور بائیں میں تین سلائیاں لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے اپنی دائیں آنکھ میں سرمہ کی چار اور بائیں میں تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: رات کے وقت سرمہ لگانا آنکھ کو (بروایتے بدن کو) فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور وہ دن میں زینت کا باعث ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سوتے وقت سرمہ لگانا موتیا سے امان کا باعث ہے۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ جناب حسین بن بسطامؒ باسناد خود ابو صالح الاحول سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جس شخص کو ضعف بصارت کی شکایت ہو اسے چاہیئے کہ سوتے وقت اثمد کے سرمہ کی سات سلائیاں لگائے (دائیں آنکھ میں چار اور بائیں میں تین)۔ (طب الائمہ)

۵۔ فاضل طبرسیؒ مکارم الاخلاق میں بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں لگاتے تھے اور فرمایا جو چاہے وہ ہر ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگائے۔ اور جو شخص اس سے کم یا اس سے زیادہ لگانا چاہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور بسا اوقات وہ روزہ کی حالت میں بھی سرمہ لگاتے تھے۔ آنحضرتؐ کے پاس (لوہے کی) ایک سلائی تھی جس سے سرمہ لگاتے تھے۔ اور ان کا سرمہ اثمد تھا۔ (اور سرمہ دانی ہڈی کی تھی)۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل (باب ۵۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور ان میں جمع و توفیق کی وجہ پوشیدہ نہیں ہے۔ چونکہ اصل سرمہ لگانا اور پھر طاق طاق لگانا مستحب ہے۔ اس لئے اس میں رد و بدل اور کمی بیشی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

باب ۵۸

سلائی لوہے کی اور سرمہ دانی ہڈی کی بنانا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ حسن بن الجہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے لوہے کی ایک سلائی اور ہڈی کی سرمہ دانی دکھائی اور فرمایا کہ یہ (میرے والد ماجد) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی تھی جس سے آپ سرمہ لگاتے تھے اور میں بھی اسی سے سرمہ لگاتا ہوں۔ (الفروع)

باب ۵۹

بالوں کا کاٹنا اور ان کا بالکل صاف کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین چیزیں رسولوں کی سنت ہے۔ (۱) عطر لگانا۔ (۲) بال کٹوانا۔ (۳) اور بکثرت مباشرت کرنا۔ (الفروع)

۲۔ نیز معمر بن خلاد حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو ان کو پہچان لے پھر وہ ان کو چھوڑتا نہیں ہے۔ (۱) بال کٹوانا۔ (۲) تہبند یا شلوار اونچی رکھنا۔ (۳) اور کنیزوں سے صحبت کرنا۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ بالوں کو بالکل صاف کرو کہ اس سے میل کچیل جوئیں کم ہوں گی گردن موٹی ہوگی اور بینائی تیز ہوگی ایک اور روایت میں ہے۔ فرمایا: اور بدن کو استراحت ملے گی۔ (الفروع، الفقیہ، الثواب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بالوں کو کاٹ پھینکو کہ ایسا کرنا آدمی کو خوبصورت بناتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ بھی (باب ۶۰ و ۶۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۰

مرد کے لئے سر منڈوانا مستحب ہے اور بال لمبے کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ناخن لیتا ہے، مونچھیں کاٹتا ہے اور ڈاڑھی اور سر کے بال ترشواتا ہے۔ آیا ایسا کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ فرمایا: اے زرارہ! یہ سب کام سنت ہیں۔ اور وضو فریضہ ہے۔ اور کوئی سنتی کام کسی فریضہ کو نہیں توڑتا۔ یہ کام تو اس کی طہارت اور پاکیزگی میں اضافہ کرتے ہیں۔ (التہذیب والاستبصار۔ والفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر البزنطی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے بعض اصحاب روایت کرتے ہیں۔ کہ حج و عمرہ کے علاوہ سر منڈوانا "مثلہ"[1] ہے۔ فرمایا: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب ارکان حج بجالانے سے فارغ ہو جاتے تھے۔ تو ایک قریبی "سایہ" نامی بستی میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں سر منڈواتے تھے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ راوی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ سر منڈوانا "مثلہ" ہے؟ فرمایا: ہمارے لئے تو بمنزلہ عمرہ کے ہے ہاں

---

[1] کسی جانور کے ناک کان، ذکر یا دوسرے اعضاء کے کاٹنے کو "مثلہ" کہا جاتا ہے۔ جس کی اسلام میں ممانعت ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ کسی جاندار کا مثلہ نہ کرو۔ اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔ (بحار الانوار)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

البتہ ہمارے دشمنوں کے لئے یہ مثلہ ہے۔ (الفروع)

۴۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بال بڑھانے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابؓ کے بال لمبے تھے (جو کہ کٹواتے تھے منڈواتے نہیں تھے)۔ (الفروع۔ السرائر)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: سر منڈواؤ کیونکہ ایسا کرنا تمہارے حسن و جمال میں اضافہ کرے گا۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حج و عمرہ کے علاوہ سر منڈوانا تمہارے دشمنوں کے لئے مثلہ ہے اور تمہارے لئے جمال ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک نورہ لگانے سے دوسرے نورہ لگانے تک ہر جمعہ کو سر منڈواتا ہوں۔ (الفقیہ، کذا فی الفروع)

۸۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء و مرسلینؑ کے اخلاق میں سے ہیں۔ (۱) خوشبو لگانا۔ (۲) استرے سے بال مونڈنا۔ (۳) جسم پر نورہ لگا کر بال صاف کرنا۔ (۴) اور بکثرت مباشرت کرنا۔ (الفقیہ)

۹۔ جناب ابن ادریس حلیؒ حسن بن علی بن یقطین سے اور وہ اپنے والد (علی) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بال جب لمبے ہو جائیں تو اس سے بصارت کم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے نور کی چمک دمک ختم ہو جاتی ہے۔ اور جب بال کٹوا دیئے جائیں۔ تو اس سے بصارت میں جلا اور اس کے نور کی ضیا پاشی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

۱۰۔ کتاب انس العالم صفوانی میں ہے کہ سر کے بال منڈوانا جوان کے لئے مثلہ ہے مگر بزرگ کے لئے وقار ہے۔[1]

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۹ میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ (باب ۶۱ و ۶۲ و ۶۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] انہی مختلف اخبار و آثار کی وجہ سے علماء کبار کے آراء و انظار میں بھی اختلاف ہے کہ سر منڈوانا افضل ہے یا سر کے بال بڑھانا؟ اگرچہ دونوں کے جواز پر سب کا اتفاق ہے مگر ہمارے اکثر محقق علماء اسلام نے منڈوانے والی حدیثوں کو ترجیح دی ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۶۱

سر کے باقی بال چھوڑ کر صرف گدی کے بال کٹوانا مکروہ ہے ویسے پس گردن کے بال کٹوانا مستحب ہے

(اس باب میں صرف دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن اسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حجام نے میری حجامت بنائی۔ (اور سر چھوڑ کر) صرف گدی کے مقام سے کچھ بال مونڈ دیے۔ جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے دیکھا۔ تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ جا اور سارا سر منڈوا۔ چنانچہ میں گیا اور سارا سر منڈوایا۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ بسا اوقات جب میری گردن پر بال زیادہ ہو جاتے ہیں تو مجھے بہت رنج و غم محسوس ہوتا ہے۔ (اس کی وجہ کیا ہے؟) فرمایا: اے اسحاق! تم نہیں جانتے کہ پس گردن سے بال منڈوانا غم و ہم کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۲

سر کے بال لمبے ہوں تو مانگ نکالنا مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص (سر کے) بال بڑھائے اور پھر مانگ نہ نکالے۔ تو خداوند عالم (بروز قیامت) آگ کی آری سے اس کی مانگ نکالے گا۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال صرف کانوں کے لوؤں تک تھے۔ اس لیے وہ مانگ نکالنے کی حد تک نہیں پہنچتے تھے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس بقباق سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب آدمی کے بال کانوں کی لوؤں تک ہوں تو کیا اسے مانگ نکالنی چاہیئے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۳۔ عمرو بن ثابت بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ مانگ نکالنا سنت ہے؟ اور وہ یہ گمان بھی کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مانگ نکالی ہے؟ فرمایا: نہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگ نکالی ہے۔ (کیونکہ آپ کے بال چھوٹے تھے) اور نہ ہی گزشتہ انبیاءؑ بال رکھتے تھے۔ (تاکہ مانگ نکالنے کی نوبت آتی)۔ (ایضاً)

۴۔ ایوب بن ہارون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آیا حضرت رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں کی مانگ نکالتے تھے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے بال جب بہت ہی لمبے ہو جاتے تھے تو بھی صرف کانوں کی لوؤں تک پہنچتے تھے۔ (ورنہ بالعموم اس سے بھی چھوٹے ہوتے تھے)۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا مانگ نکالنا سنت ہے؟ فرمایا: نہ۔ میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگ نکالی ہے؟ فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا یہ کیا بات ہے؟ آنحضرتؐ مانگ نکالتے ہیں۔ اور پھر بھی وہ سنت نہیں ہے؟

فرمایا: جس شخص کو وہی صورت حال پیش آئے جو آنحضرت کو پیش آئی تھی تو وہ تو آنحضرت کی طرح ضرور مانگ نکالے گا۔ ورنہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیا صورت حال تھی؟ فرمایا: جب آنحضرت قربانی کا جانور ہمراہ لے جا کر اور احرام باندھ کر حج پر تشریف لے جا رہے تھے۔ اور کفار نے ان کو روک دیا۔ تو خداوند عالم نے ان کو یہ سچا خواب دکھایا۔ کہ تم ضرور مسجد الحرام میں سر منڈواتے اور بال کٹواتے ہوئے داخل ہو گئے تو آنحضرت کو یقین تھا کہ خدا نے جو وعدہ کیا ہے۔ وہ ضرور اس کی وفا کرے گا۔ اس لئے آپ نے وہ بال بڑھانے شروع کر دیے۔ جو احرام باندھتے وقت سر پر تھے۔ تا کہ وعدہ ایزدی کے مطابق حرم میں (بمقام منیٰ) جا کر ان کو منڈوائیں گے۔ (اس لئے جب بال بہت بڑھے تو مانگ نکالی) مگر جب (صلح حدیبیہ کے بعد حج کے موقع پر) بال منڈوائے تو پھر کبھی نہیں بڑھائے۔ اور نہ ہی آنحضرتؐ سے پہلے (انبیاءؑ) بڑھاتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں بظاہر ان مختلف حدیثوں میں جمع و توفیق کا طریقہ کار یہ ہے کہ جن حدیثوں میں مانگ نہ نکالنے کا تذکرہ ہے۔ وہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب بال چھوٹے ہوں اور مانگ نکالنے کی ضرورت درپیش نہ آئے۔ اور جن میں مانگ نکالنے کا استحباب مذکور ہے۔ وہ اس صورت پر محمول ہیں۔ کہ جب بال لمبے ہوں اور مانگ نکالنے کے قابل ہوں۔ اور جن روایتوں میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ مانگ نہیں نکالتے تھے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ عموماً نہیں نکالتے تھے۔ کیونکہ ان کے بال بالعموم چھوٹے ہوتے تھے۔ اور جن میں وارد ہے کہ آپؐ نے مانگ نکالی ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدھ دفعہ نکالی ہے۔ جب بال بڑے تھے لہذا یہ آنحضرت کی دائمی سنت نہیں ہے۔ (واللہ العالم)

باب ۶۳

ڈاڑھی ہلکی کرانا اسے مدور (گول) کرانا رخساروں سے بال لینا اور ٹھوڑی کے نیچے سے بال کٹوانا مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ حجام ان کی ریش کی اصلاح کر رہا تھا۔ امامؑ نے اسے حکم دیا کہ اسے مدور (گول) کر دے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حسن الزیات بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ریش مبارک کو ہلکا کرا رہے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ درست حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک بہت لمبی ڈاڑھی والا آدمی گزرا۔ آنجنابؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا اس کا کیا بگڑتا اگر یہ اپنی ڈاڑھی کی اصلاح کر لیتا۔ جب اس شخص کو آنحضرتؐ کے اس فرمان کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی ڈاڑھی کی اصلاح کرائی اور پھر جب آنحضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: اسی طرح کیا کرو۔ (ایضاً)

۴۔ سدیر صیرفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا۔ کہ وہ رخساروں اور ٹھوڑی کے نیچے سے بال کاٹتے تھے۔ (الفروع)

۵۔ جناب ابن ادریس حلی محمد بن جامع بزنطی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ بزنطی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آدمی کے لئے ڈاڑھی کی اصلاح کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ رخساروں سے جائز ہے مگر اگلے حصہ سے نہ۔ (سرائر ابن ادریس)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اس صورت پر محمول ہے۔ کہ جب ڈاڑھی قبضہ سے زیادہ نہ ہو۔ جیسا کہ عنقریب (باب ۶۵ میں) آئے گا۔ ورنہ اس کی اصلاح نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

باب ۶۴

ڈاڑھی پر بہت ہاتھ رکھنا یا اس پر بار بار ہاتھ پھیرنا مکروہ ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ زیادہ نہ رکھو۔ کیونکہ ایسا کرنا چہرہ کو عیب دار بناتا ہے۔ (علل الشرائع)

باب ۶۵

جب ڈاڑھی قبضہ سے بڑھ جائے تو اس زائد مقدار کا کٹوانا مستحب ہے

(اس باب میں صرف چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابو حمزہ سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ڈاڑھی کی جو مقدار قبضہ سے زائد ہوگی وہ جہنم میں[1] جائیں گی۔

(الفروع) کذا عن المعلی عن الصادق کما فی الفروع والفقیہ)

۲۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب انہوں نے آپ سے ڈاڑھی کی مقدار کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: کہ ڈاڑھی پر ہاتھ رکھو۔ جو اس سے زائد ہو۔ اسے کاٹ دو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ مولیٰ ابی سام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: آدمی کی عقل کا تین چیزوں کے ذریعہ سے امتحان لیا جاتا ہے۔ (۱) ڈاڑھی کی لمبائی سے۔ (۲) انگوٹھی کے نقش سے۔ (۳) اور کنیت سے۔ (خصال شیخ صدوقؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ عقل کا اندازہ اس سے لگایا جائے گا کہ اگر ڈاڑھی طول میں حد اعتدال کے اندر ہے۔ (یعنی قبضہ بھر ہے) تو وہ عقلمند ہے ورنہ۔۔۔۔۔

باب ۶۶

مونچھیں کاٹنا مستحب ہیں۔ اور اس کی حد؟ مونچھیں اور زیر ناف اور بغل کے بال بڑھانا مکروہ ہیں

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا مونچھوں کے بال کٹوانا سنت ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ سنت یہ ہے کہ مونچھوں کے بال اس قدر کترے جائیں کہ اوپر والے ہونٹ کے کنارے تک پہنچ جائیں۔ (ایضاً)

۳۔ اسی سلسلہ سند کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مونچھیں لمبی نہ کرے ورنہ شیطان ان کو اپنی پناہ گاہ سمجھ کر ان میں چھپ جاتا ہے۔ (ایضاً والفقیہ)

۴۔ عبداللہ بن عثمان بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے اس قدر مونچھیں کتروائیں کہ انہیں بالوں کی جڑوں تک پہنچا دیا۔ (ایضاً)

---

[1] بعض علماء نے انہی روایات کی بنا پر قبضہ سے زائد مقدار کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ اور ان حدیثوں میں وارد شدہ الفاظ کہ "جو قبضہ سے زائد ہوگی وہ جہنم میں جائے گی" کے یہ معنی کئے ہیں کہ ڈاڑھی والا جہنم میں جائے گا پھر اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ جس کام کی وجہ سے آدمی جہنم میں جائے وہ کام حرام ہوتا ہے۔ (منیۃ اللحیۃ للفاضل الطبسی النجفی) پھر یہ امر بھی مخفی نہ رہے۔ کہ قبضہ سے مراد یہ ہے کہ ٹھوڑی کے اوپر ہاتھ رکھا جائے۔ اور پھر جو اس کے نیچے آ جائے اسے چھوڑ کر باقی بڑھی ہوئی مقدار کو کٹوا دیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ اسماعیل بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی مونچھوں، زیر بغل اور زیر ناف بالوں کو نہ بڑھائے کیونکہ شیطان ان کو اپنی پناہ گاہ سمجھ کر ان میں چھپ جاتا ہے۔ (علل الشرائع)

۶۔ فاضل طبرسیؒ مکارم الاخلاق میں حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جناب ابراہیمؑ کی شریعت کیا تھی؟ توحید[1] واخلاص۔۔۔۔۔ ختنہ کرنا، مونچھیں کٹوانا، زیر بغل بال لینا اور ناخن کٹوانا۔ اور زیر ناف بال مونڈنا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کعبۃ اللہ بنانے، حج کرنے اور مناسک بجالانے کا حکم دیا۔ یہ سب حضرت خلیل کی شریعت ہے۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۶۷

ڈاڑھی منڈوانا جائز نہیں ہے یعنی (حرام ہے) اور اس کا قبضہ بھر رکھوانا مستحب اور سنت ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مونچھوں کو تہ تک کترواؤ اور ڈاڑھیوں کو (قبضہ تک) بڑھاؤ۔ اور اپنے آپ کو یہود کے ساتھ مشابہ نہ کرو۔ (جو حد سے زیادہ ڈاڑھی بڑھاتے ہیں)۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجوسی ڈاڑھیوں کو کترواتے ہیں اور مونچھوں کو بڑھاتے ہیں۔ مگر ہم مونچھوں کو کترواتے ہیں اور ڈاڑھیوں کو بڑھاتے ہیں۔ اور یہی فطرت ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن غراب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مونچھوں کو کٹواؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور اپنے آپ کو مجوسیوں سے مشابہ نہ کرو۔۔۔۔ جو ڈاڑھیوں کو منڈواتے ہیں۔ یا منڈوانے کی طرح باریک کترواتے ہیں۔ (معانی الاخبار)

۴۔ حبابہ والبیہ بیان کرتی ہیں۔ کہ ایک بار میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے شرطۃ الخمیس (مخصوص پولیس والوں) کے ساتھ (کوفہ کے بازار میں) دیکھا جبکہ ان کے ہاتھ میں ایک ایسا کوڑا تھا جس کے دو کنارے تھے۔ اور وہ اس سے جری، مار

---

[1] یہ پوری روایت اس طرح ہے۔ جس کا تذکرہ فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جناب نوحؑ اور جناب ابراہیمؑ کے درمیان ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ اور جناب ابراہیمؑ کی شریعت یہ تھی (۱) توحید۔ (۲) اخلاص۔ (۳) خدا کے شریکوں کا جوا گردن سے اتارنا۔ یہی وہ فطرت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اور یہی وہ حنفیت ہے۔ جس کا خدا نے عہد و پیمان لیا ہے۔ کہ اس کی عبادت کی جائے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نماز پڑھنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم دیا اور ان پر میراث کے احکام فرض نہیں کیے تھے۔ اور ان کی حنفیت میں بھی اضافہ کیا کہ ختنہ کرنا۔ الخ تا آخر حدیث جو متن میں مذکور ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ماہی اور زمار (بغیر چھلکے کے حرام مچھلی کی مختلف قسمیں ہیں) بیچنے والوں کو پیٹتے بھی جاتے تھے اور یہ بھی فرماتے جاتے تھے کہ اے بنی اسرائیل کی مسخ شدہ مخلوق اور بنی مروان کے لشکر کے بیچنے والو! (یہ ماجرا دیکھ کر) فرات بن احنف نے (جو شرطۃ الخمیس میں داخل تھے) عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ! یہ بنی مروان کا لشکر کیا ہے؟ فرمایا: یہ ایک قوم تھی جو ڈاڑھیاں منڈواتی تھی اور مونچھوں کو تاؤ دیتی تھی۔ جس کی پاداش میں خدائے قہار نے اسے مسخ کر کے ملی مچھلی بنا دیا۔ (اصول کافی واکمال الدین)

۵۔ علامہ طبرسی نے مجمع البیان میں تفسیر قمی کے حوالہ سے آیت مبارکہ "**واذا ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن**"۔ **الآیۃ**۔ (یاد کرو اس وقت کو جب پروردگار نے حضرت ابراہیمؑ کا چند کلمات کے ساتھ امتحان لیا تھا) تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: خدا نے جن چیزوں کے ساتھ ان کا امتحان لیا تھا۔ ان میں ایک تو یہ تھی کہ خواب میں ان کو اپنے بیٹے "اسماعیل" کو ذبح کرنے کا حکم دیا جسے انہوں نے پورا کر دکھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے۔ اپنا بیٹا ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ پس جب وہ پوری طرح اس کام کو انجام دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ تو خدا نے ان کو اس کی جزا دیتے ہوئے فرمایا: اے ابراہیمؑ! میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ پھر ان پر حنیفیت نازل فرمائی اور وہ دس چیزیں ہیں جن میں پانچ کا تعلق سر کے ساتھ ہے اور وہ یہ ہیں۔ (۱) مونچھیں کتروانا۔ (۲) ڈاڑھی (قبضہ تک) بڑھانا۔ (۳) سر کے بال کٹوانا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) خلال کرنا۔ اور وہ پانچ چیزیں جن کا تعلق بدن کے ساتھ ہے۔ وہ یہ ہیں (۱) بدن سے بال صاف کرنا۔ (۲) ختنہ کرنا۔ (۳) ناخن کٹوانا۔ (۴) غسل جنابت کرنا۔ (۵) اور پانی سے طہارت کرنا۔ یہ ہے وہ حنیفیت طاہرہ جو جناب ابراہیمؑ لائے تھے۔ جو نہ آج تک منسوخ ہوئی ہے۔ اور نہ قیامت تک منسوخ ہو گی۔ اور یہی مطلب ہے۔ خدا کے اس فرمان کا کہ "**اتبع ملة ابراهیم حنیفاً**" (اے رسول ملت ابراہیمی کی پیروی کرو)۔ (تفسیر مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ و ۴۳ میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض اس کے بعد آئیں گی۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں نیز وہ حدیثیں جو دشمنان دین کے ساتھ مشابہت، ان کے طریقہ کار کی پیروی اور مردوں کے عورتوں کے ساتھ مشابہت کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ بھی اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح بعد ازیں یہ حکم بھی بیان کیا جائے گا کہ کسی شخص کی ڈاڑھی مونڈنے پر دیت دینی واجب ہے۔

اسی طرح وہ حدیثیں جو سفید بال اکھیڑنے کے عدم جواز اور ایسا کرنے والے کو عذاب الٰہی کی تہدید پر مشتمل ہیں۔ یہ سب چیزیں ڈاڑھی منڈوانے کی حرمت پر دلالت[1] کرتی ہیں۔

---

[1] اس موضوع پر احقر مترجم کا رسالہ "حرمت ریش تراشی قرآن وسنت کی روشنی میں" قابل دید ہے جس میں اس موضوع کی متعلقہ آیات وروایات اور علماء اعلام کے فتاویٰ جات کا گراں قدر ذخیرہ موجود ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۶۸

ناک کے بال کٹوانا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمزۃ الاشعری سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ناک کے بال کٹوانا چہرہ کو خوبصورت بناتا ہے۔(الفروع۔ الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: چاہیئے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی مونچھوں اور ناک کے بالوں کو کٹوائے اور اپنی دیکھ بھال کرے کیونکہ ایسا کرنا اس کے حسن و جمال میں اضافہ کا باعث ہے۔ اور پاکیزگی کے لئے تو پانی کافی ہے۔(قرب الاسناد)

باب ۶۹

سر کے بال اگر لمبے ہوں تو ان میں کنگھی پٹی کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن السمط سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ سر میں کنگھی کرنا وباء کو دور کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: وباء کیا ہے؟ فرمایا: بخار! اور ڈاڑھی میں کنگھی کرنا دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔(الفروع)

۲۔ عنبسہ بن سعید مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سر میں بہت کنگھی کرنا وباء کو دور کرتا ہے رزق کو کھینچتا ہے اور قوت جماع میں اضافہ کرتا ہے۔(الفروع وثواب الاعمال)

باب ۷۰

کنگھی کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اس سلسلہ کی پہلی حدیث جو کہ فروع کافی میں ہے۔ اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے اور تیسری (جو کہ فقیہ

میں ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے) کا مطلب وہی ہے۔ جو سابقہ باب کی پہلی حدیث کا ہے۔ کہ کنگھی کرنے سے وبا یعنی بخار دور ہوتا ہے۔

۲۔ احمد بن ابوعبداللہ اپنے باپ سے اور وہ امامؑ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بکثرت کنگھی کرنا بلغم کو کم کرتا ہے۔ (الفروع)

باب ۷۱

واجبی اور مستحبی نماز کے وقت کنگھی کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن المغیرہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد "**خذوا زینتکم عند کل مسجد**" (ہر نماز کے وقت اپنی زینت کو لازم پکڑو) کی تفسیر میں فرمایا: اس میں ہر نماز کے وقت کنگھی کرنا بھی شامل ہے۔ (الفروع)

نوٹ: یہی روایت انہی لفظوں کے ساتھ۔ حضرت امام رضاؑ سے (الفقیہ) میں اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (مجمع البیان) میں بھی منقول ہے۔ فراجع۔

۲۔ محمد بن اسحاق بن عمار نوفلی اپنے والد (اسحاق) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے۔ کہ کنگھی کرنا وباء کو دور کرتا ہے۔ (پھر فرمایا) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک کنگھی تھی جو مسجد میں رکھی رہتی تھی۔ جب آپؑ نماز سے فارغ ہوتے تھے تو وہ کنگھی کرتے تھے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے اور وہ آیت مبارکہ "**خذوا زینتکم**"۔ **الآیۃ**۔ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اس زینت سے مراد کنگھی کرنا ہے۔ (پھر فرمایا) کنگھی کرنا رزق کو کھینچتا ہے۔ بالوں کو خوبصورت بناتا ہے۔ مادہ منویہ کو زیادہ کرتا ہے اور بلغم کو قطع کرتا ہے۔ (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ریش مبارک کو نیچے سے (اوپر کی طرف) چالیس مرتبہ اور اوپر سے (نیچے کی طرف) سات مرتبہ کنگھی کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ کنگھی کرنا ذہانت کو بڑھاتا ہے اور بلغم کو قطع کرتا ہے۔ (الخصال)

۴۔ جناب محمد بن مسعود عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "**خذوا زینتکم۔ الآیۃ**" کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ہر فریضہ یا نافلہ نماز کے وقت کنگھی کرنا۔ (تفسیر عیاشی)

۵۔ فاضل طبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ کنگھی

کرنا رزق کو کھینچتا ہے اور بالوں کو خوبصورت بناتا ہے۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۲۷
ہاتھی دانت کی کنگھی کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن حسن بن عاصم سے اور وہ اپنے باپ (حسن) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں ہاتھی دانت کی ایک کنگھی ہے۔ جس سے وہ کنگھی کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں ہمارے عراق میں تو کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہاتھی دانت کی کنگھی استعمال کرنا جائز نہیں ہے؟ فرمایا: کیوں؟ (پھر خود) فرمایا: میرے والد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کے پاس ہاتھی دانت کی ایک یا دو کنگھیاں تھیں۔ پھر فرمایا: بے شک ہاتھی دانت کی کنگھی سے کنگھی کرو۔ کیونکہ ہاتھی دانت وبا کو دور کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ موسیٰ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہاتھی دانت کی کنگھی سے کنگھی کرتے تھے۔ اور میں نے بھی ان کی خدمت میں ہدیۂ پیش کرنے کے لئے ایسی ہی ایک کنگھی خریدی۔ (ایضاً)

۳۔ قاسم بن ولید بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ہاتھی کی ہڈی سے گھی رکھنے کا برتن اور کنگھی بنائی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ہاتھی دانت کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر فرمایا: میرے پاس اس کی ایک کنگھی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ فاضل طبرسیؒ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ہاتھی دانت کی کنگھی سر کے بالوں کو اگاتی ہے دماغ کے کیڑوں کو دور کرتی ہے، سوداء یا صفراء کی حدت کو ختم کرتی ہے اور مسوڑھوں کا تنقیہ کرتی ہے (انہیں صاف کرتی ہے)۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کتاب التجارۃ (باب ۳۷) میں ایسی بعض حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۳

ڈاڑھی، رخساروں، سر کے گیسوؤں، ابروؤں اور سر میں کنگھی کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سر میں کنگھی کرنا وباء کو دور کرتا ہے۔ اور ڈاڑھی میں کنگھی کرنا مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب حسین بن بسطامؒ باسناد خود داؤد بن فرقد اور معلی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: رخساروں پر کنگھی کرنا مسوڑھوں کو محکم کرتا ہے۔ ڈاڑھی میں کنگھی کرنا وباء کو دور کرتا ہے۔ دونوں گیسوؤں میں کنگھی کرنا سینہ کے وسوسہ اور رنج والم کو دور کرتا ہے۔ ابروؤں میں کنگھی کرنا جذام (کوڑھ) سے امان ہے۔ اور سر میں کنگھی کرنا بلغم کو قطع کرتا ہے۔ (طب الائمہؑ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۴

کھڑے ہو کر کنگھی کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ ثور بن سعید بن علاقہ سے اور وہ اپنے والد (سعید) سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کھڑے ہو کر کنگھی کرنا فقر و فاقہ کا باعث ہے۔ (الخصال)

۲۔ فاضل طبرسیؒ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص کھڑا ہو کر کنگھی کرے گا۔ اس پر قرضہ چڑھ جائے گا۔ (مکارم الاخلاق)

۳۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ کھڑے ہو کر کنگھی نہ کرو۔ کہ ایسا کرنا ضعف قلب کا باعث ہے۔ ہاں البتہ بیٹھ کر کنگھی کرو۔ کہ ایسا کرنا دل کو تقویت دیتا ہے۔ اور جلد کی خشکی کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۷۵

سر اور ڈاڑھی میں کنگھی کرنے کے بعد سینہ پر کنگھی پھیرنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب سر اور ڈاڑھی میں کنگھی کر چکو تو کنگھی کو سینہ پر پھیرو۔ کہ ایسا کرنا ہم و غم اور وباء کو دور کرتا ہے۔

(الفروع کذا فی الفقیہ)

باب ۷۶

ڈاڑھی میں ایک ایک شمار کر کے ستر (۷۰) بار کنگھی کرنا یا سینتالیس بار کرنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص اپنی ڈاڑھی میں ستر (۷۰) بار کنگھی کرے اور اسے ایک ایک کر کے شمار کرے تو چالیس دن تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ جناب محمد بن علی بن احمد فتال نیشاپوری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ وہ سینتالیس مرتبہ ڈاڑھی میں اس طرح کنگھی کرتے تھے۔ کہ نیچے سے (اوپر کی طرف) چالیس بار اور اوپر سے (نیچے کی طرف) سات بار اور فرماتے تھے کہ ایسا کرنا ذہانت کو بڑھاتا ہے۔ اور بلغم کو قطع کرتا ہے۔ (روضۃ الواعظین کذا فی الخصال)

۳۔ جناب سید بن طاؤس فرماتے ہیں۔ کہ مروی ہے کہ کنگھی کرنے کی ابتداء نیچے سے کرے اور سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھے۔ (امان الاخطار)

۴۔ نیز جناب سید رقمطراز ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ چالیس بار نیچے سے اوپر کنگھی کرے اور اس وقت سورہ انا انزلناہ پڑھے پھر اوپر سے نیچے سات بار کرے اور اس وقت سورۃ العادیات کی تلاوت کرے اور آخر میں یہ دعا پڑھے:

"اللّٰهم سرّح عني الهموم و الغموم و وحشة الصدور"۔ (ایضاً)

باب ۷۷

بال، ناخن، دانت، خون، وہ جھلی جس میں بچہ ہوتا ہے اور خون بستہ کو دفن کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو کھمس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ارشادِ ربانی "**الم نجعل الارض کفاتاً احیاء و امواتا**" (کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کا ظرف نہیں بنایا۔ جہاں سب اکٹھے ہوتے ہیں؟) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے بال اور ناخن کا دفن کرنا مراد ہے۔ (الفروع)

۲۔ عبدالحمید بن ابی جعفر الفرا بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ آپؑ نے اسے ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا: الحمدللہ! پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو حکم دیا کہ جب مجھے دفن کرو تو میرے ساتھ میرا یہ دانت بھی دفن کر دینا۔ کچھ دنوں کے بعد دوسرا دانت ٹوٹا اسے بھی ہتھیلی پر رکھ کر کہا الحمدللہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا: جب میرا انتقال ہو جائے تو اسے بھی میرے ہمراہ دفن کر دینا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سنت ہے کہ جب کوئی شخص اپنا ناخن یا بال کاٹے تو اسے زمین میں دفن کر دے۔ (الفقیہ)

۴۔ عبداللہ بن الحسین بن زید اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے فرمایا: ہمیں چار چیزوں کے دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۱) بال۔ (۲) دانت۔ (۳) ناخن۔ (۴) اور خون۔ (الخصال)

۵۔ ہشام بن عروہ بالواسطہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت ہمیں انسان کی سات چیزوں کے دفن کرنے کا حکم دیتے تھے۔ (۱) بال۔ (۲) ناخن۔ (۳) خون۔ (۴) حیض۔ (۵) وہ جھلی جس میں بچہ ہوتا ہے۔ (۶) دانت۔ (۷) اور خون پسینہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ خضاب کی حدیثوں میں (باب ۴۱ کے اندر) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بالوں کا دفن کرنا واجب نہیں ہے۔ (بلکہ مستحب ہے) اور یہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ موئے مبارک آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے پاس موجود تھے۔

باب ۷۸

بالوں کا احترام کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بال رکھے وہ اچھی طرح ان کی دیکھ بھال[1] بھی کرے ورنہ انہیں کٹوا دے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خوبصورت بال اللہ کا عطا کردہ لباس ہے لہذا اس کا احترام کرو۔(الفقیہ)

باب ۷۹

سفید بالوں کا کٹوانا جائز ہے البتہ ان کا اکھیڑنا مکروہ ہے مگر پھر بھی حرام نہیں ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سفید بالوں کے کٹوانے اور ان کے اکھیڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ ان کا کٹوانا ان کے اکھیڑنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔(الفروع)

۲۔ ابن فضال بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ڈاڑھی سے سفید بال کٹوانے اور اکھیڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سفید بال نور ہیں ان کو مت اکھیڑو۔(الفقیہ)

۴۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ جن سے خداوند عالم بروز قیامت کلام نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی ان پر نظر رحمت کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔(۱) اپنے سفید بال اکھیڑنے والا۔(۲) مشت زنی کرنے والا۔(۳) اور مفعول۔(الخصال)

---

[1] یعنی ان کو دھوئے ان پر تیل لگائے۔ اور ان میں کنگھی پٹی کرے تاکہ وہ پراگندہ ہونے سے اور جوؤں سے محفوظ رہیں۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ جناب شیخ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: سفید بال نہ اکھیڑے جائیں۔ کیونکہ یہ مسلمان کے لئے نور ہیں۔ اور جس شخص کی اسلام میں ریش سفید ہوگی۔ بروز قیامت اس کے لئے نور ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ سفید بال نور ہیں۔ اور وقار۔ مگر میں نے ان کو درج نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سابقہ حکم پر صراحتاً دلالت نہیں کرتیں۔ پھر وہ روایات جو بال اکھیڑنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ ان کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔ لہٰذا یہ کراہت کے منافی نہیں ہیں۔ (**لان کل مکروہ جائز**) اور جن حدیثوں میں ان کے اکھیڑنے کی سخت وعید وارد ہوئی ہے (جیسے روایت نمبر ۴) تو یہ اس صورت پر محمول ہیں کہ جب ساری سفید ڈاڑھی صاف کرادی جائے یا اس کے اکثر حصہ کو صاف کرادیا جائے۔ (واللہ العالم)

باب ۸۰

ناخن کٹوانا مستحب ہے اور اس کا نہ کٹوانا مکروہ ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ قاسم بن یحییٰ سے اور وہ حسن بن راشد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ناخنوں کا کٹوانا بہت بڑی بیماری کو روکتا ہے۔ اور روزی کو کشادہ کرتا ہے۔ (الفروع، الثواب)

۲۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ناخنوں کو کاٹو۔ کیونکہ یہ شیطان کی خواب گاہ ہیں۔ اور اسی سے نسیان ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حذیفہ بن منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: فرزند آدم پر مسلط ہونے کے لئے شیطان کے پاس پوشیدہ ترین جگہ جہاں وہ چھپتا ہے وہ ناخنوں کے نیچے والی جگہ ہے (اگر ناخن بڑھے ہوئے ہوں)۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن عقبہ اپنے والد (عقبہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ناخن کٹوانا سنت ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا سلسلہ بند ہوگیا۔ آپؐ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا؟ فرمایا: بھلا وحی کیوں بند نہ ہو جبکہ تم لوگ نہ ناخن کٹواتے ہو اور نہ ہی بول و براز والے مقامات کو خوب صاف کرتے ہو۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب بیان کرتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن صرف جمعہ کے دن کٹوانے چاہئیں؟ امامؑ نے یہ بات سن کر از راہ تعجب فرمایا: سبحان اللہ جب چاہو کٹواؤ' جمعہ ہو یا کوئی دوسرا دن؟ (الفقیہ)

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں (۱) ناخن کٹوانا۔ (۲) مونچھیں کتروانا۔ (۳) بغلوں کے بال صاف کرنا۔ (۴) زیر ناف بال منڈوانا۔ (۵) اور ختنہ کرنا۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے سر منڈوانے کے سلسلہ میں (باب ۶۰، ۶۴ اور ۶۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۱

مردوں کے لئے (تہہ تک) پورے ناخن کٹوانا اور عورتوں کے لئے کچھ چھوڑ دینا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو حکم دیا کہ اپنے ناخن کٹواؤ' اور عورتوں سے فرمایا کہ تم تھوڑے سے چھوڑ دیا کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا تمہارے لئے زیادہ زینت کا باعث ہے۔ (الفروع کذا فی الفقیہ)

باب ۸۲

دانتوں سے ناخن کاٹنا' دانتوں سے ڈاڑھی پکڑنا (اور چبانا) اور بروز جمعہ پچھنے لگوانا مکروہ ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں دانتوں سے ناخن کاٹنے اور بروز بدھ اور جمعہ پچھنے لگوانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام وصیت نامہ میں فرمایا: یا علیؑ! تین چیزیں وسواس میں سے ہیں۔ (۱) مٹی کھانا۔ (۲) دانتوں سے ناخن کاٹنا۔

(۴) ڈاڑھی کا دانتوں سے چبانا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ پچھنے لگوانے کی متعلقہ حدیثیں (ج ۵ بذیل آداب سفر کتاب الحج میں) اور بروز بدھ سفر کرنے کے سلسلہ میں کتاب التجارۃ (ج ۶ ب ۱۳ میں) کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۳

ناخن کاٹتے وقت بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے ابتداء کرکے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر ختم کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ مرفوعاً (کسی امامؑ سے) روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ناخن کاٹنے کے سلسلہ میں اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرو۔ اور دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر ختم کرو۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن اس طرح کاٹے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے تو الخ۔۔۔۔)۔ (الفقیہ)

باب ۸۴

مرد وعورت دونوں کے لئے بغلوں کے بال زائل کرنا مستحب ہے اگرچہ اکھیڑنے پڑیں اور ان کو بڑھانا مکروہ ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم وحفص سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو حمام کے اندر بغلوں میں نورہ لگاتے ہوئے دیکھا۔ (التہذیب۔ الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بغلوں کے بال نہ بڑھائے کیونکہ شیطان اسے چھپنے کی جگہ سمجھ کر وہاں چھپ جاتا ہے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ بغلوں کے بال منڈوائیں۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بغلوں کے بال صاف کروانا بدبو کو دور کرتا ہے ایسا کرنا صفائی و پاکیزگی کا باعث ہے اور سنت ہے جس کا طیب وطاہر (نبیؐ) نے حکم دیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (مسواک کے ابواب میں سے باب ۸ وغیرہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۵۵ میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۵

بغلوں کے بال صاف کرنے کے سلسلہ میں نورہ لگانے کو منڈوانے پر اور منڈوانے کو اکھیڑنے پر ترجیح دینا مستحب ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں ابوبصیر کے ہمراہ حمام میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نورہ لگایا ہوا ہے اور بغلوں کے نیچے بھی نورہ لگا رکھا ہے۔ میں نے ابو بصیر کو اس امر کی اطلاع دی۔ انہوں نے مجھ سے کہا: مجھے ان کی خدمت میں لے چلو۔ تاکہ میں اس سلسلہ میں ان سے کچھ پوچھ سکوں؟ علی نے کہا (پوچھنا کیا ہے)۔ میں نے جو دیکھا ہے؟ ابوبصیر نے کہا تم نے دیکھا ہے۔ میں نے تو نہیں دیکھا۔ بالآخر ابوبصیر نے امام علیہ السلام تک رسائی حاصل کی اور عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! (علی بن ابی حمزہ نے) مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ آپ نے نورہ لگایا ہوا ہے اور بغلوں میں بھی نورہ لگایا ہے؟ فرمایا: ہاں ابومحمد! بغلوں کا بال اکھیڑنا آنکھوں کو کمزور کرتا ہے اے ابومحمد! نورہ لگاؤ۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم مدینہ میں تھے کہ زرارہ نے بغلوں کے بال اکھیڑنے اور منڈوانے کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کیا۔ میں کہتا تھا کہ ان کا منڈوانا افضل ہے اور زرارہ کہتے تھے کہ ان کا اکھیڑنا افضل ہے؟ پس ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اذن باریابی طلب کیا۔ اور انہوں نے اذن دیا جبکہ وہ حمام میں تھے۔ اور نورہ لگا رہے تھے۔ اور زیر بغل بھی نورہ لگا چکے تھے۔ میں نے زرارہ سے کہا۔ کیا اتنا کافی ہے؟ (کہ امامؑ کا عمل دیکھ لیا) کہا: نہ کیا معلوم کہ انہوں نے کس وجہ سے لگایا ہے؟ ہماری بحث و تمحیص سن کر امامؑ نے فرمایا: کس بات پر آپس میں الجھ رہے ہو؟ میں نے اپنا اور زرارہ کا باہمی اختلاف بیان کیا؟ امامؑ نے سن کر فرمایا: تمہارا نظریہ سنت کے مطابق ہے اور زرارہ اس سے چوک گئے ہیں۔ (پھر فرمایا) ان بالوں کا منڈوانا اکھیڑنے سے بہتر ہے۔ اور نورہ لگانا منڈوانے سے بھی بہتر ہے۔ (الفروع۔ التہذیب)

۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض اوقات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام صرف زیر بغل بالوں پر نورہ لگانے کی خاطر حمام میں تشریف لے جاتے تھے۔ (الفروع)

۴۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام کے اندر بغلوں میں نورہ لگاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ان بالوں کا اکھیڑنا کاندھوں کو اور آنکھوں کو کمزور کرتا ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت امیر علیہ السلام حدیث اربعماۃ میں فرماتے ہیں کہ بغلوں کے بالوں کو اکھیڑنا ناپسندیدہ بو کو دور کرتا ہے۔ اور یہ طہارت بھی ہے اور سنت بھی۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ (بالوں کو اکھیڑنا) اس صورت پر محمول ہے کہ جب کسی وجہ سے اس کے بغیر ان بالوں کا زائل کرنا مشکل ہو۔ یا یہ فضل استحباب پر محمول ہوگا اور کراہت اس صورت میں ہوگی کہ جب دوسری افضل شکل اختیار کرنا ممکن ہو مگر اس کو اختیار نہ کیا جائے واللہ اعلم۔

باب ۸۶

مرد کے لئے زیرناف بالوں کا چالیس دن سے زائد عرصہ تک اور عورت کے لئے بیس دن سے زائد عرصہ تک صاف نہ کرنا سخت مکروہ ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ چالیس دن سے زیادہ عرصہ تک زیرناف بالوں کو نہ چھوڑے اور نہ ہی خدا و آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ بیس دن سے زیادہ عرصہ تک ان بالوں کو چھوڑے۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۲۔ جناب فتال نیشاپوری روضۃ الواعظین میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نورہ لگانے میں سنت یہ ہے کہ ہر پندرہ دن میں ایک بار لگایا جائے اور جس شخص کو بیس دن گزر جائیں تو وہ خدا کے بھروسہ پر قرض لے کر لگائے اور جس کو پورے چالیس دن گزر جائیں اور وہ نورہ نہ لگائے تو وہ نہ مؤمن ہے نہ مسلمان اور نہ ہی اس کے لئے کوئی احترام ہے۔ (روضۃ الواعظین)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اسلام و ایمان کے کمال کی نفی پر محمول ہے یعنی ایسا شخص کامل الاسلام والایمان نہیں ہے۔

۳۔ نیز جناب موصوف حضرت رسول خدا صلی آپ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ چالیس دن سے زیادہ عرصہ تک زیرناف بال نہ چھوڑے۔ اور اگر نورہ خریدنے کے لئے پیسے نہ ہوں تو چالیس دن کے بعد خدا کے بھروسہ پر قرضہ لے اور زیادہ تاخیر نہ کرے۔ (روضۃ الواعظین۔ الخصال)

باب ۸۷

مونچھوں، بغلوں اور زیرِ ناف بالوں کا بڑھانا مکروہ ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی مونچھیں، زیرِ بغل اور زیرِ ناف بال نہ بڑھائے۔ کیونکہ شیطان ان بالوں کو اپنی پناہ گاہ بناتا ہے۔ اور پھر اس میں چھپ جاتا ہے۔(علل الشرائع)

باب ۸۸

لوہے سے بال اور ناخن کٹوانے کے بعد سر اور ناخنوں پر پانی لگانا مستحب ہے اور جو ایسا نہ کرے اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے بال کٹوائے اور ان کو پانی لگائے بغیر نماز پڑھ لی تو؟ فرمایا: وہاں پانی لگائے (مگر اس کے بغیر) پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ نواقض وضو کے (باب ۱۴ میں) اس قسم کی متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸۹

خوشبو لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے۔ کہ تین چیزیں نبیوں کی سنتوں میں سے ہیں (۱) عطر لگانا۔ (۲) بال کٹوانا۔ (۳) اور بکثرت مباشرت کرنا۔(الفروع)

۲۔ نیز یہی راوی انہی امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: آدمی کو یہ بات زیبا نہیں ہے کہ وہ کسی دن خوشبو لگانا ترک کرے۔ (ایضاً)

۳۔ احمد بن محمد بن ابونصر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خوشبو لگانا انبیاءؑ کے اخلاق میں سے ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خوشبو لگانا دل کو مضبوط کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو انبیاء و مرسلین کو دی گئی ہیں (۱) عطر۔ (۲) بیویاں۔ (۳) مسواک۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن رئاب بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا' فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: خوشبو دل کو مضبوط کرتی ہے اور قوت جماع میں اضافہ کرتی ہے۔
(ایضاً و قرب الاسناد)

۷۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خوشبو ایک فسون ہے۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۸۔ انس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تمہاری دنیا میں سے مجھے صرف تین چیزیں پسند ہیں۔ (۱) عورتیں۔ (۲) خوشبو۔ (۳) اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مسواک کے باب (باب ۱ اور آداب حمام کے باب ۶۰ وغیرہ) میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ جمعہ کے ابواب میں آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹۰

مونچھوں میں خوشبو لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مونچھوں میں خوشبو لگانا' انبیاء کے اخلاق میں سے ہے اور اس میں کراماً کاتبین کا اکرام ہے۔ (الفروع کذا فی الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹۱

دن کے پہلے حصہ میں، نماز کے وقت، وضو کے بعد اور مسجدوں میں داخل ہونے کے لئے خوشبو لگانا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص دن کے پہلے پہر خوشبو لگائے۔ اس کی عقل شام تک برابر اس کے ساتھ رہتی ہے۔ (وہ کوئی خلاف عقل وخرد کلام وکام نہیں کرتا)۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے (باب ۸۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ آئیں گی (ج ۲ باب ۱۴۴ احکام مساجد میں) جو اس مقصد پر عمومی طور پر دلالت کرتی ہیں۔ اور عنوان میں مذکورہ مطالب پر دلالت کرنے والی حدیثیں اپنے اپنے محل ومقام پر بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹۲

خوشبو کے سلسلہ میں زیادہ خرچ کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق الطویل العطار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو میں کھانے سے زیادہ زر خرچ کرتے تھے۔(الفروع)

۲۔ زکریا المؤمن مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ امام نے فرمایا: خوشبو کے سلسلہ میں جس قدر بھی زر صرف کیا جائے اس میں اسراف نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ محمد بن الولید کرمانی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کستوری لگانے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام رضا علیہ السلام) کے حکم سے ان کے لئے بان کے تیل میں سات سو درہم کی کستوری تیار کی گئی۔ فضل بن سہل (برمکی مامون عباسی کے وزیر) نے آپؑ کی خدمت میں لکھا کہ لوگ اس بات پر اعتراض کر رہے ہیں۔ آپؑ نے جواب میں لکھا تمہیں معلوم نہیں ہے۔ کہ حضرت یوسف جو کہ نبی تھے۔ ریشم کا ایسا

لباس زیب تن کرتے تھے۔ جو زربفت ہوتا تھا۔ اور سونے کی کرسیوں[1] پر بیٹھتے تھے۔ تو اگر اس بات نے ان کی حکمت و دانائی (اور شان) میں کوئی کمی نہیں کی۔ (تو خوشبو میں چند سو درہم خرچ کرنے سے میری کسر شان کیوں ہونے لگی؟ پھر حکم دیا اور چار ہزار درہم میں آپ کے لئے مختلف خوشبوئیں ملا کر ایک مرکب ''غالیہ''[2] کے نام سے تیار کیا گیا۔ (ایضاً)

باب ۹۳

عورتوں کے لئے اس خوشبو کا لگانا جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو مخفی ہو اور مردوں کے لئے اس کے برعکس خوشبو لگانا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو مخفی ہو اور مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ مخفی ہو اور خوشبو ظاہر ہو۔ (الفروع)

باب ۹۴

خوشبو اور عزت افزائی کی چیز کا رد کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو بطور تحفہ خوشبو پیش کی جاتی ہے۔ اور وہ اسے رد کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: اسے عزت افزائی کی چیز کو رد نہیں کرنا چاہیے۔ (الفروع)

۲۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے تیل لگایا ہوا تھا کہ ان کی خدمت میں تیل پیش کیا گیا۔ آپؑ نے وہ بھی لگا لیا اور فرمایا کہ ہم خوشبو واپس نہیں کیا کرتے۔ (ایضاً)

۳۔ حسن بن الجہم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عزت

---

[1] اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس دور کی شریعت میں مردوں کے لئے ریشم اور سونے کا استعمال ممنوع و حرام نہیں تھا جبکہ شریعت اسلامیہ میں ممنوع و حرام ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ غالیہ۔ مشک عنبر عود اور تیل کو ملا کر تیار کیا جاتا تھا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

افزائی والی چیز کو رد نہیں کرتا مگر گدھا۔ عرض کیا گیا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا جسے لگانے کے لئے خوشبو، بیٹھنے کے لئے تکیہ (اور چند اور چیزیں گنوائیں) پیش کی جائیں اور وہ قبول نہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ عیسیٰ بن عبداللہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تحفہ میں پیش کی گئی) خوشبو اور کسی میٹھی چیز کو رد نہیں کرتے تھے۔ (ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم بعض حدیثیں اس کے بعد (ج ۵ باب العشرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۵

کستوری لگانا اور اسے سونگھنا اور اسے طعام میں ڈال کر اس کی رنگت نکھارنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلم زد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہیں)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد حسن بن الجہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ انہوں نے ایک ڈبیہ نکالی جس میں کستوری تھی۔ اور مجھے حکم دیا کہ اس سے لو۔ چنانچہ میں نے تھوڑی سی لی۔ اور لگائی۔ فرمایا: اور لو۔ اور سینہ پر لگاؤ۔ چنانچہ میں نے تھوڑی سی اور لی (سینہ کے بالائی حصہ) پر لگائی۔ امامؑ نے فرمایا: اچھی طرح لو! اب کی بار ذرا زیادہ لی۔ فرمایا: اسے گدی پر لگاؤ۔ (الفروع)

۲۔ یہی راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آبنوس کی لکڑی کا ایک ڈبہ نکالا جس میں بہت سے مختلف خانے بنے ہوئے تھے۔ جس طرح عورتوں کے ہاں ہوتے ہیں۔ (ایضا)

۳۔ وشاء بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس قلعی کا ایک شاندانہ تھا۔ جس میں کنگھی کرتے تھے اور اس میں کستوری تھی۔ اور وہ لٹکا رہتا تھا۔ جب امامؑ باہر تشریف لے جانا چاہتے اور باہر والے کپڑے زیب تن کر لیتے تو اس میں سے تھوڑی سی کستوری نکال کر لگا لیتے تھے۔ (ایضا)

۴۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشک کی اس قدر خوشبو لگاتے تھے کہ اس کی چمک دمک آپ کی مانگ والی جگہ پر نظر آتی تھی۔ (الفروع۔ قرب الاسناد)

۵۔ ابوبکر بن عبداللہ الاشعری بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کستوری کا سونگھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہم اسے سونگھتے ہیں۔ (ایضا)

۶۔ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا تیل میں کستوری ملائی جاسکتی ہے؟ فرمایا: میں خود ایسا کرتا ہوں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضا)

۷۔ شیخ کلینی فرماتے ہیں کہ طعام میں کستوری ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا طعام میں مشک، عنبر قسم کی کوئی خوشبو ڈالنا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المسائل۔ بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے (باب ۸۹ و باب ۹۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر ہو چکی ہیں جو عمومی یا خصوصی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آئندہ بھی (باب ۹۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۶

مختلف خوشبوؤں کے مرکب (غالیہ) کی خوشبو لگانا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تاجروں کے ساتھ کاروبار کرتا ہوں اس لئے مجھے لوگوں کے لئے خاص تیاری کرنی پڑتی ہے۔ (بننا سنورنا پڑتا ہے) تاکہ لوگ مجھے غریب و نادار نہ سمجھیں۔ اس لئے میں مختلف خوشبوؤں کو ملا کر ایک مرکب تیار کرتا ہوں۔ فرمایا: اے اسحاق! ایسا مرکب تھوڑا ہو یا زیادہ، برابر ہے اور کافی ہے۔ جو شخص اس مرکب سے ہمیشہ تھوڑا سا لگاتا رہے وہ کافی ہے۔ اسحاق کہتے ہیں (امامؑ کے اس فرمان کے بعد) میں سال بھر میں صرف دس درہم کا ایک ایسا مرکب خریدتا ہوں جو میرے لئے کافی ہوتا ہے۔ اور اس کی خوشبو ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸۹ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد مساجد کے احکام (ج ۲ و باب ۲۳) وغیرہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۷

کستوری، عنبر، زعفران اور عود کی خوشبو لگانا اور قرآن کی بعض آیتوں، سورتوں کا لکھنا اور غلاف اور شیشی کے درمیان رکھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے امام رضا علیہ السلام نے حکم دیا پس میں نے ان کے لئے ایک ایسا تیل تیار کیا جس میں کستوری اور عنبر ملا ہوا تھا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ ایک کاغذ پر آیۃ الکرسی سورہ

الحمد، معوذتین اور چندوہ آیتیں جو شیطان کے دفعیہ کے لئے لکھی اور پڑھی جاتی ہیں لکھوں۔ اور اسے غلاف میں بند کر کے اور شیشی کے درمیان رکھوں۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ اور (وہ مرکب تیل) امامؑ کی خدمت میں پیش کیا اور امام علیہ السلام نے اسے اپنی ریش مبارک پر لیتھڑا جبکہ میں دیکھ رہا تھا۔ (الفروع)

۲۔ عبدالغفار بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ (حقیقی) خوشبو کستوری، عنبر، زعفران اور عود کا نام ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ اس سے پہلے (باب ۹۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۹۸

خلوق [۱] کی خوشبو لگانا مستحب ہے مگر وہ ہمیشہ لگانا اور رات کے وقت لگا کر سونا مکروہ ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حمام کے اندر خلوق لگانے یا دوا کے طور پر ہاتھ پر لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر میں ہمیشہ اس کے لگانے کو پسند نہیں کرتا۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا میں خلوق لگا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر میں ہمیشہ اس کے لگانے کو پسند نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن الفیض حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ مجھے خلوق پسند ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حمام میں خلوق لگانے یا اگر ہاتھ پھٹے ہوئے ہوں۔ تو بطور دوا ان پر اس کے لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر میں اس کے ہمیشہ لگانے کو پسند نہیں کرتا۔ پھر فرمایا: خلوق لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر خلوق لگا کر رات نہ گزارے۔ (ایضاً)

۵۔ ابان ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی عورت کی خاطر خلوق لگائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن خلوق لگا کر رات نہ گزارے۔ (ایضاً)

---

[۱] خلوق ایک مرکب خوشبو ہے۔ جو زعفران وغیرہ سے بنائی جاتی ہے جس کا رنگ غالباً زرد اور سرخ ہوتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۹۹

اس مخصوص ''نصوح''[1] نامی سیال خوشبو کا حکم جس میں کچھ پانی ملا دودھ بھی شامل ہو اس کے بطور خوشبو لگانے اور کنگھی میں اور سر میں لگانے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کہنہ ''نصوح'' کے متعلق سوال کیا کہ کون سا طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ اس کا استعمال جائز ہو جائے؟ فرمایا: کھجور کے پانی کو اس قدر جوش دو کہ اس کا دو تہائی حصہ خشک ہو جائے (اس طرح باقیماندہ حصہ پاک ہو جائے گا)۔(تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اشربہ محرمہ کے باب (ج ۸ باب ۳۷) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۰

دھونی لینا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر ایک مرد طاقت رکھتا ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ کپڑوں کو دھونی دے۔

(التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہمراہ (کپڑوں کو) دھونی دی پھر فرمایا کہ مرازم کو بھی دھونی دو۔ مرازم کہتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ اگر کوئی اور

---

[1] اس مخصوص خوشبو کے بنانے کا طریقہ یہ تھا کہ کھجور، گڑ، قرنفل، سیب اور زعفران وغیرہ مختلف چیزوں کو ملا کر اور ایک ہانڈی میں خاص مقدار کے پانی میں ڈال کر اس کا منہ بند کر کے اتنے دن رکھتے تھے کہ اس میں نشہ اور سکر کی خاصیت پیدا ہو جاتی تھی۔ جو کہ حرمین کی عورتوں میں رائج تھا آئمہ طاہرین علیہم السلام نے اسے نجس قرار دے کر گندی نالی میں انڈیلنے کا حکم دیا ہے۔ اور اسے جائز الاستعمال بنانے کا وہی طریقہ ہے جو اس حدیث میں وارد ہے۔ کہ اسے آگ پر رکھ کر اس قدر جوش دیا جائے کہ اس کا دو تہائی حصہ ختم ہو جائے تو باقیماندہ ایک تہائی پاک ہو جائے گی۔ (مجمع البحرین)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

شخص بھی اس سے اپنا حصہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۳۔ حسن بن الجہم بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام رضا علیہ السلام حمام سے باہر تشریف لائے تو میں نے ان کے (کپڑوں میں) دھونی کی خوشبو محسوس کی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۰۱ میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۱

قُسط (کوٹھ) مُرّ (ایک درخت کا گوند) لبان (کندر) اور عود ہندی کی دھونی دینے اور گلاب کا پانی استعمال کرنے کے بعد کستوری لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن علی بن جعفر سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ کہ آنکھوں کی بیماریوں کی شفاء سورہ حمد، معوذتین اور آیۃ الکرسی پڑھنے اور قسط، مر اور لبان کی دھونی دینے میں ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ الصولی سے اور وہ اپنی دادی عذراء سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہم چند کنیزوں کو خرید کر کے مامون عباسی کے پاس لایا گیا۔ اور اس نے مجھے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ھبہ کر دیا۔ (صولی بیان کرتے ہیں کہ) میں نے دادی سے کہا کہ مجھے حضرت امام رضا علیہ السلام کے کچھ حالات بتائیں۔ اس نے کہا مجھے اور تو کچھ یاد نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ میں دیکھتی تھی کہ وہ عود کی دھونی دیتے تھے اور اس کے بعد گلاب کا پانی اور کستوری استعمال کرتے تھے۔ اور جب صبح کی نماز اول وقت پر پڑھ چکتے تھے تو سجدہ (شکر) میں سر رکھ دیتے تھے۔ اور اس وقت سجدے سے سر اٹھاتے تھے۔ جب سورج نکل آتا تھا۔ بلکہ بلند ہو جاتا تھا۔ پھر لوگوں سے (ملاقات) کے لئے بیٹھتے تھے یا سواری پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جاتے تھے اور ان کے گھر میں کوئی بھی آدمی بآواز بلند بات نہیں کر سکتا تھا۔ بلکہ سب لوگ آہستہ آہستہ اور کم کم بات کرتے تھے۔ (عیون الاخبار)

۳۔ جناب شیخ بہائیؒ نے مفتاح الفلاح میں اہل عصمتؑ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا جو شخص گلاب کا پانی منہ پر ملے اسے پورا دن کوئی محتاجی اور فقر و فاقہ لاحق نہیں ہوگا۔ (مفتاح الفلاح)

باب ۱۰۲

تیل لگانا مستحب ہے اور اس کے آداب؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن السمط سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تیل لگانا برائی کو دور کرتا ہے۔(الفروع)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تیل لگانا چمڑے کو نرم کرتا ہے' دماغ کو بڑھاتا ہے۔ پانی کے جاری ہونے کے مقامات (مساموں) کو کھولتا ہے' خشکی کو دور کرتا ہے۔ اور رنگ کو نکھارتا ہے۔(الفروع۔ الخصال)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تیل لگانا تونگری کو ظاہر کرتا ہے۔(ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تیل لگانا غنا و تونگری کو' عمدہ کپڑے پہننا حسن و جمال کو ظاہر کرتا ہے اور سلیقہ کی عمدگی اور خوش مزاجی دشمن کو ذلیل و رسوا کرتی ہے۔(الخصال)

۵۔ فاضل طبرسیؒ مکارم الاخلاق میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیل کو پسند کرتے تھے۔ اور پراگندہ موئی کو ناپسند کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ تیل لگانا محتاجگی کو دور کرتا ہے۔ اور خود آنحضرت مختلف انواع و اقسام کا تیل لگاتے تھے۔ اور جب بدن پر تیل لگاتے تو سر اور ڈاڑھی سے ابتداء کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ سر ڈاڑھی پر بھی مقدم ہے۔ اور (زیادہ تر) بنفشہ کا تیل لگاتے تھے اور ابتداء ابروؤں سے کرتے' اور پھر مونچھوں پر لگاتے پھر سونگھتے اور ناک میں داخل کرتے۔ اس کے بعد سر پر لگاتے۔ اور اگر کبھی درد سر کی شکایت ہوتی تو ابروؤں پر تیل لگاتے۔ اور ڈاڑھی والے تیل کے علاوہ مونچھوں پر تیل لگاتے تھے۔(مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ آنے والے ابواب میں ایسی کئی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۰۳

رات کو تیل لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: رات کو تیل لگانا رگوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ چمڑے کو تر و تازہ کرتا ہے۔ اور چہرہ کو سفید کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب حسین بسطام باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: رات کو تیل لگانا رگوں میں داخل ہوتا ہے اور چمڑے کی اصلاح کرتا ہے۔ (طب الائمہ)

باب ۱۰۴

تیل لگاتے وقت منقولہ دعا پڑھنا اور تالو سے ابتداء کرنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مہزم اسدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تیل (لگانے کے لئے) ہتھیلی پر لو تو یہ دعا پڑھو: **"اللّٰھم انی اسئلک الزین و الزینۃ و المحبۃ واعوذ بک من الشین و الشنان و المقت"**۔ پھر چندیا پر لگاؤ۔ جس سے خدا نے (خلقت کے وقت) ابتداء کی ہے تم بھی اسی سے ابتداء کرو۔ (الفروع)

باب ۱۰۵

نیکی کے طور پر مؤمن کو تیل لگانا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر دھان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو تیل لگائے گا تو خداوند عالم اس کے ایک ایک بال کے عوض اس کے لئے قیامت کے دن ایک ایک نور لکھ دے گا۔ (الفروع۔ الاخوان۔ الثواب)

باب ۱۰۶

ہمیشہ اور بکثرت تیل لگانا مکروہ بلکہ مہینہ میں ایک بار یا ہفتہ میں ایک دو بار لگانا چاہیئے۔ ہاں البتہ عورت کے لئے ہمیشہ لگانا جائز ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مرد کو ہر روز تیل نہیں لگانا چاہیئے۔ بلکہ مرد کو چاہیئے کہ وہ بالوں میں کچھ پراگندہ موئی بھی دیکھے ہر وقت اس طرح چکنا چپڑا نہ رہے جیسے عورت رہتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے شریف اور بامروت لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ اس لئے میں ہر روز تھوڑا سا تیل لگا لیتا ہوں؟ امامؑ نے فرمایا: میں اسے پسند نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا: ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن لگاؤں؟ فرمایا: میں اسے بھی پسند نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا تو دو دن چھوڑ کر تیسرے دن لگاؤں؟ فرمایا: جمعہ سے جمعہ تک (ہفتہ بھر میں) ایک یا دو بار کافی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن جریر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کتنی مدت میں تیل لگاؤں؟ فرمایا: ہر سال میں ایک بار۔ میں نے عرض کیا اس طرح تو لوگ خیال کریں گے کہ میں بڑا غریب ہوں۔ اسی طرح میں برابر تکرار کرتا رہا اور (امام مدت میں کمی کرتے رہے) یہاں تک کہ فرمایا: ایک مہینہ میں ایک بار۔ اس سے زیادہ امامؑ نے مجھے رعایت نہ دی۔ (ایضاً)

باب ۱۰۷

بنفشہ کا تیل لگانا اور اسے تمام اقسام کے تیلوں پر ترجیح دینا مستحب ہے

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بنفشہ کا تیل تمہارے تمام تیلوں کا سردار ہے۔ (الفروع)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تمہاری جانب سے جو کچھ آتا ہے ہمیں بنفشہ سب سے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن فیض بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں تیلوں کا تذکرہ کیا گیا۔ آپؑ نے بنفشہ کے تیل کا ذکر کیا اور اس کو سب پر فوقیت و فضیلت دی۔ فرمایا: بہترین تیل بنفشہ کا ہے۔ لہٰذا تم وہی لگایا کرو۔ کیونکہ دوسرے تیلوں پر اسے وہی فضیلت حاصل ہے جو ہمیں عام لوگوں پر حاصل ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسرائیل بن ابی اسامہ بیاع الزطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تیلوں میں بنفشہ کے تیل کی وہی مثال ہے جو عام لوگوں میں ہماری ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالرحمٰن بن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بنفشہ کے تیل کو دوسرے تیلوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو اسلام کو دوسرے ادیان پر۔ پھر فرمایا: بنفشہ کا تیل بہترین تیل ہے۔ جو سر اور آنکھوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے اس لئے تم یہی تیل لگایا کرو۔ (ایضاً)

۶۔ اس سلسلہ سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: خادمہ کو بلاؤ۔ کہ تیل اور سرمہ لائے۔ چنانچہ میں نے خادمہ کو بلایا وہ بنفشہ کے تیل کی شیشی لائی۔ اور اس دن سخت سردی پڑ رہی تھی۔ مہزم نے بہت سا تیل آپ کی ہتھیلی پر ڈالا۔ اور عرض کیا مولا! یہ بنفشہ کا تیل اور یہ سردی؟ امامؑ نے فرمایا: مہزم کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ ہمارے کوفہ کے طبیب تو گمان کرتے ہیں۔ کہ بنفشہ ٹھنڈا ہے یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: وہ گرمیوں میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور سردیوں میں گرم ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن سوقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بنفشہ کا تیل دماغ کو بڑھاتا ہے اور اسے تیز کرتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ خالد بن نجیح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تیلوں میں بنفشہ کے تیل کا وہی مقام ہے جو عام لوگوں میں ہمارے شیعوں کا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بنفشہ کا تیل ضرور لگاؤ۔ کیونکہ تیلوں پر اسے وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے تمام مخلوق پر ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بنفشہ کا تیل منگوایا اور لگایا۔ پھر راوی سے فرمایا: تم بھی لگاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے تو تیل لگایا ہوا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: یہ بنفشہ کا تیل ہے؟ راوی نے عرض کیا تو بنفشہ کے تیل کی کیا فضیلت ہے؟ امامؑ نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام تیلوں پر بنفشہ کے تیل کو وہی فضیلت حاصل ہے جو

تمام ادیان پر اسلام کو حاصل ہے۔ (عیون الاخبار۔ کذافی الکفایۃ للخزاز)

۱۱۔ جناب حسین بن بسطام انہی حضرت سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بنفشہ کے تیل کو دوسرے تیلوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو عام لوگوں پر مؤمن کو حاصل ہے۔ پھر فرمایا: یہ تیل سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں سرد ہوتا ہے۔ اور دوسرے تمام تیلوں میں سے کسی بھی تیل کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے (کیونکہ وہ یا صرف سرد ہوتے ہیں یا یا صرف گرم)۔ (طب الائمہ)

۱۲۔ نیز انہی جناب سے مروی ہے۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنفشہ کا تیل ضرور لگاؤ۔ کیونکہ تمام تیلوں پر بنفشہ کے تیل کو وہی فضیلت حاصل ہے۔ جو تمام لوگوں پر اہل بیتؑ کو حاصل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ بھی (باب ۱۰۸ و باب ۱۰۹ و باب ۱۱۰ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۰۸

زخم، بخار اور سر درد وغیرہ میں بنفشہ کا تیل بطور دوا ناک میں چڑھانا اور اس کا لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح بن عقبہ سے اور وہ اپنے والد (عقبہ) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک خچر ہدیۃً پیش کیا گیا۔ اور اس خچر نے اس آدمی کو جس کے ہاتھ اسے بھیجا گیا تھا، پچھاڑ دیا۔ اور اس کے سر کو زخمی کر دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے سارا ماجرا امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ امامؑ نے فرمایا: تم نے روغن بنفشہ کیوں اس (زخمی) کے ناک میں نہیں چڑھایا۔ پس ہم نے بحکم امام جب اس کے ناک میں روغن بنفشہ چڑھایا تو وہ ٹھیک ہوگیا۔ امامؑ نے فرمایا: اے عقبہ! بنفشہ گرمیوں میں ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم ہوتا ہے۔ اور ہمارے شیعوں کے لئے نرم اور تر ہے ہمارے دشمنوں کے لئے خشک ہے اور (فرمایا کہ) کہ اگر لوگوں کو بنفشہ کی فضیلت اور خاصیت کا پتہ چل جائے تو اس کے ایک اوقیہ (قریباً سوا تولہ کی قیمت) ایک اشرفی قرار پائے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ روغن بنفشہ ناک میں چڑھاؤ۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اگر لوگوں کو روغن بنفشہ کی خاصیت وفضیلت کا علم ہو جاتا تو وہ اسے تھوڑا تھوڑا کر کے پی جاتے۔ (ایضاً)

۳۔ اسی سلسلہ سند کے ساتھ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: بخار کی گرمی کو روغن بنفشہ کے ذریعہ سے توڑو۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن اسباط مرفوعاً امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ابروؤں پر روغن بنفشہ لگانا درد سر کو دفع کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰۷ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (ج ۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۹

روغن خیری لگانا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ثعلبہ بن میمون سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے روغن بنفشہ کا ذکر کیا اور اس کی تعریف کی پھر فرمایا: روغن خیری (خطمی) بھی بڑا نرم و نازک ہے۔ (الفروع)

۲۔ حسن بن الجہم بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو روغن خیری لگاتے ہوئے دیکھا۔ اور مجھے بھی حکم دیا کہ تم بھی لگاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آپؑ روغن بنفشہ کیوں استعمال نہیں کرتے۔ جبکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کی بہت فضیلت مروی ہے؟ فرمایا: مجھے اس کی بو پسند نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بو تو مجھے بھی اس کی پسند نہیں تھی۔ مگر اس کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی جانب سے مجھ تک اس کی بڑی فضیلت پہنچی تھی۔ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۱۰

روغن بان (بابونہ) لگانا اور اسے بطور دوا استعمال کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فیض سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مختلف تیلوں کا تذکرہ کیا گیا تو آپؑ نے روغن بنفشہ کا ذکر کیا۔ اور اس کو سب پر فضیلت دی۔ اور فرمایا: روغن بنفشہ بہترین چیز ہے۔ وہ لگایا کرو۔ (آخر میں فرمایا) روغن بابونہ مردانہ[1] روغن ہے اور بہترین چیز ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابن اذینہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ہاتھوں اور پاؤں کے پھٹنے کی

---

[1] وسائل الشیعہ کے نسخہ میں "دہن ذکر" مذکور ہے۔ جس کا ترجمہ ہم نے مردانہ روغن کیا ہے کیونکہ باب ۹۳ میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ وہ خوشبو جس کا رنگ پنہاں اور خوشبو عیاں ہو اسے مردانہ خوشبو اور جو اس کے برعکس ہو اسے زنانہ خوشبو کہا جاتا ہے۔ مگر وافی میں "دہن ذکی" مذکور ہے۔ جس کے معنی یہ ہوں گے۔ یہ "ایسا روغن ہے جس کی خوشبو اور مہک بہت تیز ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

شکایت کی۔ امامؑ نے فرمایا: تھوڑی سی کپاس لو۔ اور اسے روغن بابونہ میں تر کر کے ناف پر رکھو۔ اسحاق بن عمار نے (از راہ تعجب) عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ کیا وہ روغن بابونہ کو کپاس میں رکھ کر ناف پر رکھے؟ امامؑ نے فرمایا: اسحاق! تمہاری ناف تو چونکہ بڑی ہے۔ اس لئے تم اس میں روغن بابونہ ڈالو۔ ابن اذنیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اس کے بعد میری اس شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے صرف ایک بار ایسا کیا تھا۔ جس سے اس کی تکلیف دور ہوگئی۔ (ایضاً)

۳۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بابونہ کا روغن لگائے پھر (جابر) بادشاہ کے سامنے جائے تو وہ باذن اللہ اسے کوئی نقصان و زیاں نہیں پہنچائے گا۔ (طب الائمہ)

۴۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ روغن بابونہ بہترین روغن ہے یہ حرز ہے یہ مردانہ ہے (بروایت دیگر اس کی مہک اور خوشبو بہت تیز ہے) اور ہر بلا و مصیبت سے باعث امن و امان ہے۔ لہٰذا یہ روغن لگایا کرو۔ کہ انبیاء علیہم السلام یہ روغن لگایا کرتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۱۱۱

روغن زنبق (چنبیلی کا تیل) لگانا اور ناک میں چڑھانا مستحب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیاری سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جسم کے لئے چنبیلی کے تیل سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: رازقی (چنبیلی کا تیل) ان تمام تیلوں سے افضل ہے۔ جو تم جسم پر لگاتے ہو۔ (طب الائمہ)

۳۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ چنبیلی کے تیل سے بڑھ کر کوئی تیل جسم کے لئے مفید نہیں ہے۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں اور ستر بیماریوں کی شفاء ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: ''کیس'' لگاؤ کہ اس میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے۔ عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! ''کیس'' کیا ہے؟ فرمایا: چنبیلی کا تیل! (ایضاً)

باب ۱۱۲

تلوں کے تیل کا ناک میں چڑھانا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب سر میں کچھ تکلیف ہوتی تھی تو تلوں کا تیل ناک میں ڈالتے تھے۔(الفروع)

۲۔ قیس باھلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوں کے تیل کا سعوط (ناک میں چڑھانا) پسند کرتے تھے۔(ایضاً)

باب ۱۱۳

ریحان (خوشبودار جیسے پھول یا عطر وغیرہ) کو سونگھنا، اس کا آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے اور اگر کوئی پیش کرے تو اس کا رد کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے پاس کوئی خوشبو لائی جائے تو اسے چاہیئے کہ اسے سونگھے اور اپنی آنکھوں پر رکھے کیونکہ یہ جنت میں سے ہے۔(الفروع)

۲۔ طلحہ بن زید مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے پاس کوئی خوشبو لائی جائے تو اسے چاہیئے کہ اسے سونگھے اور اپنی آنکھوں پر رکھے کیونکہ یہ جنت میں سے ہے۔ اور جب کسی کو خوشبو پیش کی جائے تو اسے رد نہ کرے۔(ایضاً)

۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں۔ کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک برتن ہے جس میں خوشبودار (پھول) تھے۔(ایضاً)

باب ۱۱۴

گلاب کے پھولوں اور دیگر خوشبودار پودوں اور پھولوں اور تازہ پھل فروٹ کو بوسہ دینا اور اس کا آنکھوں پر رکھنا اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو ہاشم جعفری سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ کے بچوں میں سے ایک بچہ آیا اور اس نے امامؑ کو گلاب کا ایک پھول پیش کیا۔ امامؑ نے اسے بوسہ دیا آنکھوں پر رکھا۔ پھر مجھے عنایت کیا۔ اور فرمایا: اے ابو ہاشم! جو شخص گلاب کا پھول یا کوئی اور خوشبو دار پھول ہاتھ میں لے اور اسے بوسہ دے، آنکھوں پر رکھے اور پھر محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے۔ تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں عالج[1] کے ٹیلہ کی ریت کے ذروں کے برابر نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے اتنے ہی گناہ معاف کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی موسم کا کوئی نیا پھل لایا جاتا تھا۔ تو آپؐ اسے بوسہ دیتے تھے۔ اور اپنی آنکھوں پر اور اپنے منہ پر رکھتے تھے۔ اور پھر یہ دعا پڑھتے تھے: "**اللّٰھم کما اریتنا اولھا فی عافیة فارنا آخرھا فی عافیة**"۔

(آمالی شیخ صدوق)

۳۔ مالک جہنی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں کچھ خوشبودار پھول پیش کئے۔ امامؑ نے لے کر سونگھے، آنکھوں پر رکھے پھر فرمایا: جو شخص کوئی خوشبودار پھول ہاتھ میں پکڑ کر پہلے سونگھے پھر دونوں آنکھوں پر رکھے پھر کہے: "**اللّٰھم صل علیٰ محمد وآل محمد**"۔ تو ان پھولوں کے زمین پر گرنے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (ایضاً)

---

[1] ایک میدان کا نام ہے جہاں ریت بہت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۱۵

تمام خوشبوؤں پر موتیا (مورو درخت کے پھول) اور گلاب کو مقدم سمجھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خوشبو کی اکیس قسمیں ہیں۔ ان کا سردار موتیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں (مقدس) ہاتھوں سے مجھے گلاب کا پھول عنایت فرمایا۔ جب میں اسے اپنی ناک کے قریب لے گیا تو فرمایا: یاد رکھو یہ موتیا کے بعد جنت کی تمام خوشبوؤں کا سردار ہے۔ (عیون الاخبار)

﴿ جنابت کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل سنتالیس باب ہیں)

باب ۱

غسل جنابت واجب ہے اور یہ کہ منصوص غسلوں کے علاوہ اور کوئی غسل واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: غسل جنابت فریضہ ہے۔(الفقیہ)

۲۔ نیز کتاب مقنع میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص غسل جنابت کرتے وقت جان بوجھ کر بدن کا ایک بال بھی چھوڑ دے جسے نہ دھوئے تو وہ جہنم میں جائے گا۔(المقنع۔ کذافی التھذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے (واجبی غسل بیان کرتے ہوئے) فرمایا: (۱) غسل جنابت واجب ہے۔ (۲) حائض جب پاک ہو جائے تو اس پر غسل حیض واجب ہے۔ (۳) غسل استحاضہ (کثیرہ میں) واجب ہے جبکہ خون اندام نہانی میں رکھی ہوئی کپاس کو پُر کر کے بہہ نکلے۔ اس پر تین غسل واجب ہیں۔ ایک نماز ظہرین کے لئے۔ دوسرا نماز مغربین کے لئے اور تیسرا نماز صبح کے لئے۔ (اور متوسطہ میں صرف) ایک غسل واجب ہے نماز صبح کے لئے جبکہ خون اس کپاس کو پُر تو کرے مگر اس سے باہر نہ نکلے اور ہر نماز کے لئے وضو واجب ہے۔ (۴) نفساء (جس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو) پر غسل واجب ہے۔ (۵) غسل میت واجب ہے۔(الفروع) حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے الفقیہ میں اس حدیث کے ساتھ یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے۔ (۶) اور جو شخص میت کو مس کرے اس پر بھی غسل واجب ہے۔(الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اشخاص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: غسل سترہ مقامات پر کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے فرض تین ہیں۔ راوی نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں وہ فرض غسل کون سے ہیں؟ فرمایا: (۱) غسل جنابت۔ (۲) غسل مس میت۔ (۳) غسل احرام۔(التھذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہاں مرد کے ان واجبی غسلوں کی حصر مقصود ہے جو اس کی زندگی میں اس پر واجب ہوتے ہیں۔ باقی رہا غسل احرام؟ تو اس کے متعلق اس کے مقام (کتاب الحج) میں گفتگو کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۔ محمد بن علی بن الحلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: غسل جنابت اور غسل حیض دونوں ایک ہیں۔ راوی نے عرض کیا۔ آیا حائض پر غسل جنابت کی طرح غسل واجب ہے؟ فرمایا: ہاں! (تہذیبین)

۶۔ عبداللہ الحسین (الحسن ن۔د) بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ماہ رمضان[1] نے ہر روزہ (کے وجوب) کو منسوخ کر دیا۔ اور غسل جنابت نے ہر غسل (کے وجوب) کو منسوخ کر دیا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حسین بن النضر الارمنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ چند آدمی سفر میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک کا انتقال ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی جنب ہے اور اس کے پاس اس قدر پانی ہے جو ان میں سے صرف ایک کے لئے کافی ہے بنا بریں کس کے غسل کو مقدم سمجھا جائے؟ اس سے جنب آدمی غسل کرے۔ کیونکہ یہ فریضہ ہے اور میت کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ وہ (غسل میت) سنت ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہاں سنت سے یہ مراد ہے کہ اس کا وجوب بطریق سنت معلوم ہوا ہے اور فرض سے مراد یہ ہے کہ اس کا وجوب بطریق قرآن معلوم ہوا ہے۔ (ورنہ غسل میت بالاتفاق واجب ہے)۔

۸۔ سعد بن ابی خلف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ غسل چودہ مقامات پر ہیں۔ جن میں سے ایک فریضہ ہے۔ اور باقی سنت ہیں۔ (التہذیبین)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غسل جس کا وجوب ظاہر قرآں سے ثابت ہے۔ وہ ایک ہے۔ باقی غسلوں کا وجوب ظاہر قرآں سے ثابت نہیں ہے۔ اگرچہ دیگر بعض کا واجب ہونا سنت سے ثابت ہے اور مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث میں مردوں کا عامۃ البلوی غسل مراد ہو۔ (جو کہ صرف ایک ہے اور وہ غسل جنابت ہے) یا پھر یہ حصر حصر اضافی ہے (یعنی یہ نسبت عام سنتی غسلوں کے الغرض یہ حصر حقیقی نہیں ہے)۔

۹۔ محمد بن مسلم امامین میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: غسل سترہ مقامات پر کیئے جاتے ہیں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) ان میں سے غسل جنابت فریضہ ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۱۰۔ فاضل طبرسی اپنی کتاب الاحتجاج میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک زندیق کے اس سوال کہ "مجھے یہ بتائیں کہ مجوسی دین حنیف کے زیادہ قریب تھے یا عرب؟" کے جواب میں فرمایا: "جاہلیت کے دور میں

---

[1] پوری حدیث کچھ اس طرح ہے۔ ماہ رمضان نے ہر روزہ کو قربانی نے ہر ذبیحہ کو زکوٰۃ نے ہر صدقہ کو اور غسل جنابت نے ہر غسل (کے وجوب) کو منسوخ کر دیا۔ (تہذیب الاحکام)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

عرب دین حنیف کے زیادہ قریب تھے اور اس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ مجوسی سب انبیاءؑ کے منکر تھے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) مجوسی غسل جنابت نہیں کرتے تھے۔ جبکہ عرب کرتے تھے۔ حالانکہ غسل جنابت شریعت حنیفیہ کے خالص مسائل میں سے ہے۔ اسی طرح مجوسی ختنہ نہیں کرتے تھے۔ جبکہ عرب کرتے تھے۔ اور یہ ختنہ انبیاءؑ کی سنتوں میں سے ہے۔ اور اس کی ابتداء جناب ابراہیم خلیلؑ سے ہوئی۔ مجوسی نہ اپنے مردوں کو غسل دیتے تھے۔ اور نہ کفن۔ جبکہ عرب یہ سب کام کرتے تھے۔ مجوسی اپنے مردوں کو جنگلوں میں پھینک دیتے تھے۔ جبکہ عرب ان کو لحد والی قبروں میں دفن کرتے تھے۔ جو کہ رسولوں کا طریقہ ہے۔ سب سے پہلے جس کے لئے قبر کھودی گئی اور لحد بنائی گئی وہ جناب آدم ابوالبشر تھے۔ مجوسی اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرتے تھے۔ جبکہ عرب اسے حرام جانتے تھے۔ مجوسی بیت اللہ الحرام کے منکر تھے اور اسے ''بیت الشیطان'' کے نام سے پکارتے تھے جبکہ عرب حج بھی کرتے تھے۔ اور اس کی تعظیم و تکریم بھی کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ ہمارے رب کا گھر ہے۔ الغرض عرب تمام باتوں میں بہ نسبت مجوسیوں کے دین حنیف کے زیادہ قریب تھے۔ (یہاں تک کہ) زندیق نے کہا۔ غسل جنابت کی علت کیا ہے۔ جبکہ آدمی نے اپنی حلال بیوی سے ہمبستری کی ہوتی ہے۔ اور حلال میں کوئی میل کچیل نہیں ہے! فرمایا: جنابت بمنزلہ حیض کے ہے! اور یہ اس لئے کہ نطفہ بھی غیر پختہ خون ہی ہے۔ علاوہ بریں جماع سخت حرکت اور غالب شہوت کے نتیجہ میں واقع ہوتا ہے۔ اور آدمی جب اس سے فارغ ہوتا ہے۔ تو سارا بدن لمبی سانس لیتا ہے۔ اور آدمی اپنے اندر ایک قسم کی بدبو پاتا ہے۔ اس لئے غسل جنابت واجب ہوا۔ علاوہ بریں غسل جنابت ایک امانت ہے۔ جو خدا نے بندوں کے حوالے کی ہے۔ کہ دیکھے کہ آیا وہ اسے ادا کرتے ہیں یا نہ؟ (احتجاج طبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے مقدمہ عبادات وغیرہ کے باب ۱، وضو کے باب ۱۵ اور آداب حمام کے باب ۶۷ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (باب ۲ و ۶ و ۷ و ۳۶ و ۴۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

علاوہ بریں چونکہ غسل (واجب لغیرہ) ہے اس لئے یہ اس وقت واجب ہوگا۔ جب اس کا سبب صادر ہوگا۔ اور جو اس کے وجوب کی غرض و غائت ہے (جیسے اداء نماز مثلاً) وہ بھی واجب ہوگی (اس کی ادائیگی کا وقت داخل ہوگا) ورنہ نہیں کیونکہ یہ واجب لنفسہ نہیں ہے۔

باب ۲

صرف جنابت کی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہے بول و براز کی وجہ سے نہیں ہوتا

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ

ـنے موصوف کے چند مسائل کے جواب میں لکھا کہ "غسل جنابت کے واجب ہونے کی علت اور وجہ صفائی ستھرائی ہے اور انسان کو اس چیز سے پاک کرنا ہے جو اسے لاحق ہوئی ہے۔ اور اس سے اس کے پورے جسم کی پاکیزگی مقصود ہے کیونکہ جنابت (منی) تمام جسم سے کھنچ کر نکلتی ہے اسی وجہ سے سارے جسم کی تطہیر واجب کی گئی ہے۔ اور بول و براز میں جو رعایت روا رکھی گئی ہے۔ (کہ ان میں غسل واجب نہیں کیا گیا) تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بہ نسبت جنابت کے اکثر و بیشتر آتے ہیں۔ اس لئے ان میں صرف وضو پر اکتفا کیا گیا ہے۔ (اگر ان کی وجہ سے غسل واجب ہوتا) تو بہت زحمت و مشقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ علاوہ بریں چونکہ یہ بلا ارادہ اور بغیر شہوت کے آتے ہیں۔ جبکہ جنابت میں شہوت، لذت اور طبیعت پر جبر و اکراہ شامل ہوتا ہے۔

(عیون الاخبار، علل الشرائع)

۲۔ نیز باسناد خود روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک بار چند یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ سے چند مسائل دریافت کئے منجملہ ان کے ایک مسئلہ یہ تھا کہ خداوند حکیم نے جنابت کی وجہ سے غسل کیوں واجب قرار دیا ہے؟ اور بول و براز کی وجہ سے اسے کیوں واجب نہیں کیا؟ ۔۔۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب جناب آدمؑ نے شجرہ (ممنوعہ) کا پھل کھایا تو اس کا اثر ان کی رگوں، بالوں اور چمڑے کی تہوں تک پہنچ گیا۔ پس جب کوئی آدمی اپنی زوجہ سے ہمبستری کرتا ہے۔ تو اس کا مادہ منویہ ہر ہر رگ اور ہر ہر موئے بدن سے خارج ہوتا ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے ان کی اولاد پر قیامت تک غسل جنابت واجب قرار دے دیا۔ لیکن پیشاب اس پانی کی اس فاضل مقدار سے اور پائخانہ غذا کی اس فاضل مقدار کی وجہ سے خارج ہوتا ہے۔ جو انسان پیتا کھاتا ہے۔ لہٰذا ان کی وجہ سے صرف وضو واجب کیا گیا۔ یہودیوں نے یہ جواب سن کر کہا یا محمدؐ! آپ نے ٹھیک جواب دیا ہے۔ (الفقیہ۔ الآمالی۔ العلل)

۳۔ آمالی شیخ صدوقؒ میں اس روایت کا یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ یہودیوں نے سوال کیا۔ کہ ہمیں بتائیں کہ جو شخص حلال مباشرت کے بعد غسل کرے اس کا اجر و ثواب کیا ہے؟ فرمایا: جب وہ اپنی زوجہ سے مقاربت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس پر اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ اور اس پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور جب غسل کرتا ہے۔ تو اس میں استعمال ہونے والے پانی کے ہر قطرے کے عوض خداوند عالم اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔ اور یہ غسل جنابت خدا اور بندہ کے درمیان ایک راز ہے۔ (آمالی)

۴۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے وضو اور غسل کی علتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا: وضو صرف ان چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ جو انسان کے آگے، پیچھے سے نکلیں (جیسے بول و براز اور ریح) اور

نیند۔ اور اس نجاست کی وجہ سے غسل جنابت اس واسطے واجب قرار نہیں دیا گیا۔ کہ یہ دائمی ہے اور اس کی وجہ سے عام مخلوق کے لئے (ہر وقت) غسل کرنا ممکن نہیں تھا۔ اور خدا کبھی طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ بخلاف جنابت کے کہ وہ دائمی نہیں ہے وہ شہوت کا نتیجہ ہے۔ جس کا آدمی اپنے ارادہ سے اظہار کرتا ہے۔ اور اس کے لئے تین دن یا اس سے کم وبیش عرصہ تک اسے مقدم ومؤخر کرنا ممکن ہے۔ مگر بول و براز اس طرح نہیں ہیں۔ علاوہ بریں غسل جنابت کے واجب ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ جنابت (یعنی مادہ منویہ) تمام جسم سے خارج ہوتا ہے۔ بخلاف بول و براز کے کہ وہ تو پانی وغذا کا نتیجہ ہے جو ایک راستہ سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ اور دوسرے راستہ (دبر وذکر) سے نکل جاتے ہیں۔

(علل الشرائع وعیون الاخبار)

۵۔ شعیب بن انس ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے قیاس کو باطل قرار دیتے ہوئے ابوحنیفہ سے فرمایا: بتاؤ کہ پیشاب اور منی میں سے کون سی چیز زیادہ نجس ہے؟ ابوحنیفہ نے جواب دیا: پیشاب! فرمایا: پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ منی کی وجہ سے تو غسل کرتے ہیں۔ مگر پیشاب کی وجہ سے نہیں کرتے؟ (حالانکہ قیاس کے مطابق تو معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیئے تھا)۔ اس پر ابوحنیفہ خاموش ہو گئے۔ پھر امامؑ نے از خود اس کی وہی وجہ بیان فرمائی جو اوپر حدیث نمبر ۴ میں مذکور ہے۔ (فراجع۔ علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (نواقض وضو کے باب ۱و۲ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۶و۷و۸ میں یہاں اور جلد ۵ باب ۹و۱۳ از کتاب الصوم میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جو شخص اپنے ناخن کٹوائے، مونچھیں کترائے اور سر منڈوائے اس پر غسل واجب نہیں ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن عبداللہ اعرج سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے ناخن کٹواتا ہوں۔ مونچھیں کترواتا ہوں۔ اور سر منڈواتا ہوں کیا (ان کی وجہ سے) غسل کروں؟ فرمایا: نہ۔ تم پر غسل واجب نہیں ہے! عرض کیا: وضو کروں؟ فرمایا: نہ۔ تم پر وضو بھی واجب نہیں ہے۔ (تہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں نواقض وضو (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور آئندہ بھی (باب

۶ و ۷ میں) آئیں گی جو وضو اور غسل کے اسباب کی حصر و حد بندی پر دلالت کرتی ہیں۔ (جن میں مذکورہ بالا امور ان علل و اسباب میں شامل نہیں ہیں)۔

باب ۴

مذی وذی وغیرہ کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عنبسہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہم مذی میں اگر وہ کپڑے (وغیرہ) کو لگ جائے تو وضو یا غسل کے قائل نہیں ہیں۔ سوائے مادیہ منویہ کے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (نواقض وضو باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ (باب ۸ و ۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اگر منی بدن کو لگ جائے تو اس سے غسل واجب نہیں ہوتا

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کپڑا پہنتا ہے۔ جبکہ اسے منی لگی ہوئی تھی اسے پسینہ آیا تو؟ (یعنی اس طرح وہ اس کے بدن کو بھی لگ گئی تو؟) امامؑ نے فرمایا: کپڑا آدمی کو جب نہیں کرتا۔ (الفقیہ)

۲۔ دوسری حدیث میں یوں وارد ہے۔ کہ فرمایا: کپڑا آدمی کو جب نہیں کرتا اور نہ آدمی کپڑے کو جب کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ (باب ۶ و ۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جب عورت سے اس قدر ہمبستری کی جائے کہ مرد کا حشفہ اندام نہانی میں غائب ہو جائے تو اس سے مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے انزال ہو یا نہ ہو

(اس باب میں کل نو (۹) حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا۔کہ مرد و عورت پر کب غسل (جنابت) واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: جب دخول ہو جائے تو غسل، حق مہر اور سنگسار کرنا (زنا میں) واجب ہو جاتا ہے۔(الفروع۔السرائر)

۲۔ اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں۔کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا۔کہ ایک شخص عورت کی فرج کے قریب مباشرت کرتا ہے مگر دونوں میں سے کسی کو بھی انزال نہیں ہوتا۔تو کب غسل واجب ہوگا؟ فرمایا: جب دونوں کے ختنہ والے مقام باہم مل جائیں۔تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔عرض کیا: جب حشفہ اندام نہانی میں غائب ہو جائے تو مقام ختنہ مل جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔(الفروع)

۳۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں۔کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص باکرہ لڑکی سے ہمبستری کرتا ہے۔مگر اس کا پردہ بکارت زائل نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا انزال ہوتا ہے۔تو کیا اس لڑکی پر غسل واجب ہے؟ اور اگر باکرہ نہ ہو اور مرد اس سے مقاربت کرے تو آیا اس پر غسل واجب ہے؟ امامؑ نے فرمایا: عورت باکرہ ہو یا غیر باکرہ جب عورت کے مقام ختنہ سے مرد کے ختنہ کا مقام مل جائے۔تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔کہ مرد عورت سے ہمبستری کرتا ہے۔مگر انزال نہیں ہوتا۔تو آیا اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب ختنہ کا مقام ختنہ کے مقام سے مس ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔اور حضرت امیرؑ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔کہ اس سے غسل کس طرح واجب نہیں ہوگا۔جبکہ اس سے (زنا میں) شرعی حد واجب ہو جاتی ہے؟ پھر فرمایا: اس پر غسل واجب ہے۔(الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا کہ ایک بار عمر بن الخطاب نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو جمع کیا اور ان سے دریافت کیا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اپنی بیوی سے مجامعت تو کرے مگر انزال نہ ہو۔(آیا اس پر غسل واجب ہے یا نہ؟) انصار نے کہا پانی

(منی) کی وجہ سے پانی (غسل) واجب نہیں ہوتا (یعنی اس شخص پر غسل واجب نہیں ہے) اور مہاجرین نے کہا جب دونوں کے ختنہ والے مقام آپس میں مل جائیں۔ تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (لہٰذا اس پر غسل واجب ہے) عمر نے حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے ابوالحسن! آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: کیا تم اس سے اس پر حد اور سنگسار کرنا تو واجب قرار دیتے ہو۔ مگر پانی کا ایک صاع (غسل) واجب قرار نہیں دیتے؟ (پھر فرمایا) جب دونوں کے مقام ختنہ باہم مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس پر عمر نے کہا پس مہاجرین کی بات ٹھیک ہے اور انصار نے جو کچھ کہا ہے اسے چھوڑ دو۔ (التہذیب والزائر)

۶۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک آدمی اپنا آلہ اپنی عورت کی اندام نہانی پر رکھتا ہے۔ اور اسے انزال ہو جاتا ہے۔ آیا اس عورت پر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: اگر اسے منی لگ جائے تو اسے دھو ڈالے۔ مگر جب تک اس سے دخول نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ جناب ابن ادریس حلیؒ نوادر بزنطی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ بزنطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ مرد اور عورت پر غسل جنابت کے واجب ہونے کا موجب کیا ہے؟ فرمایا: جب مرد عورت سے دخول کرے تو اس سے غسل، حق مہر اور سنگساری واجب ہو جاتی ہے۔ (سرائر ابن ادریس)

۸۔ محمد بن عذافر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مرد اور عورت پر کب غسل واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: دونوں پر غسل اس وقت واجب ہوگا جب مرد عورت کے ساتھ دخول کرے گا۔ لیکن اگر ان کے صرف مقام ختنہ باہم ملیں۔ تو پھر صرف اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ (چونکہ یہ حدیث بظاہر سابقہ حدیثوں کے منافی ہے اس لئے اس کی کوئی مناسب تاویل لازم ہے اور وہ کئی طرح ممکن ہے)) (۱) مقام ختنہ کے ملنے سے یہاں مراد یہ ہے کہ پورا حشفہ غائب نہ ہو۔ کیونکہ پہلے تصریح گزر چکی ہے۔ کہ جب دونوں کے مقام ختنہ کا اتصال ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اور وہ مکمل اتصال مکمل حشفہ کے غائب ہونے سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ (۲) علاوہ بریں اس حدیث میں غسل کے واجب نہ ہونے کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ سابقہ حدیثوں کے منافی نہیں ہے۔ (۳) آئندہ باب میں جو یہ حصر مذکور ہے کہ غسل صرف ''بڑے پانی'' (منی) کی وجہ سے واجب ہوتا ہے تو یہ حصر اضافی ہے (یعنی بہ نسبت مذی و ذی وغیرہ کے صرف منی کی وجہ سے واجب ہوتا ہے لہٰذا یہ حصر حقیقی نہیں ہے تا کہ یہ کہا جائے کہ مقام ختنہ کے اتصال سے واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس صورت میں بھی غسل واجب ہوتا ہے) مخفی نہ رہے کہ غسل کا یہ وجوب اس صورت میں ہے کہ جب اس کی غرض و غایت واجب ہو۔ جیسے نماز و روزہ اور طواف وغیرہ یعنی ان کا وقت داخل ہو چکا ہو۔ جیسا کہ اس بات کی آئندہ تصریح کی جائے گی انشاء اللہ (کہ وضو کی طرح غسل بھی واجب لغیرہ ہے۔

واجب لنفسہ نہیں ہے) علاوہ بریں مہر اور سنگساری کا وجوب بہت سی شرطوں پر موقوف ہے (جن کا تذکرہ اپنے مقام پر کیا جائے گا انشاء اللہ واللہ اعلم۔

باب ۷

اگر مرد یا عورت کا بیداری یا خواب میں مجامعت سے یا اس کے بغیر مادہ منویہ خارج ہو جائے تو اس سے ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اور جماع اور انزال کے بغیر غسل جنابت واجب نہیں ہوتا

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ الحلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کی دونوں رانوں کے درمیان دخول کرے تو آیا اس سے اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر انزال ہو جائے۔ (الفروع)

۲۔ اسماعیل بن سعد الاشعری بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص مباشرت کئے بغیر اپنی کنیز (یا زوجہ) کی صرف اندام نہانی کو ہاتھ سے چھوئے اور اسے دبائے اور اس کی وجہ سے بیوی یا کنیز کا انزال ہو جائے تو؟ فرمایا: جب اسے شہوت کے ساتھ انزال ہو تو اس پر غسل جنابت واجب ہے۔ (ایضاً والتہذیبین)

۳۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ اگر کوئی شخص اندام نہانی کے علاوہ کسی اور جگہ اپنی بیوی سے مجامعت کرے اور اس کو انزال ہو جائے۔ (جبکہ مرد کو نہ ہو) تو آیا اس (بیوی) پر غسل واجب ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً والاستبصار)

۴۔ محمد بن فضیل بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی (زوجہ) اپنے شوہر سے اس کی پشت کی طرف سے معانقہ کرے (گلو گیر ہو) اور اس کی پشت پر بار بار حرکت کرنے سے اس پر شہوت کا غلبہ ہو جائے اور اس کے نتیجہ میں اسے انزال ہو جائے۔ تو آیا اس پر غسل واجب ہے یا نہ؟ فرمایا: جب اسے شہوت کے ساتھ انزال ہو جائے تو پھر غسل واجب ہے۔ (الفروع۔ التہذیب)

۵۔ حلبی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ اگر عورت نیند کی حالت میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتے ہیں۔ (احتلام) تو؟ (اس پر غسل واجب ہے؟) فرمایا: اگر اسے انزال ہو جائے تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔ (الفروع۔ الفقیہ)

۶۔ عبد اللہ بن سنان بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر کوئی عورت خواب میں

دیکھے کہ کوئی مرد خواب میں اس سے مجامعت کر رہا ہے یہاں تک کہ اسے انزال ہو جائے تو؟ فرمایا: وہ غسل کرے گی۔ (الفروع۔ التہذیبین)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں رقمطراز ہیں۔ کہ مروی ہے کہ جب عورت کو احتلام ہو تو اگر اسے انزال ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے۔ اور اگر انزال نہ ہو تو پھر غسل واجب نہیں ہے۔ (المقنع)

حضرت شیخ کلینی کی روایت میں اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی مذکور ہے۔ کہ تم عورتوں کو یہ مسئلہ نہ بتاؤ۔ ورنہ وہ اسے (اپنی بدکاری) کا بہانہ بنالیں گی (بدکاری کر کے آئیں گی اور غسل کرنے کا سبب پوچھنے پر کہہ دیں گی کہ احتلام ہوا ہے)۔

(الفروع' التہذیب والاستبصار)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پیشاب والی نالی سے تین چیزیں خارج ہوتی ہیں۔ مگر غسل صرف منی کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ (تہذیبین)

۹۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام صرف بڑے پانی (منی) میں غسل کو واجب جانتے تھے۔ (ایضاً)

۱۰۔ معاویہ بن حکیم کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کسی آزاد عورت یا کنیز کو شہوت کے ساتھ انزال ہو جائے خواہ مجامعت کی وجہ سے ہو یا اس کے بغیر۔ نیند میں ہو یا بیداری میں تو بہر حال اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ عمر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اپنا آلہ تناسل عورت کی اندام نہانی پر رکھے اور اس سے اسے انزال ہو جائے تو آیا عورت پر غسل واجب ہے؟ فرمایا: اگر اسے مادہ منویہ لگ جائے۔ تو صرف اسے دھو ڈالے جب تک اس سے دخول نہ ہو۔ اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر بغیر دخول انزال ہو جائے تو؟ فرمایا: پھر اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ (ایضاً)

(مخفی نہ رہے کہ چونکہ یہ روایت اور اس کے بعد والی چار روایات سابقہ مسلمہ ضابطہ کے خلاف ہیں۔ اس لئے ان کی کوئی مناسب تاویل عنقریب بیان کی جائے گی۔ فلا تغفل)

۱۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اگر عورت خواب میں دیکھے کہ مرد اس سے فرج میں مباشرت کر رہا ہے۔ تو اس پر غسل واجب ہے۔ اور اگر بیداری میں فرج کے علاوہ کسی مقام پر مباشرت کرے اور اسے انزال ہو جائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ خواب میں مرد نے اس کی فرج میں مجامعت کی ہے۔ اس لئے اس پر غسل واجب ہو گیا۔ مگر بیداری میں چونکہ مرد نے دخول نہیں کیا۔ ویسے مباشرت کی ہے اس لئے اس پر غسل واجب نہیں ہے ہاں البتہ اگر وہ اس سے دخول کرتا تو پھر اس پر غسل واجب ہو جاتا۔

خواہ اسے انزال ہوتا یا نہ ہوتا۔ (ایضاً)

۱۳۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے مدینہ میں جمعہ کے دن غسل جمعہ کیا اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی اس اثنا میں میری ایک کنیز میرے پاس سے گزری میں نے اس کی رانوں میں دخول کیا جس سے مجھے صرف مذی آئی مگر اس کا انزال ہو گیا۔ اس کی وجہ سے مجھے کچھ گھٹن سی محسوس ہوئی (کہ میرے غسل و وضو کا کیا بنے گا؟) میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: نہ تم پر وضو واجب ہے اور نہ اس پر غسل لازم ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ عمر بن اذینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عورت کو خواب میں احتلام ہوتا ہے۔ اور اس کا بڑا پانی (مادہ منویہ) بھی خارج ہوتا ہے تو؟ فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ جب کسی عورت کے ساتھ مرد نے (حقیقۃً) مجامعت نہ کی ہو تو اس پر (صرف احتلام کی وجہ سے) غسل واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (پھر فرمایا) بھلا تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرے گا۔ اور دیکھ کر برداشت کرے گا کہ اپنی بیٹی، بہن، ماں یا بیوی یا کسی اور قرابتدار خاتون کو دیکھے کہ وہ کھڑے ہو کر غسل کر رہی ہو اور اس سے پوچھنے پر (کہ کیوں غسل کر رہی ہو؟) وہ یہ جواب دے کہ مجھے احتلام ہوا ہے جب کہ اس کا شوہر ہی نہ ہو! (پھر فرمایا) ان پر غسل واجب نہیں ہے۔ خدا نے یہ حکم صرف تمہارے (مردوں) کے لئے مقرر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: "اگر تم جنب ہو تو غسل کرو"۔ یہ نہیں فرمایا کہ اگر عورتیں جنب ہوں تو وہ غسل کریں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ ان پانچ حدیثوں کی (جو بظاہر مسلمہ ضابطہ کے خلاف ہیں) درج ذیل تاویلوں میں سے کوئی ایک تاویل کرنا پڑے گی) (۱) یہ اشتباہ پر محمول ہیں یعنی یہ کہ ان کو شک ہو کہ آیا مادہ منویہ خارج ہوا ہے یا نہ؟ (۲) یا اس بات کا یقین نہ ہو کہ جو مادہ خارج ہوا ہے وہ مادہ منویہ ہے یا نہ؟ (۳) یا اس صورت پر محمول ہیں۔ کہ اس نے محسوس کیا ہو کہ اسے خواب میں انزال ہوا ہے مگر جب بیدار ہوئی تو دیکھا کہ منی کا کوئی نام و نشان بھی موجود نہیں ہے۔ (۴) یا یہ کہ اس نے محسوس کیا ہو کہ اس کی منی اپنے محل سے حرکت کر چکی ہے۔ مگر باہر نہ نکلی ہو۔ کیونکہ عورت کی منی شاذ و نادر ہی فرج سے باہر نکلتی ہے ورنہ بالعموم رحم میں ہی رہتی ہے۔ (۵) یا یہ حدیثیں تقیہ پر محمول ہیں۔ کیونکہ بعض مخالفین کا یہی نظریہ ہے جس کا قرینہ وہ مجازی علت ہے جو محمد بن مسلم والی حدیث نمبر ۱۲ میں مذکور ہے یا وہ ظاہری واقناعی استدلال ہے جو عبید بن زرارہ والی حدیث (نمبر ۱۵) میں مذکور ہے۔ دراصل اس قسم کے الفاظ و جملات کے استعمال میں یہ حکمت مضمر نظر آتی ہے کہ اس مسئلہ کا انہی وجوہ کی بنا پر جن کی طرف احادیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ عورتوں سے پوشیدہ رکھنا مقصود ہے کہ جب تک وہ خود سوال نہ کریں۔ اس وقت تک ان کو نہ بتایا جائے۔ تا کہ ان کو اس طرح بدکاری کرنے، غلط وسوسوں میں مبتلا ہونے یا دل و دماغ میں غلط خیالات پیدا کرنے اور پھر

احتلام کا بہانہ بنا کر غسل کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ واللہ اعلم۔

۱۶۔ جناب محقق علی نے اپنی کتاب المعتبر میں روایت کی ہے کہ ایک عورت نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ ایک عورت بھی خواب میں وہی کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے۔ تو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: آیا وہ لذت بھی محسوس کرتی ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا: پھر اس پر وہ کچھ واجب ہے (غسل وغیرہ) جو مرد پر واجب ہوتا ہے۔ (المعتبر)

۱۷۔ جناب راوندیؒ باسناد خود جابر جعفی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک بار ایک بدو مدینہ کی طرف آرہا تھا مگر جب شہر کے قریب پہنچا۔ تو اس نے مشت زنی کی۔ پھر (غسل کیئے بغیر) حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: اے بدو! تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ جنابت کی حالت میں امامؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے؟ (اور وہ بھی جنب حرام؟) تم بدو لوگ۔ جب خلوت میں ہوتے ہو۔ تو مشت زنی کرتے ہو۔ بدو نے یہ سن کر کہا میں جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ میں نے پالیا[1] ہے۔ پھر وہ اسی وقت باہر نکل گیا اور غسل کیا۔ اور پھر واپس آکر وہ مسائل پوچھے جو اس کے دل میں تھے۔ (الخرائج والجرائح راوندی)

باب ۸

اشتباہ کی صورت میں منی کو معلوم کرنے کا معیار یہ ہے کہ ٹپک کر نکلے اور اس کے بعد جسم ڈھیلا پڑ جائے اگر یہ علامات پائی جائیں تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں اور مریض میں صرف شہوت کا ہونا کافی ہے ٹپک کر نکلنے کی قید ضروری نہیں ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے بوس و کنار کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی منی خارج ہو جاتی ہے اسے کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: اگر شہوت کے ساتھ نکلے اور وہ بھی ٹپک کر اور اس کے ہمراہ تھکن بھی ہو۔ تو پھر اس شخص پر غسل واجب ہے۔ اور اگر وہ کوئی ایسی تری ہے جس کے ساتھ نہ شہوت و لذت ہے اور نہ ہی تھکاوٹ (اور ٹپکنا) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں

---

[1] بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بدو امام برحقؑ کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ امامؑ کو میرے حالات کا علم ہے یا نہ؟ اور جب اسے یہ معلوم ہو گیا کہ انہیں علم ہے تو مطمئن ہو گیا۔ اور کہا: "میں جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ میں نے پالیا ہے۔" اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام خدا کی طرح عالم الغیب ہوتے ہیں۔ **حاشا و کلا (لا یعلم الغیب الا ھو)**۔ ہاں امور کونیہ کے متعلق صحیح نظریہ یہ ہے کہ امامؑ جب کسی چیز کو معلوم کرنا چاہیں تو خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور وہ انہیں اس سے آگاہ کر دیتا ہے۔ تفصیل کے لئے اصول الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے۔ (التہذیبین)۔

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جب اس نکلنے والی رطوبت کے متعلق اشتباہ ہو کہ وہ کیا ہے؟ البتہ آدمی یہ خیال کرتا ہو کہ شاید وہ منی ہے؟ تو امام نے حقیقت حال معلوم کرنے کا ایک پیمانہ مقرر کر دیا ہے کہ اگر اس میں شہوت وغیرہ علامت پائے جائیں تو منی ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اگر حدیث کو ظاہری معنی پر بحال رکھا جائے تو پھر اس حدیث کو تقیہ پر محمول کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ مخالفین کے مشہور نظریہ کے موافق ہے۔ اور صاحب منتقی الجمان نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ سائل کا اس خارج ہونے والی رطوبت کو منی قرار دینا اس کے گمان پر مبنی ہے۔ امامؑ نے مفصل جواب دے کر حقیقت حال کو واضح و آشکار کر دیا ہے اور منی اور غیر منی میں امتیاز کرنے کا اسے ایک ضابطہ بتا دیا ہے۔

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص خیال کرتا ہے۔ کہ اسے خواب میں احتلام ہو گیا ہے۔ مگر جب بیدار ہوتا ہے تو معمولی سی تری کے سوا کچھ نہیں پاتا تو؟ فرمایا: اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ شخص بیمار ہو تو پھر چونکہ وہ کمزور ہے اس لئے اس کو غسل کرنا پڑے گا۔ (ایضاً)۔

(مطلب یہ ہے کہ اگر مریض ہو تو پھر ٹپکنا اور زیادہ نکلنا شرط نہیں ہے۔ ورنہ عام حالات میں شہوت کے ساتھ ساتھ ٹپک کر نکلنا بھی ضروری ہے اور اس صورت میں وہ لازماً زیادہ بھی ہو گی)۔

۳۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص خواب (احتلام) دیکھتا ہے۔ اور لذت بھی محسوس کرتا ہے۔ مگر جب بیدار ہوتا ہے۔ تو جستجو کے باوجود اسے کوئی چیز (منی وغیرہ) نظر نہیں آتی۔ ہاں البتہ کچھ دیر کے بعد کچھ مادہ خارج ہوتا ہے تو؟ فرمایا: اگر تو وہ شخص بیمار ہے تو پھر تو غسل کرے گا۔ اور اگر بیمار نہیں ہے۔ تو پھر اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: جب آدمی تندرست و توانا ہوتا ہے۔ تو مادہ منویہ قوت کے ساتھ ٹپک کر نکلتا ہے۔ اور جب بیمار ہوتا ہے تو پھر کچھ دیر کے بعد اور وہ بھی کمزوری کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ (التہذیبین، الفروع، العلل)۔

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے۔ (کہ اسے احتلام ہو گیا ہے) اور لذت و شہوت بھی محسوس کرتا ہے مگر بیدار ہونے کے بعد اپنے کپڑے (یا بدن) پر کوئی چیز نہیں پاتا تو؟ فرمایا کہ اگر تو وہ بیمار تھا تو پھر تو اسے غسل کرنا چاہیئے۔ اور اگر تندرست تھا تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (سابقہ ضابطہ کے مطابق صحت و بیماری ہر دو حال میں غسل واجب نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر امامؑ نے

بیماری کی صورت میں اسے غسل کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو یہ حکم استحباب پر محمول ہے۔ یا سابقہ تفصیل پر (کہ اگر بیدار ہونے کے بعد کچھ تھوڑی سی رطوبت دیکھے تو غسل کرے ورنہ نہیں)۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ امام علیہ السلام کی جانب سے بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر تم مریض ہو اور تمہیں شہوت و لذت لاحق ہو۔ اور پھر کچھ مادہ بھی خارج ہو تو اگر چہ اس میں ٹپکنا کم ہو کمزوری کے ساتھ آئے تھوڑی تھوڑی آئے اور وقفہ وقفہ کے بعد آئے۔ تو تم پر غسل واجب ہے۔ (الفروع۔ التہذیب۔ العلل)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے نواقص وضو کے (باب ۱۲ اور ۲۳ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

صرف احتلام سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک بیداری کے بعد منی نہ پائی جائے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو العلاء سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو خواب میں احتلام ہوتا ہے اور وہ شہوت و لذت بھی محسوس کرتا ہے۔ مگر جب بیدار ہوتا ہے۔ تو اپنے کپڑے یا جسم پر منی نہیں دیکھتا تو؟ فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ غسل صرف بڑے پانی (یعنی منی) کی وجہ سے واجب ہے۔ پس جب بیدار ہو اور منی نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ (الفروع۔ التہذیبین)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ عنبسہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص کو خواب میں احتلام ہوا۔ مگر جب بیدار ہوا تو اس نے اپنا کپڑا دیکھا۔ اس پر کچھ بھی نہیں تھا تو؟ فرمایا: وہ اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ راوی نے عرض کیا۔ کہ ایک شخص کو احتلام ہوا۔ جب بیدار ہوا تو اس نے ذکر کے سرے پر تھوڑی سی رطوبت دیکھی تو؟ فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ (مگر یہ کہ بیمار ہو۔ کما تقدم) (پھر فرمایا) حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ غسل صرف بڑے پانی کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ باب ۸ میں اس قسم کی کئی مفصل حدیثیں گزر چکی ہیں۔ (فراجع)

باب ۱۰

جو شخص اپنے جسم یا اپنے مخصوص کپڑے پر منی پائے اس پر غسل واجب ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سوتا ہے۔اور اسے خواب میں بظاہر احتلام بھی نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود جب جاگتا ہے تو اپنے کپڑے یا اپنی ران پر مادہ منویہ پاتا ہے تو آیا اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا: ہاں۔(الفروع۔التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔کہ ایک شخص صبح بیدار ہونے (اور نماز صبح ادا کر چکنے) کے بعد اپنے کپڑے پر منی دیکھتا ہے۔جبکہ اسے خواب میں (بظاہر) کوئی احتلام نہیں ہوا تو؟ فرمایا: وہ غسل کرے کپڑے کو دھوئے اور نماز کا اعادہ کرے۔(ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔کہ ایک شخص اپنے کپڑے پر منی دیکھتا ہے۔مگر اسے احتلام کا کوئی علم ویقین نہیں ہے تو؟ فرمایا: کپڑے کو دھوئے اور صرف وضو کرے (یعنی غسل کی ضرورت نہیں ہے)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔(کہ چونکہ یہ حدیث بظاہر سابقہ ضابطہ کے خلاف ہے اس لئے اس کی کوئی مناسب تاویل لازم ہے مثلاً یہ کہ) جناب شیخ طوسیؒ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے۔کہ جب وہ کپڑا (دو یا دو سے زائد افراد میں) مشترک ہو۔تو اس صورت میں جب تک کسی شخص کو اپنے احتلام کا یقین نہ ہو۔تب تک کسی پر بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔نیز اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ اس کی منی کو اس سابقہ جنابت کا نتیجہ قرار دیا جائے۔جس سے آدمی غسل کر چکا ہے۔مثلاً ایک شخص کو انزال ہوا۔اس نے غسل کیا اور سو گیا۔اور جاگنے کے بعد کپڑے پر منی دیکھی۔جبکہ اسے احتلام کا یقین نہ ہو۔

(تو اس صورت میں یہی تصور کیا جائے گا۔کہ یہ منی سابقہ جنابت کی ہے۔لہٰذا جب یہ احتمال قائم ہوگا تو نیا غسل جنابت واجب نہ ہوگا) قبل ازیں نواقض وضو میں بھی اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ نوادر بزنطی کے حوالہ سے اور وہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے ان اماموںؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص کو خواب میں کوئی احتلام نہیں ہوتا۔مگر بیدار ہونے کے بعد کچھ رطوبت پاتا ہے تو؟ فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں ہے۔(السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو اس رطوبت کے منی ہونے کا یقین نہیں ہے۔

باب ۱۱

جب عورت سے اس کی اندام نہانی کے علاوہ کسی اور مقام پر جماع کیا جائے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوتا

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ فرج کے علاوہ مباشرت کرے اور اسے انزال بھی ہو جائے۔ مگر عورت کو انزال نہ ہو تو آیا عورت پر بھی غسل واجب ہے؟ (جبکہ مرد پر تو یقیناً واجب ہے) فرمایا: نہیں اور اگر مرد کو بھی انزال نہ ہو تو اس پر بھی غسل واجب نہ ہوگا۔ (التہذیب۔ الفقیہ۔ الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ قبل ازیں (باب ۶ و ۷ میں) اس قسم کی متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں۔ فراجع۔

باب ۱۲

وطی فی الدبر کا حکم جبکہ انزال نہ ہو؟

اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برقی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کوئی شخص اپنی اہلیہ سے وطی فی الدبر[1] کرے اور دونوں کو انزال نہ ہو۔ تو ان پر غسل واجب نہیں ہے۔ اور اگر صرف مرد کو انزال ہو (اور عورت کو نہ ہو) تو پھر صرف مرد پر غسل واجب ہے۔ (تہذیبین)

۲۔ حفص بن سوقہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے پیچھے کی طرف سے مباشرت کرتا ہے تو؟ فرمایا: یہ بھی دو راستوں میں سے ایک راستہ ہے اس کی وجہ سے غسل کرنا پڑے گا۔ (ایضاً)

---

۱ مخفی نہ رہے کہ ان حدیثوں کا وطی فی الدبر کے مسئلہ کے جواز یا عدم جواز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس موضوع پر کسی مناسب جگہ پر مفصل بحث کی جائے گی انشاء اللہ۔ یہاں تو صرف ایک فقہی مسئلہ کا حل مقصود ہے۔ کہ قطع نظر اس فعل کے جواز یا عدم جواز کے اگر کوئی شخص ایسا کرے تو آیا انزال کے بغیر اس پر غسل واجب ہے یا نہ؟ یعنی اس سلسلہ میں دبر کا حکم قبل والا ہے یا کچھ اور؟ وبس۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ جناب شیخ نے اس حدیث کو تقیہ [1] پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۱۳

(دخول کے علاوہ) محض مرد کی منی فرج میں داخل ہونے یا اس منی کے فرج سے باہر آنے سے عورت پر غسل واجب نہیں ہوتا اور اسی طرح اس منی کے نکلنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا جس کے متعلق یہ احتمال بھی ہو کہ وہ مرد کی ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص جنب ہو گیا مگر پیشاب کر کے (استبراء) کرنے سے پہلے غسل کر لیا۔ اس کے بعد اس کی کچھ منی خارج ہو گئی تو؟ فرمایا: وہ غسل کا اعادہ کرے گا۔ میں نے عرض کیا۔ عورت غسل کرتی ہے۔ اور اس کے بعد اس کی فرج سے منی نکل آتی ہے تو؟ فرمایا: وہ غسل کا اعادہ نہیں کرے گی۔ میں نے عرض کیا۔ یہ فرق کیوں ہے؟ فرمایا: یہ عورت کی فرج سے جو منی نکلی ہے وہ مرد کی ہے۔ (التہذیب۔ العلل۔ الاستبصار)

۲۔ امامؑ نے فرمایا: (مباشرت کے بعد) عورت (کی اندام نہانی) سے جو مادہ خارج ہوتا ہے۔ وہ مرد کا ہوتا ہے۔ (تہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اس مادہ میں اشتباہ ہو (کہ عورت کا ہے۔ یا مرد کا؟ ورنہ اگر یقین ہو کہ عورت کا ہی ہے۔ تو پھر اس پر جنب کے پورے احکام لاگو ہوں گے) یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کا مادہ منویہ غالباً رحم ہی میں قرار پکڑتا ہے۔ اور شاذ و نادر ہی باہر آتا ہے۔ لہٰذا غالب کی بناء پر باہر نکلنے والے مادہ کو مرد کا مادہ ہی تصور کیا جائے گا۔

۳۔ عبدالرحمن بن ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جس نے غسل جنابت کیا اور اس کے بعد دیکھا کہ (اس کے رحم سے) مرد کا نطفہ خارج ہو رہا ہے۔ آیا اس پر پھر غسل کرنا واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب۔ الفروع)

۴۔ یہاں وہ حدیث درج ہے۔ جو باب ۷ حدیث نمبر ۱۸ اپر گزر چکی ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ جب تک مرد دخول نہ کرے

---

[1] کیونکہ مخالفین کے نزدیک ایسا کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ۔ الفقیہ علی المذاہب الاربعہ۔ ج ص۔ طبع مصر۔ اور یہ روایت علاوہ مجہول و مرسل ہونے کے اس مطلب میں صریح بھی نہیں ہے کیونکہ پیچھے کی جانب سے وطی کرنے کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ پیچھے کی طرف سے کرے مگر دخول فرج میں کرے تو ظاہر ہے کہ اس طرح جب دونوں کے مقام ختنہ کا اتصال ہو جائے گا تو غسل واجب ہو جائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

صرف مرد کی منی کے عورت کی فرج پر لگنے سے عورت پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ فراجع۔

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۷ میں بضمن حصر موجبات غسل) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

غسل جنابت صرف نماز وغیرہ کی وجہ سے واجب ہوتا ہے وہ واجب لنفسہ نہیں ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا۔ جس سے اس کے شوہر نے جماع کیا اور وہ غسل خانہ میں غسل (جنابت) کر رہی تھی۔ کہ اسے حیض آ گیا۔ آیا اب غسل کرے یا نہ؟ فرمایا: اب تو اسے وہ (حیض) آ گیا جو نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ لہٰذا اب غسل نہ کرے۔ (الکلینی، التہذیب، السرائر)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو طہارت اور نماز واجب ہو جاتی ہے۔ اور نماز طہارت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ (التہذیب۔ الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عمر الزبیدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے ہاتھوں پر یہ فرض کیا ہے۔ کہ ان سے اس چیز کو نہ پکڑا جائے۔ جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے۔ بلکہ ان سے اسی چیز کو پکڑا جائے جس کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اور خدا نے ان پر صدقہ دینا، صلہ رحمی کرنا اور خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور نماز کے لئے طہارت کرنا واجب قرار دیا ہے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں درج ذیل عناوین کے ضمن میں آئیں گی۔ (۱) متعدد اسباب غسل جمع ہو جائیں تو صرف ایک غسل کافی ہے۔ (۲) جب آدمی کے سونے کے ضمن میں۔ (۳) غسل میں موالات کے لازم ہونے کے سلسلہ میں۔ (۴) اور کتاب الصوم وغیرہ میں۔ اور سابقہ ابواب میں یہ حکم تو بیان ہو چکا ہے کہ جماع کرنے یا انزال کی صورت میں غسل واجب ہے۔ مگر ان حدیثوں میں اس امر کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ کہ غسل جنابت واجب لنفسہ ہے۔ اور نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے کرنا واجب ہے۔ بلکہ اس قسم کی حدیثیں (۱) یا تو عام ہیں جو تخصیص کے قابل ہیں۔ (۲) یا مطلق ہیں جو تقیہ کے قابل ہیں۔ (۳) یا مجمل ہیں اور محتاج وضاحت ہیں۔ علاوہ بریں اگر ان کو وجوب نفسی پر محمول کیا جائے تو نواقض وضو اور دوسرے غسلوں کی حدیثوں سے ان کا تعارض ہو جائے گا۔ جبکہ علماء ان کے وجوب

نفسی کے قائل نہیں ہیں۔ اسی طرح استنجاء کے واجب ہونے اور نجاسات کو واجباً زائل کرنے کی حدیثیں بھی اسی مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ (کہ یہ غسل واجب لغیرہ ہے واجب لنفسہ نہیں ہے) چنانچہ محقق حلیؒ کتاب المعتبر میں فرماتے ہیں۔ کہ ''طہارت اس وقت واجب ہوتی ہے۔ جب اس واجب کام کو بجالانا ہو جو بغیر طہارت کے انجام نہیں دیا جاسکتا جیسے نماز اور طواف۔ مگر حدث چونکہ (وضو یا غسل کے) واجب ہونے کا سبب ہوتا ہے اس لئے جب بھی وہ صادر ہو تو اس پر وجوب کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔ اگرچہ مسبب کا وجوب کسی شرط پر موقوف ہو''۔ (جیسے وقت کا داخل ہونا۔ مثلاً) انتھی (کلامہ' رفع فی الخلد مقامہ)

باب ۱۵

جنب اور حائض کے لئے مساجد سے گزرنا جائز ہے سوائے مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے (کہ ان سے گزرنا بھی حرام ہے) اور اگر مسجد میں مرد کو احتلام ہو اور عورت کو حیض آ جائے تو وہ باہر نکلنے کے لئے تیمم کریں گے اور ان کے لئے تمام مساجد میں ٹھہرنا جائز نہیں ہے۔ نیز تمام مسجدوں میں انزال اور جماع کرنا حرام ہے

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے نبی کو وحی فرمائی کہ اپنی مسجد کو پاک کریں۔ اور اس شخص کو مسجد سے نکال دیں جو رات کو اس میں سوتا ہے اور سوائے علیؑ و فاطمہؑ کے باقی ان سب لوگوں کو جن کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے ہیں۔ حکم دیں کہ وہ اپنے دروازے ادھر سے بند کر دیں۔ اور مسجد سے کوئی جنب آدمی گزرنے نہ پائے۔ (الفروع)

۲۔ جمیل بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا جب آدمی مسجدوں میں بیٹھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ سوائے مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے باقی تمام مسجدوں سے اس حالت میں گزر سکتا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی (عام) مسجد میں یا مسجد الحرام یا مسجد نبویؐ میں سویا ہوا ہو اور احتلام کی وجہ سے جنب ہو جائے تو (باہر نکلنے کے لئے) تیمم کرے اور تیمم کے بغیر مسجد سے نہ گزرے پھر باہر نکل کر غسل کرے اور یہی حکم اس عورت کا ہے۔ جسے مسجد میں حیض آ جائے (کہ وہ تیمم کر کے باہر نکلے اور باہر جا کر غسل کرے)۔ ہاں البتہ ان دونوں کے لئے عام مسجدوں سے گزرنا جائز ہے مگر ان میں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جنب کے لئے عام مسجدوں سے گزرنا تو جائز ہے مگر ان میں ٹھہرنا جائز نہیں ہے۔ سوائے مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے کہ ان سے گزرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمران سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا جنب آدمی مسجد میں بیٹھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ گزر سکتا ہے۔ سوائے مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے (کہ ان سے گزرنا بھی جائز نہیں ہے)۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امت کے لئے نماز میں عبث کرنے (ہاتھ پاؤں ہلاتے رہنے) کو اور جنابت کی حالت میں مساجد میں جانے کو ناپسند کیا ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ خداوند عالم نے میرے لئے چھ چیزوں کو ناپسند کیا ہے۔ اور میں ان کو اپنی اولاد میں سے اپنے اوصیاء اور ان کے تابعداروں کے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ منجملہ ان کے ایک جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا بھی ہے۔ (ایضاً)

۹۔ زرارہ اور محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حیض والی عورت اور جنب آدمی مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہ؟ فرمایا: نہیں ہو سکتے۔ ہاں البتہ گزر سکتے ہیں۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے "**ولا جنباً الا عابری سبیل حتیٰ تغتسلوا**" (اور جنب بھی داخل نہ ہوں مگر گزرتے ہوئے جب تک کہ غسل نہ کر لیں)۔ (علل الشرائع و تفسیر قمی)

۱۰۔ ریان بن صلت حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ۔ کہ یہ مسجد سوائے محمدؐ اور ان کی آلؑ کے اور کسی جنب کے لئے حلال نہیں ہے۔ (عیون الاخبار و آمالی)

۱۱۔ حسن بن عبداللہ بن محمد بن عباس رازی نے اپنے باپ (عبداللہ) سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ کسی شخص کے لئے مباح نہیں ہے کہ اس مسجد میں اپنے آپ کو جنب کرے سوائے میرے اور علیؑ و

فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کے اور سوائے ان کے جو میرے اہل بیتؑ میں سے ہیں۔ کیونکہ وہ مجھ سے ہیں[1]۔

(العیون، الآمالی، الفقیہ)

۱۲۔ ابورافع حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ایھا الناس! خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ وہارونؑ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بنائیں۔ اوران کو یہ حکم بھی دیا گیا کہ ان مسجدوں میں کوئی جنب آدمی شب باشی نہ کرے اور نہ ہی کوئی شخص ان میں عورتوں سے مقاربت کرے سوائے ہارونؑ اوران کی ذریت کے اور چونکہ علیؑ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ پس سوائے علیؑ اوران کی ذریت کے اور کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ وہ میری اس مسجد میں عورتوں سے مباشرت کرے یا جنابت کی حالت میں وہاں شب باشی کرے۔ اور جس شخص کو یہ بات ناپسند ہو۔ وہ وہاںؑ (شام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) چلا جائے۔ (جو اس وقت کفرستان تھا)۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ ان حدیثوں میں ذریت علیؑ سے مراد ان کی اولاد میں سے گیارہ امام ہیں۔ اسی طرح لفظ اہل بیتؑ اور آل سے بھی یہی ذوات مقدسہ مراد ہیں۔ (فتدبر وتشکر)

۱۳۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود محمد بن سلیمان دیلمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھ چیزیں ایسی ہیں جو خدا نے میرے لئے ناپسند کی ہیں۔ اور میں اپنی ذریت میں سے آئمہ کے لئے انہیں ناپسند کرتا ہوں اور چاہیئے کہ وہ آئمہ ان باتوں کو اپنے پیروکاروں کے لئے ناپسند کریں۔ اور وہ یہ ہیں (۱) نماز میں ہاتھ پاؤں ہلانا۔ (۲) صدقہ دے کر احسان جتلانا۔ (۳) روزہ کی حالت میں فحش باتیں کرنا۔ (۴) قبروں کے درمیان ہنسنا۔ (۵) لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ (۶) اور جنابت کی حالت میں مسجدوں میں داخل ہونا۔ (محاسن البرقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہونے سے مراد اگر ان میں ٹھہرنا ہے تو پھر یہاں کراہت سے مراد حرمت ہے اور اگر

---

[1] مخفی نہ رہے کہ ان احادیث شریفہ میں ان ذوات مقدسہ سے جنابت کی نفی نہیں کی گئی یعنی یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ وہ جنب نہیں ہوتے یا ان پر جنابت والی کیفیت طاری نہیں ہوتی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے لئے اس چیز کو تسلیم کرکے ان کو جنابت کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ کہ عام لوگ جنابت کی حالت میں مسجد کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ مگر سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کے لئے اس حالت میں بھی اس کے اندر داخل ہونا جائز ہے۔ اسی طرح یہ چیز آیت تطہیر کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ آیت گناہوں سے ان کی طہارت وپاکیزگی پر دلالت کرتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جنابت کی کیفیت کا طاری ہونا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسی بنا پر وہ غسل جنابت کرتے تھے۔ اور متعدد حدیثوں میں ان کے لئے لفظ جنب کا اطلاق بھی کیا گیا ہے۔ اسی طرح عام لوگوں کے لئے مسجد میں اپنی بیوی سے مباشرت کرنا حرام ہے۔ مگر ان حضرات کے لئے مباح الغرض علمی زبان میں یہ تخصیص ہے تخصص نہیں ہے۔ اور یہ سب کچھ ان ذوات مقدسہ کی بلندی ومقام اور رفعت شان کا اقتضاء ہے بہر حال ان حدیثوں کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ ذوات مقدسہ یہ فطری وجبلی کام نہیں کرتے بلکہ وہ وظیفہ زوجیت ادا کرتے ہیں۔ اور یہ چیز ان کی عظمت وعصمت کے منافی نہیں ہے۔ کما لا یخفی۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

اس سے مراد صرف گزرنا ہے تو پھر لفظ کراہت اپنے اصلی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہ تفصیل اہل بیتؑ کے پیروکاروں کے لئے ہے (ورنہ خود ان کے لئے تو سب حلال ہے)۔

۱۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا جب آدمی مسجد میں سو سکتا ہے؟ فرمایا: اگر وضو کرے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے اور وہ اس سے گزر بھی سکتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ حکم (۱) یا تو تقیہ پر محمول ہے کیونکہ بہت سے مخالفین اس طرح کرنا جائز جانتے ہیں۔ (۲) یا یہ ضرورت کے وقت پر محمول ہے۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ خدا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جسے اس نے حرام قرار دیا ہے۔ مگر یہ کہ اسے عند الضرورہ جائز قرار دے دیا ہے۔ (۳) یا مسجد سے مراد وہ جانماز ہے۔ جو گھروں میں بنائی جاتی ہے واللہ اعلم۔

۱۵۔ جناب فاضل طبرسی تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے آیت مبارکہ "**ولا جنباً الا عابری سبیل**" کے یہ معنی بیان کیے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی جنابت کی حالت میں مسجدوں میں داخل نہ ہوں مگر صرف گزرتے ہوئے۔ (مجمع البیان)

۱۶۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام حدیث "سد الابواب"[۱] کے سلسلہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بحالت جب اس مسجد میں شب باشی نہ کرے سوائے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد میں سے طیب و طاہر ہستیوں کے۔ (تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکریؑ)

۱۔ مؤرخین اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہجرت نبویؐ کے بعد بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا گھر (مسجد) تعمیر کیا۔ اس کے بعد صحابہ کرام نے مسجد کے اردگرد اپنے اپنے گھر تعمیر کیے۔ جن کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ اسلئے آتے جاتے وقت ان کو مسجد سے گزرنا پڑتا تھا۔ اس لئے کچھ عرصہ کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا۔ کہ سوائے اپنے اور حضرت علیؑ کے باقی سب لوگوں کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کرا دیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اپنے اور حضرت امیر علیہ السلام کے سوا باقی سب لوگوں کے دروازے ادھر سے بند کرا دیئے۔ جس پر لوگوں نے چہ میگوئیاں کرنا شروع کیں کہ اگر آنحضرتؐ نے عام لوگوں کے دروازے بند کرانا تھے تو علیؑ کا دروازہ کھلا کیوں رکھا؟ اور اگر ان کا دروازہ کھلا رکھنا تھا۔ تو دوسروں کے دروازے بند کیوں کرائے؟ جب آنحضرت کو لوگوں کی چہ میگوئیوں کی اطلاع ملی تو آپؐ نے سب لوگوں کو مسجد نبویؐ میں جمع کر کے خطبہ دیا جس میں یہ وضاحت فرمائی کہ میں نے جو کاروائی کی ہے وہ سب خداوند عالم کے حکم کی تعمیل میں کی ہے۔ یعنی اگر تمہارے دروازے بند کرائے ہیں تو خدا کے حکم کے مطابق اور اگر علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا ہے تو خدا کے فرمان کے موافق۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف وغیرہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۶

جب آدمی کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے گھروں میں داخل ہونا مکروہ ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن حسن صفار باسناد خود بکر بن محمد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان پر حاضر ہونے کے لئے مدینہ سے نکلے۔ راستہ میں ابوبصیر بھی ایک بازار سے نکل کر ہمارے ہمراہ ہو گئے۔ جبکہ وہ جب تھے۔ مگر ہمیں اس کا کوئی علم نہیں تھا۔ حتیٰ کہ جب ہم امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے سر بلند کر کے ابوبصیر کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے ابو محمد! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جنب کو نہیں چاہیئے کہ انبیاء کے گھروں میں داخل ہو۔ پس یہ سن کر ابوبصیر واپس لوٹ گئے اور ہم اندر داخل ہو گئے۔ (بصائر الدرجات کذا فی۔ قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں داخل ہوا۔ اور میری ایک کنیز بھی میرے ہمراہ تھی۔ جس سے میں نے صحبت کی۔ غسل کرنے کے لئے حمام میں گیا۔ (ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ) دیکھا کہ کچھ لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے جا رہے ہیں۔ تو میں بھی محض اس خیال کے پیش نظر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ داخل ہو جائیں اور میں رہ جاؤں (غسل کئے بغیر) ان کے ہمراہ چلا گیا۔ پس جب (امامؑ کے) گھر میں داخل ہوا۔ اور امامؑ کے سامنے کھڑا ہوا۔ تو امامؑ نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور فرمایا: اے ابوبصیر! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے۔ کہ انبیاءؑ اور اولاد انبیاءؑ کے گھروں میں جب آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر میں شرمسار ہوا۔ اور عرض کیا فرزند رسولؐ! میں نے دیکھا کہ کچھ اصحاب آپؑ کی خدمت میں آ رہے تھے۔ تو مجھے اندیشہ ہوا کہ ان کے ہمراہ اندر داخل ہونے سے رہ نہ جاؤں اس لئے ان کے ساتھ چلا آیا۔ پھر کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ پھر (غسل کرنے کے لئے) باہر نکل گیا۔ (ارشاد شیخ مفیدؒ)

۳۔ جناب علی بن عیسیٰ اربلیؒ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی طرح مجھے اپنی امامت کی کوئی علامت عطا کریں۔ چنانچہ میں جب داخل ہوا۔ تو جنب تھا۔ امامؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ابو محمد! کوئی مصروفیت تھی۔ کہ (غسل کئے بغیر) میرے پاس چلے آئے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے عمداً ایسا کیا ہے؟ فرمایا: کیا ابھی ایمان نہیں لائے؟ عرض کیا: ایمان تو لایا ہوں۔ مگر اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ پھر فرمایا: اے ابو محمد! اٹھ اور غسل کر۔ چنانچہ میں اٹھا اور غسل کیا۔ اور جب میں واپس آ کر اپنی نشست پر بیٹھا تو اس وقت کہا کہ یہ امام (برحق) ہیں۔ (کشف الغمہ)

۴۔ اس سے پہلے باب ۷ حدیث نمبر ۲۴ پر گزر چکی ہے۔ جس میں ایک جنب بدو کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا اور امامؑ کا اسے ٹوکنا مذکور ہے۔ (الخرائج راوندی)

۵۔ جناب محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشیؒ باسناد خود بکیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ سر راہ میری ابوبصیر سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: آپ کے مولا و آقا (امام جعفر صادق علیہ السلام) کے پاس۔ انہوں نے کہا: میں بھی آپ کے ہمراہ چلتا ہوں۔ چنانچہ ہم اکٹھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امامؑ نے تیز نگاہوں سے ابوبصیر کی طرف دیکھا اور فرمایا: آیا تم جنابت کی حالت میں انبیاء کے گھروں میں داخل ہوتے ہو۔ ابوبصیر نے (امام کی ناراضی محسوس کر کے) کہا: میں خدا اور آپ کے قہر و غضب سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ اور (وعدہ کرتا ہوں کہ) پھر کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ (رجال کشی)

باب ۱۷

جنب اور حائض کا مسجد میں کوئی چیز رکھنا جائز نہیں ہے ہاں البتہ اس سے اٹھانا جائز ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جنب اور حائض کے بارے میں سوال کیا کہ آیا وہ مسجد سے کچھ سامان اٹھا سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ لیکن وہ مسجد میں کچھ رکھ نہیں سکتے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ و محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے فرمایا: جنب اور حائض مسجد میں داخل نہ ہوں۔ مگر گزرتے ہوئے۔ پھر فرمایا: وہ مسجد سے کچھ اٹھا تو سکتے ہیں مگر اس میں کچھ رکھ نہیں سکتے۔ زرارہ نے عرض کیا۔ مولا! کیا وجہ ہے کہ وہ اٹھا تو سکتے ہیں۔ مگر رکھ نہیں سکتے؟ فرمایا: (ان میں یہ فرق ہے کہ) جو چیز مسجد میں پڑی ہے وہ مجبور ہیں کہ وہ اسے مسجد سے ہی اٹھائیں گے۔ مگر جو چیز ان کے پاس ہے وہ (اسے مسجد میں رکھنے پر تو مجبور نہیں ہیں کیونکہ) اسے کسی اور جگہ بھی رکھ سکتے ہیں۔ (علل الشرائع)

۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمی نے بھی اپنی تفسیر میں مرسلاً یہ حدیث نقل کی ہے مگر اس میں یوں وارد ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جنب اور حائض مسجد میں کوئی چیز رکھ تو سکتے ہیں مگر اس سے اٹھا نہیں سکتے۔ راوی نے عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ رکھ تو سکتے ہیں مگر اٹھا نہیں سکتے؟ فرمایا: وہ مسجد میں داخل ہوئے بغیر کوئی چیز اس میں رکھ تو سکتے ہیں مگر داخل ہوئے بغیر اٹھا نہیں سکتے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ بعض اصحاب (علماء) نے ان حدیثوں کے ظاہری مضمون پر عمل کیا ہے۔ (اور جب و حائض کے مسجد میں داخل ہو کر کوئی چیز اٹھانے کو جائز قرار دیا ہے) (اور باب ۱۵ میں ذکر شدہ) حدیثوں کو کراہت پر محمول کیا ہے۔ مگر پہلا قول (حرمت والا) زیادہ مشہور ہے اور وہی زیادہ قابل وثوق ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس رکھنے کے جواز کو اس صورت کے ساتھ مختص قرار دیا جائے کہ مسجد میں داخل ہوئے بغیر کوئی چیز مسجد میں رکھی جائے۔ اس مضمون کی بعض حدیثیں حیض کے (باب ۳۵ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

جب آدمی کے کسی ایسی چیز کو چھونے کا حکم جس پر خدا کا نام کندہ ہو یا سفید دراہم کو مس کرنے' اور قرآن مجید کی عبارت وغیرہ کو مس کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب آدمی ایسے کسی درہم و دینار کو مس نہ کرے جس پر خدا کا نام کندہ ہو۔ (تہذیبین)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر جب آدمی اور حیض والی عورت سفید رنگ کے درہموں کو مس کریں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب محقق حلیؒ جامع بزنطیؒ سے اور وہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب آدمی جب ہو تو سفید رنگ کے درہموں کو مس کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! بخدا! بعض اوقات مجھے ایسا درہم دیا جاتا ہے۔ تو میں اسے پکڑ لیتا ہوں جبکہ میں جب ہوتا ہوں۔ (المعتبر)

۴۔ ابوالربیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ان درہموں کو مس کرنے کے متعلق فرمایا: جن پر خدا اور رسول کا نام کندہ ہو۔ کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور فرمایا: بسا اوقات میں خود بھی ایسا کرتا ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ (چونکہ یہ حدیث بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے اس کی کوئی مناسب تاویل لازم ہے۔ اور وہ چند طرح ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہ) (۱) ممکن ہے کہ اس طرح درہم کو مس کیا جائے کہ خدا و رسول کے نام کو ہاتھ نہ لگے۔ (۲) بنا بر ضرورت ایسا کرنا روا ہو۔ نہ کہ عام حالات میں۔ (۳) بعض اصحاب نے اسے جواز پر اور عمار والی حدیث کو کراہت پر محمول کیا ہے۔ بہر حال پہلا قول (اور پہلی تاویل) احوط ہے اور اس سے پہلے وضو کے ابواب (ب ۱۲ وغیرہ) میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس باب کے دوسرے متعلقہ عنوان پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۹

جنب اور حیض و نفاس والی عورت کے لئے سوائے واجبی سجدہ والی چار سورتوں کے باقی قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے اور جنب کے لئے سات آیتوں سے زیادہ کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ اور ستر آیات سے زیادہ کی تلاوت کرنا مؤکد مکروہ ہے

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حیض و نفاس والی عورت اور جنب آدمی قرآن کی تلاوت کر سکتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ ابن بکیر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جنب کے بارے میں سوال کیا کہ آیا وہ کھا پی سکتا ہے؟ اور قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کھا پی سکتا ہے۔ اور قرآن کی تلاوت کے علاوہ جس قدر چاہے ذکر خدا بھی کر سکتا ہے! (الفروع، التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوسعید خدری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جو شخص جنب ہو اور رخت خواب میں اپنی بیوی کے ہمراہ لیٹا ہوا ہو وہ اس حالت میں قرآن نہ پڑھے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ آسمان سے آگ نازل ہو اور دونوں کو جلا کر بھسم کر دے۔ (الفقیہ، الآمالی، العلل)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے ان چار سورتوں کا پڑھنا مراد ہے جن میں واجبی سجدے ہیں۔ اور مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو۔ (واللہ اعلم)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حائض اور جنب قرآن کا کچھ حصہ پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: سوائے (واجبی) سجدہ (والی سورتوں کے) باقی قرآن میں سے جس قدر چاہیں اور اسی طرح ہر حالت میں ذکر خدا بھی کر سکتے ہیں۔ (العلل۔ التہذیب۔ الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر حائض اور جنب قرآن کی تلاوت کریں۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیبین)

۶۔ عبیداللہ بن علی الحلبی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حیض و نفاس والی عورت اور جنب اور پاخانہ پھرنے والا آدمی قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں جس قدر چاہیں (پڑھ سکتے ہیں)۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب آدمی اور حیض والی عورت کپڑے کے ساتھ قرآن کھول کر (واجبی) سجدہ والی سورتوں کے علاوہ باقی قرآن میں سے جس قدر چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ (ایضاً)

۸۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ) میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا جب آدمی قرآن پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں سات آیتوں تک۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں۔ کہ سماعہ کی دوسری روایت میں ستر آیتیں وارد ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے اس مقدار سے زائد کی تلاوت کو کراہت پر محمول کیا ہے جبکہ دوسری حدیثوں کو جو سوائے سور عزائم کے باقی قرآن کی تلاوت کو علی الاطلاق جائز قرار دیتی ہیں۔ نفی حرمت پر محمول کیا ہے۔۔۔ (یعنی اس سے زائد مقدار کی تلاوت گو مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے) بلکہ ان کراہت والی روایتوں میں تقیہ کا احتمال بھی ہے۔۔۔ کیونکہ وہ اس معاملہ میں بڑی شدت کے قائل ہیں۔ بنا بریں کراہت بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ جناب محقق حلیؒ اپنی کتاب المعتبر میں فرماتے ہیں۔ کہ "جنب اور حائض کے لئے جائز ہے کہ سوائے ان سورتوں کے جن میں واجبی سجدہ ہے۔ باقی جس قدر چاہیں۔ قرآن کی تلاوت کریں۔ اور وہ چار سورتیں یہ ہیں۔ (۱) اقراء باسم ربک۔ (۲) النجم۔ (۳) تنزیل السجدہ۔ (۴) حم السجدہ۔ اس بات کو بزنطی نے اپنی جامع میں باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔" (المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ نماز کے علاوہ تلاوت قرآن کے باب (ج ۲ باب ۱۱ میں) ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جن میں ہر حالت میں قرآن کی تلاوت کرنے کی رخصت وارد ہے۔

باب ۲۰

جنب کے لئے وضو کیئے (یا) کلی کیئے اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر کچھ کھانا پینا مکروہ ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں۔ جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب آدمی جب کچھ کھانا پینا چاہے۔ تو ہاتھ منہ دھو کر اور کلی کر کے کھا پی سکتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب آدمی جب تک دونوں ہاتھ نہ دھولے اور کلی نہ کرلے اس وقت تک کوئی چیز نہ چکھے۔ ورنہ سفید داغوں (پھلبہری) کا اندیشہ ہے۔ (الفروع۔ التہذیبین)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کوئی آدمی جنب ہو تو جب تک وہ وضو نہ کرے اس وقت تک نہ کچھ کھائے اور نہ کچھ پیئے۔ (الفقیہ)

۴۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں جنابت کی حالت میں کچھ کھانے پینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور فرمایا کہ ایسا کرنا فقر و فاقہ کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا جب آدمی وضو کرنے سے پہلے کھا پی سکتا ہے؟ فرمایا: ہم لوگ سہل انگیزی سے کام لیتے ہیں؟ اسے چاہیئے کہ (کم از کم) ہاتھ دھوئے اور وضو کرنا افضل ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے قر[illegible]ات اور حمام میں نورہ لگانے (آداب حمام باب ۴۰ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱

غسل کرنے سے پہلے جنب آدمی کے لئے تیل لگانا مکروہ ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آیا جب آدمی پہلے تیل لگائے پھر غسل کرے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع۔ التہذیبین)

باب ۲۲

جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں خضاب کرنا اسی طرح خضاب کی حالت میں اپنے آپ کو جنب کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ سوائے نفاس کی حالت کے مگر یہ کہ خضاب اپنا رنگ پکڑ چکا ہو تو پھر اپنے کو جنب کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو جمیلہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں خضاب کرے یا اگر خضاب کیا ہوا ہو اور اس حالت میں اپنے آپ کو جنب کرے یا نورہ

لگائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے۔کہ جس شخص نے خضاب کیا ہوا ہو وہ اپنے آپ کو جب نہ کرے۔جب تک خضاب اپنا رنگ نہ پکڑے (کہ پھر مکروہ نہیں ہے)۔ہاں البتہ ابتدا میں ایسا نہ کرے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو سعید سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔کیا جنابت کی حالت میں آدمی خضاب کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔پھر میں نے عرض کیا۔اگر اس نے خضاب کیا ہوا ہو تو اپنے آپ کو جب کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! پھر تھوڑا سا توقف کرنے کے بعد فرمایا: اے ابوسعید! کیا میں تمہیں ایک ایسا طریقہ کار نہ بتاؤں جس پر تم عمل کر سکو؟ عرض کیا ہاں ضرور۔فرمایا: جب مہندی لگاؤ اور وہ اپنا رنگ پکڑے تو پھر بے شک مجامعت کر سکتے ہو۔(تہذیبین)

۴۔ کردین المسمعی بیان کرتے ہیں۔کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب آدمی جب ہو تو خضاب نہ کرے۔اور جب خضاب کیا ہوا ہو تو غسل نہ کرے۔(یعنی اپنے آپ کو جب نہ کرے)۔(ایضاً)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں۔کہ میں نے عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا جب آدمی اور حیض والی عورت خضاب کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۶۔ جعفر بن محمد بن یونس بیان کرتے ہیں۔کہ ان کے والد (محمد) نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ اگر جب آدمی خضاب کرنا چاہے۔یا اس حالت میں کہ خضاب کیا ہوا ہو اپنے آپ کو جب کرنا چاہے تو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ میں اس کے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا۔(ایضاً)

۷۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ عیاشی کی کتاب اللباس سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: جب آدمی کے لئے خضاب کرنا مکروہ ہے۔نیز فرمایا: جو شخص جنابت کی حالت میں خضاب کرے یا خضاب کی حالت میں اپنے آپ کو جب کرے تو اس کے متعلق خطرہ ہے کہ شیطان اسے کچھ تکلیف نہ پہنچائے۔(مکارم الاخلاق)

۸۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: جنابت کی حالت میں خضاب نہ کرو اور نہ ہی خضاب کی حالت میں اپنے کو جب کرو۔اور نہ ہی حیض والی عورت خضاب کرے کیونکہ اس حالت میں شیطان حاضر ہوتا ہے (اور تکلیف پہنچاتا ہے) ہاں البتہ نفاس والی عورت اگر خضاب کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۹۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: نفاس والی عورت خضاب کر سکتی ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔کہ آئندہ (حیض کے باب ۲۳ و باب ۴۲ میں) کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۳

جنب کے لئے نورہ لگانا، پچھنے لگوانا (کوئی حیوان یا پرندہ) ذبح کرنا اور ذکر خدا کرنا جائز ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کوئی شخص جنب ہو اور پچھنے لگوائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی جنب آدمی نورہ لگائے، پچھنے لگوائے اور ذبح کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین کے غلام (سلیم) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو یہ مسئلہ معلوم کرنے کے لئے خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ کہ آیا جنب آدمی نورہ لگا سکتا ہے یا نہ؟ لیکن ابھی میں نے خط لکھا نہیں تھا۔ کہ امامؑ کا میرے نام ایک خط آیا جس میں لکھا تھا۔ کہ نورہ لگانا جنب آدمی کی صفائی میں اضافہ کرتا ہے۔ ہاں البتہ جب آدمی نے خضاب کیا ہوا ہو تو مجامعت نہ کرے اور نہ ہی اس عورت سے ہمبستری کرے جس نے خضاب کیا ہوا ہو۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ اس سے پہلے قراءت قرآن کے (باب ۱۹) اور آداب خلوت کے (باب ۷) اور آداب حمام (باب ۲۸) میں بعض ایسی حدیثیں بیان ہو چکی ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ جنب کے لئے نورہ لگانا۔ اور ذکر خدا کرنا جائز ہے۔ اور ایسی حدیثیں بھی اپنے مقام پر (ج ۸ ابواب الذبائح باب ۱۷ میں) آئیں گی جو ذبح کے حکم پر دلالت کرتی ہیں۔ (کہ جنب کے لئے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے)۔

باب ۲۴

غسل کرنے سے پہلے کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ اور کسی عضو کے بھی اندرونی حصہ کا دھونا واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جنابت (کی کیفیت) کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: سب سے پہلے تو اپنے ہاتھ دھوؤ۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں

پر پانی ڈالو۔ اور اس سے اپنی شرم گاہ کو دھوؤ۔ پھر کلی کرو۔ اور ناک میں پانی ڈالو۔ اس کے بعد غسل کرو۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: پہلے تو ہاتھوں پر پانی ڈالو اور کف دست کو دھوؤ۔ پھر پانی میں ہاتھ ڈال کر شرم گاہ کو دھوؤ۔ پھر کلی کرو۔ اور ناک میں پانی ڈالو۔ بعد ازاں سر پر تین بار پانی ڈالو اور منہ دھو کر اپنے پورے جسم پر پانی ڈالو (اور بترتیب معلوم غسل کرو)۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: یہ دونوں کام سنت ہیں۔ اور اگر بھول جاؤ تو ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ناک اور منہ جنب نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ تو بہتے رہتے ہیں۔ (لہٰذا ان کے اندرونی حصہ کا دھونا واجب نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو یحییٰ الواسطی سے اور وہ بالواسطہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب آدمی (واجباً) کلی کرے (اور ناک میں پانی ڈالے؟) فرمایا: نہ۔ (پھر اس مطلب کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) بدن کا صرف ظاہر جنب ہوتا ہے۔ اس کا باطن جنب نہیں ہوتا اور منہ (اور ناک) باطن میں سے ہے۔ (علل الشرائع)

۶۔ جناب شیخؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک اور حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ جس میں آپؑ نے غسل جنابت کے متعلق فرمایا کہ اگر چاہو تو کلی کرو۔ اور ناک میں بھی پانی ڈالو۔ لیکن ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ غسل کا تعلق صرف ظاہر کے ساتھ ہے۔ باطن سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے وضو (کے باب ۲۹) اور مسواک (کے باب ۱میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۲۶ میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

جنب مرد ہو یا عورت اس کے لئے وضو، غسل یا تیمم کے بغیر سونا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ الحلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ آیا جنب آدمی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ فرمایا: ایسا کرنا مکروہ ہے جب تک (غسل یا) وضو نہ کرلے۔ (الفقیہ)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مسلمان کو چاہیئے کہ حالت جنابت میں نہ سوئے۔ اور جب سوئے تو طہارت کرکے سوئے اور اگر پانی دستیاب نہ ہو تو مٹی سے تیمم کرلے۔ (علل الشرائع والخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ ارشاد استحباب پر محمول ہے۔ کیونکہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور آئندہ بھی ذکر کیا جائے گا۔ (کہ ایسا کرنا واجب نہیں ہے)۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے۔ کیا وہ اسی حالت میں سو سکتا ہے؟ امامؑ نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی: "اللہ یتوفی الانفس" الآیۃ۔ (کہ خدا روحوں کو موت کے وقت قبض کرتا ہے۔ اور جو نہیں مرتے ان کو نیند کے وقت قبض کرتا ہے) اسے کیا معلوم کہ رات کے وقت اسے کیا مصیبت پیش آجائے۔ اس لئے اسے چاہیئے کہ جب اس کام سے فارغ ہو تو غسل کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس کی وجہ تم ابھی معلوم کر چکے ہو۔ (کہ یہ استحباب پر محمول ہے)۔

۴۔ سعید الاعرج بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جنب آدمی سو سکتا ہے اور اسی طرح جنب عورت بھی سو سکتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے کو جنب کرتا ہے پھر سونا چاہتا ہے تو؟ فرمایا: اگر چاہے تو وضو کرلے۔ مگر غسل کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور یہی افضل بھی ہے۔ اور اگر وضو اور غسل کیے بغیر سو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ۔ (التہذیب والفروع)

باب ۲۶

غسل جنابت اور اس کی دونوں قسموں (ترتیبی وارتماسی) کی کیفیت اور اس کے دیگر بعض احکام کا بیان

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اماميںؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے غسل جنابت (کی کیفیت) کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: سب سے پہلے تو اپنے ہاتھ دھوؤ۔ پھر اپنی شرمگاہ کو دھوؤ۔ پھر تین مرتبہ سر پر پانی ڈالو پھر دو دو بار تمام جسم پر پانی ڈالو۔ (یعنی پہلے دائیں حصہ پر پھر بائیں جانب پر) پس جسم کے جس حصے پر پانی پہنچ جائے گا۔ وہ حصہ پاک ہو جائے گا۔ (الفروع۔ والتہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے (امامؑ کی خدمت میں) عرض کیا۔ کہ جب آدمی کس طرح غسل کرے؟ فرمایا: اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست نہ ہو تو اسے پانی میں ڈبوئے۔ اور تین چلو پانی سے اپنی شرمگاہ کو صاف کرے پھر تین چلو سر پر ڈالے۔ پھر اپنے دائیں کندھے پر دو بار پانی ڈالے پھر بائیں کندھے پر دو بار ڈالے (یعنی دائیں بائیں جانب پر) پس جس جس مقام پر پانی جاری ہو جائے گا' کافی ہوگا۔ (الفروع)

۳۔ ربعی بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب آدمی تین بار سر پر پانی ڈالے اس سے کمتر کافی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں غسل جنابت کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: سب سے پہلے ہاتھ دھونے سے ابتداء کرے۔ پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اس سے شرمگاہ کو دھوؤ۔ پھر کلی کرو۔ اور ناک میں پانی ڈالو۔ پھر سر سے لے کر پاؤں تک سارا جسم دھوؤ۔ (فرمایا) اس غسل سے پہلے یا اس کے بعد وضو نہیں ہے۔ اور جسم کے جس جس حصے پر پانی ڈالتے جاؤ گے۔ وہ پاک و صاف ہوتا جائے گا۔ اور اگر کوئی جنب آدمی (آب جاری یا آب کثیر میں) یکبارگی غسل ارتماسی کرنا چاہے تو یہ کافی ہے۔ اگرچہ جسم کو نہ بھی رگڑے۔ (التہذیب)

۵۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے غسل جنابت کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: پہلے دائیں ہاتھ کو کہنی سے لے کر انگلیوں تک دھوؤ۔ پھر اگر ہو سکے تو (استبراء کے طور پر) پیشاب کرو پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر جسم کی ظاہری نجاست دور کرو۔ پھر (اصل غسل شروع کرتے ہوئے) پہلے سر اور اس کے بعد بدن پر پانی ڈالو۔ اور اس غسل میں وضو نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے بھائی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ اگر کوئی جب آدمی غسل جنابت کرنے کے سلسلہ میں برستی ہوئی بارش میں کھڑا ہو جائے اور اس طرح اپنے سر اور بدن کو دھو ڈالے۔ تو اس طرح اس کا غسل ہو جائے گا۔ جبکہ وہ اور پانی سے بھی غسل کر سکتا ہو؟ فرمایا: اگر وہ اس طرح (ترتیب کے ساتھ کرے) جس طرح دوسرے پانی سے کرتا ہے۔ (یعنی پہلے سر بعد ازاں بدن کا دایاں اور پھر بایاں حصہ دھوئے) تو کافی ہے۔
(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، قرب الاسناد)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے۔ کہ اگر کوئی جنب آدمی یکبارگی (کثیر یا جاری) پانی میں غوطہ لگائے۔ (اور باہر نکل آئے) تو اس طرح اس کا غسل جنابت ہو جائے گا۔ (الفروع۔ کذا فی التہذیب۔ والاستبصار)

۸۔ محمد بن ابو حمزہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امامؑ سے دریافت کیا گیا۔ کہ اگر کوئی جنب آدمی بارش میں کھڑا ہو جائے۔ یہاں تک کہ پانی اس کے تمام بدن سے بہہ نکلے تو آیا اس طرح اس کا غسل جنابت ہو جائے گا۔ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (آب مضاف اور وضو کے ابواب میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض اس کے بعد (باب ۳۱ و باب ۳۴ میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

غسل جنابت کے بعد پاؤں دھونے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حکم بن حکیم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے غسل جنابت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم صاف ستھری جگہ میں ہو تو پھر پاؤں کے نہ دھونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر ایسی جگہ پر ہو۔ جو صاف ستھری نہ ہو۔ تو پھر پاؤں کو دھولو۔ (الغرض پاؤں دھونے یا نہ دھونے کا تعلق غسل سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق ظاہری نجاست کے ساتھ ہے)۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں غسل جنابت وغیرہ ایسی جگہ کھڑے ہو کر اور سندھی جوتا پہن کر کرتا ہوں؟ جہاں پیشاب کیا جاتا ہے؟ کیا غسل کے بعد پاؤں دھوؤں؟ فرمایا: اگر وہ پانی جو تمہارے جسم سے نیچے بہہ رہا تھا۔ پاؤں کے تلوؤں تک پہنچ جائے۔ تو پھر پاؤں کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفقیہ، کذا فی التہذیب والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے (باب ۷ از آب مطلق میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۸

غسل ترتیبی میں ترتیب واجب ہے اور اگر اس کی خلاف ورزی کی جائے تو اس طرح غسل کا اعادہ لازم ہے کہ جس سے ترتیب حاصل ہو جائے ہاں البتہ ارتماسی میں اس کی ضرورت نہیں ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو

شخص غسل جنابت کرے مگر سر کو نہ دھوئے۔ اور دوسرا غسل کرکے اب سر کو دھونا چاہے۔ تو اس کے لئے از سر نو غسل کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ یہی راوی انہی حضرت سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے غسل جنابت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے تین چلوؤں سے شرمگاہ کو دھوئے۔ پھر سر پر تین بھرپور چلو ڈالے۔ اس کے بعد دائیں جانب پر دو بار بعد ازاں بائیں جانب پر دو بار (کاندھوں سے نیچے کی طرف) پانی ڈالے۔ الحدیث۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں کیفیت غسل (باب ۲۶ میں) اور ترتیب وضو کے سلسلہ میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ (باب ۲۹ و باب ۳۱ میں) اور غسل میت کے بیان میں بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ وہ غسل جنابت کی طرح ہے۔ اور وہاں اس قسم کی کچھ حدیثیں بھی مذکور ہوں گی۔ جو بتاتی ہیں۔ کہ غسل میت میں ترتیب واجب ہے۔ اور اس کی دائیں جانب کا اس کی بائیں جانب پر مقدم کرنا لازم ہے۔ (لہٰذا نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ غسل جنابت میں بھی اس ترتیب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے) احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اور اسی پر ہمارے علماء و فقہاء کا عمل ہے۔

باب ۲۹

اعضاء غسل میں موالات و متابعت واجب نہیں ہے۔ اور ان میں دیر جائز ہے اور اگر اثناء غسل میں حدث اصغر یا اکبر صادر ہو جائے تو غسل کا اعادہ واجب ہے۔ اور دوسرے آدمی کو غسل کا پانی لانے کا حکم دینا جائز ہے اور نماز کے وقت سے پہلے پورے یا بعض غسل کا کرنا جائز ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے خیمہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہ ایک عورت سے کچھ گفتگو کر رہے تھے جس نے بہت دیر لگائی۔ (جب وہ چلی گئی تو) امامؑ نے مجھے آواز دی کہ قریب آؤ۔ (پھر از خود فرمایا) یہ مادر اسماعیل تھی (امامؑ کے بڑے صاحبزادے کی ماں) جو آئی تھی اور میرا خیال ہے کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں گزشتہ سال خدا نے اس کے حج کو اکارت کیا تھا۔ (ہوا اس طرح کہ) میں نے احرام باندھنا چاہا۔ اور حکم دیا کہ چھوٹے خیمہ میں (غسل احرام کے لئے) پانی رکھو۔ چنانچہ میری ایک کنیز نے وہاں پانی رکھا۔ اور وہیں میں نے اس سے مقاربت کی اور میں نے اس سے کہا کہ (غسل جنابت کے سلسلہ میں سردست) صرف سر دھو لے اور اسے (بھی تولیہ وغیرہ) سے خوب خشک کر لے۔ تاکہ تیری مالکن (مادر اسماعیل) کو اس بات کا علم نہ ہو۔ اور جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو اس وقت دوسرے جسم کا غسل کر لینا اور سر نہ دھونا (اس طرح غسل جنابت مکمل

ہو جائے گا) تا کہ تیری مالکن کو شک نہ ہو (پس جب وہ سر دھو کر اور اسے خشک کر کے) جب اپنی مالکن کے خیمہ میں کوئی چیز اٹھانے کے لئے داخل ہوئی تو مادر اسماعیل نے (کسی شک کی بنا پر) اس کے سر کو ہاتھ لگایا۔ اور جب اسے بالوں میں پانی کی تری محسوس ہوئی تو (اس کا شک یقین سے بدل گیا۔ اور نسوانی غیرت کا شکار ہو کر) اس کا سر منڈوایا اور اسے مارا پیٹا۔ (امامؑ نے فرمایا) میں نے اس سے (آج) کہا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں خدا نے (گزشتہ حال) تیرے حج کو ضائع و اکارت کیا تھا[1]۔ (تہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمر الیمانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا: کہ حضرت علی علیہ السلام ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔ کہ جب آدمی سر تو صبح سویرے دھوئے۔ اور دوسرا جسم نماز (ظہرین) کے وقت دھوئے۔ (الفروع والتہذیب)

۳۔ جناب سید محمد صاحب المدارک حضرت شیخ صدوقؒ کی کتاب ''عرض المجالس'' کے حوالہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: غسل کے اس طرح حصے بخرے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کہ آدمی اپنے ہاتھ، شرم گاہ اور سر کو (اگلے پہر) دھو لے اور دوسرے جسم کے دھونے کو نماز (ظہرین) کے وقت تک مؤخر کرے (اور نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد دھوئے) ہاں البتہ اگر اس اثناء میں یعنی سر دھونے کے بعد اور دوسرا جسم دھونے سے پہلے کوئی حدث سرزد ہو جائے جیسے بول و براز ریح یا منی خارج ہو جائے۔ تو غسل کا از سر نو اعادہ کرنا پڑے گا۔ (مدارک الاحکام)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ قبل ازیں وقت سے پہلے وضو کرنے کی بحث میں (باب ۴ اور ابواب جنابت میں سے باب ۲۵ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو غسل کے نماز کے وقت سے پہلے کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح جب کی نیند والی حدیثیں بھی اس مقصد پر دلالت کرتی[2] ہیں۔

---

[1] اگر قرآن اور تاریخ انبیاء عظام علیہم السلام میں جناب خلیل خدا کی دو زوجاؤں (مادر اسماعیل اور مادر اسحاق) کے واقعات اور ان کے سوکنانہ سانحات (بلکہ خود بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر ان کی ازواج کے باہمی رقیبانہ حالات پڑھے جائیں تو مادر اسماعیل کے اس واقعہ پر چنداں تعجب نہیں ہوتا۔ عورت بھی بڑی عجیب الخلقت مخلوق ہے۔ اگر ٹھیک ہونے پر آجائے تو فرعون جیسے غدار و عیار کے گھر رہ کر بھی خدا کی عبادت گزار و اطاعت شعار بن کر وقت گزار لیتی ہے۔ اور اگر بگاڑ پر تل جائے تو نبیوں اور اماموں کے گھر رہ کر بھی ناشکر گزار رہ سکتی ہے۔ سچ ہے

جنہیں ہوڑ بنا وہ جاتے ہیں سفینوں میں
کردم اشارتے و مکرر نمی کنم

(احقر مترجم عفی عنہ)

[2] زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا۔ کہ جو غسل وقت نماز سے پہلے کیا جائے گا اس میں وجوب کی نیت نہیں کی جائے گی بلکہ قربت مطلقہ کی نیت سے کیا جائے گا۔ اور وقت کے بعد بہ نیت وجوب کیا جائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۰

اگر غسل جنابت کے بعد جسم پر خوشبو، خلوق، زعفران اور گوند وغیرہ کا اثر باقی رہ جائے تو جائز ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابومحمود سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص جنب ہوتا ہے اور اس حالت میں اپنے جسم پر خلوق، خوشبو یا کوئی لیسدار چیز جیسے رومی گوند وغیرہ لگاتا ہے۔ اور جب غسل کرتا ہے۔ اور اس سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے جسم پر ان چیزوں کا کچھ نشان دیکھتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ (الفروع۔ التہذیب)

۲۔ اسماعیل بن ابوزیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں غسل جنابت کرتی تھیں تو خوشبو کی زردی ان کے جسموں پر باقی رہ جاتی تھی۔ اور یہ اس وجہ سے تھا کہ آنحضرتؐ نے ان کو صرف یہ حکم دے رکھا تھا کہ جسموں پر پانی ڈالا کریں۔ (یعنی جسم کو رگڑنے اور خوشبو کے نشان کو کھرچنے کا حکم نہیں دیا تھا)۔ (التہذیب وکذا فی علل الشرائع)

۳۔ عمار بن موسیٰ ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپؑ نے اس حیض والی عورت کے بارے میں جس نے غسل حیض کیا مگر اس کے جسم پر زعفران لگا ہوا تھا۔ فرمایا: اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ (التہذیب۔ الفقیہ۔ الفروع)

باب ۳۱

غسل میں اس قدر کافی ہے کہ اس پر غسل کا نام صادق آئے اگرچہ تیل ملنے کی طرح ہو۔ ہاں البتہ ایک صاع پانی کے ساتھ مستحب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص تنہا غسل کرے اس کے لئے ایک صاع پانی ضروری ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن صیقل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حائض نو (۹) رطل (ایک پیمانہ ہے) پانی سے غسل کرے۔ (الفروع)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب آدمی کے جسم پر تھوڑا یا زیادہ جس قدر بھی پانی جاری ہو جائے وہ کافی ہے۔ (ایضاً و تہذیبین)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب حائض کے بالوں تک پانی کی تری پہنچ جائے تو کافی ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ غسل جنابت کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: سر پر تین چلو پانی ڈالو اور پھر جسم کے دائیں بائیں پانی ڈالو اور تیل کی طرح (قلیل) پانی کافی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے وضو کے (باب ۵۲) استنجاء اور آب مضاف و مستعمل (باب ۱۰) اور سر حشفہ کے داخل ہونے سے غسل جنابت کے واجب ہونے کے بیان میں اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ آئندہ بھی (غسل میت باب ۲۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

ایک ہی برتن سے مرد اور عورت کا غسل کرنا جائز ہے اور مرد کا پہل کرنا اور پانی کا دو صاع یا ایک صاع اور ایک مد ہونا مستحب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ غسل جنابت کے لئے کس قدر پانی کافی ہے؟ فرمایا: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ مد پانی کے ساتھ اپنی بیوی سمیت غسل کیا کرتے تھے اور دونوں ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

(الفروع، التہذیبین)

۲۔ حسن بن قاسم بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا زن و مرد (میاں بیوی) ایک برتن سے غسل کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ البتہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں پر پانی ڈال لیں (ان کو صاف کر لیں)۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا فرما رہے تھے۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل فرماتے

تھے۔اور اگر آپؐ کی کوئی زوجہ بھی آپؐ کے ہمراہ ہوتیں تو پھر ایک صاع اور ایک مد کے ساتھ کرتے تھے۔(تہذیبین)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: حضرت رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زوجہ سمیت پانچ مدوں (ایک صاع اور ایک مد) پانی سے اور ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔میں نے عرض کیا کہ کس طرح کرتے تھے؟ فرمایا: آپ اس طرح کرتے تھے کہ پانی ہاتھ میں لے کر پہلے اپنی شرم گاہ کو صاف کرتے تھے۔بعد ازاں وہ پانی لے کر اپنے "مقام" کو صاف کرتی تھیں۔پھر وہ اپنے جسم پر پانی ڈالتے اور وہ اپنے جسم پر ڈالتی تھیں۔یہاں تک کہ دونوں غسل سے فارغ ہو جاتے تھے۔الغرض آپ تین مد سے اور وہ محترمہ دو مد سے غسل کرتی تھیں اور یہ تھوڑا سا پانی اس لئے کافی ہوتا تھا کہ دونوں مشترکہ غسل کرتے تھے۔ورنہ جو تنہا کرے تو اس کے لئے ایک صاع (چار مد) پانی ضروری ہے۔(الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم اور ابوبصیر سے اور وہ اما مین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مد سے وضو اور ایک صاع کے ساتھ غسل کیا ہے۔پھر فرمایا کہ آپ نے اپنی زوجہ سمیت پانچ مد پانی سے غسل کیا ہے۔(التہذیب)

یہاں وہ روایت درج ہے جو جوٹھے پانی کے (باب ۷) میں گزر چکی ہے۔جس میں آنحضرت کا اپنی زوجہ جناب میمونہؓ کے ساتھ ایک بڑے لگن سے غسل کرنے کا تذکرہ موجود ہے۔(آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۳۴

ہر غسل وضو سے مجزی ہے (یعنی اس سے پہلے یا اس کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے)

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: غسل وضو سے بے نیاز کر دیتا ہے۔(پھر فرمایا) اور کون سا وضو ہے۔جو غسل سے بڑھ کر طہارت اور پاکیزگی کا موجب ہے؟۔(التہذیبین)

۲۔ محمد بن عبدالرحمن الھمدانی نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا کہ آیا غسل جمعہ کے ساتھ نماز کے لئے وضو کی ضرورت ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ غسل جمعہ ہو یا کوئی اور غسل اس میں وضو کی ضرورت نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ عمار الساباطی بیان کرتے ہیں۔کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔کہ جو شخص غسل جنابت یا غسل جمعہ یا

غسل عید کرے آیا اسے غسل سے پہلے یا اس کے بعد (نماز وغیرہ کے لئے) وضو کی ضرورت ہے؟ فرمایا: نہیں غسل کافی ہے۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد اسے وضو کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ غسل کے بعد وضو کرنا بدعت ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز احمد بن محمد بن یحییٰ کی مرسل روایت میں غسل سے پہلے یا اس کے بعد وضو کرنے کو بدعت قرار دیا گیا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مروی ہے۔ کہ کسی غسل کے ساتھ وضو نہیں ہے۔ سوائے غسل جمعہ کے کہ اس میں غسل سے پہلے وضو ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ حیض، استحاضہ اور نفاس وغیرہ کے ابواب میں ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ (نیز ابھی باب ۳۴ میں بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ) البتہ ان کے منافی بھی بعض حدیثیں آئیں گی جن کی ہم مناسب توجیہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

غسل جنابت سے پہلے یا اس کے بعد وضو کرنا جائز نہیں ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن یقطین سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ جو (شریعت) جبرئیل (منجانب اللہ) لائے ہیں۔ آیا اس میں غسل جنابت کے ساتھ وضو ہے؟ فرمایا: جب آدمی صرف اس طرح غسل کرے گا۔ کہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے گا پھر جسم سے ظاہری نجاست کو دور کرے گا۔ پھر اپنے سر و منہ پر پانی ڈالے گا۔ پھر دوسرے بدن پر (پہلے دائیں جانب پھر بائیں جانب) پس اس طرح غسل مکمل کرے گا۔ اب اسے وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے غسل جنابت کی کیفیت بیان کرنے کے بعد فرمایا: اس سے پہلے یا اس کے بعد وضو نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حکم بن حکیم بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جنابت کے متعلق سوال کیا؟ (امامؑ نے جواب دیا۔ پھر) میں نے عرض کیا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ غسل (جنابت) سے پہلے نماز والا وضو کرنا چاہیئے؟ امامؑ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا: بھلا غسل سے بڑھ کر کونسا وضو پاکیزگی آور ہے؟ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اہل کوفہ حضرت امیر علیہ السلام سے یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ غسل جنابت سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا کرتے تھے؟ فرمایا: ان لوگوں نے حضرت امیر علیہ السلام پر افترا پردازی کی ہے! انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں یہ چیز نہیں پائی۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ "ان کنتم جنباً فاطھروا" (کہ اگر تم جنب ہو تو غسل کرو) یعنی خدا نے جب آدمی کو غسل کرنے کا حکم تو دیا ہے مگر اسے وضو کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ جب میں جنب ہو جاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا: پہلے ہاتھوں کو اور شرم گاہ کو دھوؤ۔ اور پھر نماز والے وضو کی طرح وضو کرو۔ اس کے بعد غسل کرو۔ (ایضاً)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے۔ (کیونکہ یہ مخالفین کے مسلک [1] کے موافق اور مذہب اہل بیت کے مخالف ہے)۔

باب ۳۵

غسل جنابت کے علاوہ دوسرے غسلوں سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ہر غسل سے پہلے وضو ہے سوائے غسل جنابت کے۔ (الفروع وکذا فی التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تم غسل جمعہ کرنا چاہو تو پہلے وضو کرو۔ پھر غسل کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ (کہ چونکہ باب ۳۴ میں متعدد حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ ہر غسل وضو سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور اس باب ۳۵ کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ غسل جنابت کے علاوہ دوسرے غسلوں سے پہلے وضو کرنا چاہیئے۔ تو مؤلف علام اس کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) (۱) یہ دونوں حدیثیں علاوہ اس کے کہ تقیہ کے موافق ہیں۔ ان میں وضو کے واجب ہونے کی کوئی صراحت نہیں ہے بلکہ ان کا استحباب پر حمل کرنا انسب ہے۔ (۲) یہ دونوں حدیثیں تقیہ پر محمول ہیں۔ چونکہ باب ۳۴ میں کئی حدیثوں میں یہ حکم ذکر ہو چکا ہے۔ کہ ہر غسل کے بعد وضو کرنا بدعت ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ بطور استحباب یہ وضو پہلے کر لیا جائے۔ یا کیا ہی نہ جائے! اور جس روایت میں یہ مذکور ہے کہ "غسل" سے پہلے یا اس

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب الفقہ علی المذاہب الخمسہ ص ۴۶ طبع لبنان۔ ومشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰ طبع بمبئی)۔

کے بعد وضو کرنا بدعت ہے۔ اس سے مراد غسل جنابت ہے۔ یا بقصد وجوب وضو کرنا مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۳۶

غسل کرنے کے بعد خارج ہونے والی مشتبہ رطوبت کا حکم؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک (جنب) آدمی غسل سے پہلے (بطور استبراء) پیشاب کر کے غسل کرتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کی کچھ رطوبت خارج ہوتی ہے تو؟ فرمایا: صرف (نماز کے لئے) وضو کرے اور اگر پیشاب نہیں کیا تھا تو پھر غسل کا اعادہ کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی مروی ہے کہ اگر پیشاب کئے بغیر غسل کے بعد کچھ رطوبت دیکھے تو بھی صرف وضو کرے غسل ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ وہ رطوبت رگوں سے خارج ہوئی ہے۔ (یعنی مذی وذی وغیرہ ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ ایک شخص غسل سے پہلے پیشاب کرتا ہے۔ پھر غسل کرتا ہے۔ پھر اس کی کچھ رطوبت خارج ہوتی ہے تو؟ فرمایا اگر اس نے غسل سے پہلے پیشاب کر لیا تھا۔ تو پھر غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیبین)

۴۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس صورت میں غسل نہ کرے ہاں البتہ وضو اور استنجاء کرے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا کہ جو جنب تھا۔ اور پیشاب کرنا بھول گیا اور غسل کر لیا۔ پھر غسل کرنے کے بعد کچھ رطوبت دیکھی۔ تو آیا وہ دوبارہ غسل کرے؟ فرمایا: نہیں۔ منی تو نچڑ چکی تھی لہٰذا یہ رطوبت پشت کی رگوں سے سمجھی جائے گی۔ (تہذیبین)

۶۔ عبداللہ بن ہلال بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے مباشرت کرتا ہے۔ اور پیشاب کے بغیر غسل کر لیتا ہے اور غسل کے بعد اس کی کچھ رطوبت خارج ہوتی ہے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ اس (رطوبت) کو خدا نے معاف کر دیا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ زید شحام بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک جب آدمی پیشاب کرنے سے پہلے غسل کرتا ہے۔ پھر غسل کے بعد کچھ رطوبت دیکھتا ہے تو؟ فرمایا: اس نے جو کچھ دیکھا ہے۔ وہ کچھ بھی نہیں

ہے۔۔۔(یعنی اس سے نہ غسل واجب ہے اور نہ وضو)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ (چونکہ قبل ازیں احکام تخلی باب ۱۱ نواقض وضو باب ۱۳) میں اس مشتبہ رطوبت کے متعلق متعدد صحیح وصریح حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ کہ اس سے نہ غسل واجب ہوتا ہے اور نہ وضو۔ مگر اس باب کی بعض حدیثوں میں غسل کرنے کا اور بعض میں وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے مؤلف علام ان کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (۱) ان کی وجہ یا تو استحباب ہے۔ (کہ اس صورت میں غسل یا وضو کرنا مستحب ہے)۔ (۲) یا یہ حدیثیں اس صورت پر محمول ہیں۔ کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ وہ خارج ہونے والی رطوبت منی ہے۔ (تو غسل کرنا پڑے گا) یا پیشاب ہے (تو وضو کرنا پڑے گا) جیسا کہ حضرت شیخ صدوقؒ اور شیخ طوسیؒ کے کلام سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کہ یقین کو صرف یقین کے ساتھ ہی توڑا جا سکتا ہے۔ ظن وتخمین اور شک وشبہ سے اسے نہیں توڑا جا سکتا۔ (واللہ العالم)۔

باب ۳۷

غسل کرتے وقت منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الحکم سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جمعہ کے غسل میں یہ دعا پڑھو: "**اللّٰھم طھّر قلبي من کلّ آفۃ تمحق دیني وتبطل عملي**۔ اور غسل جنابت میں یہ دعا پڑھو: "**اللّٰھم طھر قلبي وزکّ عملي وتقبّل سعیي واجعل ما عندک خیراً لي**۔ (الفروع۔ التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں۔ کہ دوسری روایت میں غسل کرتے وقت اس دعا کا پڑھنا منقول ہے: "**اللّٰھم اجعلني من التوابین واجعلني من المتطھرین**"۔(التہذیب)

۳۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: غسل جنابت کرتے وقت یہ دعا پڑھو: "**اللّٰھم طھّر قلبي وتقبل سعیي واجعل ما عندک خیراً لي اللّٰھم اجعلني من التّوابین واجعلني من المتطھّرین**" اور غسل جمعہ کرتے وقت یہ دعا پڑھو: "**اللّٰھم طھر قلبي من کل آفۃ تمحق دیني وتبطل بہ عملي اللّٰھم اجعلني من التّوابین واجعلني من المتطھّرین**"۔(ایضاً)

باب ۴۸

غسل میں بالوں کی جڑوں تک اور ہر ہر جزء بدن تک پانی کا پہنچانا واجب ہے البتہ بڑھے ہوئے بالوں کا دھونا اور ان کی گرہوں کا کھولنا واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھ سے سلمہ خادمہ رسولؐ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج اپنے بالوں کی چوٹیاں سروں کے اگلے حصہ پر کیا کرتی تھیں۔ (یہ جوڑے اس دور میں نہیں تھے)۔ اس لئے ان کو غسل کے لئے تھوڑا سا پانی کافی ہوتا تھا۔ (جو بآسانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جاتا تھا) مگر آج کل (چونکہ عورتیں جوڑے بناتی ہیں۔ اس لئے) ان کو زیادہ پانی استعمال کرنا چاہیئے۔ (تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے)۔ (التہذیب)

۲۔ جمیل بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ عورتیں بالوں کی جو چوٹیاں بناتی ہیں تو؟ فرمایا: پہلے تو کنگھی پٹی کا یہ طریقہ نہ تھا۔ بلکہ عورتیں بالوں کو صرف یکجا کر دیتی تھیں۔ پھر امامؑ نے چار طریقہ پر چوٹیاں بنانے کا تذکرہ کیا۔ (جو سر کے اگلے، پچھلے اور دائیں، بائیں بنائی جاتی تھیں) پھر فرمایا: ان کو چاہیئے کہ غسل کرنے میں خوب مبالغہ کریں۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: عورت جب غسل جنابت کرے تو اسے اپنے بال کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آج کل عورتوں نے کنگھی پٹی کرنے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ کہ ماشطہ (کنگھی پٹی کرنے والی عورت) اون کا یا ریشم کا ایک دھاگہ لے کر عورت کے بالوں کے ساتھ باندھتی ہے۔ پھر اسے خوشبو سے معطر کرتی ہے پھر اس پر پتلا سا کپڑے کا ٹکڑا رکھتی ہے۔ پھر اسے چمڑے سے سی دیتی ہے۔ اور پھر اسے سر کے اگلے حصہ پر رکھ دیتی ہے۔ اگر اس حالت میں وہ جنب ہو جائے تو؟ (غسل کس طرح کرے؟) فرمایا: پہلے دور میں عورتیں بالوں کو سر کے اگلے حصہ پر کنگھی کر کے اکٹھا کرتی تھیں۔ اور جب جنب ہوتیں تو بالوں کو اپنی حالت پر رکھتی تھیں۔ اور ان کو کھولتی نہیں تھیں۔ (پھر فرمایا) ایسی عورتوں کو حکم دو۔ کہ سروں کو پانی سے تر کریں۔ اور پھر نچوڑیں تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پس جب

پانی جڑوں تک پہنچ جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ حائض کیا کرے؟ فرمایا: اپنے جوڑا کو کھول دے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ ساباطی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر عورت غسل کرنا چاہے جبکہ اس نے سر کے بال دھاگہ سے بندھے ہوئے ہوں اور بالوں کو کھولے بھی نہ؟ تو اس کے لئے کا کس قدر پانی کافی ہے؟ فرمایا: جس قدر اس کے بال پی جائیں (جڑوں تک پانی پہنچ جائے یعنی) تین پیالے سر کے لئے اور دو دو پیالے دائیں بائیں جانب کے لئے۔ پھر پورے جسم پر ہاتھ پھیرے۔ (الفقیہ)

۶۔ قبل ازیں (باب احدیث نمبر ۵ میں) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ جو شخص غسل جنابت کرتے وقت ایک بال بھی چھوڑ دے گا تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (المقنع۔ عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے مراد بالوں کی جڑیں ہیں۔ نہ کہ ان کے کنارے۔ جیسا کہ یہاں اور باب وضوء میں یہ بات گزر چکی ہے۔ کہ بدن کے ہر ہر جزء تک پانی کا پہنچانا واجب ہے۔۔۔ وبس۔۔۔

باب ۳۹

جو شخص غسل جنابت کرنا بھول جائے۔ یا اسے اس کا علم ہی نہ ہو اور اسی حال میں نماز پڑھ لے اور روزہ بھی رکھ لے۔ تو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ ایک شخص ماہ رمضان میں جنب ہوا اور غسل کرنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں پورا ماہ رمضان گزر گیا تو؟ فرمایا: اس پر واجب ہے کہ غسل کرے اور اس اثنا میں پڑھی ہوئی تمام نمازوں اور رکھے ہوئے تمام روزوں کی قضا کرے۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن مہزیار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں (کہ امامؑ نے فرمایا کہ) جب آدمی کا کپڑا نجس ہو (اور اسے اس کا پیشگی علم نہ ہو) تو اس میں پڑھی ہوئی نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے۔ سوائے اس نماز کے جس کا وقت ہنوز باقی ہے۔ (کہ اس کا اعادہ کرے گا) اور اگر جنب ہو (اور غسل کرنا بھول جائے) یا بغیر وضو کے نماز پڑھ لے تو اس پر ان تمام نمازوں کی قضا لازم ہے۔ جو اس حالت میں (غسل یا وضو کے بغیر) پڑھی ہیں۔ کیونکہ کپڑے اور بدن کا حکم جدا جدا ہے۔ اس کے مطابق عمل کرو۔ انشاءاللہ۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص صبح اپنے (خاص) کپڑے پر منی دیکھتا ہے۔ جبکہ اسے خواب میں احتلام نہیں ہوا تو؟ فرمایا: اسے چاہیئے کہ غسل جنابت کرے کپڑے کو دھوئے اور نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد (باب ۱۴ از وضو میں) اور کتاب الصوم (باب ۷ اور ۳۰ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ۔

باب ۴۰

جنب کے لئے سر پر تین بار اور دائیں بائیں جانب دو دو بار پانی ڈالنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب آدمی تین بار سر پر پانی ڈالے اور اس سے کم کافی نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے کیفیت غسل (باب ۲۶) میں بیان کی جا چکی ہیں۔ نیز ایسی بعض حدیثیں بھی قبل ازیں ذکر ہو چکی ہیں جن میں مذکور ہے کہ اس طرح غسل کرنا کافی ہے۔ کہ اس پر غسل کا نام صادق آجائے۔ اگرچہ تیل سے چپڑنے کی مانند ہو۔ اور یہ کہ ایک صاع سے بھی کمتر پانی کافی ہے۔ ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سر پر تین بار اور دائیں بائیں جانب پر دو دو بار پانی ڈالنے سے مراد استحباب ہے۔ (ورنہ واجب صرف ایک ایک بار پانی ڈالنا ہے)۔

باب ۴۱

اگر کسی شخص کے غسل میں کچھ خلل رہ جائے تو جسے علم ہو اس پر اسے بتلانا واجب نہیں ہے اور اس شخص کا حکم جو بعض اعضاء کا دھونا بھول جائے یا اس میں شک کرے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میرے والد ماجد حضرت محمد باقر علیہ السلام نے ایک بار غسل جنابت کیا۔ اور ان کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ آپ کی پشت پر تھوڑی سی جگہ خشک رہ گئی ہے! آپ نے فرمایا: اگر تو خاموش رہتا تو تیرا کیا بگڑ جاتا؟ پھر اس خشک جگہ پر (تر) ہاتھ پھیر دیا۔ (الفروع۔ التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں جبکہ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص نے غسل جنابت میں بازو یا جسم کا کوئی حصہ نہیں دھویا تو؟ (فرمایا) جب اسے (کسی عضو کے دھونے میں) شک ہو۔ اور اس کے جسم پر ہنوز تری موجود ہو اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس تری سے اس عضو کو تر کر دے اور اگر یقین ہو کہ (نہیں دھویا) اور تری موجود نہ ہو۔ تو پلٹ کر ان کو دھوئے اور اگر اس وقت شک پڑے جبکہ نماز پڑھ رہا ہو تو پھر اس شک کی کوئی پروانہ کرے۔ اور برابر نماز پڑھتا رہے۔ اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر اسی حالت میں کسی عضو کے ترک کرنے کا یقین ہو جائے تو پھر لوٹ کر اس عضو پر پانی ڈالے اور اگر اس وقت اس کے جسم پر تری موجود ہو تو اس پر تر ہاتھ پھیر دے۔ اور ترک کے یقین کی صورت میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرے۔ اور اگر صرف شک ہو تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ برابر اپنی نماز جاری رکھے۔ (التہذیب۔ الفروع)

باب ۴۲

غسل میں انگوٹھی، کنگن، جبیرہ اور زخم وغیرہ کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک جب کے جسم پر کوئی زخم ہو۔ جس پر پانی کے لگنے سے اسے ضرر کا اندیشہ ہو۔ تو؟ فرمایا: اگر ضرر کا اندیشہ ہو تو پھر اسے نہ دھوئے (بلکہ زخم پر پٹی رکھ کر اس کے اوپر ہاتھ پھیر دے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے وضو کے باب ۴۱ میں اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو ان احکام پر تفصیلاً روشنی ڈالتی ہیں۔

باب ۴۳

جب متعدد اسباب غسل جمع ہو جائیں تو صرف ایک غسل کافی ہوتا ہے اور اگر جب، میت اور محدث اکٹھے ہوں اور پانی صرف ایک کے لئے کافی ہو۔ تو کون مقدم ہوگا؟ اس کا حکم؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامؑ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب صبح صادق کے بعد غسل کرو۔ تو یہ ایک غسل، جنابت، پچھنے، عرفہ، عیدالاضحیٰ، اور زیارت سب کے لئے کافی ہے۔ پس جب تم پر بہت سے حقوق (اور اسباب

غسل) جمع ہو جائیں۔ تو ان سب کے لئے صرف ایک غسل کافی ہے۔ پھر فرمایا: عورت کا حکم بھی یہی ہے۔ لہٰذا اس کے لئے بھی جنابت، احرام، جمعہ، حیض اور عید کے لئے ایک ہی غسل کافی ہے۔ (الفروع۔ التہذیب۔ السرائر)

۲۔ جمیل بن دراج بعض اصحاب سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کوئی جنب طلوع فجر کے بعد غسل کرے تو وہ غسل اس کے لئے اس دن کے تمام لازمی غسلوں سے مجزی اور کافی ہے۔ (الفروع)

۳۔ شہاب ابن عبدربہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی جب آدمی میت کو غسل دینا چاہے۔ یا جو شخص میت کو غسل دے اور بعد ازاں اپنی زوجہ سے مباشرت کر کے غسل کرنا چاہے تو جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (فرمایا) اگر جب آدمی میت کو غسل دینا چاہے تو البتہ پہلے ہاتھ دھو لے۔ اور وضو کر لے۔ پھر غسل دے۔ اور جس پر غسل مس میت واجب تھا اگر وہ زوجہ سے مباشرت کرنا چاہے تو پہلے وضو کر لے۔ بعد ازاں صرف ایک غسل دونوں کے لئے کافی ہے۔ (الفروع۔ التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے مباشرت کی اور عورت نے ہنوز غسل جنابت نہیں کیا تھا کہ اسے حیض آ گیا تو؟ فرمایا: وہ جنابت اور حیض دونوں کے لئے صرف ایک غسل کرے گی۔ (تہذیبین)۔

۵۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر کوئی شخص زوجہ سے مقاربت کرے اور غسل سے پہلے عورت کو حیض آ جائے تو اس پر غسل جنابت واجب ہے! (ایضاً)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس مطلب میں صریح نہیں ہے کہ اسے دو غسل کرنا پڑیں گے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اسے حیض کے آ جانے سے جنابت کا اثر بالکل زائل نہیں ہو جاتا بلکہ باقی رہتا ہے۔ البتہ حیض کے ختم ہونے کے بعد دونوں کے لئے صرف ایک غسل کرنا کافی ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی عورت جنب ہو۔ اور اسے (غسل سے پہلے) حیض آ جائے تو؟ فرمایا: جنابت اور حیض دونوں کے لئے ایک غسل کرے گی۔ (الفروع۔ التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ آئندہ (حیض باب ۲۳) اور تداخل اغسال کے متعلق تیمم (باب ۱۸) اور غسل میت (باب ۳۱) میں اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۴۴

برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کا تین بار دھونا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض آئمہ علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب میت کو غسل دینا چاہو تو۔۔۔ اس کے ہاتھوں کو کلائی کے نصف تک اس طرح تین بار دھوؤ جس طرح جنب آدمی دھوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص غسل کرنا چاہے۔ تو پہلے اپنی دونوں کلائیوں کو دھوئے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب وضو (باب ۲۷) اور غسل کی کیفیت (باب ۲۶ و ۳۲ و ۳۴) میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (غسل میت باب ۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

مستحب ہاتھ دھونے سے پہلے جنب کے لئے پانی میں ہاتھ ڈالنا جائز ہے

اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن حسن صفار باسناد خود شہاب ابن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چاہتا تھا کہ ان سے جنب کے متعلق سوال کروں۔ مگر جب داخل ہوا تو میں مسئلہ بھول گیا۔ امامؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے شہاب! جب آدمی مٹکے سے پانی کا چلو لے سکتا ہے۔ (بصائر الدرجات)

۲۔ نیز شہاب ابن عبدربہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امامؑ نے از خود فرمایا: اے شہاب! اگر جی چاہے تو تو سوال کر (اور جواب سن) اور اگر تیرا دل چاہے تو میں تجھے بتاؤں کہ تو کیوں آیا ہے؟ شہاب کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آپ ہی فرما دیں۔ فرمایا: تو یہ پوچھنے کے لئے آیا ہے کہ اگر جب آدمی بھول کر پانی میں ہاتھ ڈال دے تو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اسی لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا: جب اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر فرمایا: تو یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہے کہ اگر جنب آدمی مٹکے سے پانی لینا چاہے۔ اور اس کے ہاتھ پانی کو لگ جائے تو؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا: اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اس سے قبل یہ حدیث (وضو کے باب ۲۸ حدیث نمبر ۱ میں) گزر چکی ہے۔ کہ اگر آدمی پیشاب کرے اور اپنا دایاں ہاتھ کسی چیز کو

نہ لگائے تو اگرچہ جب بھی ہو تو اس کے پانی میں ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ وضو وغیرہ) میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد نجاسات (باب ۲۷ وغیرہ) میں آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

اس کپڑے کے پہننے سے جس میں جنابت ہوئی؟ غسل واجب نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس میں پسینہ بھی آ جائے یا بارش سے تر ہو جائے۔ اور یہ کہ جب اور حائض کا پسینہ پاک ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابواسامہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ جب آدمی کو اس حالت میں اپنے کپڑے میں پسینہ آ جائے یا غسل کرنے کے بعد اپنی زوجہ سے معانقہ کرے یا ہم خوابی کرے اور وہ جب یا حائض ہو۔ اور اس کا پسینہ اسے لگ جائے تو؟ فرمایا: یہ سب کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفروع)

یعنی اس کی وجہ سے نہ غسل واجب ہوتا ہے اور نہ ہی بدن یا کپڑا دھونا پڑتا ہے۔

۲۔ حمزہ بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کپڑا آدمی کو جب نہیں کرتا اور نہ ہی آدمی کپڑے کو جب کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز ابواسامہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک کپڑے میں جنابت ہوئی ہے۔ اور مجھے بارش کا پانی لگتا ہے۔ جس سے کپڑا بھیگ جاتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک آدمی جنابت والا کپڑا پہنتا ہے اور پھر اسے اس میں پسینہ آ جاتا ہے تو؟ فرمایا: کپڑا آدمی کو جب نہیں کرتا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے یہاں بھی اور جوٹھ کے ابواب میں بھی گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد نجاسات (باب ۲۷) میں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

اس جگہ ننگے ہو کر غسل کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو اور اپنی بیوی کے روبرو کپڑے کے بغیر نہانا جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ وہاں تہمند کے بغیر نہانا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عورت اپنے شوہر کا مقام ستر دھو سکتی ہے؟ اور کیا مرد اپنی عورت کے روبرو غسل کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے! (پھر فرمایا) وہ اس سے جو کچھ کرتا ہے (مباشرت) وہ اس سے بہت بڑی ہے۔

(تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ باب النکاح میں اس قسم کی بعض اور حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆☆☆☆☆

وسائل الشیعہ کی جلد اول کا ترجمہ مع تحشیہ بفضلہ تعالیٰ اختتام پذیر ہوا۔ والحمد للہ اولاً و آخراً۔

۴ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ بمطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ بوقت ساڑھے سات بجے صبح۔

نظر ثانی آج صبح سات بجے ختم ہوئی۔ والحمد للہ ۲۸ مارچ ۱۹۹۳ء ۴ شوال ۱۴۱۳ھ بروز اتوار۔

(وانا الاحقر محمد حسین النجفی عفی عنہ بقلمہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

☆☆☆☆☆